نذر

بعہد دولت ابد مدت وارالمی سپہر آستان کیانی فرشتہ پاسبان
اعلیٰحضرت قدر قدرت خداوند نعمت حضور پرنور رستم دوران مظفر الممالک
فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ ظل سبحانی اعلیحضرت میر محبوب علیخان بہادر
بادشاہ دکن خلد اللہ ملکہ و دولتہ و افاض علی رؤس الانام برہ و احسانہ

یہ ناچیز ہدیہ

بگرامی خدمت فیض درجت
اعتضاد السلطنۃ ناصر الملۃ معلی القاب عالیجناب ہلال رکاب سکندر جنگ اقبال الدولہ
اقتدار الملک وقار الامرا نواب محمد فضل الدین خان بہادر وزیر اعظم دولت آصفیہ
ادام اللہ اقبالہ و اجلالہ بصد ادب بامید قبولیت

بسر پرستی و کمال پروری مصطفوی
گوہر تقدسی تبار نادر نامہ تحریر اقلیدس تحریر عالیجناب نواب موتمن جنگ
عماد الملک بہادر ناظم تعلیمات دام اقبالہ پیش کیا جاتا ہے
گر قبول افتد زہے عز و شرف

گذرانیدہ

فدوی خاص محمد حسین عفی عنہ

فہرست خلاصہ مضامین کتاب الحکم التاریخ المعروف بہ محبوب السلاطین

بیادگاری کشن فرزند فرخ منش پسر

یہہ تاریخ جسمیں سلاطین نامور و حکمای نامی کے حکایات و نصائح تمام عالم کی سلاطین ہم بزم ہیں مسمّی

احکام التاریخ

المعروف

محبوب السلاطین

جسکو مورخ نامور فرزانہ روشن گہر جناب منشی محمد حسین خان صاحب نے تالیف فرمایا

بمطبع نامی روالکشن مطابع عجز دو آلی طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دیباچہ

نتیجۂ فکر روشن شاعر ساحری فن یگانۂ روزگار منتخب لیل و نہار رشک خاقانی و عمعق ثالث لبید و فرزدق خاقان قلمرو سخن ساسان ششم ملک الشعرا ابو القاسم مولانا فضل رب عرشی تاجپوری مدظلہ علی رؤس الانام شاعر خاص حضور نظام

اگرچہ اعیان روزگار کے حالات سے عربی اور فارسی تاریخین لبریز ہین اور عجمی تازی زبانین ان ناموروں کے واقعات سے مالامال۔ مگر وہ چیز جسکو زمانہ کی آنکھین آج ڈھونڈھ رہی ہین اور موجودہ زمانہ کے جوہری جن موتیون کی تلاش مین ہین اوس گوہر شبچراغ سے یہہ دونون صدف خالی ہین۔ یا ان موتیون کی اون جوہریون کو

قدر ہی نہ تھی یا دانستہ اُن گران بہا جواہرات کو اپنے مبارک جانشینون کیلئے چھوڑ گئے یہہ کہنا کہ اسلامی مورخین اس کوچہ سے نابلد اور فن تاریخ مین کامل نہ تھے عقل انسانی کا خون کرنا ہے متعصب مورخین کے غلط فہمیون نے اگلے تاریخ نگارون کو مورد الزام بنایا ہے چونکہ دامن سلطنت ہمیشہ عیب پوش اور پردہ دار ہوتا ہے اسلئے اُن کی عہد حکومت مین اون کے عیوب پر نظر نہین پڑتی آیندہ نسلین ہماری نگاہون سے دور ہین معلوم نہین کس لباس اور کس ہیئت مین آنے والی ہین۔ اور موجودہ تہذیب اور طرز تمدن کا کن ہتیارون سے مقابلہ کرنیوالی ہین۔

تاریخ جسکی آنکھون کے سامنے حدوث و قدم اور وجوب و امکان کے سر اپردے کھلے ہین عبرت کی نگاہون سے بتلا رہی ہے کہ ہر زمانہ کے مورخ اگلون کے علمی اور عملی کارنامہ حقارت کی نگاہ سے دیکھتے آئے ہین اور اعتراضون کے سیلاب سے گذشتہ تہذیب کی عمارتون کو متزلزل کرتے رہے ہین۔

صاحب السیف و القلم کی امت کے وہ بزرگ جو اپنے اپنے عہد کے اولوالعزم نامورونکا کارنامہ لکھ گئے ہین اسی سیف و قلم کو پیش نظر رکھ لیا ہے زیادہ حصہ فتوحات اور خانہ جنگیون سے لبریز پائیگا اور باقی حصہ مین ایسے علمی جلسے نظر آئینگے کہ آپ ہر عہد کے آئمہ ہر عصر کے علما کی خیالی تصویر ایک خیالی لباس مین دیکھ لینگے مگر اون کی معاشرت اونکی عادات اور اونکی پرایوٹ زندگی کا کہین پتہ نہ لگے گا جو موجودہ تہذیب کی نظر مین دلچسپ اور قابل فخر واقعات ہین اون کے مبارک جانشینون (اہل یورپ) نے اس بار گران کو اپنے دوش ہمت پر اوٹھا لیا اور ہر امور کی دو ورقی تصویر کھینچکر سلک کے سامنے رکھدی جس سے اوس تصویر کا عیب ہنر حسن و قبح رفتار و گفتار صورت و سیرت

بلکہ خط و خال تک نظر آنے لگا مگر یہہ اوس حالتمین ہے جب ایک ہی شخص کی لائف لکھی جاتی ہے اور اوسکی علمی اور عملی کارنامے اور اوسکے تکلف یا سادہ پن کا خاکہ کھینچنا مقصود ہوتا ہے مگر وہ مورخین جو سلاطین عالم یا مشاہیر حکما کا مرقعہ تذکرۃ للناظرین پبلک مین پیش کرتے ہین بجز اسکے کہ انکی تاریخ ولادت اور سن وفات لکھکر خاموش ہو رہین کیا کر سکتے ہین - اسی گروہ کے ایک نامور مورخ مین ہمارے معزز دوست منشی محمد حسین خانصاحب جنہون نے سلاطین ایشیا اور یورپ کے متعلق ایک بسیط تاریخ لکھی ہے اور اوسکو پانچ حصون پر تقسیم کیا ہے -

پہلے حصہ مین بادشاہون کی ایسی دلچسپ حکایتین درج کی ہین جس سے اونکی سپرٹ اور سوشیل حالات کا مجملاً اندازہ ہوسکتا ہے اور ہر حکایت کی آخر مین اوسی حکایت سے ایسا معنی خیز اور سود بخش نتیجہ نکالا ہے جو برقی حرارت کیطرح رگ و پی مین دوڑ جاتا ہے -

دوسرے حصہ مین حکمرانی کی تعریف اوسکے صرف کا موقع حاکم کے فرائض اوسکے مثالین عمدہ پیرایہ مین بیان کے ہین اور اخلاقی حالات کا فوٹو کھینچکر سامنے رکھدیا ہے جس سے مولف کی قوت نظر اور قدرت استنباط ظاہر ہوتی ہے -

تیسرا حصہ علما اور سلاطین کے قابل قدر نصیحتون سے لبریز ہے جو حقیقتاً لایق قدر اور قابل عمل ہے -

چوتھا حصہ ظلم کے صفات نکوہیدہ اور اوسکے برے نتایج سے متعلق ہے جسکو مولف نے نمعلوم کہان کہان سے قطرہ قطرہ فراہم کیا ہے تب یہہ موجزن دریا زمین سخن پر بہایا ہے -

پانچوین حصہ مین سلاطین روی زمین کو ایک نقشہ مین اسطرح دکھایا ہی کہ یہہ سب

پیدا ہوے اور کس کس مین سلطنت پائی اور کب اس سیمیائی طلسم کو چھوڑنا پڑا ۔ بے چین طبیعتین جو ہمیشہ اشتغال کے متلاشی اور علمی مطلوب کی جویان رہتی ہین کچھہ نہ کچھہ مشغلہ دل بہلانے کا ڈھونڈ لیتی ہین ہمارے معزز دوست جنھون نے مدت سے اس سنگستانی اور ریتلی زمین مین قدم رکھا ہے اور تصنیفات کا عظیم بار مردانہ دوش ہمت پر اوٹھا لیا ہے جب اس تالیف سے فارغ ہوے تو اونکا حسن ظن بمقتضائے لینہ اونکو میرے پاس کھینچ لایا تاکہ اس بحر مواج کو خار و خاشاک سے پاک کرکے زہر آگین موجون کو شفاف اور شیرین لہرون سے جدا کردون اون کے جوش اور مکرمی مولوی محمد عبد الخالق صاحب کے اصرار نے مجبور کیا کہ حریفانہ اس ناظورہ دلفریب پر نظر ڈالون اور اسکے خال و خط کو نقشہائے رنگارنگ سے رشک نگارخانہ ارژنگ بناؤن ۔ مگر مجھکو شرمسارانہ کہنا پڑتا ہے کہ مین اوس بھاری سل کو جیسا اور جس طرح چاہیے اٹھا نہ سکا نہ اس خیال سے کہ میرا دوش نازک زخمی اور فگار ہوجائیگا بلکہ وہ چشمہ جو وجدانی سرزمین سے اوبلا تھا ازدحام آلام اور فراوانی افکار کی حدت و تمازت سے خشک ہوکر رہگیا ۔ اسمین شک نہین کہ مولف نے مفید اور ضروری مضامین سے اس شراب تند اور رحیق عتیق کو دو آتشہ کرکے عالیجناب ہلال رکاب کیوان خدم برجیس شیم بیکسون کے والی غریبون کے مولا نواب سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک وقار الامرا بہادر وزیر اعظم سرکار دولتمدار آصفیہ دام اللہ اقبالہ و اجلالہ کے قدسی ملاحظہ مین نیازگسترانہ بامید قبولیت پیش کیا ہے جو ہر طرح قابل قدر اور درخور آفرین ہے اگر کریم دریا دلکی ہمت آبیاری کریگی اور چشمہ کرم کے کنارون سے مثل ابر نیسان گہربار ہوگی تو نہ صرف مولف کی چہرۂ محنت کا غازہ بنیگی

بلکہ قوم کی جیب و دامن کو گہرہائے شہوار سے بھر دے گی ۔

الرّاقم

ابوالقاسم فضل رب عرشی تاجپوری ۔

شاعر خاص اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی دام دولتہ

مثنوی

بنام خداوند گردان سپہر — فروزندہ مشعل ماہ و مہر

بیا اے خردمند پاکیزہ رائے — چو پاکان ز صورت بمعنی گرائے

غم ہر چہ داری فراموش کن — ازین میکدہ ساغری نوش کن

برآور سر دانش از گوشہ ہا — دو صد دانہ برگیر زین خوشہ ہا

براین شمع گرد آی و پروانہ باش — درین میکدہ باش و دیوانہ باش

چو پروانہ بیباش با ساز و سوز — ازین شمع قندیل خود برفروز

چہ نازی بکالای پارینہ ہا — ازین خانہ بردار گنجینہ ہا

چگویم کہ چون ساحر نقشبند — پری را درین شیشہ کردست بند

ببینی درین بحر گوہر نثار — صدفہا پر از گوہر شاہوار

چو گوہرکشان زین گہر ریزہا — پی گوش خود در کش آویزہا

الٰہی شود گوش آفاق پُر — ز آویزہ این گرانمایہ دُر
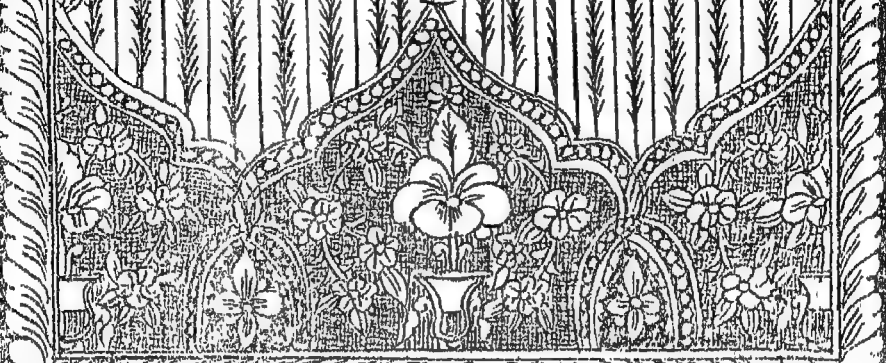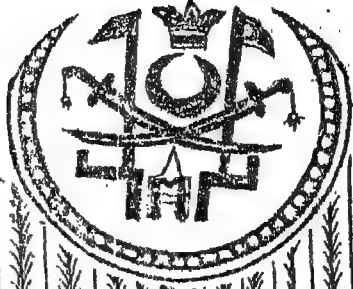
بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر قسم کی تعریف اُس مالک الملک شہنشاہ بے نیاز کو شایان ہے جس نے انبیاء عظام کو بیّن معجزات و آیات عطا فرمائے اور اولیاء کرام کو بدیہی کرامات و خرق عادات مرحمت کیے جن کے فیض عام سے انسان ضعیف البنیان شکوک کے ظلمات سے نکلکر نور یقین کو پہنچا اور مشعل ایمان اُس کے خانۂ دل میں روشن ہوئی

اور اللہ پاک کا شکر ہے جس نے اپنے عاجز اور فرمان بردار بندون کے واسطے وہ جنت بنائی کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی اور نافرمان بندون کیواسطے وہ دوزخ بنائی جس کے ایک دم گرم سے چھ مہینے تک روئے زمین پر تپش رہتی ہے اور ایک نفس سرد سے چھ مہینے ساری زمین آب افسردہ کا کام دیتی ہے اللہ پناہ دے اُس سے ہم سب مسلمان بھائیون کو اور درود و سلام کا

تحفہ اُس سردار عالم محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر جس نے
ہم کو اس دوزخ کی آگ سے بچانیکی ایسی صورۃ فرمائی جیسے شمع پر پروانہ گرتا ہو
اور کوئی بچاوے۔ اس سے یہہ مراد ہوسکتی ہے کہ ہم سب صرف دنیا کے ناز ونعم دیکھکر
اپنے آپ کو قعر ہلاکت مین گراتے ہین اور وہ ہم کو اُس سے اس طرح پر بچاتے ہین
جیسے کوئی شمع سے پروانہ کو اور ہزاران ہزار مدح وثنا چارون اصحاب کبار قامع بنیان
کفار کو لایق ہے جن حضرات بابرکات نے کمر سعی واخلاص باندھکر جان ودل سے
آپکے مددکی اور آپکے بعد بھی ایسی جانفشانی وعرق ریزی اشاعت اسلام مین
کی کہ ستارۂ اسلام کو چرخ ہدایت وارشاد پر مثل آفتاب روشن ومنور کردیا اور دشمنان
خدا وحاسدان ملت بیضا کو ایسا تہ تیغ کیا کہ نام کو بھی کہین نام کفر نہ چھوڑا ان چارون
حضرات کو اگر خانہ دین کا چار ستون تسلیم کرین تو حق ہے بلکہ اگر شخص اسلام کا چار عنصر مانین تو بجا ہے
۔دین اور بادشاہ یہہ دونون توام ہین دین بنیاد اور بادشاہ
اوسکا نگہبان ہے جس چیز کا کوئی نگہبان نہو تو وہ برباد ہوگی اور جو چیز کہ بے بنیاد ہوگی
وہ خراب ہوگی بادشاہ زمین پر خداوند عالم کا سایہ اور اُس کی مخلوق پر اُس کا
قایم مقام ہوتا ہے اور اسکی طرف سے اسکی حق کی رعایت کیواسطے ایک معتمد ہے کہ جس سے
انتظام کامل ہوتا ہے مثلاً امن رکھنا راہ مین پناہ دینا ضعیف کا قوی سے حائل
ہونا درمیان خلق اور مظالم کے جاری کرنا سنن کا دور کرنا بدعتہ وفتن کا آباد کرنا
مساجد کا قایم کرنا مدارس کا بنوانا سڑکون کا سزا دینا مجرمون اور راہزنون کا انصاف
کرنا مظلومون کا فیصل کرنا خصومات کا حق رسی کرنا حقدارون کی فریادرسی کرنا فریادیون
کی پناہ دینا یتیمون ولاوارثون کا کفن دفن کرنا غرباؤن کا بچانا رعایا کا دست متغلبین سے

حفاظت کرنا املاک واوقاف کا قائم کرنا حدود و قصاص کا جاری رکھنا تعزیرات کا اثبات کرنا شعائر اسلام کا نصب کرنا قاضیون اور مفتیون اور اہل احتساب کا قیام کرنا ساتھہ واجبات و فرایض و حقوق عباد کے اہتمام کرنا امر معروف ونہی منکرین جمع کرنا سپاہ و لشکر کا واسطے حراست کے دشمن سے مہیا رکھنا سلاح کا حرب و ضرب کیلئے قہر کرنا اعدائے دین پر بند و بست رکھنا بیت المال کا روکنا مفسدین کا فساد و فتن سے رعب اور ہیبت رکھنا رعایا پر پس اگر بادشاہ نہوتا تو انتظام نرہتا اور سب خاص و عام برابر ہوجاتے بلکہ فتنہ و فساد خوب پھیل جاتا اور اضطراب و شور بہت ہوتا اور لوگ من مانے سرکشی اور مخالفت کرتے یہان تک کہ اصلاح معاش و اصلاح عاقبت سے بالکل بے بہرہ ہوجاتے کیا خوب فرمایا خلیفہ عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ پاک بسبب سلطان کے ایسی باتون سے روکتا ہے جس سے کلام نہین روک سکتا ہے اور قرآن شریف سے تو وہی لوگ ڈرکر گناہون سے بچتے ہین جو عالم باللہ و عارف بالحق ہین اور سلطان سے سب خوف کرتے ہین اسلئے یہ خوف سلطنت کا اون کو بہت فعال محرم اور اعمال منکر سے باز رکھتا ہے۔ اور ایسا بادشاہ کون ہے کہ کلام اللہ کی آیتون مین فکر کرے اور غور و تامل سے اُن کو دیکھے خداوند عالم نے رسولون کو علامتین دیکر بھیجا ہے اور اُن کے ساتھہ کتاب و ترازو اوتاری کہ لوگ عدل و انصاف پر قائم رہین اور لوہا اوتارا کہ اس مین سختی و منفعت بہت ہے اس سے بہت کام نکلتے ہین اور یہ معنی اسلئے خیال مین گذری کہ کتاب و ترازو اور تلوار مین کچھہ مناسبت ہی نہین نہ ہم شکل ہین نہ ہم جنس پھر انکو اس کلام مین کیون جمع کیا آخر یہی ظاہر ہوا کہ قرآن قانون شریعت اور احکام دین کا دستور العمل ہے جس مین راہ راست کا بیان اور فرایض مجمل کی تفصیل اور تنو

جان کی مصلحت ہے کہ زیادتی اور ستمگاری و سرکشی و خصومت سے باز رکھتا ہے اور جس قانون ملک کو عقلائے سلطنت و ارکان دولت اپنی ذہن کی تیزی اور طبیعت کی چالاکی سے بناتے ہین اوس کو سیاست عقلیہ کہتے ہین اور جو قانون قواعد شرعیہ سے لیئے جاتے ہین اسکا نام سیاست دینیہ ہوتا ہے - پہلے قانون کا نفع دنیا ہی مین حاصل ہے وہ بھی جبتک ٹھیک ٹھیک چلے ورنہ ہمیشہ اس قسم آئین و قانون کی ترمیم ہی ہوتی رہتی ہے یہی ترمیم دلیل ہے نقص قانون کی اور دوسرے قانون کا نفع دنیا و آخرت دونون مین حاصل ہے اس لئے کہ مقصود خلق سے نری دنیا ہی نہین ہے، چونکہ دنیا فانی اور باطل ہے جسکا انجام موت اور فنا ہے اصل مقصود تو اُن سے قائم رہنا اُن کا دین پر ہے یہ قیام صاحب قیام کو سعادت اخروی تک پہنچاتا ہے -

اصل حکم خلق پر اہل شرع کا ہے جیسے انبیا، خلفا، علما، اولیا ان کی حکمرانی مین مصالح دنیا اور آخرت دونو ہوتے ہین پہر جو امیر اور رئیس بادشاہ و والی سلطنت اُن کی چال پر چلے تو وہ حقیقت مین اُن کا نائب ہے یعنی حراست دین اور سیاست دُنیا مین ایسے نائب کو عرف شرع اور اصطلاح اسلام مین خلیفہ اور امام کہتے ہین عہد نبوت کا انتظام تو ظاہر ہی ہے کہ چار دانگ عالم مین فتح و نصرت کا ڈنکا بجایا اپنی حسن تدبیر اور عدل و انصاف سے شیر اور بکری کو ایک گھاٹ پانی پلایا اور عہد صحابہ و تابعین و تبع تابعین کا بندوبست دیکھو کسطرح سے ہفت اقلیم مین اسلام کو پھیلا دیا اور کسطرح کا امن اہل زمین کو بخشا حاصل یہ ہے کہ کہ پورا پورا تامل کرنے سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ یہی سیاست شرعیہ و تدبیرات نبویہ عافیت دارین اور خیریت کونین کے چشمے ہین جو کچھ ان کے سوا ہے وہی فساد کی جڑ اور فتنہ کا گھر ہے جو عمدہ قوانین سیاست عادلہ آج ملوک روے زمین کے ہین اونکا

ماخذ یہی شریعت اسلام ہے گو اون کی زبان و بیان مین اُسکا اسم اور رسم جدا ہوسکتا
ہو اگر یہ جامعیت نہ ہوتی تو دین اسلام کامل نہ ٹھیرتا حالانکہ خداوند عالم نے اپنے کلام
کلام پاک مین خبر دے ہے کہ ہم نے اس دین کو کامل کردیا ہے کمال کے یہی معنی
ہوتے ہین کہ اس دین کا پیرو کسی امر جزی و کلی مین خواہ تعلق اس امر کا دنیا سے ہو
یا دین سے کسی غیر اسلام کی عقل اور قانون کا محتاج نہین ہوسکتا ہے فرمان روائی
ملک داری حکمرانی سب کا انتظام اسی شرع اسلام سے اور سارے حوادث کا حکم
قرآن پاک اور حدیث شریف سے بادلہ خاصہ یا عامہ ہر وقت ہر زمانے مین قیامت
تک برآمد ہوسکتے ہین - اور آسمان سے بارش اس لئے ہوتی ہے کہ زمین سے
رزق پیدا ہو جسکو بقدر استحقاق ہر ایک تقسیم کرے نہ کوئی تغلب کرے نہ کوئی
محروم رہے اس انصاف و برابری کے لئے ایک آلہ کی ضرورت پڑی سو اللہ پاک نے
مخلوق کو اس طرف متوجہ کیا کہ ترازو بنا وین اور اپنے لین دین مین استعمال کرین کہ
آپس مین ظلم نہو نہین تو خسر الدنیا والآخرہ کے مصداق ہونگے اور اسکی دلیل یہ کلام
ہے کہ خداوند عالم نے آسمان بلند کیا اور میزان مقرر فرمائی کہ تم تول نے مین زیادتی
نکرو بلکہ وزن انصاف سے کرو تاکم نہو اور یہ برابری بے ترازو کے ممکن ہی نہین اسلئے
اللہ پاک نے اوس کو مقرر فرمایا اور یہہ معلوم ہوا کہ کلام اللہ مین احکام خداوندی
درج ہین اور یہ ترازو و انصاف اور برابری کیلئے بنائی گئی ہے اور ان دونون کا
اتباع اور اُن کے احکام کا التزام صرف تلوار سے ہے اور ظاہر ہوا کہ سلطان اللہ کا
خلیفہ اور اس کا امانت دار ہے اور خلق خدا پر فرمان روائی کے قابل وہی شخص ہوتا ہے
جو خاندانی عزت اور وجاہت اور حسب و نسب کے علاوہ عدل و انصاف رحم و کرم مصدر

دمخزن ہو اور اخلاق آلہیہ و علوم شرعیہ کا معدن اسلامی سلطنت تو ہندوستان
سے نکل گئی اور اب اوس قوم کے ہاتہہ ہے جسکو مسلمانون سے نفرت ہے اور
مسلمانون کو اُن سے وحشت رہین چہوٹی چہوٹی ریاستین وہ خود نزع کی حالتمین
ہین صرف برائے نام بہوپال رامپور ٹونک جاورہ جوناگڈھہ وغیرہ یہہ دوچار
ریاستین ابہی سرزمین ہندمین باقی ہین جہان دوچار دس بیس ہندوستانیون
کی صورتین نظر آجاتے ہین مگر کوئی ایسی ریاست جو وقت پر سلطنت کی ٹکرا وٹہاسکے
اور مسلمانون کی ساتہہ ایک خاص ہمدردی رکہتی ہو اور اہل فضل و کمال اوسکے دامن بیت
مین پرورش پاتے ہون رومی بومی زنگی فرنگی آفاقی قبچاقی غرض ہر قوم اور
ہر فرقہ کے لوگ وہ بہی دوچار دس بیس نہین سیکڑون ہزارون اوسکے خوان کرم
اور مائدہ احسان پر ہر وقت نظر آتے ہون میری نظر مین تمام قلمرو ہند مین اگر کوئی
ایسی ریاست آباد ہے تو وہ دارالسلطنت حیدرآباد صانہ اللہ عن الشر والفساد ہے
وہان کا دارائے روشن گہر فرمان روائے برجیس قدر جمال کمال و کمال جمال سرکشونکا سرکوب
جابرونکا خانہ روب امیرونکا امیر و سولی غریبونکا مربی واقا عدل و کرم مین ثالث حاتم
و کسریٰ دولت و شوکت مین ثانی سکندر و دارا حضرت بندگان رفیع المکان ہمایون
منزلت گردون قباب جوزا رکاب سریر آرائے انجمن دولت و کامرانی صدر نشین
بزم جہانداری و جہانبانی ناظم ممالک تمدن و سیاست سالک مسالک نصفت و معدلت
دارائے کشور فہم و کیاست دانائے کامل غوامض عقل و فراست صدر داور نگاہ امارت
و ریاست پیشوائے عسکر ظفر پیکر شجاعت و بسالت مورد محاسن سنیہ مرجع معارف زکیہ
حضور پرنور رستم دوران مظفر الممالک فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ

اعلیحضرت نواب **میر محبوب علیخان بہادر** خلد اللہ ملکہ و دولتہ و افاض علی رؤس الانام برّہٗ و احسانہ ہین اللہ پاک اس امیدگاہ عالم و عالمیان کو اپنی حفظ و امان مین سلامت با کرامت رکھے احباب شاد اور مسرور رہین اور اعدائے دولت مبتلاے حوادث دہور ـ

رایتہ دولت بجاہت جاودان منصور باد	تا ابد چشم بد از جاہ و جلالت دور باد
این دعاے بندگان تست ہر صبح و مسا	در پناہ جاہ تو ملک دکن معمور باد

یہہ وہ سلطنت ہے کہ اگلے مصنف بھی اس سلطنت کو دیکھتے تو اپنا سارا علمی کمال اس دار الفضل کے تعریف مین صرف کرتے اور اپنے کلام کو اس ذکر سے زینت اور اپنے قلم کو عزت دیتے ـ

اور تدبیر مملکت کے لئے اللہ پاک نے شعبۂ مخزن معدلت شاخ شجرۂ فاروق الاعظم والعدالت جگر گوشۂ حضرت فرید الحق والدین گنج شکر رح امیر ابن امیر اور کریم ابن کریم مخدوم عالم و عالمیان چشم و چراغ شبستان والا پائیگی نو بہار بہارستان گرانمائیگی دریا دل سحاب آستین سپہر آستان فرشتہ پاسبان برجیس شیم مہر علم کیوان خدم مریخ حشم عالیجناب سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک وقار الامرا **نواب محمد فضل الدین خان بہادر** مدار المہام سرکار عالی دام اقبالہ کو منتخب کر رکھا تھا جو مسند امارت و وزارت پر جلوہ افروز ہین اور اپنے زمانے کے آفتاب اور اندہیرے گھر کے مہتاب ہین اور لڑیون کے موتی بلکہ انمول جواہر ہین اور نگہبانی خلائق اور حسن تدبیر مین یگانہ روزگار اور سخاوت و دریا دلی مین منتخب لیل و نہار ہین جنکی دہلیز فضل و کمال کی امیدگاہ ہے اور جنکا آستان فیض نشان اہل دولت و اعیان روزگار

کا بوسہ گاہ ہے -

واجب براہل مشرق و مغرب دعای او		باقی بماد دہر کہ نخواہد بقاسے او

سبب تالیف کتاب و تذکرہ مؤلف

اما بعد ہیچمدان اور ژولیدہ بیان محمد حسین بن محمد امیر خان ابن محمد جعفر صدیقی غفر اللہ ھما ذنوبہما وستر عیوبہما فی الدنیا والآخرۃ نمک خوار دولت سرکار ریاست نظام عرض پرداز خدمت ناظرین ہے کہ اگرچہ اصحاب سیر اور مورخین زمانہ اگلے پرانے تذکرے جو آثار دولت وسلطنت سے چلے آتے ہین اُن کو اپنے کتابون مین بیان کر چکے ہین جن مین سے یہہ ناچیز محض عمدہ **بادشاہون** کی حکایات عادلانہ اور خصایل پسندیدہ کو بروجہ استفادہ عام اونہین رسالون سے انتخاب کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہے -

اگلے تاریخین چونکہ اکثر فارسی وعربی زبانون مین تہین اسلئے اُسکا فائدہ ایک خاص گروہ سے مخصوص تہا اردو قلمرو کے سیاح اُن جواہرات کو حسرت کی نگاہ سے دیکھتے اور فائدہ نہ اُٹھا سکتے اسلئے مین اردو زبان مین اُنکو اُٹھا لایا کہ عوام بھی اپنی جیب ودامن بھر لین -

اس تالیف سے بجز اسکے میری اور کوئی غرض نتہی کہ اگلے حالات دریافت کرنیکے لئے ایک آگہی کا ذریعہ پیدا کرون اور اُن مین تہذیب اخلاق ملکرانی سیاست مدن کی تصویر کھینچکر قوم کے پیش نظر رکھدون تاکہ انسان اُن حالون کو دریافت کر کے عبرت حاصل کرے اور زمانے کے تغیرات وانقلابات پر غور وتامل کر کے اُسکو ایسا تجربہ

حاصل ہو سکے جس سے اُن اوصاف رذیلہ سے بچتا رہے جن مین اُمم سابقہ بتبلا تھی یا جن سے انکا استیصال ہوا اور آپ کو ایسے اوصاف حسنہ سے متصف کر سکے جنکی بدولت اگلے لوگون کو صلاح اور رشد حاصل ہوا ۔

مجھکو ناظرین کے کرم اور اخلاق سے اُمید قوی ہے کہ اس رسالہ کو بنظر اصلاح ملاحظہ فرمائینگے کیونکہ کوئی فرد بشر سہو و نسیان سے خالی نہین پس اگر کہین کچھہ غلطی و خطا اس سراپا غلط و خطا کی ملاحظہ فرمائین بقلم اصلاح اور بدامن عفو خطا پوش چھپائین وما توفیقی الا باللہ چونکہ اس مین عمدہ نکات اور فوائد اور بادشاہون کے عمدہ اور پسندیدہ خصائل کا تذکرہ ہے اس لئے رسالہ ہذا کا نام تاریخی **احسن التواریخ** المعروف بہ **محبوب السلاطین** رکھکر پانچ حصون پر منقسم کر کے ختم کیا **پہلا حصہ** بعض بادشاہون کی حکایات و نکات و فوائد اور خصائل پسندیدہ کے بیان مین **دوسرا حصہ** حکمرانی و رعیت کی نگہبانی اور طاقت خود اختیاری کی حفاظت اور خدا ترسی و نیکی و بدی و دولت مندی و جہانداری وغیرہ کے بیان مین **تیسرا حصہ** قدیم زمانہ کے علما کے وعظ و پند و نصایح جو خلفاء بنی اُمیہ اور عباسیہ وغیرہ سلاطین کو کئے اُسکی تشریح مین **چوتھا حصہ** ظلم اور اقسام ظلم کے ذکر مین **پانچوان حصہ** تاریخ جدولیہ شاہان عرب و عجم اور ہند و دکن صیانہ اللہ عن الشرور و الفتن سے متعلق ہے

حصہ اول

بعض بادشاہون کی حکایات اور خصائل پسندیدہ کے بیان مین

علی بن شوکانی نے لکھا ہے کہ مراد ملک یعنی بادشاہ سے وہ شخص ہے جو کسی قطر یا شہر

یا جماعہ اقطار اور بلاد کا مالک ہو دوسرے بادشاہ سے مدد نہ لے اپنے اختیار سے
اپنے ملک مین عامل مقرر کرے۔

اللہ پاک نے مصالح عالم کے لحاظات سے چند لوگون کو افراد بشر سے بصفت فرمان روائی و جہانداری منتخب کیا کہ افراد منتشرہ بنی نوع انسان کو جو آزادانہ و حاکمانہ زندگی بسر کرتے تھے ایک آئین خاص کے سلسلہ مین مقید کرکے رکھے جائین کہ اپنے خیالات نفسانی اور قوت غضبی کو ہر جگہ اور ہر وقت بیقاعدہ کام مین نہ لاسکین اور خلق خدا پر قانون الہی یا آئین ملکی کے موافق عدل اور انصاف کرین ہشام بن عروہ نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم نے کہ بعد میرے تم پر والی ہونگے نیک نیکی کے ساتھ اور بد بدی کے ساتھ تم اُن کی بات سنو اور اُن کا کہنا مانو اگر موافق حق ہے۔

مورخین نے اپنی کتابون مین سارے دنیا کے ملوک اور رؤسا کا حال لکھا ہے ہر خاندان کی مدت حکومت کا ذکر کیا ہے جسکے دیکھنے سے یہہ امر بخوبی ثابت ہوسکتا ہے کہ کوئی ایسی قوم نہین گذری ہے جن مین سلطنت یا ریاست نہ آئی ہو مگر کسی خاندان مین صدیون رہی اور کہین برسون اور مہینون جب تک سلطنت آئین و قانون کی پابند رہی عزت دولت اُسکے ساتھ رہی مگر نفسانی خواہشون اور شہوانی ارادون کا تنعم اور شخصی سلطنت کی حالت مین مغلوب رہنا ایسا ہے مشکل تھا جیسا ایک ایسے قیدی کا جو زندان خانہ مین بغیر طوق و سلاسل نظر بند ہوا اور اوسکا کوئی محافظ نہو غرض سلطنت نے نفس پرستی اور لذات دنیوی کے طرف مائل کیا تعیش اور سامان راحت نے دولت لٹانے پر آمادہ کیا جب قابلیت سلطنت رانیکی باقی نرہے قانون الہی کے انتظامی

قدرت نے عثمان سلطنت دوسری خاندان کیطرف منتقل کردی سلطنت کے ساتھ عزت دولت جان و آبرو سب کھو بیٹھے۔

اسکندر رومی بن فیلقوس

یہہ شخص روم کی ولایت کا بادشاہ تھا اور ارسطا طالیس سا حکیم نامور اوسکا وزیر سکندر نے بہت سے بادشاہون کو اپنا باج گذار بنایا ایران و ترکستان کو روندتا ہوا ہند پر چڑھ آیا اور اوسکو مسخر کرکے چین کی سرزمین پر جا کودا غرض مشرق سے مغرب تک کل روے زمین کی بیاسی سلطنتون پر اس نے حکمرانی کی چھ لاکھ بیس ہزار سوار ہمیشہ اسکے ہمراہ رکاب رہتے تھے اسکے علاوہ جا بجا فوجین مامور تھین۔

حکایت

سکندر نے اپنا راز ایک امیر سے کہکر حکم دیا کہ اسکا اظہار کسی کے روبرو نکرنا مدت تک وہ امیر خاموش رہا مگر رہا نگیا ایک اپنے عزیز سے کہڈالا رفتہ رفتہ وہ راز فاش ہو گیا سکندر نے جب اطلاع پائی اُسکو ماخوذ کیا اور بلیناس سے مشورہ لیا کہ ایسے شخص کو جو بادشاہی امانت مین خیانت کرے کیا سزا دینی چاہیے اُس نے جواب دیا کہ بادشاہ خود اس مقدمہ مین مجرم ہے جب بادشاہ اپنے راز کو اپنے خزانہ دل مین نہ رکھ سکا اور بے ضرورت دوسرے شخص کے حوالہ کردیا تو دوسرا اوس شاہی راز کو جبکا مستحق بادشاہ نہوسکا کیونکر ہوسکتا ہے۔ سکندر یہ بات سُنکر وزیر کی انصاف بہت خوش ہوا اور امیر مجرم کا قصور معاف کردیا۔

نکتہ کم حوصلہ انسان کے روبرو اپنے دل کا راز افشا کرنا عیب ہے کیونکہ وہ فی الفور

اسکے افشا پر مستعد ہو جائیگا -

راز دل سفلہ سے مت کہہ بیٹھنا	اور سمجھنا مت اسے مرد امین
کیونکہ تیرے راز کو وہ بے حجاب	دل کے پردہ مین چھپا سکتا نہین

سکندر موسوی ملت کا پابند تہا اور اسی شرع کے موافق ہر ایک کام مین کاربند ہوتا تہا
نفس پر حاکم اور شریعت کا محکوم تہا شجاعت اوسکی خانہ زاد تہی اور سخاوت خداداد
اسکے عمدہ قولون سے کتابین بھری پڑی ہین اُنہین سے چند قول ہدیہ ناظرین ہین
قول سلطنت کی لذت چار چیزون پر منحصر ہے **ایک** بادشاہ کا دشمن پر غلبہ پانا
دوم دوستان امانت و دیانت دارون کو اعلیٰ مرتبہ پر پہنچانا **سوم** مظلومون
کی دستگیری **چہارم** محتاجون کی خبر گیری -
جس بادشاہ نے یہ چارون باتین نپائین سلطنت کا کوئی مزہ نپایا -
پند اُستاد کا ادب اور اسکے مراتب کا لحاظ والد سے زیادہ چاہیے کیونکہ باپ
اسکو آسمان سے زمین پر لاتا ہے اور اُستاد اسکو زمین سے آسمان پر پہونچاتا ہے
نکتہ بہت کہنا اور تھوڑا کرنا مردی مین داخل نہین بلکہ تھوڑا کہنا اور بہت کرنا مردون
کا کام ہے -
قول بادشاہ کے زیر فرمان چار قسم کے لوگ ہین **اولاً** اہل شمشیر جن سے فوج
اور لشکر اور سپہ سالار وغیرہ مراد ہین **ثانیاً** اہل قلم جن پر آئین و قانون اور دستور
دفتر ریاست کا مدار ہے جیسے وزرا و معتمدین سلطنت وغیرہ **ثالثاً** تاجر و بیوپاری
رابعاً زمیندار و اہل زراعت جن کی مشقت سے خزانہ شاہی ترقی پاتا ہے اور اسی سے
عام و خاص خلقت پرورش پاتی ہے پس ان چارون کو چار عنصر کائنات کے

ساتھہ نہایت مشابہت ہوسکتی ہے یعنی اہل سیف آگ ہین دشمنان سلطنت کو آتش تیغ سے جلاتے ہین اور بادشاہ کو اُن کے حملہ سے بچاتے ہین - اور اہل قلم ہوا کی مانند ہین کل سلطنت کا دارومدار انکی تحریر وتدبیر پر ہے جیسے کہ جاندار کی جان ہوا کے بغیر تلف ہو جاتی ہے اسی طرح سلطنت ان کے بغیر بے جان تصور کی جاتی ہے - پانی کے ساتھہ تجارت پیشہ کو تشبیہہ یجاتی ہے کہ ان کے ذریعہ سے ملک رونق پاتا ہے آب و تاب مین آجاتا ہے جس طرف وہ آنکلتے ہین تجارت سے قالب روح مین جان تازہ آجاتی ہے - زمینداروں کو خاک کے ساتھہ تشبیہہ دینا مناسب ہے کہ ہمیشہ زمین کے ساتھہ اُن کا معاملہ پڑتا ہے اور جو چیز زمین سے پیدا ہوتی ہے اسکے ظاہر ہونیکا ذریعہ وہی زمیندار ہوتے ہین گویا مدار تمام زمانہ کی زندگی کا اس قسم رابعہ پر ہے

نہین کچھہ خوف دارالسلطنت کو	رہین مضبوط گر یہہ چار ارکان
نخست اہل قلم پھر اہل شمشیر	کہ جن پر ہے مدار کاردوران
ہین پھر اہل تجارت اور زمیندار	بجسم حکم ودولت صورت جان

حکمت صاحب کرم ہمیشہ مکرم رہتا ہے اگرچہ مفلس ہی کیون نہو اور ممسک وبخیل ہمیشہ ذلیل وخوار رہتا ہے اگرچہ وہ مالدار ہو -

ہے سخی مقبول ذات کبریا	گرچہ وہ مفلس ہے اور نادار ہے
گنج قارون گرچہ رکھتا ہے بخیل	سارہی دنیا مین ذلیل اور خوار ہے

نکتہ بادشاہی خزانہ خداے پاک کی ایک امانت ہے جو بادشاہ کی تحویل مین ہے بادشاہ کو چاہیے کہ وہ مال زندون کے سپرد کرے یعنی اہل استحقاق وارباب احتیاج اور فوج ولشکر کو دے نہ کہ مردون کے پاس رکھے یعنی زمین مین دفن کرے ؞

مجبور ہیں نمود ن بہ نہان خانہ درم را	در ملت ارباب سخا جرم صریح است

فائدہ بادشاہ ایک بڑا دریا ہے اور امراء چھوٹی نہرین جو اوس دریا سے نکلی ہوئین بہر حال اگر دریا کا پانی صاف ہے تو نہرین بھی صاف ہونگی یعنی بادشاہ وقت کے خیالات کی اطاعت امرائے دولت پر فرض ہے اگر بادشاہ عدالت و انصاف کے رہگزر کیطرف چلیگا تو امرا اسکے بل اوس راہ کو طے کرینگے اگر بادشاہ ظلم و جور اور فسق و فجور کی گھاٹیون مین قدم رکھیگا تو اعیان سلطنت فرش راہ بن جائینگے غرض بادشاہ وقت کے خیالات کی درستی عالم کی درستی ہے اور بادشاہ کی صحت سے عالم کی تندرستی ہے

صاف دریا ہے اگر نہرین بھی سکی صاف ہین	شاہ عادل کی سبھی عامل بھی با انصاف ہین

سکندر نے جب اس جہان فانیہ کو چھوڑ کر عالم بقا کا رستہ لیا تو غسال نے اوسکے بازو سے ایک تعویذ کھولا اس مین تین نصیحتین لکھی ہوئین تھین ۔

نصائح اولا یہہ کہ دنیا کا ترک کرنا اور اسکی محبت مین گرفتار نہونا باعث سلامتی ہے اور تقدیر پر بھروسا اور قضا و قدر پر تکیہ موجب راحت ہے ۔ ثانیاً حسن ظن باعث زیادتی اعتبار و حسن خدمت باعث عزت و وقار ہے بدظنی باعث تکلیف و رنج ہے اور حسن ظنی سبب حصول گنج ۔ ثالثاً دنیا مین اگر کوئی گناہ نکرتا عفو کا وصف جو ایک عمدہ جوہر انسانی ہے کبھی ظاہر نہوتا جس طرح کہ عنصر آتش کے مقابل قدرت نے پانی کو پیدا کیا ہے اور پانی اسکی حرارت کو بجھاتا ہے اسی طرح خطا کے مقابل عفو اور عطا ہے پس انسان کو چاہیئے کہ عفو کے صفت سے متصف رہے ۔

گر نہوتا یہ ذریعہ عفو کا	بخشنے کب جاتی گنہگارون کے جرم
تا کہ فوراً آگ کو دیوے بجھا	حق نے پانی کو بنایا اس لئے

منوچہر بن ایرج بن فریدون

یہہ بادشاہ اولوالعزم تاجدارون کی فہرست مین منتخب شمار کیا گیا ہے اسکی
سلطنت کے وسط زمانہ مین حضرت شعیب اور حضرت موسی علیہ السلام مبعوث ہوے
خندق کہودنا اور نقارہ بجانا اسی بادشاہ نے ایجاد کیا اور بڑی بڑی قانونی
کتابین لکھوائین ایک سو بیس سال سلطنت کی۔ اسکا قول ہے **قول** کئی طرح
کے حقوق بادشاہ کے رعایا و فوج اور امرا پر ہین۔ **اوّل** بادشاہ کا حق لشکر پر یہہ ہے
کہ وہ مطیع ہو اوسکے دشمنون کے ساتھہ لڑے بادشاہی کام کو ناتمام نہ چھوڑ دے
دوم فوج کا حق بادشاہ پر یہ ہے کہ اُن کا مقررہ وظیفہ ماہ بماہ پورا اُنکو پہنچاے
جانبازون و نمک حلالون کی قدردانی کرے جب نوکر ضعیف ہو کر لائق خدمت
نرہے تو اوسکو ضایع نکرے جو ملازم سرکاری نوکری مین مارا جاے اُسکے متعلقین
کی خبر لیتا رہے **سوم** امراء اور تابعین پر بادشاہ کا حق یہہ ہے کہ اسکے ملک کو
جو اون کے تفویض مین ہو آباد رکھین زراعت و عمارت اور آبادی کو ترقی دین
درخت بوئین رعایا کو خرم و شاد رکھین وحصول زر مین رعایا کو تکلیف نہ دین
زیادہ طلبی وزیادہ ستانی نکرین **چہارم** تابعین کا حق بادشاہ پر یہہ ہے کہ
کہ وہ انکی خدمات پر لحاظ کرے بحسب مراتب ترقی بخشی **پنجم** بادشاہ کا حق رعایا پر
یہہ ہے کہ وہ بدل وجان بادشاہ کے حکم مین رہین اسکو اپنا مالک سمجھین راست بازی
اور سچائی سے پیش آئین زر تحصیل فصل بفصل خزانہ شاہی مین پہنچائین حکم کی تعمیل
مین دیر نہ لگائین **ششم** رعیت کا حق بادشاہ پر یہہ ہے کہ عدل کرے مظلوم کی

داد ظلم سے لے انکی فریاد کیلئے اپنے دروازے بند نکرے خراج کے لینے مین زیادتی نکرے ظالم اور جابر عمال کو رعیت پر مسلط نفرمائے ملک کی آبادی اور عمارات کے بنوانے کیلئے رعایا کو خزانہ شاہی سے مدد دے ارضی وسماوی آفتون کے نقصان کا لحاظ کرے تاجرون کے ساتھ مہربانی پیش آئے ہر ایک پیشہ ور اہل ہنر صاحب فن اور علما و فضلا کو عزیز رکھے نئے نئے رسوم ایجاد کرکے رعایا کو نہ لوٹے اُنکی قوت سے زیادہ بوجھ اونکی سرون پر نہ ڈالے ہر ایک کام بسہولیت بے طرح طرح اور انواع واقسام فریب کے دام حصول زر کیلئے نہ پھیلائے ۔

فوج ولشکر بلکہ عام اور خاص پر	چاہیے ہو شاہ ہردم مہربان
تاکہ ہو آباد ملک اور خلق شاد	اور رہے آرام مین سارا جہان
سارے نوکر اور رعیت شاہ کی	اسکی تعریفون سے ہون رطب اللسان

نکتہ تین خصلتین بادشاہ کی بادشاہی کو ترقی دیتے ہین اولاً راستی اور وفا وخوش کلامی ثانیاً شجاعت اور سخاوت اور مروت اور فتوت ثالثاً کم خشمی اور تحمل و بردباری اور حلم ۔

زیب دیتے ہین بادشاہی کو	راستی و وفا و خوش خوئی
بردباری و حلم و کم خشمی	اور عطا و سخا و خوش گوئی

بادشاہ کی مزاج مین عقوبت سے زیادہ عفو چاہیے اور غصہ سے زیادہ تحمل ۔

چاہیے شاہنشہ ملک جہان	نیک گوئی و نیک روئی و نیک خو
غلبہ ہو اسکے غضب پر حلم کو	اور عقوبت سے زیادہ عفو ہو

اردشیر بابکان ساسانی

اس بادشاہ کا عہد دوسو برس بعد اسکندر کے ہوا سب سے پہلے اس نے اپنے آپکو شہنشاہی کے خطاب سے مخاطب کیا خاندان ساسانیون مین یہہ پہلا بادشاہ گذرا ہے آئین جہانداری خوب جانتا تھا کتاب **کارنامہ اور آداب الجیوش** اسی کے تصنیفات سے ہے حضرت عیسی علیہ السلام اسی کے عہد مین مبعوث ہوے تو اس نے آبائی مذہب چھوڑکر عیسوی مذہب اختیار کر لیا۔ اسکا قول ہے ؎

قول عادل بادشاہ جب عدل کی طرف توجہ کرتا ہے تو رعایا بھی تقلیداً اوسی طرف جھک پڑتی ہے ؎۔

ہو اگر دنیا مین عادل بادشاہ	بندہ پرور سایہ گستر مہربان
رہتا ہے ہر وقت ہر دم ہر گھڑی	سرنگون اُسکی اطاعت مین جہان

نکتہ بادشاہ کی بادشاہی کا قیام اجتماع امم پر ہے اور لوگون کی کثرت فراوانی خزانہ پر اور خزانہ کی معموری ملک کی آبادی پر اور آبادی ملک عدل و انصاف پر منحصر ہے

ہو اگر منصف شہ دور زمان	ملک آباد اور رعیت شاد ہے
ہر بشر ہے مست صہبائے نشاط	دام غم سے ہر نفس آزاد ہے

حکایت

ایک روز اسی بادشاہ نے اپنے فرزند کو قیمتی پوشاک پہنے ہوے دیکھا فرمایا کہ جیسی پوشاک تم نے آج پہنی ہے ایسا لباس عوام بھی پہنتے ہین **بادشاہون** کو چاہئے کہ وہ ایسی عمدہ پوشاک پہنین کہ عام لوگون کو نصیب نہو لڑکے نے عرض کیا

کہ وہ کونسا لباس ہے فرمایا کہ بادشاہ روی زمین اپنے پہننے کا لباس ایسا بنائے
جسکا تار عدل اور پود سخاوت ہو ظاہر آرائی سے غرض نہو ۔

شاہ عادل نیک خو ہے و نیک نام	ظاہر آرائی سے کم رکھتا ہے کام
تن پہ ہے اسکے لباس عدل و داد	تاج دولت زینت سر صبح و شام

فائدہ یہہ بادشاہ ہر شہر شاہی دربار عام کیا کرتا تھا جہان کل رعایا حاضر رہتی تھی
دربار کیوقت اگر کوئی استغاثہ کرتا تو بادشاہ اسی وقت تاج شاہی سر سے اوتار کر
تخت شاہی سے اُتر کر عام لوگو مین کہڑا ہو جاتا اور وزیر کو حکم دیتا کہ ابھی مستغیث کے
حال کی تحقیقات ہو اگر دعوی مدعی دروغ و بے فروغ نکلتا تو اسکو سخت سزا دیتا
کہ دوسرونکو ایسی جرئت نہ پیدا ہو غرض جبتک مستغیث کا انصاف نہو لیتا بادشاہ تخت پر نہ بیٹھتا

ہرمز بن شاہ پور بن اردشیر

یہہ بادشاہ نیک نامی اور رعیت پروری مین ضرب المثل تھا ۔ اوسکا قول ہے ۔
قول نیک بادشاہ مین پانچ صفتین ہوتی ہین ۔ اولاً ذکا ثانیاً سخا ثالثاً
شجاعت رابعاً اہلیت خامساً پُر مزاجی پس جس شخص نے یہہ رتبہ پایا اُسنے
حکومت کا مزا اُٹھایا ۔

بود با رعب گر شاہ نکو خو	ذکی و با سخا و با شجاعت
نباشد دخل در ملکش عدو را	بود آباد گنج و مال و دولت

پند بادشاہ کے ندیمون کو چاہئے کہ اپنے اور آقا کے مراتب کا لحاظ رکھین
اور حد اعتدال سے قدم باہر نرکھین عنایات شاہی پہ مغرور نہون اور بے ضرورت

زبان کو متحرک نکرین مشورہ کیوقت بادشاہ کی رائے کو اپنی رائے پر ترجیح دین
اوراگر برخلاف اسکے کہنا منظور ہو تو اس طرز اورانداز سے کہین کہ بادشاہ کے
مزاج پر گران نہ گذرے بادشاہ کے راز کے محافظ رہین خیرخواہی اپنا فرض
منصبی سمجھین شاہزادونکا ادب رکھین کبھی خلاف انکے کام نکرین شاہی خدام وحاضر
باشون سے نرمی پیش آئین ؛

بہرام گور بن یزدجرد بادشاہ

یہہ بادشاہ بڑا نیک نام تھا عدل وسخاوت اسکا کام تھا گور کے شکار سے اسکو کمال
رغبت تھی اسی سبب سے بہرام گور خر مشہور ہو گیا - بہادر و دلاور بادشاہون مین
یہہ شخص نامور گذرا ہے +

حکایت

شہزادگی کے وقت ایک روز عرب کے ملک مین بہرام شکار کھیل رہا تھا ہرن اسکے
آگے سے بھاگ کر ایک گانوںمین چلاگیا اور قبیصہ نام ایک اعرابی کے گھر مین جو بنی طی
مین ایک معزز آدمی تھا جا گھسا بہرام بھی اوسکے پیچھے گیا اور اعرابی سے ہرن مانگا
اس نے ندیا بہرام نے چاہا کہ ایسی حالتمین شاہی حیثیت سے کام لون اعرابی نے
کہا کہ اس ہرن نے میرے گھر مین آکر پناہ لی ہے یہہ مقتضائے مروت نہین کہ مین
اسکو اپنے ہاتھون اسکے دشمن کے حوالہ کرون جب تک کہ تو پہلے مجھکو نہ ماریگا
ہرن نہ پائیگا اور اگر مجھے قتل کریگا تو اسی وقت کل لوگ بنی طی کے جمع ہوکر میرے
عیوض تجھکو مار ڈالین گے پس اس سے بہتر ہے کہ ہرن کے عیوض میرا قیمتی گھوڑا

جو میرے دروازے پر بندھا ہے لے لے اور چلا جا بہرام کو یہہ جوانمردی اعرابی
کی نہایت پسند آئی اور واپس چلا آیا - جب بادشاہ ہوا اعرابی کو بلاکر سرفراز کیا -

فائدہ بہرام کے خیرخواہ ارکان دولت اسکی دوامی سخاوت سے تنگ آ گئے تھے
ایک دن موقع پاکر باتفاق عرض کیا کہ بقاے سلطنت خزانہ پر موقوف ہے اور شاہی خزانہ
ہر وقت خالی رہتا ہے فرمایا کہ اگر مین خزانہ جمع کرتا ہون تو سپاہ اور دانایان روزگار
جو میرے پاس جمع ہین پریشان اور متفرق ہوجاتے ہین اور اگر انکے جمع رکھنے
کی فکر کرتا ہون تو خزانہ خالی رہتا ہے ان دونون امور سے جو بہتر نظر آسکے کیا جاے
اُمراء دولت نے عرض کیا کہ خزانہ کا جمع رکھنا سب سے مقدم ہے اگر خزانہ معمور رہیگا
تو ضرورت کے وقت نئی فوج اور اہلکار ملازم رکھہ سکتے ہین اور ہر طبقے کے منتخب
لوگ بھی فراہم ہوسکتے ہین بادشاہ نے یہہ سنکر کہا کہ اس دعوی پر کوئی دلیل قوی
لاسکتے ہو اُمرا ایک پیالہ شہد سے بھرا ہوا لے آئے اور بادشاہ کے سامنے رکھدیا
اسی وقت مکھیون کا ہجوم ہوگیا - فرمایا کہ اسکا جواب رات کو دیا جائیگا غرض رات کو سب
ارکان دولت بلاے گئے اور وہی شہد کا پیالہ اُنکے روبرو رکھدیا ایک مکھی بھی
نہ آئی فرمایا اگر اسوقت مکھیون کے جمع کرنیکی ضرورت ہو تو پھر کیا تجویز ہو بادشاہ کا
یہہ جواب سنکر سب اُمرا لاجواب اور خاموش رہگئے ٭

فکر کار خویش پیش از وقت کن	فہم کن در ابتدا انجام کار
خرج کن بر وقت گنج سیم و زر	باش بہر اختتام امیدوار

نوشیران عادل بن قباد

داد گرتا جدارون کی انجمن شاہی مین ہمیشہ یہہ بادشاہ صدر نشین رہا ہے +
کسریٰ اسکا خطاب تہا اس نے اپنی مفتوحہ اور مقبوضہ ممالک کو چار حصہ پر تقسیم
کیا تھا **اول** خراسان وسجستان **دوم** عراق وعجم واذربایجان **سوم**
فارس واہواز **چہارم** عراق عرب وسرحد روم۔ شہر رومہ اُسی نے آباد کیا۔
اور مداین کو تختگاہ بنایا بباطلہ کے شہرون کو فتح کیا ماورالنہر مین جاکر خاقان پر
نصرت پائی وبعد صلح واپس آیا دشت قپچاق کے حاکم کو باجگزار بنایا اور قیصر روم کو
زیر کرکے دوستی قائم کی ہند مین ایلچی بھیجکر قنوج کے راجاؤن کو باج گزار کیا
ہمین اول ہی سے چکا تھا غرضکہ ماوراالنہر خراسان جرجان اذربایجان فارس
کرمان اور چند علاقہ جات ہندوستان وجزیرہ عمان وعراقین وبحرین ویمامہ وشلم
وسرحد روم یہہ سب ممالک اسکے قبضہ اقتدار مین تھے +
اس بادشاہ کی نصیحتین اور طرز عمل کتب تواریخ مین بہت کچھ لکھا ہوا ہے جن مین سے
چند اس مختصر مین ہدیہ ناظرین ہین +
اس بادشاہ کے ہاتھہ مین تین انگشتریان تھین ہر ایک کے نگینے پر ایک ایک نصیحت
کندہ تھی۔
اول یہہ کہ صالح آدمی دوست ودشمن کے ساتھہ صلح کرتا ہے کسی سے بمخالفت پیش نہین آتا
دوم یہہ کہ بے مشورت کام خراب ہوتا ہے اور بے تدبیر مہمین ابتر ہو جاتی ہین۔
سوم یہہ کہ رعایت رعیت کی سب پر مقدم ہے +

بدنیا مرد صالح می کند صلح	بہر نیک وبد وبا یار واغیار
کند ہردم رعایت بارعیت	نسازد درجہان بے مشورت کار

نصایح جوانی پر غرور نکرو خدا کو ایک جانو اوسکو نچھوڑو خود پرستی سے احتراز کرو کہے ہوے کام کو کیا ہوا نسمجھو کی ہوئی عبادتون کو ناکردہ جانو آج کا کام کل پر نچھوڑو مان باپ سے تمسخر نکرو زندگانی دراز کو صرف ایک ہی دم تصور کرو کھو کینہ ور اور کینہ توز آدمی سے ڈرو مست اور دیوانے کے پاس نجاؤ عورتون کی صحبت سے باز آؤ منشی اور شاعر سے دشمنی نرکھو اپنی روٹی غیر کے دسترخوان پر رکھکر نہ کھاؤ تحصیل علم مین کسی وقت شرم نکرو ناخوانده مہمان کسی کے نہو آزمائے ہوئے کو نہ آزماؤ دولت مندون کے ساتھہ عداوت نرکھو سلطان وقت کی اطاعت بتقدیم جانو دشمن کے مرنے پر خوشی نکرو تندرستی وصحت کو بڑی نعمت جانو دوست کی قدر پہچانو دیر کر کے سوؤ جلد اٹھہ بیٹھو تھوڑا کھاؤ کم بولو بہت روؤ کم ہنسو مرگ کو سچ زندگی کو جھوٹھ جانو عالم الغیب خدا کو پہچانو ❊

پند ہر ناصح شنواے مہربان	تا شوی روشن بادرج عز و جاه
کن عمل بر گفتهٔ اہل عمل	نه قدم اندر سلوک اہل راه

قول بھاری بوجھه کا اٹھانا اور دور لیجانا آسان امر ہے مگر غیر جنس کی صحبت مین جانا مشکل کیونکہ بوجہ اُسکا جسم پر ہے اور بار اسکا روح پر ہے ❊

بری ہوتی ہے صحبت غیر جنس	حقیقت مین ہے وہ عذاب الیم

نکتہ شاہی قلمرو مین اگر کوئی پرانا پل شکستہ ہو جائے اور اسکی سوراخ مین بکری کا پاؤن ٹوٹ جائے تو خداوند عالم کے روبرو اسکا بازپرس بادشاہ سے ہوگا ❊

انچہ اندر ملک می یابد ظہور	از نکوئی و بدی و خیر و شر
بازپرس او ست پیش ذوالجلال	بیشک از فرمانروائی دادگر

قول عقلمند بادشاہ امیرون کی تجویز و مشیرونکی مشورت سے مستغنی ہی جسطرح دانا عورت کو خاوند کی احتیاج خانگی امور مین نہین ہے ۔ نیک گھوڑا تازیانہ نہین کہا سکتا ۔

نباشد با وزیران احتیاجش	بود لایق اگر شاہ زمانہ
ز شوہر ہست مستغنی زن خوب	خورد کے اسپ تازی تازیانہ

نکتہ مرد مفلس بے آبرو ہے اور بے اولاد نابینا بے برادر بیکس ہے اور بے زن بے عیش ۔ جو ان چارونین سے کچھ نہین رکھتا وہ قید تعلقات سے بالکل آزاد ہی

مرد مفلس سر بسر بے آبروست	شخص بے اولاد نابینا بود
بے برادر بیکس است اندر جہان	زن ندارد دہر کہ او تنہا بود
آنکہ او دارد نہ زینہان ہیچ چیز	بے غم و بے خوف بے پروا بود

فائدہ دن مخلوق الہی کے حاجت روائی کیلئے مخصوص ہے اور شب خداوند عالم کی عبادت اور شکر نعمت اداکرنیکے لئے *

صبح سے تا شام جتنا وقت ہے	اُس مین کر لو اپنی ساری کاروبا
شب کو غیر از بندگی کچھ مت کر	تاکہ ہو راضی جناب کردگار

نکتہ جس فعل نے کسی کی عزت پر حملہ کیا ہو اُس سے احتراز بہتر ہے ۔ *

ہو چکا ہو جس سے بے عزت کوئی	کام وہ کرتا ہے تو کس واسطے
خوار کیون کرتا ہی اپنے آپ کو	ہوتا ہے بے آبرو کس واسطے

نکتہ مصاحبت محافظ بادشاہ ہے اور محافظ پر احتیاط واجب ہے *

ڈرتے رہتے ہین ندیم بادشاہ	خوف سے کرتے ہین وہ ہر ایک کام

بیقراری ہے فقط اُنکے نصیب	عیش و آرام اُن پہ رہتا ہی حرام

فائدہ چار چیزون سے چار شخص ذلت اُٹھاتے ہین بخل سے بادشاہ رشوت سے حاکم بے شرمی سے عورت ظلم وستم سے عمّال ٭

مُلکت گردد خراب و خستہ حال	بادشہ باشد اگر مرد بخیل
اہل حکم از ظلم گردد شرمسار	قاضی از رشوت شود خوار و ذلیل
در صف مردان زنان بدخصال	می شود آخر خجل بے قال و قیل

حکمت بادشاہ لشکر کے ساتھ ہے اور لشکر مال کے ساتھ مال خراج کے ساتھ خراج ملک کے ساتھ اور ملک آبادی کے ساتھ اور ملک کی آبادی عدل کے ساتھ ہے

مملکت آباد ہے انصاف سے	عدل ہے بیشک مدار انتظام
لشکر آسودہ خزانہ جمع ہے	ہو اگر در پیش کار انتظام

نکتہ قیصر روم نے سُنا کہ نوشیروان کے خزانہ مین روپیہ جمع نہین رہتا بوقت ضرورت قرض لینے کی نوبت آتی ہے اس لئے اس نے نوشیروان کو لکھا کہ جمع رہنا خزانہ کا سلطنت کا جزو اعظم ہے اور یہہ کمال افسوس کی بات ہے کہ تجھ جیسا بادشاہ عالی وقار رعایا کا قرضدار ہو مناسب یہہ ہے کہ بادشاہ فراہمی خزانہ کیطرف اپنی ہمت مصروف کرے کہ سلطنت کا محافظ خزانہ ہے - نوشیروان نے اسکے جواب مین لکھا کہ بادشاہ کیلئے جمع رکھنا لشکر کا ضروری امر ہے نہ کہ خزانہ کا اور عند الضرورت رعایا سے قرض لینا عیب نہین اسلئے کہ رعیت بادشاہ کی مددگار رہے اور بادشاہ رعایا کا محافظ ٭

ہست اموال رعیت مال شاہ	گر بود باہم وفاق و اتفاق
مال یاران است باہم مشترک	گر نباشد درمیان شان نفاق

فائدہ ایک شخص نے نوشیروان سے پوچھا کہ عدل کیطرف کس چیز نے تجھے رہبری کی فرمایا کہ ایک روز مین نے دیکھا کہ ایک شخص نے ایک کتے کے ایسی لکڑی ماری کہ اُسکی ٹانگ ٹوٹ گئی چند ہی قدم چلا تھا کہ ایک سوار کے گھوڑے نے اسکو لات ماری جس سے اُسکی بھی ٹانگ ٹوٹ گئی تھوڑی دور وہ گھوڑا گیا ہی تھا کہ گھوڑیکا پانون زمین مین دہنس گیا گھوڑے نے چاہا کہ زور سے نکالے نکالتے وقت گھوڑے کی ٹانگ کو ایسی ضرب آئی کہ چلنے سے رہ گیا ۔ اُسی دنسے مین نے عدالت اختیار کی اور خوب جان لیا کہ ہر ایک عمل کے عوض مین جزا اور سزا ملنے والی ہے اگر مین ظلم کرونگا تو اسکا عوض ضرور پاؤنگا اور عدل کرونگا تو صفت عدالت سے بلند آوازہ ہونگا ✤

برائی کے بدلے برائی ملیگی	بھلائی سے ہوتی ہے حاصل بھلائی
رہیگا نہ تو اور نہ تیرا زمانہ	رہیگی مگر یہہ بھلائی برائی

حکایت

اذربایجان کے حاکم نے ایک ضعیفہ کی زمین اُسکے بے رضامندی لیکر اپنی حویلی مین شامل کر لی ناچار بڑہیا قیمت لینے پر راضی ہوئی تو قیمت بھی اوسکو دو برس تک نہ ملی اسلئے وہ مدائن نوشیروان بادشاہ کے پاس آئی چھہ مہینے تک اسکو بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہونیکا موقع نملا ایک دن شکارگاہ پہونچی اور بادشاہ کو شکار کھیلتے ہوئے پاکر گھوڑے کی باگ تھام لی اور اپنا حال زار بدیدۂ اشکبار کہہ سنائی بادشاہ نے ایک خدمتگار خاص خفیہ آذربایجان کو بھیجا اور حکم دیا کہ وہان جاکر اصل حال اس مدعی کے دعوے کا دریافت کرکے

حضور مین بے کم و کاست عرض کرے خادم وہان پہونچا اور بعد تحقیقات
واپس آکر عرض کیا کہ دعوی مدعیہ راست و درست ہے بادشاہ نے مدعاعلیہ
کو طلب کیا اور اس ظلم کی پاداش مین اوسکی گردن ماری اور حویلی اوسکی
بڑھیا کو دی اور خود متنبہ ہوکر اس روز سے اپنا عام دربار کیا اور حکم دیا کہ
دربار کے وقت جو دادخواہ آئے فی الفور رو برو پہونچایا جاے بلکہ اپنے خاص
محل کی دیوار کے پاس بادشاہ نے ایک بڑی زنجیر لٹکائی اور گھنٹہ اوسمین باندھ کر
منادی کروائی کہ رات کیوقت جو مستغیث آئے اُس زنجیر کو ہلاے گھنٹے کی آواز
سُنکر بادشاہ اوسی وقت مستغیث کا فریادرس ہوگا +

نکتہ حاکم کو خدمت دیتے وقت پانچ امر کا لحاظ چاہیے **اولاً** نئے آدمی کو
بے امتحان خدمت ندے **ثانیاً** نوکر رکھنیکے وقت اُسکا قیافہ دیکھ لے کہ
کس حیثیت کا آدمی ہے **ثالثاً** نوجوان ناآزمودہ کار کو بڑے کامون مین
دخیل نکرے **رابعاً** شریف اور نیک نفس آدمی کو خدمت دے کیونکہ رذیل سے
ضرور خطا ہوتی ہے کبھی وہ خطا سے خطا نہین کرتا اور شریف سے اگر کبھی سہواً
خطا بھی ہوجاتی ہے تو وہ آیندہ کیلئے متنبہ ہوجاتا ہے **خامساً** قدیم اہلکار
کی حقوق خدمت پر ہر وقت لحاظ رہے +

بار در دربار خود ہرگز مدہ	تا نگردد امتحان دوستدار
نوجوان ناآزمودہ کار را	کُن نہ در کار کلان با اختیار

حکایت

نوشیروان جب اپنا محل بنوا چکا دربار عام کیا اور امیرون سے پوچھا کہ

محل شاہی تم نے دیکھا اس مین اگر کوئی عیب ہے تو بیان کرین سبھون
نے بالاتفاق عرض کیا کہ یہہ عالیشان مکان ہرطرح کے عیب سے پاک ہے
صرف یہی عیب ہے کہ حرم سرا کی دیوار کے نیچے ایک بوڑہیا کا پرانا گھر ہے
وہ بے زیب معلوم ہوتا ہے اور اوس کا دہوان خاص محل مین جاتا ہے اور
شاہی دیوارون کو سیاہ کرتا ہے اہل حرم بھی تکلیف پاتے ہین قلعہ کے
اندر اسکا باقی رہنا کیا ضرور ہے اسکے عوض مین بڑہیا کو شہر مین مکان
دیدیا جائے تو بہتر ہے فرمایا کہ کیا کرون بڑھیا میرا کہا نہین مانتی پہلے مین نے
اس سے کہا تھا کہ تو اپنے گھر کی قیمت جسقدر تیرا جی چاہے لے لے اور کہین اپنے رہنے
کیلئے مکان خرید لے اس نے نہین مانا اور کہا کہ مجھکو اسی مکان سے محبت ہے
مین یہان سے نجاؤنگی پھر بھی اسکو سمجھایا کہ تو کھانا نہ پکایا کر شاہی باورچیخانے
سے تجھکو کھانا پہنچا کریگا یہہ بات بھی اوس نے منظور نکی اور کہا کہ مین اپنے ہاتھ
کی مزدوری سے کھانا پسند کرتی ہون بڑھیا کے پاس ایک گائے بھی ہے
اوسکو محلسرا کے عین دروازہ کے آگے باندھ دیتی ہے اُسکے بول و براز کی بدبو
محل مین پھیل جاتی ہے اگر منع کرین تو کہتی ہے کہ یہہ زمین میری ہی گائے
کے باندھنے مین میرا اختیار ہے چونکہ زمین بڑھیا کی ملکیت تھی زبردستی کرنا قرین
انصاف نہین اسکے سواتی ہمسائیگی مانع ہے ظلم کر نہین سکتا کہ ظالم کا گھر
دوزخ ہے اپنے اوپر تکلیف گوارا کر لیتا ہون مگر غیر کی تکلیف نہین دیکھہ سکتا۔

ظلم ہے آخر عوض ہے ظلم کا		رنج کا بدلہ ہے آخر کار رنج	
ہو اگر فرحت کے تم اُمیدوار		لوگون کو پہونچاؤ مت زنہار رنج	

حکایت

نوشیروان کے عہد مین ایک تاجر مہمان نواز مدائن مین تھا لنگر اُس کا ہمیشہ جاری رہتا تھا جسوقت کوئی مہمان مسافر آتا محروم نجاتا اس امتحان کیواسطے نوشیروان بہ تبدیل لباس اسکے گھر گیا اُس نے نہ پہچانا اور حسب عادت بڑی خاطر کی جو کچھ مانگا بلا تامل دیا بوقت رخصت نوشیروان نے اُس سے کہا مین بھی اپنے گھر کا امیر ہون اگر کوئی چیز مرغوب خاطر ہو فرمایئے بلا توقف ارسال خدمت ہوگی سوداگر نے کہا بہتر اگر تھوڑے انگور بھجوا دیجئے تو نہایت مہربانی ہے بادشاہ نے کہا کہ خود ہی تمھارے خانہ باغ مین طرح طرح کے انگور موجود ہین کیون نہین توڑ لیتے کہا میرے باغ کے انگور سب پک کر تیار ہو چکے ہین مگر نوشیران سخت غافل ہے کہ سلطانی عشر لینے والا عامل اس نے اب تک نہین بھیجا اگر سلطانی حصہ لیجاتا تو انگور مہمانون کے کام آتے اب مین اپنے باغ مین کچھ تصرف نہین کر سکتا ڈرتا ہون کہ بادشاہ کی غفلت سے مین بھی خائین نہ بنجاؤن اور رفتہ رفتہ خیانت کی مجھکو بھی عادت پڑجاے - بادشاہ یہہ بات سنکر رویا اور کہا کہ وہ غافل بادشاہ اور بے خبر حاکم مین ہی ہون - اُس روز سے ہر ایک امر مین غفلت چھوڑدی +

نکتہ عادل بادشاہ کے لئے ستّرہ اوصاف موجب قیام سلطنت ہین +

اوّل ہمیشہ عدل اختیار کرے اور مظلوم کی داد ظالم سے لے **دوم** عقل کے مشورے سے کام کرے **سوم** رعایا نواز ہو اور رعیت کی آبادی ملحوظ رکھے **چہارم** تاَمل اندیش ہو ہر کام کے آغاز مین انجام سوچ لے **پنجم** رحیم ہو بندگان

خدا پر رحم کرے **ششم** حلیم ہو حلم اور نرمی سے کام لے **ہفتم** قدردان ہو اہل شمشیر و قلم کو عزیز رکھے **ہشتم** سخی ہو غربا و فقرا کی خبر لے **نہم** بہادر ہو ایسے جب جنگ کا موقع آپڑے بزور شمشیر دشمن پر فتح یاب ہو۔ **دہم** دلیر ہو سلطنت کے کام مین سستی اور کاہلی نکرے **یازدہم** بے تعصب ہو ایک کی دوستی کے سبب سے دوسرے پر ظلم روا نرکھے **دوازدہم** عابد ہو خدا کی عبادت ہر کام پر مقدم سمجھے **سیزدہم** خودرائے و خود پرست نہو کوئی کام مشیرون کی مشورت بغیر نکرے **چہاردہم** علم دوست ہو علما و فضلا کی توقیر کرے اہل علم و ہنر کو عزیز سمجھے **پانزدہم** مردم شناس ہو دوست دشمن کو پہچانے **شانزدہم** باذل ہو اپنا خزانہ فوج کا حق جانے **ہفدہم** منصف ہو رعایا کے فیصلہ کیطرف بذات خود متوجہ ہو امور سلطنت کارپردازان کے اختیار اور بھروسہ پر نچھوڑے +

شاہ با انصاف ایسا چاہیے	خوش ہو جسکے خلق سے سارا جہان
ہو بہادر عقلمند اور بردبار	حق شناس و مہربان و قدردان

حکایت

ساسانی بادشاہون کے ہان رسم تھی کہ اگر کوئی اُن کے روبرو کوئی اچھی بات یا لطیفہ کہتا اور اُس سے بادشاہ خوش ہوکر آفرین کا کلمہ زبان پر لاتا تو ایک ہزار درم انعام مین اسی وقت ملجاتے۔ کہین ایک روز **نوشیروان** جنگل مین سیر کررہا تھا اتفاقاً ایک زمیندار سو برس کی عمر رسیدہ خرمی کا تخم بورہا تھا بادشاہ دیکھکے ہنسا اور کہا کہ اس درخت کے ثمر لانے تک تو زندہ رہیگا

پس تو کس امید پر اپنا وقت رائیگان کرتا ہے زمیندار نے عرض کیا (کشتند خوردیم کاریم خورند) بادشاہ کو یہ بات پسند آئی اور کہا آفرین خازن نے اسی وقت ہزار درم کی تھیلی زمیندار کے حوالہ کی زمیندار نے کہا کہ دیکھئے میرا بویا ہوا تخم پیدا ہونے سے پہلے ہی پھل لایا اور مین نے اسی وقت کھا لیا یہ برکت بادشاہ قدردان کی تشریف آوری سے ظہور مین آئی بادشاہ یہ تقریر سنکر پھر ہنسا اور کہا آفرین خزانہ دار نے دوسری تھیلی بھی اسی دم زمیندار کے حوالہ کی زمیندار نے عرض کیا کہ اور زمینداروں کے درخت ایک سال کے بعد ایک ہی دفعہ پھولتے پھلتے ہین اور میرا تخم کہ ابھی زمین سے باہر بھی نہین نکلا دمبدم پھل دیتا ہے یہہ لطیفہ سنکر بادشاہ نے پھر تبسم کیا اور کہا آفرین خزانچی نے تیسری تھیلی بھی زمیندار کے آگے رکھدی زمیندار بادشاہ کی مہربانی کا پھل کھاکر نہال ہو گیا۔

تجھ سے پہلے ہو گئے تھے جتنے لوگ	انکی محنت کا ثمر تجھکو ملا +
سعی کر تو بھی کہ تیری سعی سے	لوگ پائین تا قیامت فائدہ

حکایت

نوشیروان کے عہد مین ایک روز ایک آدمی جنگل مین کہین شکار کو جا نکلا دیکھا تو ایک آدمی کو کسی نے قتل کرکے آلہ قتل اُس کے سینہ پر رکھدیا ہے اس واقعہ کو دیکھکر حیرت زدہ آلہ قتل اُٹھاکے دیکھ ہی رہا تھا کہ اہلکار پولیس آ ہی پہونچے اور اُس ناکردہ گناہ کو مقتول کا قاتل جانکر گرفتار کر لیا چند روز بعد ما خوذ کو پھانسی

دینیکے لیئے چوک مین لائے پھانسی پر چڑھایا چاہتے تھے کہ مجمع سے ایک شخص نکل آیا اور آواز دی کہ اس مقتول کو مین نے قتل کیا ہے قصاص اُسکا مجھپر جاری کرنا چاہیے ملازمان شاہی نے اس ناکردہ گناہ کو چھوڑ دیا اور مجرم لاابالی کو نوشیروان کے روبرو حاضر کیا بادشاہ نے اسکی رہائی فرمائی اور کہا کہ اگرچہ اس نے ایک شخص کو قتل کیا ہے ولیکن دوسرے کی جان بچائی ہے اور اسکے بچانیکے لئے موت کی بلا اپنے سر پر لی ہے ایسے شخص کو پھانسی دینا نچاہیے پہلی یہہ قاتل تھا اب فدائی ہو چکا ہے

نکتہ کسی کی ناراضی اور اپنے بچاؤ کے سبب سے سچ بات کا چھپانا اور جھوٹھ کہنا سراپا منع ہے +

از راہ راست سر نپیچ اید وست	گر دران راہ خوف جان باشد
ایمن ست از جہان واہل جہان	ہرکہ از کذب در امان باشد

حکایت

ایک مخبر نے نوشیروان سے مخبری کی کہ خزانچی نے خزانہ شاہی سے بلے اجازت بہت سا روپیہ غربا و فقرا کو دیدیا اور زر خطیر خیرات مین صرف کیا ہے فرمایا کہ جسقدر روپیہ خزانچی نے مسکینون اور محتاجون کو دیا ہے وہ ہمارے ہی خزانہ مین جمع ہے کہین نہین گیا +

دولت و مال کی حفاظت مین	کیون اٹھاتا ہی تو مصیبت و رنج
خرچ کر راہ حق مین دولت و مال	جمع کر عاقبت کی گھر مین گنج

حکایت

نوشیروان اکثر اوقات رات کے وقت دو چار خدام خاص کو ساتھہ لیکر رعایا کی خبر گیری کیلئے پھرا کرتا تھا ایک روز ایک خیرخواہ امیر نے بعد اداب و کورنش عرض کیا کہ بادشاہ کا اس حالت سے شہر مین گشت کرنا اچھا نہین ہے اندیشہ ہے کہ موقع پاکر کوئی دشمن کسی طرح کا صدمہ پہونچاسے فرمایا کہ کچھہ اندیشہ نہین ہے کیونکہ عادل بادشاہ اور منصف حاکم کا حافظ حقیقی پاسبان ہے

شاہ عادل راز تنہائی چہ غم	زانکہ عدل او ست ہر دم پاسبان
ناصرش باشد خداوند کریم	در جہان ہر روز و ہر شب ہر زمان

حکایت

نوشیروان کے وقت مین ایک شخص بازار مین کہتا پھرتا تھا کہ میری تین باتون کا مول تین ہزار دینار ہے اگر کوئی خریدے تو مین اسکو بتلاؤن نوشیروان کو خبر ہوئی اسکو طلب کیا اور فرمایا کہ ہم نے تیری باتون کو خرید لیا کہو وہ کون باتین ہین وہ بولا کہ اوّل یہہ بات ہے کہ دنیا مین دوست نہین ملتا دوّم ناچار دشمن سے بھی ملجانا چاہیئے سوّم اُنسے ملو جنسے ضرورت ملنا پڑجائے نوشیروان نے یہہ باتین سنکر حکم دیا کہ تین ہزار دینار اسکو دیدو حکیم نے دینار نہ لئے اور کہا کہ مین اسبات کا امتحان کرتا تھا کہ آیا حکمت کے باتون کا بھی کوئی خریدار دنیا مین باقی رہا ہے یا نہین +

دوست کوئی بھی گر نہو پیدا	کسی دشمن سے دوستی کر لے
کام اپنا چلا لے دنیا مین	حاصل آرام زندگی کر لے

حکایت

ایک روز ایک کوتاہ قد داد خواہ نوشیروان کے روبرو آیا اسکو دیکھکر فرمایا کہ کوتاہ قد آدمی شر انگیز و مفتری ہوتا ہے کیا عجب اسکا دعوی بھی سچ نہو جب تحقیقات ہوئی بادشاہ کا قیاس درست نکلا چند روز بعد اور ایک شخص کوتاہ قد مستغیث آیا بادشاہ پھر وہی حرف سخن زبان پر لایا داد خواہ نے عرض کیا کہ میرے چھوٹے قد کو دیکھکر مجھکو چھوٹا نہ سمجھئے میرا مدعا علیہ مجھسے بھی زیادہ پست قامت ہے بادشاہ ہنسا اور اسکی حق رسی فرمائی +

بندۂ کوتاہ قد کوتاہ عقل	آفتین کرتا ہے برپا سیکڑون
شر اٹھاتا ہے ہزارون وہ شریر	مخمصے کرتا ہے پیدا سیکڑون

نکتہ نہو کسکے عذاب سے مرنا بہتر ہے کہ سفلو نکا کھانا کھانا انکے احسانکا بار اٹھانا +

اہل ہمت گرسنہ میرد اگر +	دست پیش سفلہ کے سازد دراز
زیر بار ہمت دون ہمتان	سرنگون گردد نہ مرد راستباز

نکتہ دنیا مین جسکی زیست بامراد نہین دل اسکا شاد نہین اسکو زندہ نجانو مردہ پہچانو

زیست کی راحت نہو جسکی نصیب	محض لاحاصل ہے اسکی زندگی
بہتر ایسی زندگی سے مرگ ہے	خوش نہو جسن زیست مین انسانکا جی

حکایت

ایک روز ایک مصاحب نوشیروان کی خدمت مین حاضر ہوا اور مبارکباد دیکر کہا کہ آج فلان دشمن اس خاندان کا مرگیا ہے فرمایا کہ آخر مجھکو بھی وہان لیجائین گے

جہان وہ گیا ہے پس کیا موقع خوشی اور مبارکباد کہنے کا ہے بلکہ مقام حسرت وافسوس کا

	کہ زندگانی مانیز جاودانی نیست		اگر بمرد عدو جای شادمانی نیست	

تذکرہ جب نوشیروان مرگیا تو اسکی وصیت کے موافق تابوت اسکا تمام شہر مین پھرایا گیا اور تابوت کے آگے منادی ندا کرتا جاتا تھا کہ جس مظلوم و قرض خواہ کا حق اس بادشاہ کے ذمہ ہو اسوقت حاضر ہو کہ حق رسی کی جائے لکھتے ہین کہ کہ کوئی دادخواہ نہ آیا - اس بادشاہ عادل کے تابوت کی ساتھ ہزارہا مخلوق تھی اور ہر ایک یہہ سمجھتا تھا کہ آج میرا وارث دنیا سے اٹھ گیا ✦

	خسرو پرویز بادشاہ	

یہہ شخص نامآور بادشاہون مین شمار کیا گیا ہے پرویز اسکا خطاب تھا عجب نہین کہ اسکی شیرین کلامی نے اس خطاب کا مستحق کیا ہو - اسکے پاس آٹھ خزنے تھے اُنمین سے ایک کا نام بادآورد تھا لکھتے ہین کہ قیصر روم نے وہ خزانہ جہاز پر لاد کر کسی بحیرہ کو روانہ کیا تھا اتفاقاً دریا مین ہوا کا طوفان آیا ہوا تھا اور طوفان کے زور سے جہاز اس بادشاہ کے علاقہ مین آگیا اسکے عملداروں نے وہ خزانہ لیلیا اور بادشاہ کے پاس بھیدیا اُس خداداد خزانہ کو دیکھکر بادشاہ بہت خوش ہوا اور اسکا نام گنج بادآورد رکھا ✦

فائدہ اس بادشاہ کے خزانہ مین بیس ہزار زین مرصع پچاس ہزار قیمتی گھوڑا بارہ ہزار راونٹ خاص شاہی اسباب لادنیکا نوسو ہاتھی خاص سواری کی تھے

دو سو غلام خوشبو کے ڈبے سواری کے ساتھ لئے رہتے تھے تا کہ سواری
کیوقت بھی معطر ہوا بادشاہ کے دماغ مین پہونچتی رہے ایک ہزار سقا بادشاہ کی
سواری کے آگے آگے پانی چھڑکا کرتا تھا بادشاہ کے گھوڑون کے نعلین بھی
سونیکے تھین میخین اُسمین لکڑی کی لگائی جاتی تھین اس غرض سے کہ وہ نعل بہت
جلد گر پڑین اور لوگ اُٹھا کر لیجائین فیض پائین اور اسکے عوض مین نئے لگائے جائین
فائدہ اس بادشاہ کے پاس ایک کاسہ تھا ایک مرتبہ اس مین پانی بھر کر اگر تمام
اہل دربار پیتے تو وہ خالی نہوتا ۔ بارہ ہزار خوبصورت کنیزین اسکے محلسرائے مین
رہتی تھین اور شیرین جیسی عورت جمیلہ جو حسن وخوبی مین دنیا کا روشن ستارہ تھی
اسکی منکوحہ تھی ۔ بادشاہ کے خاصہ کے لئے جو بزغالہ ہر روز ذبح کیا جاتا تھا اُسکے پکانے
مین دو ہزار دینار روزانہ صرف ہوتا تھا ۔ پہلے بزغالہ زرد رنگ ازرق چشم بھیڑ کے بھی
دودھ سے پرورش کیا ہوا ہر روز بہم پہونچایا جاتا ایک تنور چاندی کا بناکر عود کی
لکڑیون سے تپایا جاتا مشک اور زعفران بھی جلایا جاتا پھر بزغالہ ذبح کر کے
اور چاندی کے طشت مین رکھکر تنور کے اندر رکھا جاتا جب پک چکتا تو سونے کے
طشت مین رکھکر سونے کی چھری سے اُسکے گوشت کے ٹکڑے کئے جاتے اور
بہت سا جواہرات قیمتی پسا ہوا اوسپر ڈالا جاتا خوشبودار مصالحہ پرذائقہ انواع اقسام
کے اُسپر ایزاد کئے جاتے جب بادشاہ کھانے سے فراغت پاتا وہ چاندی کا تنور
و طشت طلائی و نقرئی وغیرہ روزانہ مساکین پر تقسیم کر دئے جاتے اور آئندہ کیلئے ہر روز
نئے تیار ہوتے غرض کہ یہہ بادشاہ بڑا باتکلف اور کریم تھا +

حکایت

ایک روز کسی مخبر نے ایک امیر کی نسبت مخبری کی کہ وہ بادشاہی مال مین سے بہت روپیہ کھا گیا ہے بادشاہ نے اسکی تحقیقات کیلئے حکم دیا جب جرم ثابت ہو چکا تو امرا سے دربار سے اسکی سزا دہی کے لئے مشورہ لیا گیا سب نے اسکے قید کرنیکی راے دی مگر بادشاہ نے برخلاف انکی راے کے اُسکا رتبہ پہلے سے دو چند بڑھا دیا جاگیر و منصب اوسکا زیادہ کر دیا یہہ حال دیکھکر تمام امراء دربار حیرت مین آئے اور بادشاہ سے اس عنایت و مہربانی کا باعث پوچھا فرمایا کہ تمھاری تجویز اسکے باب مین یہہ تھی کہ مین اسکو قید کرون پس احسان و مروت سے زیادہ اور کون قید ہے اسلئے مین نے اُسپر احسان کیا اور ایسی زنجیر مروت کے اُسکے ہاتھ پاؤن مین ڈالی کہ تا دم زیست وہ کبھی گردن نہ ہلا سکے کیونکہ ظاہری قید اُسکے صرف جسم ہی پر ہوتی اور احسان و مروت کے بند اُسکی روح اور جان پر ہے ٭

بند احسان است بند آہنین | کاندران تا زیست انسان بند
بند بند تش ہین کہ دہ بند و بست | روح محبوس است ہم جان بند

امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح

یہہ آٹھوین خلیفہ آل مروانیہ سے تھے انکی عدالت اور خدا پرستی ضرب المثل ہے۔ سلیمان بن عبد الملک کے بعد مسند خلافت پر بیٹھے۔ اونکی خلافت نے دفعتًہ حکومت مروانی کا رنگ بدل دیا اور تمام ملک مین عدل و انصاف۔ علم و عمل۔ خیر و برکت کی جان تازہ ڈالدی حضرت علیؓ علیہ السلام پر خطبوں مین جو لعن پڑھا جاتا تھا ایک لخت موقوف کر دیا شہزادگان بنو امیہ کے ہاتھوں سے جاگیرین چھین لین۔ جہان جہان ظالم عمال تھے یکقلم معزول کر دے سب سے بڑھکر یہہ کہ علوم الٰہیہ کو وہ رونق دی کہ گھر گھر یہی چرچے پھیل گئے۔ امام زہری کو حکم دیا کہ حدیثون کو یکجا کرین یہہ مجموعہ تیار ہوا تو ممالک اسلامیہ مین اوسکی نقلین بھیجو ائین مناقب آپکے بیشمار ہین اس مختصر مین اونکی تحریر کی گنجائش نہین مگر تبرکاً و تیمنًا ایک نمونہ ازخروارے ہدیہ ناظرین ہین

فائدہ رات کو امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح کو رقت پیدا ہوئی اور بے اختیار رونا

شروع کیا فاطمہ انکی منکوحہ نے دیکھا تو آپکا تمام چہرہ اور ریش مبارک آنسوؤں سے تر تھے
جب آپ نماز سے فارغ ہوے تو آپ کی منکوحہ نے پوچھا مزاج کا کیا حال ہے اور یہ رونا کس لئے
ہے فرمایا مین امور امت مرحومہ کا ایک معتمد اور امانت دار ہون مجھے نہایت فکر و اندیشہ ہی
کہ میرے قلمرو مین صدہا بندگان خدا ننگے بھوکے خستہ حال ور تباہی کے عالم مین مبتلا
ہون گے فردا ے قیامت حاکم علی الاطلاق جب مجھسے پوچھیگا کہ ان لوگونکی ساتھ تو نے کیا سلوک کیا
تو مین جانتا ہون کہ مجھے جواب نبن پڑیگا اور عذر میرا قبول نہوگا اسلئے مجھکو اپنی نفس پر رحم ہوا اور رقت پیدا ہوئی
پند سونیکے لئے رات کو بستر پر نجاؤ جب تک کہ تمام دن کا حساب نکرلو کہ آج مین نے کون
کون عمل نیک اور کون کون بد کیا ہے پس جو عمل بد یاد آئے اسکے کرنے پر پچتاؤ توبہ کرکے
بخشواؤ نیک عمل پر خدا تعالی کا شکر ادا کرو اور دعا مانگو کہ آیندہ بھی وہ تم کو نیکی کی توفیق دے

جس قدر تم روسکو چھپ چھپ کے رولو داغکو		چہرہ سے دلکی سیاہی سیاہی رہی دھولو داغکو	

فائدہ امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح خلافت سے پہلے ہزار درہم کی قیمتی
پوشاک پہنتے اور فرماتے تھے کہ کیا عمدہ لباس ہے اگر اس مین خشونت نہوتی اور جب تخت
نشین ہوے تو پانچ درہم سے زیادہ قیمت کی پوشاک کبھی نہ پہنی جسکے نسبت فرماتے کہ کیا
عمدہ پوشاک ہے اگر اس مین نعم نہوتا اس پر لوگون نے عرض کیا کہ سبب اختلاف کا
ان دونون حالتون مین کیا ہے فرمایا میر نفس لوامہ آفت کا پرکالہ ہے جو نعمت خدا پاک نے
اوسکو دی اوسپر ہل من مزید کا خواہشمند رہتا ہے اور اللہ پاک نے ہمیشہ اوسکی خواہش
ہل من مزید پوری کی اب تخت نشین ہونیکے بعد بھی وہی خواہش ہل من مزید باقی ہے
مگر دنیا مین تو اس خلافت پر ہل من مزید ممکن ہی نہین باقی رہی نعماے عقبی وہ
بغیر دنیا چھوڑے ملتی نہین اس لئے آخرت کی خواہش نے دنیا چھوڑا دی ٭

زہد کا رتبہ اگر مطلوب ہے	تین چیزین چھوڑ دے ای نیکنام
زیب و زینت ناسی ور ناسی ہوا	دال سے دنیا و دولت والسلام

فائدہ باوجود اس قدر امارت اور دولت و حکومت کے امیر المومنین عمر بن عبد العزیز ہمیشہ دیوان تحقیقات و فصل خصومات مین فرش زمین پر اجلاس فرماتے تھے اسپر لوگون نے عرض کیا کہ اگر آپ سطح رونق افروز رہین گے تو ہیبت و سطوت و فرو شوکت سلطنت و خلافت کا باقی نہین رہیگا آپ نے فرمایا کہ مجھے تکلف سلطانی سے کچھہ غرض نہین ہے توکل درکار ہے

نکتہ خدا کے متوکل ہوکر خاکستر کے فرش پر بیٹھنا اور فقیر کہلانا اس سے بہتر ہے فرعون کی طرح تکبر و تجمل کے ساتھہ تخت پر بیٹھنا اور احکم الحاکمین پر بھروسہ نرکھنا ؛

کرو حق پر توکل بندگان حق اگر سمجھو	گہر قطرے کو سمجھو اور خاکستر کو زر سمجھو

حکایت

ایک روز مسلمہ بن عبد الملک عمر بن عبد العزیز رح کی عیادت کو آیا دیکھا تو اون کے کپڑے میلے کچیلے تھے اونھون نے اپنی بہن فاطمہ سے جو امیر المومنین کی منکوحہ تھین کہا کہ آپکے کپڑے بدل ڈالو اور جو کپڑے پہنے ہین اونکو دھلوا دو فاطمہ نے کہا اے بھائی مین کیا کرون اون کے پاس اس لباس کے سوا دوسرا کپڑا ہی نہین ہے

نکتہ میلے جسم اور ناپاک بدن پر پاکیزہ لباس پہنا پاک لوگون کے نزدیک منع ہے

اسطرح اپنی پاک روح کو بدی اور بداعمالی کے میل سے ناپاک رکھنا اور جسم کو دھونا عیب ہے +

نجاست سی نہو جب تک کہ دل پاک	عبث ہی اس تن خاکی کا دھونا
بھلا جب تک پلید اپنا ہو باطن	ضرورت کیا بظاہر پاک ہونا

فائدہ امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح نے ایک حکم نافذ کیا کہ بنی اُمیہ نے لوگوں سے براہ ظلم وغیرہ جو کچھ کیا ہے وہ سب اُن کے مالکون کو مسترد کردیا جاے اس پر ارکان دولت واعیان سلطنت نے عرض کیا کہ حضور آپ ایسا حکم صادر فرماتے ہین اور اپنی قوم کے رنج و ملال سے نہین خطر کرتے فرمایا مجھکو احکم الحاکمین کا خوف ہے اور کسی سے ڈرتا نہین +

پند حاکم علی الاطلاق سے جو ڈرتا ہے اُن سے سب خلقت ڈرتی ہے اور جو شہنشاہ جل و علا سے نہین ڈرتا اس سے کوئی بھی خوف نہین کرتا +

لوگ ڈرتے ہین اُن کی سایہ سے	جو کہ اپنے خدا سے ڈرتے ہین
جو نہین ڈرتا اپنے خالق سے	لوگ کب اُس سے خوف کرتے ہین

حکایت

رجا بن حیات روایت کرتے ہین کہ مین ایک رات عمر بن عبد العزیز کے خدمت شریف مین حاضر تھا اتفاقاً چراغ گل ہونے لگا مین نے چاہا کہ اوٹھکر بتی درست کردون لیکن مجھسے پیشتر خود ہی امیر المومنین نے چراغ درست کردیا مین نے عرض کیا یا امیر المومنین خادم کے ہوتے مخدوم کو تکلیف اوٹھانیکی کیا ضرورتھی

آپ نے فرمایا کہ میرا کیا گھٹ گیا جب مین اوٹھکر گیا تب بھی عمر ہی تھا اور درست کر کے آیا تب بھی عمر ہی ہون +

نکتہ فخر انسان کا اس مین ہوتا ہے کہ وہ فخر کے لایق ہو اور افتخار نکری باوجود مہتری کے اپنے آپ کو کمتر جانے دولت اور حکومت کی حالت مین تواضع اور انکساری اپنا پیشہ کرے +

دوستو فخر اپنا مت ظاہر کرو	گرچہ ہو تم صاحب عز و وقار
بندگی پر باندھلو اپنی کمر	پاؤ اپنے حق سے تاج افتخار

حکمت اپنے متعلقین اور خدمت گارون کو اپنا اعضا تصور کرنا چاہیے کیونکہ اگر وہ نہون تو ہر کام اپنے ہاتھ سے کرنا پڑے نوکر کو سخت تکلیف نہ دینی چاہیے کوئی وقت اُن کے آرام کیلئے بھی مقرر کرنا چاہیے +

بندۂ از بندگان حق بود	گر ترا در بندگی خدمت گذار
دان غنیمت خاطرش خورسند دار	تا ترا خوشنود دارد کردگار

نکتہ نوکر کو چاہیے کہ وہ اپنے آقا کی خدمت گذاری و جان نثاری مین ہمیشہ حاضر و سرگرم رہے ہر کام مین دیانت داری و خیر خواہی کو مقدم سمجھے حق نمک پہچانے مالک کو مالک جانے اور اسکے راز کا محافظ رہے +

ہین سگے مستحکم دیانت پر مدام	بندگان اہل دین اہل یقین
ہے عزیز خلق مرد خیر خواہ	فخر پاتا ہے امانت سے امین

حکمت شجاعت کے متعلق دس چیزین ہین **اوّل** کبر نفس یعنی مفلسی یا تونگری یا مدح یا مذمت کو یکسان جاننا **دوم** تقویت یعنی سخت مصیبت کیوقت نہ گھبرانا

قوی دشمن سے نہ ڈرنا **سوم** سکون یعنی ہر حالت مین مستقل رہنا آجکا کام کل پر نچھوڑنا **چہارم** ضبط مزاجی یعنی جوش مین نہ آجانا غصہ کو ضبط کرنا دشمن پر غلبہ پاکر درگذر کرنا **پنجم** ثبات یعنی دشمن کی جمعیت دیکھکر پریشان نہونا اور نیک کام کرنے مین حریص رہنا **ششم** تحمل نیک کام کرنے مین **ہفتم** غیرت اور حمیت قوم اور اقربا کی پرورش پر مستعد رہنا انکو غیر کا محتاج نہونے دینا اور انکی آبرو کا محافظ رہنا **ہشتم** تواضع سب کو اپنے ذات سے اچھا جاننا اور سب سے بمدارات پیش آنا **نہم** علو ہمتی اچھے اعمال واخلاق کی طرف راغب رہنا بد عادتون سے باز رہنا خداوند عالم کی راہ مین زرنثار کرنا کسی کی بھلائی کے لئے اپنے آپکو تکلیف مین ڈالنا **دہم** رقت لوگون کی پریشانی وغمگینی کی حالت دیکھکر خود پشیمان ہونا کسی کی بد حالت دیکھہ نسکنا اپنے گناہین یاد کرکے رونا اور غم کرنا +

کبر نفس و تقویت صبر و سکون	ہین یہہ سب مردبہادر کی نشان
اور تواضع غیرت و حلم و ثبات	ہین اسی کی واسطے اندر جہان
اپنی ہمت اور تحمل سی ہمیش	کام کرتا ہے وہ یکتاے زمان

حکایت

تقریب عید الفطر مین امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح کی بی بی نے آپ سے شکایت کی کہ یا امیر المومنین آپکے تخت نشینی مین ہمنے کچھ بھی فائدہ نہین اوٹھایا اور مزہ نپایا دیکھو محلہ کے لوگون نے اپنے لڑکون کے لئے نئی نئی پوشاکین اور اور عمدہ عمدہ لباس تیار کرایا ہے مگر ہمارے لڑکے وہی پھٹے پرانے پیوند لگے ہوے

کپڑے پہنتے ہین مجکو نہایت شرم آتی ہے اس پر آپنے خزانہ دار بیت المال
کو شقہ لکھا کہ ہمارا حق خلافت مقررہ ایک مہینہ پیشگی بھیجدو مہتمم بیت المال نے
عرض کہا کہ تعمیل حکم مین تو کچھہ عذر نہین مگر یا امیر المومنین یہہ کیونکر یقین ہو سکتا ہی
کہ آپ ایک مہینہ تک زندہ رہین گے جسکا حق آپ آج چاہتے ہین آپنے
فرمایا یہہ سچ ہے اور آپنے اپنی بی بی سے فرمایا کہ ہمارے لڑکون کیواسطے
جنت مین پوشاک لطیف تیار ہے یہان نئی پوشاک اور عمدہ لباس کی کچھہ احتیاج نہین ہے
فائدہ حضرت سیدنا امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے عہد خلافت مین حق
خلافت ایک لاکھہ تیس ہزار درہم سالانہ سے زاید تھا اور عمر بن عبد العزیز کے
زمانہ تک مسلسل فتوحات جدیدہ نے اوس حق خلافت کو المضاعف کر دیا تھا
لیکن عمر بن عبد العزیز نے اپنا کل حق بیت المال سے بجز دو درہم روزانہ کے
نہین لیتے تھے بلکہ جس وقت وہ صدر نشین خلافت ہوے اپنا کل ذاتی مال
بھی داخل بیت المال کر دیا آپ کے فضایل اور کمالات جو مورخین زمانہ
نے لکھا ہے اوس سے یہہ امر ثابت ہو سکتا ہے کہ آپ انسان فرشتہ خصلت تھے
نکتہ بادشاہ وہ ہے جو کسی کے آگے دست سوال نہ پھیلائے خدا پرست وہ
ہے جو خودی کے دام مین اسیر نہو نیک وہ ہے جو کسی کے ساتھہ برائی نکرے

نیک وہ ہی جو نہین کرتا بدی	دوست دشمن نیک و بد بندہ و آزاد سے
شاہ کہتے ہین اوسے شاہ و گدا	جس نے لینے کو نہین پھیلاے ہاتھہ

نکتہ سخی وہ ہے جو اپنا مال کسیکو معاوضہ کی امید پر نہ دے اپنے ملک کو وقف
جانے اوروں کے مال کی حفاظت رکھے کسیکے نقصان کا روادار نہو ؁

بہ بخشد چون بمسکینان سخی مال	ندارد در عوض امید احسان
ہمیشہ مال خود را وقف داند	بمال دیگران باشد نگہبان

حکایت

امیر المومنین عمر بن عبد العزیز کو معلوم ہوا کہ مسلمہ بن عبد الملک کے باورچیخانہ مین روزانہ ایکہزار درہم صرف ہوتا ہے آپنے ایک روز اُنکو پیغام بھیجا کہ آج کھانا ہمارے ساتھہ کھائین اور آپنے اُس روز ہر قسم کا کھانا بتکلف پکوایا منجملہ اور کھانون کے آش مسور کی پیاز اور روغن زیتون سے چرب کی ہوئی آپکے خاصہ کی تھی آپنے مسلمہ کو اتنا باتو نمین لگایا کہ اُنپر بھوک کا غلبہ زاید ہو گیا اور آپ نے پیشتر ہی سے خدام کو کہہ رکھا تھا کہ جب مین کھانا مانگون تو قبل اسکے کہ اور کھانے لاؤ پہلے وہی مسور کی آش سے آنا پس خدام نے پہلے وہی آش پیش کی مسلمہ کو بھوک تو خوب ہی لگی تھی وہ آش پیٹ بھر کر کھائی کر اور کھانیکی گنجایش نرہی جب تکلف اور پیر ذایقہ کھانے چنے گئے تب عمر بن عبد العزیز نے مسلمہ سے کہا کہ ہاتھہ کیون کھینچا عمدہ کھانا تو دستر خوان پر اب آیا ہے مسلمہ نے عرض کیا یا امیر المومنین مین خوب کھا چکا ہون اب ور کھانیکی گنجایش نہین ہے عمر بن عبد العزیز نے فرمایا سبحان اللہ تم صرف اس مسور ہی کی آش سے شکم سیر ہو گئے جس مین ایک ہی درہم کی خرچ سے دس آدمی شکم سیر ہوتے ہین پھر ایک ہزار درہم جو تم ہر روز اپنے باورچیخانہ مین بیجا صرف کرتے ہو کتنا بڑا اسراف ہے خدا سے پاک سے ڈرو کہ قیامت کے دن تمھارا نام مسرفون مین لکھا جائے اگر وہی مال جو اس طرح بیہودہ اور بے موقع

خرچ کرتے ہو وہی ارباب احتیاج پر صرف کرتے اور ننگے بھوکون اور مسکینون کو کھلاتے تو آخرت مین تمھارے کام آتا اور خدا اور رسول تم سے خوش ہوتے مسلمہ نے عرض کیا کہ انشاء اللہ اب ایسا ہی کرونگا +

نکتہ کھانا اسقدر کہ اشتہا رفع ہو جائے اور پانی اتنا پینا کہ تشنگی نرہے پوشاک ایسی پہننا کہ بدن برہنہ نرہے گھر ایسا بنانا کہ جس مین گزارہ ہو سکے انسان کی حاجت روائی اور ضروری آسایش کے لئے کافی ہے لذیذ کھانے کھانا اور متعطر اور سرد شربتون کا پینا قیمتی لباس کا پہننا اور اونچے و بلند محلون کا بنانا سراپا اسراف ہے +

گذارہ کرلو اس دنیا مین بیشک	گذر دن جائین جس سے زندگی کے
تکلف جتنے تم کرتے ہو چھوڑو	نہین یہہ کام اچھے آدمی کے

حکمت صرف کرنا تین قسم پر منقسم ہے **اول** خیرات اسمین تین طرح کی رعایت چاہئے اول یہ کہ دل کی رضامندی سے دیوے دیگر افسوس نکرے دوسری ایسے کو دے جو بسبب شرم کے کسی سے سوال نکر سکتا ہو تیسرے پوشیدہ دے ریائے بچے دیگر احسان نرکھے دوم خرچ ضروری اسمین بھی تین قسم ہین اول اپنے زن فرزند وغیرہ متعلقین کو دینا اور اپنے کھانے پینے پہننے وذاتی خرچ مین صرف کرنا دوسرے فائدہ کی امید پر کسی امیر دولت مند کی خدمت مین نذر دینا تیسرے رفع ضرر کیلئے صرف کرنا یعنی جب اپنی جان پر آفت آسے یا حرمت مین خلل پڑیگا اندیشہ ہو جاسے تو خرچ کرنا پس دو قسم اول ودوم مین اپنی توفیق وحثیت پر لحاظ رکھنا ضرور ہے مگر تیسری قسم مین حثیت سے زیادہ بھی خرچ کر دینا

مضائقہ نہیں ہے کہ اُسکے خرچ نکرنے مین آبرو کا خوف ہے تیسری قسم تواضع
وانعام ومہمانداری ودوست نوازی وغیرہ اس قسم کے اخراجات بھی اچھے ہین
مگر حیثیت کا لحاظ اسمین بھی ضروری امر ہے +

مناسب خرچ جو کرتا ہے کرے	اڑا بیجا نہ ہرگز دولت ومال
نکر اسراف یا امساک اس مین	مگر رکھ اعتدال اسمین بہرحال

حکایت

فاطمہ بنت عبدالملک بن مروان منکوحہ عمر بن عبدالعزیز کی ملکیت مین ایک لونڈی
تھی جسکے ساتھ آپ کو عشق پیدا ہوگیا تھا آپنے اُسکو اپنی بی بی سے مانگا کہ
اسکو ہبہ کردین فاطمہ نے بسبب غیوری اور حسد کے ندی اور جب آپ تخت نشین
ہوے تو فاطمہ اوسکو لباس تکلف سے آراستہ پیراستہ کرکے آپکے پاس لائین
اور کہا کہ اسکو مین نے بخوشی آپ کو ہبہ کیا آپنے اوس سے جب خلوت کرنا چاہا
تو پہلے اُس سے فرمایا کہ کپڑے اوتار ڈال جب اُس نے سارے کپڑے اوتارے
خلیفہ نے کہا اسیے بیٹا کہ تو پہلے کسکی ملکیت مین تھی اور فاطمہ کے پاس کیونکر آئی
اوس نے عرض کیا کہ حجاج بن یوسف نے عامل کوفہ کا تمام مال ومتاع ضبط
کرلیا تھا مین بھی اوسی عامل کی ملکیت مین تھی مجھکو حجاج نے عبدالملک بن مروان
کے پاس بھیجدیا اور مین کم عمر تھی عبدالملک نے مجھے اپنی بیٹی فاطمہ کو ہبہ کیا
آپنے پوچھا اب وہ عامل کہان ہے اُس نے کہا وہ مرگیا پھر آپنے پوچھا
کہ ایا اب اور کوئی اُسکی اولاد مین سے ہے اوس نے کہا ہان فی الحال ایک وسکا

فرزند وہ بھی مفلس اور برے حال مین ہے آپنے اوس لونڈی سے مواصلت نکی اور فرمایا کہ اپنے کپڑے پہن لے اور اوسی وقت عبدالحمید عامل کوفہ کے نام حکم صادر فرمایا کہ نامبردہ کو بذریعہ برید جلد دارالخلافت مین بھیجدو جب وہ حضور اعلیٰ مین باریاب ہوچکا تو آپنے اُس سے پوچھا کہ حجاج نے تمہارے باپ کا کیا کیا مال ضبط کیا تھا جو اُس نے بتلایا وہ سب بیت المال سے اوسکو واپس کردیا اور وہ لونڈی بھی اوسکے سپرد کی اور فرمایا کہ تم کم سن ہو احتیاط کرو اسکے ساتھ صحبت سے شاید تمہارے باپ کے تصرف مین نہ آئی ہو اُس نے عرض کیا یا امیرالمومنین مین نے یہہ لونڈی بخوشی آپ کو ہبہ کی مگر آپ نے نامنظور کیا پھر اُس نے عرض کیا کہ اگر امیرالمومنین میری نذر قبول نہین فرماتے ہین تو اسکو مجھ سے مول لے لین آپنے فرمایا اگر مین خرید لونگا تو اس آیت کریمہ کے مضمون مین داخل نہونگا ۔ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى

نکتہ اپنے نفس کو محکوم رکھنے والا کسی کا محکوم نہین ہوتا ہے بلکہ تمام زمانہ اسکا محکوم ہوتا ہے اور وہ سب پر حاکم

اگر حاکم شوی بر کشور دل	بملک جسم و جان باشی شہنشاہ
کنی بر نفس نادان اگر حکم	باقلیم جہان باشی شہنشاہ

پند تنگی و تنگدستی کی حالت مین کسی مفلس محتاج کا حال نہ پوچھو ورنہ اُسکی خبرگیری کرو

نہ پوچھو حال زار تنگدستان	زبان تقریر مین انکی نہ کھلواؤ
وگر پوچھو تو اُس حالت مین پوچھو	کہ کچھ اپنی گرہ سے فیض پہونچاؤ

حکایت

بنی اُمیہ نے مصالح ملکی کے لحاظ سے سب اہل بیت نبوت جایز کر رکھا تھا یہانتک

کہ خطبوں مین الفاظ سب و شتم خلیفہ چہارم و آل فاطمہ رہ کے نسبت درج ہوگئے تھے
اور خطیب ممبروں پر اون الفاظ کو بقدرت ادا کرتا تھا جب عمر بن عبد العزیز سریر آرائے
خلافت ہوسے تو آپنے اُس بدعت شنیعہ اور طریقہ مذمومہ کو اس خوبی سے خارج کیا
کہ لوگوں کی ہمتین پست ہوگئیں اور وہ رسم مذموم ہمیشہ کیلئے نیست و نابود ہوگئی تدبیر
یہہ تھی کہ عمر بن عبد العزیز نے ایک یہودی طبیب کو جو بظاہر دربار رس اور مصاحب
خلیفہ تھا مخفی طور پر کچھ تعلیم کر رکھا تھا ایکدن وہ یہودی دربار عام دار الخلافت
مین جہان تمام خاندان بنو امیہ اور آل مروانی حاضر تھے خلیفہ سے درخواست کی کہ
آپ اپنی صاحبزادی کے ساتھہ میرا نکاح فرما دیجیے کل امرا سلطنت اور خاندان بنی امیہ
یہہ جملہ سنتے ہی دست بقبضہ ہو کر افروختہ ہوگئے عمر بن عبد العزیز نے نرمی سے اُس سے
فرمایا کہ یہہ امر کیونکر ہوگا کہ مین مسلمان ہون اور تو یہودی ہماری شریعت اس امر کو
جایز نہین رکھتی ہے یہودی نے عرض کیا کہ آپ کے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ
وسلم نے جو اپنی صاحبزادیکا نکاح امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ کے ساتھ فرمایا ہے عمر بن عبد العزیز نے کہا وہ بہت بڑے عظمائے
ملت محمدی سے تھے یہودی نے عرض کیا پھر ایسے شخص کے نسبت خطبوں مین
ایسے الفاظ نا ملایم کیون پڑھے جاتے ہین عمر بن عبد العزیز نے رؤسائے شام
و اہل خاندان بنو امیہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم لوگ اس یہودی کا جواب دو اُن
لوگون سے کوئی جواب بجز سکوت بن نہ پڑا پس اُسی وقت عمر بن عبد العزیز نے
حکم قطعی نافذ فرمایا کہ خطبوں سے وہ الفاظ ناسزا بالکل نکال ڈالے جائین اور بجائے

اون الفاظ کے اس آیت شریف کی تلاوت کرین ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی
چنانچہ ابتک تلاوت اس آیت شریفہ کی خطبون مین جاری ہے۔

نصیحت بدکلامی سے زبان کو نجس نکرو غیبت سنکر کانون کو پلید نہ بناؤ غیر کی محبت دلمین رکھکر کافر نہ کہلاؤ ٭

خوار ہوگا مرد بدگفتار اگر	نیک بندون سے برا پیش آیگا
نیک کو نیکی ملیگی عاقبت	اور برا آخر برائی پائیگا

تذکرہ مہر مین عمر بن عبد العزیز کے عمر یؤمن باللہ مخلصاً کندہ تھا۔ اور حاجب آپکے تین شخص تھے ایک آپ کا غلام جسکا نام حی تھا اور دوم قیس سوم مزاحم اور دو شخص منشی تھے ایک لیث بن ابی رقیہ دوسرے رجا بن حیات کندی اور کوتوال آپکے عہد مین یزید بن قیس سکسکی تھا اور عبد اللہ بن سعد الارملی قاضی تھے عمر بن عبد العزیز رحمہ نے دیر سمعان جو حمص کی زمین ہے وہان پر سنلہ ہجری مین وفات پائی کل انتالیس برس ایک مہینے کی عمر مین دو برس پانچ مہینے مسند آرائے خلافت رہے سپا ایک الذہب مین آپکو خلیفہ صالح خامس خلفاء راشدین لکھا ہے اور حضرت سفیان ثوری رحمہ نے لکھا ہے کہ خلفاء راشدہ مین پانچ ہین یعنی امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان غنی اور حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضوان اللہ تعالی عنہم اور عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ اخراج کیا ہے اس روایت کو ابوداؤد نے اپنے سنن مین کنیت آپکی ابو حفص تھی حلوان ایک قریہ ہے مصر مین وہان آپ تولد ہوے جب عبد العزیز بن مروان

آپکے باپ مصر کے حاکم تھے باختلاف روایت سنہ ۶۱ یا سنہ ۶۲ مین اور مان آپکی
اُم عاصم حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی پوتی تھین اور نانا اون کے
عاصم بن سیدنا عمر بن خطاب رہ تھے اور نانی آپ کی وہ لڑکی تھی جسکو دُودھ دُھنے
کیوقت انکی مان نے کہا تھا کہ اس مین پانی ملاوے تو اُس نے جواب دیا تھا کہ امیر المؤمنین
سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دودھ مین پانی ملانیکو عموماً ممانعت فرمائی ہے
مان نے کہا کیا اسوقت امیر المومنین یہان کھڑے دیکھتے ہین لڑکی نے جواب دیا کہ
قسم ہے خدائے پاک کی یہہ مجھسے ہرگز نہوگا کہ ظاہر مین اونکی تابعداری کرون اور
مخفی اونکی نافرمانی چنانچہ اتفاقاً جناب فاروق اعظم رض بھی کہین عنقریب انکے
رونق افروز تھے اُن دونون کی تقریر آپکے گوش حق نیوش مین پڑی اور اُس
لڑکی کی فطانت سے متعجب اور خوش ہوکر اپنے فرزند عاصم رہ کے ساتھ منگنی قرار
دیکر نکاح فرما دیا تو اون کے پیٹ سے اُم عاصم یعنی عمر بن عبد العزیز کی مان پیدا ہوئین
نکتہ چار وصفون سے انسان نیک بختون مین شمار ہوتا ہے اولاً منصف مزاجی
اور انصاف پرستی **ثانیاً** واقفیت اور باخبری **ثالثاً** کم گوئی اور کم خورمی اور
کم خوابی **رابعاً** حلم اور تحمل +

درگذر کرتے نہین انصاف سے باخبر رہتے ہین سب کے حال سے	بندگان منصف وسینہ صفا مہربان سب پر ہین مردان خدا

ابوجعفر عبد اللہ منصور بن محمد بن علی بن عبد اللہ عباس رضی اللہ عنہ

آل عباس کا دوسرا خلیفہ ہے اس نے سنہ ۱۳۶ ہجری مین خاتم خلافت پائی یہہ شخص

بڑا دور اندیش اور شجاع تھا عزم و استقلال آبائی ترکہ تھا علوم شرعیہ خاندانی میراث تھی لہو و لعب سے متنفر رہتا عدل و کرم دو نو صفتین خالق نے عطا فرمائی تھین اسی نے پیشتر کتاب کلیلہ دمنہ کا ترجمہ سریانی زبان سے عربی مین کرایا اور قانونی کتابین بھی روم و فارس سے منگواکر ترجمہ کروائین اسکو مورخین نے منصور دوانقی بھی لکھا ہے ؀

فائدہ دوانیق پچھلے زمانہ کا بہت ہی چھوٹا سکہ تانبے کا اور عرب کے ملکون مین مثل ہندوستانی کوڑیون کے چلتا تھا عوام مین خصوص ہندیون مین بلفظ دوانی مشہور تھا چونکہ منصور عمال سے کوڑی کوڑی کا حساب لیا کرتا تھا اسی سبب سے دوانقی لقب پڑگیا۔ اور خلیفہ منصور کے یادگار کا ایک بہت بڑا نشان شہر بغداد ہے جسکا وہ بانی ہے پہلے اس مقام پر نوشیروان کا ایک باغ تھا جسکو باغ داد کہتے تھے کثرت استعمال سے بغداد ہوگیا اور دوسری وجہ تسمیہ مورخین نے یون لکھی ہے کہ بغ ایک بت کا نام تھا جسکو وہان کے مشرکین پرستش کرتے تھے اور داد فارسی مین عطا کو کہتے ہین تو بغداد کے معنی ہوے عطا بغ ۔ الحاصل وہ مقام پر فضا دجلہ کے کنارے تھا اسلئے منصور کو پسند آیا اسی مقام پر ۱۴۵ہجری مین شہر کی بنا شروع ہوئی پہلے اینٹ بنا کی منصور نے اپنے دست خاص سے رکھی حصار کی بنا نہایت مستحکم اور عریض ڈالی گئی بنیاد کا عرض پچاس گز اور سر دیوار کا عرض بیس گز تھا ۱۴۹ہجری مین حصار کی بنا تمام ہوئی ایک کروڑ دینار اسکی بنا مین صرف ہوا ؀

منصور کے نسبت مورخین نے بہت سی حکایتین لکھی ہین اور وہ ایک منتظم مشتخص تھا

چنانچہ اسکا قول ہے +

قول بادشاہون کو اپنے رفقا اور مصاحبین کے جمیع امور خلاف ورزی کا تحمل ہوسکتا ہے مگر تین چیزین ہرگز قابل برداشت نہین **اول** شرکت ملک **ثانیاً** افشاء راز **ثالثاً** خیانت حرم مین - اور جس شخص کے مزاج مین مروت زیادہ ہوگی اوسکو صعوبت اور دشواریان بھی بہت پیش آئینگی +

فائدہ ایک روز منصور نے اپنے رفقا اور مصاحبین سے کہا بادشاہ کو چار شخصونکی نہایت ضرورت پڑتی ہے جن کے بغیر انتظام مملکت کسیطرح نہین ہوسکتا جسطرح سے تخت بدون چار پایون کے قائم نہین رہ سکتا **اول** قاضی یعنی حاکم عدالت کہ انفصال مخاصمات وفصل خصومات بغیر مداہنت وارتشاء کے عدل وانصاف سے کرے **دوم** کوتوال کہ ضعیف کو قوی کے ظلم سے بچائے اچھونکا دوست رہے اور بدون کا دشمن **سوم** محصل خراج جو رعایا سے بغیر ظلم وسختی خراج وصول کرے **چہارم** وقایع نگار جوان تینون کے اعمال کی سچی خبر دین +

فائدہ بصرے کے قاضی نے سید حمیری کی سعایت مین ایک عرضی خلیفہ منصور کی خدمت مین لکھی اوس عرضی کو منصور نے بدین شرح واپس کر دی **جعلناك قاضیا لا ساعیا** ہمنے تمکو قاضی مقرر کیا ہے کچھ چغلخوری کیواسطے نہین مقرر کیا ہے +

نکتہ لوگون کی شکایت وغماضی کرنا سخت عیب ہے اور برائی کرنے مین جلدی نکرنا چاہئے بلکہ اپنے نفس کو جسقدر رک سکے اسکے کرنے سے روکنا چاہئے اور ایسی کوشش کرنا چاہئے کہ کسی نہ کسی طرح سے وہ عمل تم سے سرزد نہونے پائے

بند کن لبہای خویش از گفتگو	گر نداری بر زبان تقریر نیک
در سخن گویا مشو چون ابلہان	تا نباشد در دلت تدبیر نیک

حکایت

ایک دن خلیفہ منصور اپنے مصاحبین کے ساتھ قریب دجلہ اپنے محل کی چھت پر بیٹھا تھا ایک تیر اوسکے سامنے گرا دیکھا تو اوس تیر کے ایک طرف لکھا تھا کہ ایک شخص مظلوم ہمدان کا رہنے والا محبس مین قید ہے منصور نے فوراً لوگون کو محبس مین بھیجا کہ شخص ہمدانی کو جلد حاضر کرین لوگ گئے دیکھا کہ محبس کے ایک حجرہ مین ایک شخص رو بقبلہ بیٹھا ہوا اس آیت کی تکرار کر رہا ہے وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ؕ ترجمہ اور قریب ہے کہ جانین گے وہ لوگ جنھون نے ظلم کیا ہے کہ کس کروٹ وہ پلٹین گے اونھون نے اوس شخص سے پوچھا کہ تم کہان کے رہنے والے ہو قیدی نے کہا ہمدان میرا وطن ہے پس اسکو خلیفہ منصور کے سامنے لائے منصور نے سرگذشت پوچھی ہمدانی نے عرض کیا کہ مین ایک بزرگ خاندان و اشراف ہمدان سے ہون آپکے عامل نے جو ہمدان مین مقرر ہوا ہے اُس نے میری ریاست اور کل جائداد جسکا ہزار درہم محاصل تھا غصب کر لی ہے اور اس خوف سے کہ مین دار الخلافت مین فریاد کرونگا مجھکو محبس مین بھیجدیا اور مجھپر ناحق جرم بغاوت اور خروج کا مقدمہ قائم کیا منصور نے پوچھا تم کتنے عرصہ سے قید ہو اوس نے عرض کیا چار سال سے اس پر خلیفہ نے خارجی طور پر دریافت کر لیا تو ظلم و ستم وہان کے حاکم کا پایا گیا فوراً

اسکی بیڑیان کٹوادین اور فرمایا کہ اسے شیخ تمھاری ریاست مع زر چار سالہ خراج تمکو واپس دینے کا حکم دیدیا ہے اسکے سوا ہمنے تمکو ہمدان کا عامل بھی مقرر کیا تم جاکر اُس عامل معزول سے جس نے تمپر ظلم کیا ہے جسطرح چاہو بدلا لیلو اُس مرد مظلوم نے عرض کیا یا امیر المومنین ریاست میری جو مسترد ہوی وہ تو مین نے قبول کی لیکن ہمدان کی حکومت قبول کرنیکی لیاقت نہین رکھتا اور عامل نے جو مجھپر ظلم کیا ہے وہ مین نے معاف کیا تب منصور نے اوسکو خلعت عنایت فرمایا اور اُس حاکم ظالم کو مورد عتاب وخطاب کیا ؛

حکایت

ایک شخص نے منصور پر خروج کیا تھا جب وہ گرفتار ہو کر آیا غصہ کی حالت مین منصور نے گالی دے بیٹھا اوس نے کہا کہ کل تک ہم اور تم تلوار سے اپنی قسمت آزمائی کر رہے تھے تم کو خدا نے مجھپر نصرت دی اور آج مین اس بیکسی اور مظلومی کے حالت مین جب آپ کے سامنے کھڑا ہون تو آپ نے تیغ زبان کے جوہر دکھائے اگر مین بھی اپنی شمشیر زبان کو غلاف سے نکالون تو آپ نادم اور پشیمان ہون گے خلیفہ منصور یہہ بات سنکر بہت پشیمان ہوا اور اُس کا قصور معاف فرمایا مگر ایک برس تک اُس سے ترک ملاقات کی ؛

نکتہ بدآدمی اگر اپنے اختیار کے وقت بدی کرچکا ہو تو نیک کو چاہیے کہ جسوقت وہ اختیار پائے مکافات سے درگذر فرمائے ورنہ فریقین مین کچھہ بھی فرق نرہیگا اور نیک و بد مساوی ہو جائین گے

مرد باطن گر اپنے وقت پر	کرچکا ہو نیک بندون سی بدی

کچھ نہ لین بدلہ بغیر از نیکوئی	نیکون کو لازم ہے وقت نقدیا

فائدہ بعض ندمانے خلیفہ منصور سے براہ خیر خواہی عرض کیا کہ یا امیر المومنین ایک دولت مند امیر مرگیا اور اوسکی اولاد نابالغ ہے اگر اوسکی جائداد ضبط اور داخل سرکار کرلی جائیگی تو سلطانی خزانہ کا بہت نفع ہوسکتا ہے منصور نے فرمایا کہ جو شخص خلافت رُوئے زمین سے جو اللہ پاک کی عطا ہے سیراب نہو تو وہ بھلا یتیمون کے مال سے کب سیر چشم ہوگا -

پند اپنے خدا سے دائمی تونگری ہمیشہ کی زندگی مانگو اور وہ دولت طلب کرو جسپر زوال نہ آئے ❊

بے بہا نعمت خدا سے مانگ لے	دائمی دولت کا کر حق سے سوال
اسقدر عزت خدا سے مانگ لے	جسکے آخر مین نہو ذلت نصیب

حکایت

ایک روز خلیفہ منصور کوٹھے پر برآمد تھا ایک بوڑھے فراش کو اپنے کام مین مشغول دیکھا تو منصور نے اسکو بلا کر پوچھا کیا سبب ہے کہ ارباب حکومت اور دولت مندون کی بڑی عمر نہین ہوتی ہے اُس نے عرض کیا یا امیر المومنین حکمران اور اہل فرمان رزق مقسوم اپنا ایک ہی بار حاصل کرلیتے ہین اسلئے اُنکی عمر دراز نہین ہوتی اور مفلس لوگون کو تھوڑا تھوڑا بتدریج ملتا ہے اسلئے اُنکا رزق مقسوم پورا ہونے کو اونکی عمر بھی بڑھ جاتی ہے خلیفہ منصور یہہ بات سنکر ہنسا اور تین سو درہم اُسکو انعام دیا ایک ہفتہ کے بعد اُس بوڑھے فراش کی جگھہ

ایک لڑکے کو کام کرتے دیکھا خلیفہ نے اوس لڑکے سے پوچھا وہ بوڑھا کہان ہے اوس نے عرض کیا یا امیر المومنین اوس نے قضا کی اور مین اوسکا بیٹا ہون منصور نے کہا تیرے باپ نے سچ کہا تھا جب وہ اپنا رزق پا چکا تو مرگیا ❊

نکتہ دو باتین عقل کے برخلاف ہین **ایک** مقسوم سے زیادہ رزق پاتا + **دوم** اجل کے آنے سے پہلے مرجانا +

رزق بے مقسوم ملنیکا نہین وقت پر انجام پاجاتے ہین کام	مرگ آنیکی نہین قبل از اجل باتین ہوجاتی ہین پوری برمحل

تذکرہ منصور کی طبیعت تفاول اور تطہیر وسعد ونحس کے طرف مایل تھی اور چند روز قبل از انتقال یہہ دو شعر منصور کی نظر سے گذرے

اباجعفر حانت وفاتک وانقضت اباجعفر ھل کاھن لک او منجم	سنوک وامر اللہ لا بد واقع لک الیوم من ضرب المنیۃ مانع

خلاصہ مطلب ان شعرون کا یہہ ہے کہ یا ابا جعفر تمھاری وفات آپہونچی اور تمھارے عمر کے سال تمام ہوے اور حکم خداے پاک کا خواہ مخواہ واقع ہوگا پس ایا کوئی کاہن یا منجم تمھارے پاس ہے جو آج تمکو موت کے پنجہ سے چھڑا سکے منصور اسکو دیکھکر مغموم اور متاثر ہوا اور انہین دنون بارادہ حج بیت اللہ شریف بغداد سے کوچ کرکے قصر عبدویہ مین اترا۔ اور صبح کے وقت ایک ستارا ٹوٹا جسکی روشنی مثل آفتاب کے تھی الغرض منصور اپنے فرزند کو بلاکر امور مالی اور ملکی مین وصیت اور نصیحت کرکے کوفہ سے ایک منزل روانہ ہوا ہی تھا کہ بیمار ہوگیا اور بیرمیمون خارج از حدود مکہ معظمہ چھٹی ذیحجہ ۱۵۸ھ ہجری مین

بحالت احرام پیٹ کے درد سے انتقال کیا سر برہنہ منھہ کھلا ہوا حجون کے باب شعب مین مدفون ہوا چونسٹھہ برس کی عمر اور بائیس سال سات دن کم سلطنت کی منصور کے مہر کا کندہ (اتق اللہ فانک ترد فتعلم) تھا حاجب اونکا عیسی بن یحیح اور سلیمان بن مخلد اہوازی وزیر تھا۔

ابو عبد اللہ محمد المہدی بن ابو جعفر المنصور محمد بن علی بن عبد اللہ عباس رض

یہہ تیسرا خلیفہ آل عباس رض کا ہے اس شخص نے رد مظالم مین بہت کوشش کی اور ظالمون کے ظلم وستم سے لوگون کو بچایا اسکے ابر کرم نے احتیاج کے دامن کو بھر دیا اور اسکی قدردانی اور جوہرشناسی سے ہرگروہ وہرطبقہ کے اہل کمال بغداد مین جمع ہوگئے اور شہر بغداد علم وہنر کا معدن بن گیا رعایا اسکے عہد خلافت کو عیش اور امن کا گہوارہ سمجھتی تھی ملاحدہ اور زنادقہ کا دشمن تھا یہہ اوّل خلیفہ گذرا ہی جس نے ملاحدہ اور زنادقہ کے رد مذہب مین کتابین علمار اسلام سے لکھوائین +

روضۃ الصفا ناطق ہے کہ مہدی تخت خلافت پر اجلاس کرتے ہی پہلے حکم قیدیون کے رہائی کیلئے باستثنار خونیون کے نافذ کیا +

اور مروج الذہب مین مذکور ہے کہ چھہ لاکھہ درہم اور ایک کروڑ چالیس لاکھ دینار جو خزانہ دار الخلافت مین جمع تھا عموماً مستحق وغیر مستحق کو تقسیم کردیا خزانہ دار نے کل کنجیان خلیفہ مہدی کے سامنے رکھدین اور عرض کیا کہ تمام صندوق خالی پڑے ہین یہہ کنجیان اب کس مصرف کی رہین تھوڑے ہی روز گذرے تھے

کہ اسقدر کثرت کے ساتھ ملکون سے تحصیل کا روپیہ دار الخلافت مین آیا کہ خزانہ دار کو اوسکے رکھنے اور اوٹھانے کے سبب سے کئی دن تک فرصت نملی کہ خلیفہ مہدی کے دربار مین باریاب ہوسکے جب وہ فارغ ہوچکا تو حاضر ہوا۔ خلیفہ نے پوچھا کئی دن سے تم کیون نہین آئے اوس نے غیر حاضری کا سبب عرض کیا مہدی نے کہا احمق کنجیون کے ہمارے روبرو رکھنے سے ایا تھی کہ خزانہ خالی ہے عطا کہان سے ہوگی دیکھا دینے والے نے کس حکمت سے کیونکر اور کتنا دیا +

نکتہ چار چیزون سے چار چیزین حاصل ہوتی ہین **اولاً** خاموشی سے بے خوفی وایمنی **ثانیاً** سخاوت سے عزت وسرداری **ثالثاً** عبادت سے قبول وقرب **رابعاً** شجاعت سے مال ودولت +

چپ سے ہوجاتی ہے حاصل ایمنی	اور سخا سے عزت و فخر و کمال
یا دوگے تم بندگی سے قرب حق	اور شجاعت سے مضاعف ملک و مال

فائدہ خلیفہ مہدی نے اطمنان امور مملکت کے بعد ارادہ حج کا کیا اور ایک بہت بڑا لشکر ہمرکاب لیگیا کئی ہزار آدمیون کو آمد ورفت کے مصارف مرحمت فرمایا پانسو ہزار شتر صرف برف ویخ کے لئے ہمراہ تھے - اگلے خلفا جب حج کرنیکو جاتے تھے بیت اللہ شریف پر ایک غلاف نیا بنوا کر چڑھواتے تھے وہ سب جمع ہوتے ہوتے دیوار اور چھت پر بڑا بوجھ ہوگیا تھا مہدی نے وہ کل غلاف اوتروا کر فقرا اور مسکینون کو تقسیم کرادیا اور دیوار وسقف کو مشک وزعفران سے معطر کراکے دو غلاف زربفت کے ڈال دئے - پھر مدینہ منورہ کی بنا

گو گیا اور ہر ایک سائل کو اپنے جود وکرم سے مالا مال کرکے دار الخلافت بغداد
واپس آیا دو لاکھ دینار اور تین لاکھ درہم اس سفر مین خرچ ہوا +

نکتہ سائل کو خوش کرنا چاہیے اور احسان ماننا چاہیے کہ اُس نے تمکو سخاوت
کرنے مین مدد دی اگر سائل نہوتا تو تم سخی نکہلاتے ۔

ہے یہہ سائل کی مروت سربسر	تیرے سر پر اے سخی حق کی ولی
لے گیا وہ راہ حق پر تیرا مال	جس سے تو دنیا مین کہلایا سخی

فائدہ رعایت وسیاست بغیر دو امر کے ناقص ہے اوّل سخاوت ہے
دوم شجاعت بلکہ دین اور دنیا دونون کی اصلاح بغیر ان کے نہین ہوسکتی
اسلئے قانون قدرت جسکو ان صفتون سے متصف پاتا ہے اپنا خلیفہ روی
زمین پر گردانتا ہے - قال اللہ تعالی یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا مَا لَکُمْ إِذَا قِیلَ لَکُمُ
انْفِرُوا فِی سَبِیلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ أَرَضِیتُمْ بِالْحَیَاةِ الدُّنْیَا مِنَ الْآخِرَةِ
فَمَا مَتَاعُ الْحَیَاةِ الدُّنْیَا فِی الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِیلٌ إِلَّا تَنْفِرُوا یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا أَلِیمًا
وَیَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ ثُمَّ لَا یَکُونُوا أَمْثَالَکُمْ وقال اللہ تعالی لَا یَسْتَوِی
مِنْکُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَئِکَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِینَ
أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا - ان آیتون سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ جب ایک
قوم موافق حکم خدا کے کام نہین کرتی تو خداوند عالم اوسپر دوسری قوم کو
مسلط کرتا ہے - جب تک اعتدال کے ساتھہ سخاوت و سیاست اپنے اپنے
محل مین صرف ہوتی ہے بادشاہ اور رعیت دونون اپنے حالت پر قائم رہتی ہین
ملک آباد اور رعیت شاد رہتی ہے رحم وکرم خاصہ بادشاہ عادل کا ہے جس مین

یہہ صفت بدرجہ کمال ہوتی ہے اوسکی سلطنت بھی قوی اور مستحکم ہوتی ہے
جو بادشاہ ظالم یا بخیل ہوتا ہے لشکر نالان رہتا ہے اور ملک تباہ اور ویران
ہو جاتا ہے ملک کی تباہی رعیت کا افلاس سلطنت کی بنیاد متزلزل کرنیوالا ہے

حکایت

مہدی کے وقت مقنع نام ایک مشعبد نے ماوراالنہر مین خدائی کا دعوی کیا بہت
سے جاہلون کو اپنا معتقد بنا لیا وہ بڑا شعبدہ باز تھا چنانچہ اوس نے ایک طلسم
چاہ نخشب مین بنایا تھا کہ کنوے سے ایک مدور اور روشن چیز نکلتی تھی جس سے
دو فرسخ مربع تک روشن ہو جاتا تھا جو شعرا کی زبان پر بہ ماہ نخشب مشہور ہے
خلیفہ مہدی نے یک جرار لشکر اوسکی سرکوبی کو بھیجا تو وہ بھاگ کر قلعہ کش مین
محصور ہوا مدت تک محاصرہ مین رہا محاصرہ کیوقت بھی وہ سر شام اندھیری
راتون مین یک مصنوعی چاند چاہ نخشب سے نکالکر آسمان کے نیچے نمودار
کر دیتا تھا جسکی روشنی دو دو فرسنگ تک جاتی ایسے ایسے اور بھی شعبدے
دکھلا کر اپنی خدائی کا ثبوت دیتا مگر لشکر اسلام اوسکے دم مین نہ آیا اور محاصرہ
مین اوسکو سخت تنگ کیا جب اوس نے اپنی رہائی کا کوئی رستہ نہ دیکھا تو پہلے اپنے
ہمراہیون کو شراب مین زہر دیکر مار دیا اور اون کی لاشین تیزاب کے خمون مین
ڈالکر گلا دین اخیر کو خود بھی ایک خم مین بیٹھ کر تیزاب مین گل گیا اس عمل سے
اوسکی غرض یہہ تھی کہ مرگ کے بعد بھی اسکے معتقد اعتقاد رکھین کہ ہمارا خدا معہ ہمراہیون
کے قلعہ کے اندر سے غائب ہو گیا ہے مگر یہہ فریب اوسکا کھل گیا کیونکہ اوسکی

ایک لونڈی نے جو قلعہ کے اندر تھی مقنع کو شراب مین زہر ملاتے ہوئے دیکھ لیا تھا وہ شراب اوس نے نہ پیکر چھپ کے ایک گوشہ قلعہ مین جا بیٹھی تھی جب وہ مرگیا تو اوس نے قلعہ کا دروازہ کھولدیا اور لشکر اسلام کو اندر بلالیا سب حال کہہ سنایا مسلمانون نے وہ تیزاب کے خم دیکھے تو کوئی لاشہ موجود نہ پایا صرف اون لوگون کے بال پانی پر تیرتے ہوے نظر پڑے اور فتنہ اوسکا فرو ہوگیا مگر مدت تک چند سفید پوشون کا بیج معدوم نہوا اونکا اعتقاد یہہ تھا کہ ابن مقنع آسمان پر عروج کر گیا ہے ایک وقت معہود مین پھر ظاہر ہوگا۔

نکتہ دعویدار ہونا ایسے دعوے کا جسکا ثبوت بہم نہ پہونچ سکے مدعی کی دروغ گوئی کی نشانی ہے ؛

گر نباشد پیش تو مدعی ثبوت	دعوے تو دعوے بے آگہی ست
گفتن ناراست پیش اہل عدل	عین نادانی و جہل مدعی ست

حکایت

ایکدن خلیفہ مہدی تفریح طبع کیلئے جانب انبار زونق بخش تھا ناگاہ اُس کے پاس ربیع بن یونس ایک کپڑے کا ٹکڑا لئے ہوے آیا جس پر کوئلے سے کچھہ لکھا ہوا تھا اور اُس پر مہر خلافت بھی تھی جو مٹی سے کوئلے مین ملا کر لگی تھی ربیع نے عرض کیا یا امیرالمومنین یہہ عجیب واقعہ ہے ایک اعرابی نے مجھسے کہا کہ مجھے بتاؤ ربیع بن یونس کہان ہین جو یہہ کپڑے کا ٹکڑا مین اون کے پاس لیجاؤن خلیفہ مہدی اوسکو ہاتھہ مین لیکر ہنسا اور کہا کہ یہہ حقیقت مین میرا ہی لکھا ہوا ہے

اور مہر بھی میری کی ہوی ہے مین تم سے اسکا ماجرا بیان کرتا ہون کل مین کچھ رات باقی رہے شکار گاہ چلا گیا تھا جب صبح ہوئی تو شدت سے پانی برسنے لگا اور سب خادم و حشم مجھ سے اتفاقاً چھوٹ گیا اور مجھکو بھوکھ پیاس کی شدت ہوئی چونکہ تمام کپڑے آب باران سے تر ہوگئے تھے اس لیئے سردی نے بھی سخت ستایا اوسوقت مجھے ایک دعا یاد آگئی جو مین نے اپنے باپ دادے سے سُنی تھی کہ وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے جو شخص شام و پگاہ یہہ دعا پڑھا کریگا جب کسی مصیبت مین مبتلا ہو تو حرق و غرق و دب کر مرنے سے یا اور کسی بری طرح کی موت سے اسکو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھتا ہے اور جس مصیبت مین مبتلا ہو نجات پاتا ہے وہ دعا یہہ ہے

بسم اللہ و باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ جب مین نے یہہ دعا شروع کی تو مجھکو دُور سے ایک روشنی نظر پڑی مین اوسطرف جھپٹا اور دیکھا تو ایک اعرابی اپنے خیمہ مین آگ جلا رہا ہے مین نے اوس سے کہا کیا ہماری ضیافت کرسکتے ہو اوس نے کہا ہان کرسکتا ہون مین گھوڑے سے اوترپڑا اعرابی نے اپنی جورو سے کہا جو جو رکھے ہین اوسکو پیکر جلد روٹی پکا اور مین نے پانی مانگا تو اوس نے مجھے دودھ دیا جسمین پانی ملا ہوا تھا مین نے پیا تو ایسا مزا ملا کہ مجھکو عمر بھر کسی شربت مین وہ ذائقہ نملا تھا۔ اوس نے ایک مہین کپڑے کی چادر دی جسکو مین اوڑھکے سو یا تو ایسا آرام ملا کہ پھر کبھی سونے مین ایسا آرام نہ پایا اور جب میری آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اعرابی بکری ذبح کر رہا ہے اور اوسکی جورو چیخ رہی ہے کہ بڑی افسوس کی بات ہے تو نے ہمکو ہلاک کیا اسی ایک بکری پر تو ہماری زندگی تھی جسکو تو نے ذبح کرڈالا بھلا اب اپنی معاش کی کیا فکر کروگے مین نے کہا کچھ تم

تردد نکرو پھر مین نے بکریکا کلیجہ اپنی چھری سے نکالا اور آگ پر رکھدیا جب وہ بہن
گیا تو مین نے کھایا اور اعرابی سے کہا تمھارے پاس کاغذ وغیرہ ہے جو مین
اوس پر کچھہ لکھون اوس نے مجھے یہہ کپڑیکا ٹکرا دیا تو مین نے کوئلے سے اوپر
یہہ لکھا اور اپنی مہر بھی اوسی کوئلہ سے کردی پھر کہا کہ ربیع کا نام پوچھکر یہہ تحریر
اوسکو پہونچاؤ اوسمین لکھا تھا کہ پانچ لاکھہ درہم اس اعرابی کو دیدینا خلیفہ
مہدی نے کہا مجھکو منظور پچاس ہزار درہم دلوانا تھا مگر غیب سے پانچ لاکھہ ہاتھہ
سے لکھہ گئے اب مین اوس سے کم نہین کرسکتا یہہ رقم اوس کو دیدو اوسی وقت
اعرابی کو دیدے گئے اور وہ اعرابی امیر کبیر ہو گیا اوس نے ایک بہت بڑا عمدہ
مکان بنایا اور وہ مکان اس نام سے مشہور ہو گیا کہ مکان میزبان امیر المومنین مہدی
حجاج اور مسافرین وہان آرام لیا کرتے تھے ٭

تذکرہ سامرہ مین شیخ اکبر محی الدین ابن العربی سے صاحب تاریخ الخلفا نقل
کرتے ہین کہ مہدی باللہ ۱۵۸ھ ہجری مین سریر آرا ے خلافت ہوا اور ۱۶۹ ہجری
مین قضا کی ستائیس برس کی عمر پائی دس برس ڈیڑہ مہینہ اوس نے نیک نامی
سے سلطنت کی اوسکے مہر مین حسبی اللہ کندہ تھا اور حاجب اوسکے ربیع بن
یونس اور عبد اللہ بن علاثہ و عاقبہ بن زید قاضی تھے اور ابو الجہم وفضل بن
ربیع وسلامۃ الابرش منشی تھے ۔ مہدی کے انتقال کے متعلق مختلف روایتین ہین
بعض مورخ نے لکھا ہے کہ اوسنے ایک شکار کے تعقب مین گھوڑا ڈالا جو ایک کنڈر
مین چلا گیا تھا اور اوسی کنڈر مین مہدی بھی گھوڑا لیگیا راستہ اچھا نتھا وہان پر
کوئی ایسا صدمہ پہونچا کہ فوراً روح پرواز کر گئی اور بعض مورخ نے لکھا ہے کہ ایک

لونڈی نے زہر دیکر اوسکا کام تمام کیا ؛

نکتہ اولاً شکار بیکاروں کا کام ہے ثانیاً شکار جانے سے پہلے جنگل کی مصیبتوں اور تکلیفوں کو سوچ لینا چاہیے نہ کہ صحرا میں جانے کے بعد غور کرنا چاہیے ؛

ہے یہہ بہتر ابتدائے کام میں	سوچ لو ہو جسطرح انجام کار
پہلے صحرا کے مصائب جانچ لو	شوق سے پھر جاؤ تم بہر شکار

ابی جعفر ہارون الرشید بن محمد المہدی بن ابی جعفر منصور دوانیقی بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس رض

یہہ پانچواں خلیفہ بنی عباس کا ہے بڑا فصیح و بلیغ اور عالم و عابد تھا ایام خلافت میں بھی سو رکعت نماز پڑھا کرتا تھا اور اپنے ملوکات خاص سے روزانہ ہزار درہم خیرات کرتا ہمیشہ علما اور مشایخ کے ساتھہ صحبت رکھتا اور ریاکاروں کا دشمن تھا اور اپنے گناہوں پر اکثر رویا کرتا اور شاعروں کو انعام کثرت سے دیتا تھا۔

آل عباس میں یہہ خلیفہ نامور گزرا ہے۔ حق تو یہہ ہے کہ اپنے خاندان کا چشم و چراغ تھا۔ تمام اہل ہنر اسکے کمال پروری سے دار الخلافت بغداد میں کھینچ آئے اور ہر طبقہ کے اہل کمال اسکے دامن دولت میں پرورش پانے لگے ؛

مورخ تاریخ الخلفا نے لکھا ہے کہ ہارون رشید کی خلافت میں وہ محاسن جمع تھے جو دوسرے خلیفہ کو میسر نہ تھے وزرا اسکے آل برمک سے تھے یحیی اور جعفر تھے کل خلافت کا کام اور سلطنت کا انتظام انہیں کے رائے صائب پر چلتا تھا قاضی القضاۃ ابو یوسف تھے اور مروان بن ابی حفصہ سا شاعر ندیم تھا اور مصاحب

عباس بن محمد تھے اور حاجب فیضل بن ربیع اور مغنی ابراہیم موصلی تھا اور زوجہ اونکی زبیدہ خاتون تھیں یہہ سب اپنے فنون مین یگانہ روزگار تھے جن کی ذات سے خود فن نے شہرت اور ناموری حاصل کی +

سنہ ہجری مین ہارون الرشید نے ارادہ بیت اللہ شریف کا کیا امین اور مامون اپنے فرزندون کو بھی ہمراہ لیگیا اس سفر مین دس لاکھہ درہم پچاس ہزار دینار صرف ہوا مکہ معظمہ مین پہونچکر اپنے کل ممالک مقبوضہ کے دو حصہ کیا بغداد اور واسط اور بصرہ اور کوفہ اور شامات اور سواد عراق و موصل اور جزیرہ و حجاز و مصر تا باقصاے مغرب امین کے متعلق کیا اور اوس کا دار الخلافت شہر بغداد ٹھہرایا اور کرمانشاہ و نہاوند اور قم و کاشان و اصفہان و فارس و کرمان اور ری و توس و طبرستان اور خراسان و زابل و کابل اور ملک ہندوستان و ماوراء النہر اور ترکستان مامون کو سپرد کرکے اوسکا تخت گاہ شہر مرو مقرر کیا اور وصیت کیا کہ جو دونون مین سے پہلے انتقال کرے اوسکے ممالک مقبوضہ دوسرے کے قبضہ مین آوین اور باہمی جنگ و جدل اور خونریزی سے پرہیز کرین بلکہ دستاویز اسی مضمون کی لکھی گئی اور آل عباس اور بنی ہاشم و عمائدین مکہ معظمہ کی مہرین ہونیکے بعد سقف کعبۃ اللہ مین آویزان کیگئی تاکہ اسکے خلاف کسی زمانہ مین کوئی جرأت نکرسکے +

ہارون الرشید کے ایک اور فرزند تھے جسکا نام قاسم تھا جسکی تعلیم اور اتالیق عبد الملک بن صالح ہاشمی کے سپرد تھے جو ایک ناموری شخص تھے اونھون نے جب تقسیم ممالک کی خبر سنی تو ہارون الرشید کو لکھا کہ قاسم بھی تمھارے فرزند ہین

اونکو محروم نرکھیگا غرض ہارون الرشید نے اکثر جزیرہ کے ممالک سے جو سرحد روم سے متصل تھے اون کے نام زدکر کے قاسم کا لقب مؤتمن قرار دیا اور حرمین شریفین مین عام لوگون کو انعامات وصلات سے خوش وخرم کیا ❊

حکایت

فضل بن ربیع روایت کرتے ہین کہ مین ہارون رشید کے ساتھ حج کو گیا تھا جب کوفہ مین سواری پہونچی تو راستے مین حضرت بہلول رح کھڑے ہوے مجذوبانہ بڑبک رہے تھے مین نے بہلول سے کہا چپ رہو امیر المومنین کی سواری آرہی ہے وہ چپ کے ہو رہے جب ہودہ سواری امیر المومنین کا اون کے سامنے ہو کر نکلا تو حضرت بہلول رح نے کہا یا امیر المومنین ایمن بن بابل نے مجھسے کہا کہ قدامہ بن عبداللہ عامر نے اون سے روایت کی ہے کہ مین نے جناب سرور عالم سلطان دو جہان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو منی مین اونٹ پر سوار دیکھا جسپر پرانا پالان نہ وہ منقش تہا اور نہ مذہبت زنگین فضل بن ربیع نے عرض کیا یا امیر المومنین یہہ بہلول ہین ہارون الرشید نے کہا ہان پھر بہلول رح نے کہا یا امیر المومنین مین کوئی شعر پڑھون ہارون رشید نے کہا فرمائے آپ نے صرف یہ قطعہ پڑھا ❊

هب انک قد ملکت الارض طرا	ودان لک العباد فکان ماذا
الیس غدا مصیرک جوف قبر	ولیس التراب هذا ثم هذا

خلاصہ مطلب اسکا یہہ ہے - ہم نے مانا تم روئے زمین کے مالک ہوگئے

اور سارے خدا کے بندے تمہارے تابعدار ہو گئے پھر کل سکے روز قبر کے
پیٹ مین کیا نہین جانا ہوگا اور مٹی کا ڈھیر منہ پر نہ آئیگا اسکو خوب یاد رکھو پھر یاد
رکھو ہارون الرشید نے کہا بہت ہی اچھا شعر سنایا کچھہ اور بھی فرمائے بہلول
نے کہا یا امیر المومنین جسکو پروردگار عالم مال و جمال دو نو عطا فرمائے پھر وہ
اپنے جمال کے ساتھہ پارسائی کرے اور مال سے لوگون کے ساتھہ مواسات
واحسان کرے تو اوسکا نام دیوان ابرار مین لکھا جائیگا۔ ہارون الرشید نے
جانا کہ اس کلام مین حسن طلب ہے فرمایا مین نے حکم دیا ہے کہ تمہارا سب قرض ادا
کر دیا جائے بہلول نے کہا ایسا حکم نہ دیجئے۔ قرض لیکے ادا نہین ہو سکتا ہے
بلکہ اہل استحقاق کے حقوق دیجئے گا اور پہلے آپ اپنے نفس کا قرض ادا کیجئے۔
ہارون الرشید نے کہا مین نے حکم دیا ہے کہ آپ کے واسطے دوامی کچھہ مقرر کر دیا جا
بہلول رہ نے کہا یا امیر المومنین ایسا حکم بھی نہ فرمائیگا اور آپ کو میرے ساتھہ برائی کرنے
سے کیا حاصل ہوگا میرے لئے مقرر کرنا اوسی مقرر کرنے والے پر ہے جس نے آپ کیواسطے
مقرر فرمایا ہے آپ کے مقرر کرنیکی مجھے کچھ احتیاج نہین ہے ✣

پند خدا کا احسان مان تو اسکو اپنا خالق اور رازق جان تو اسکی مخلوق پر احسان کرو
جسطرح اس نے تم پر احسان کیا ہے ✣

تو اس احسان کا شکرانہ ادا کر خدا کی خلق پر احسان کیا کر		خدا نے تجھے جو احسان کئے ہین سخاوت سے نہ روک اپنا کبھی ہاتھہ	

نکتہ دنیا مین ہر ایک چیز فنا ہونے والی ہے مگر اعمال کہ فنا نہین ہوتے ہین اور
انسان انکی جزا و سزا ایک دن پانے والا ہے ✣

جہان فانی ہی اور اہل جہان ایک	رہینگے یہ تیرے اعمال باقی
بدی بدکار کی نیکون کی نیکی	رہیگی ہر مہ و ہر سال باقی

حکایت

ایک روز ہارون الرشید اطراف رقہ کے شکار کھیلتا تھا ایک زاہد نے سختی سی خلاف واب خلافت کے کلام کیا اور کہا کہ اے ہارون تو خدا سے نہین ڈرتا اسپر ہارون الرشید نے ابراہیم بن عثمان سے فرمایا کہ اسکو دار الخلافت مین ساتھ لے آؤ اور جب مین شہر مین پہونچون تو میرے سامنے لانا جب ہارون الرشید قصر خلافت مین داخل ہوا تو کھانا مانگا اور زاہد کو بھی اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور بعد فراغت طعام زاہد سے کہا مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے اسکا جواب انصافانہ دیجیگا زاہد نے کہا فرمائی ہارون الرشید نے پوچھا تمھارے نزدیک مین شریر تر اور خبیث تر زیادہ ہون یا فرعون زاہد نے کہا فرعون اسواسطے کہ اوس نے دعوی الوہیت کا کیا اور انا ربکم الاعلی کہا پھر ہارون الرشید نے پوچھا کہ آیا موسی و ہارون علیہم السلام آپ سے بہتر تھے یا آپ اون سے بہتر ہین زاہد نے جواب دیا مجھکو اُن برگزیدہ لوگون سے کیا نسبت ہے وہ پیغمبر خدا ہین اور مین ایک ادنی عباد اللہ سے ہون پھر ہارون الرشید نے کہا جسوقت خداوند عالم نے حضرت موسی و ہارون علیہم السلام کو فرعون کے پاس بھیجا تھا تو ارشاد فرمایا فقولا له قولا لینا یعنی اوسکے ساتھ ملائمت اور نرمی سے گفتگو کرنا حالانکہ وہ کافر اور گم راہ تھا اور مین تو بقدر طاقت بشری مامورات پر عمل کرتا ہون

اور منہیات سے بچتا رہتا ہون پس فرمائی کہ آپ نے جو سختی میرے ساتھہ برستے
اور خلافت کا بھی کچھ ادب نکیا اسکا کیا باعث ہے زاہد نے کہا بیشک مین نے خطا
کی اور اب مین اس حرکت بیجا سے استغفار اور توبہ کرتا ہون اور امیدوار ہون
کہ اللہ پاک میری توبہ قبول فرمائے آپ بھی میرا قصور معاف فرمائین ہارون رشید نے
کہا پروردگار عالم تمھاری امرزش فرمائے اور آٹھہ ہزار درہم اون کے واسطے
منگائے زاہد نے کہا مین یک مرد سیاح ہون مجھے اس مال کی احتیاج نہین ہے اتنے مین
ہرثمہ بن عین نے کہا اے مرد جاہل خلیفہ کے عطیہ سے انکار کرتا ہے ہارون رشید نے
ہرثمہ سے فرمایا کہ تم چپ رہو اور اس معاملہ مین دخل ندو انکا معاملہ میرے ساتھہ ہے
نہ تمھارے ساتھہ بعد اسکے ہارون الرشید نے زاہد سے کہا کہ مین نے تمکو محتاج جانکر
نہین دیا بلکہ خلفار کا یہہ دستور ہوتا ہے کہ جس کے ساتھہ انکو صحبت ہوتی ہے صلہ
اور انعامات سے اوس کو محروم نہین چھوڑتے پس جسقدر آپکا جی چاہے اسمین سے
لیلو زاہد نے ہارون رشید کو دعا خیر دی اور دو ہزار درہم اوس مین سے اوٹھالی
گروہ سب روپیہ دار الخلافت کے دربانون پر تقسیم کرکے خالی ہاتھہ چل دئے +

پند مابین گفتگو کے چپ رہنا اور کسی کے بلانے سے کہنا بہتر ہے اس
کہ بلا اجازت بولو اور بے موقع تقریر کرو اور اہل مجلس تمکو چپ رہنے کیلئے اشارہ کرین

گرو مت بات اور ہرگز نہ بولو	نہ بے موقع زبان پر لاؤ تقریر
اگر بولوگے بیشک بے بلائے	کہان باقی رہیگی عزو توقیر

تذکرہ ہارون الرشید نے مقام رقعہ مین ایک خواب دیکھا کہ مین تخت پر بیٹھا ہون
نیچے سے ایک ہاتھہ نمودار ہوا جسکی ہتیلی مین سرخ مٹی ہے اور ایک آواز بھی آئی کہ مٹی

وس جگہہ کی ہے جہان تمہارا دفن ہوگا مین نے پوچھا میرا دفن کہان ہوگا اور یہہ مٹی کس ملک کی ہے جواب ملا کہ طوس تمھارا دفن ہے اور یہہ وہین کی مٹی ہے پھر وہ ہاتھہ غائب ہوگیا اور آواز بھی منقطع ہوگئی چند روز بعد ہارون الرشید دار الخلافت بغداد مین آیا +

یحییٰ بن اشعث کسی خاص ضرورت کیلئے اپنی جورو کو سمرقند چھوڑ کر دار الخلافت بغداد آیا تھا اوسکی غیبت مین رافع بن لیث بن نصر جو ایک مکار اور عیش دوست تھا موقع پاکر یحییٰ بن اشعث کی جورو جو ایک خوبصورت وحسین اور مالدار عورت تھی اوس سے آشنائی پیدا کرلی اور اوسکو ایسا بہکایا کہ وہ اوسکے فریب مین آگئی اور خواہشمند ہوگئی کہ کسی طرح سے یحییٰ کے قید نکاح سے چھوٹ جاسے اُسکو رافع نے سمجھا دیا کہ اور کوئی صورت اس عمدہ تجویز وتدبیر سے ممکن نہین کہ مذہب اسلام سے مرتد ہوجا تو نکاح باطل ہوجائیگا اور بعد اسکے توبہ کرکے پھر مسلمان ہوجانا اس مکار کی عیاری کارہ گر ہوگئی اور عورت نے مذہب ترسائی اختیار کرلیا اور چند روز بعد پھر دائرہ اسلام مین داخل ہوگئی اور بعد ختم ایام عدت رافع سے نکاح کرلیا +

یحییٰ بن اشعث نے اس امر کا استغاثہ دار الخلافت مین ہارون الرشید کے حضور مین کیا خلیفہ نے علی بن عیسیٰ حاکم خراسان کے نام فرمان بھیجا کہ رافع بدبخت ناعاقبت اندیش کو گرفتار کرکے اوسکا منہہ کالا کروا اور گدھے پر چڑھا کے شہر مین پھرا اور کوڑے مارو علی بن عیسیٰ نے وہ حکم سلیمان بن جنید ازدی کو امیر سمرقند تھا تعمیلاً بھیجدیا امیر نے رافع کو فوراً قید کرکے اوس عورت کو اوس سے جدا کردیا مگر باقی احکام کی تعمیل بلحاظ اوسکے ناموری کے نکی اور حفاظت بھی معمولی تھی وہ

قابو پاکر بھاگ نکلا اور بلخ مین آرہا چند روز مین علی بن عیسی جو وہین تھا اوس کے
پاس پیغام بدرخواست معافی تقصیر بھیجا علی بن عیسی نے نا عاقبت اندیشی سے اسکا
قصور معاف کردیا اور اوسکو حکم معاودت کا دیا تو پھر وہ سمرقند پہونچا چونکہ اُس عورت
کو علانیہ اپنے پاس نہین رکھہ سکتا تھا چند مفسدا ورعیارون کو جمع کرکے لڑبھڑ
کر سمرقند پر قبضہ کرلیا اور پھر اوس عورت کے ساتھہ علانیہ نکاح کرلیا ؛

علی بن عیسی کو یہہ خبر پہونچی تو ایک جمعیت فوج کی اپنے فرزند کی سپہ سرداری مین
روانہ کی رافع اوس جمعیت سے برسر مقابلہ ہوا اور ایک بڑا جنگ طرفین مین واقع
ہوا علی بن عیسی کے بیٹے کو شکست ہوئی آخر خود علی بن عیسی آیا رافع سمرقندیون
کے مدد سے اوس سے بھی لڑا اور شکست دی جب وہ سمرقند سے ہزیمت پاکر بلخ واپس
آرہا تھا وہان کے لوگ بھی اسکی ظلم کیوجہہ سے بگڑ گئے اور اوس کے نائب کو مارڈالا
اور گھربار لوٹ لیا تین کڑور درہم جو ایک باغ مین چھپا رکھے تھے وہ سب لوٹ لیگئے
وہ ہنوز شہر مرو مین تھا کہ وقایع نگار نے کل کیفیت جو سمرقند اور بلخ مین گذری
اور علی بن عیسی سے عام رعایا کی نفرت کیوجہہ دار الخلافت مین لکھہ بھیجی اور یہہ بھی
لکھا کہ علی بن عیسی فوج اور روپیہ بھی جمع کررہا ہے نرمی کے ساتھہ اوسکو دار الخلافت
مین طلب کرلینا چاہئے عجب نہین کہ وہ بھی بغاوت کا جھنڈا کھڑا کرے

ہارون الرشید کے پاس دار الخلافت مین اسکے پہلے اور سیکڑون عرضیان مظلمون کی بھی
آپہونچین تھین جن لوگون پر علی بن عیسی نے بڑے بڑے ظلم کیا تھا۔ خلیفہ ہارون الرشید
نے ہرثمہ بن اعین کو ایک جرار لشکر کے ساتھہ خراسان کے طرف روانہ کرکے حکم دیا کہ راستہ
مین تم علی بن عیسی کو اطلاع کردو کہ مجھکو امیر المومنین نے تمہارے اعانت اور مدد کیواسطے

بھیجا ہے اور جب قابو مین آجاے اوسکو قید کر لو اور اسکی کل مملوکات ضبط کرکے
پابزنجیر اور تشہیر کرو کہ جسکو جو دعوی ہو وہ بالمشافہ دعوے کرے اسی طرح سے
اوسکے مظالم رفع دفع کرکے مظلومون کی دادرسی کردی جاے ✤

ہرثمہ نے امیر المومنین کے حکم موافق اثنا راہ سے علی بن عیسی کو اطلاع دی اور
وہ جب استقبال کیلئے آیا تو ہرثمہ نے اوسکو قید کرلیا اور حکمنامہ معزولی کا سنادیا
اور جامع مسجد شہر مرو مین علی بن عیسی کو پابجولان بلواکر اشتہار عام دیا گیا کہ جس
کسی کو علی بن عیسی پر دعوی ہو وہ بالمشافہ دعوی کرے غرض اسی طرح سے جو کوئی
دعویدار ہوتا تھا وہ اپنے حق کو پہنچتا تھا جب اس سے فراغت پایا تو کل مملوکات
علی بن عیسی کے ہرثمہ نے ضبط کرلیا کل خراسانی ہرثمہ کے حکم کے مطیع ہوگئے لیکن
ممالک ماوراالنہر کے لوگ رافع بن لیث کے مطیع ہوگئے تھے اور اون ممالک پر اوسکا
قبض و دخل ہوگیا تھا اسلئے اون لوگون پر ہرثمہ کے احکام کا اثر پورا پورا نہ پڑا ہرثمہ نے
اس امر کی اطلاع ہارون الرشید کو دارالخلافت مین بھیجی ✤

خلیفہ ہارون الرشید نے یہہ خبر سنتے ہی بذات خود دفع فتنہ و فساد ورد مظالم کیلئے
خراسان کا ارادہ کیا امین کو دارالخلافت بغداد اور قاسم کو موصل مین قائم مقام
مقرر کرکے روانہ ہوا۔ اون دنون ہارون الرشید صحیح المزاج نہ تھا جب کرمانشاہ
پہنچا وہان سے مامون کو روانہ کیا اور فضل بن سہیل کو اوسکا وزیر کرکے حکم دیا
کہ تم شہر مرو مین قیام پذیر ہو اور ہرثمہ بن اعین کو حکم دو کہ وہ رافع کے مفسدہ کو
دفع کرے جب ہارون الرشید گرگان داخل ہوا تو علی بن عیسی معہ نقد و جنس
اسی کروڑ درہم اور پندرہ سو بار شتر کے ہارون الرشید کے سامنے پیش کیا گیا خلیفے

وہ کل مال داخل خزانہ شاہی کر لیا اور علی بن عیسی کو پا بزنجیر بغداد بھیجدیا اور محمد امین کو حفاظت کیلئے تاکید کی +

ہرثمہ بن اعین دریا جیحون سے رافع بن لیث کے دفع فتنہ کیلئے اوتر کر سرحد بخارا تک پہنچا تو رافع نے بشیر بن لیث اپنے بھائی کو ہمراہ فوج دیکر برسر مقابلہ بھیجا ہرثمہ نے اوسکی فوج کو شکست دی اور بشیر بن لیث کو گرفتار کرکے مامون کے پاس پا بجولان روانہ کیا مامون نے اوسکو خلیفہ کے پاس روانہ کردیا۔

چونکہ ہارون الرشید کا مزاج گرگانون مین زیادہ بگڑ گیا اور مرض کا نکس کارذ ہو گیا تھا اسلئے اطبا کی رائے و تجویز کے موافق تبدل آب و ہوا کی غرض سے طوس روانہ ہو چکا تھا وہان بشیر بن لیث حاضر کیا گیا ہارون الرشید نے اوس سے کہا او دشمن خدا تو اور تیرے بھائی نے ظلم اختیار کیا اور بغاوت پر کمر باندھی آخر مجھکو حالت ضعف مین حرکت کرنا پڑی تجھکو اس عذاب سے مارونگا جو صفحہ تاریخ پر ہمیشہ یادگار رہیگا ایک قصاب مامور کیا گیا اور اسکے اعضا کے ٹکڑے کئے گئے جب چودہ ٹکڑے ہوئے تو اوسکی روح قفص عنصری سے پرواز کر گئی +

ہارون الرشید کا مزاج پھر بگڑ گیا اور ایک طبیب جو بادشاہ ہندوستان کے پاس سے آیا تھا جسکے علاج سے پہلے کچھ ہارون الرشید کا مزاج اصلاح پذیر ہو گیا تھا اوسکی رائے اور جبرئیل بختشوع طبیب ہمرائی کی رائے مین اختلاف ہوا جبرئیل طبیب کی رائے بظاہر غلطی پر ثابت ہوئی ہارون الرشید نے اسکے مار ڈالنے کا ارادہ کیا تو اوس نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین اگر کل تک صحت نہو تو مجھکو جو سزا چاہین دیجیے باتفاق تقدیر دوسرے ہی روز شب شنبہ سوم جمادی الثانی ۱۹۳ھ ہجری امیر المومنین کا

قضا نے فیصلہ کر دیا +

پینتالیس ۴۵ برس کی عمر پائی تیس ۳۰ برس خلافت کی ۔ العظمة والقدرة الله عز وجل
نقش خاتم تھا اور فضل بن ربیع کوتوال اور اسمعیل بن صبیح منشی اور مسرور و رشاد و حسن خادم
اور قیس بن میمون اور محمد بن خالد برمکی حاجب تھا +

نکتہ عورت کی دوستی شیطان کا نردبان ہے جس راستہ سے وہ انسان کے جسم مین
آتا ہے اسیطرح حرص و ہوا ہر ایک گناہ کا مادہ ہے جب حرص غالب ہو جاتی ہے
تو تمام گناہ اُس سے سرزد ہوتے ہین +

آتا ہے دل مین تیرے جس راہ سے	حب زن ہے نردبان شیطان کا
کر نہ مائل عورتون پر اپنا جی	مت بنا دل کو مکان شیطان کا

حکمت دشمن جب اپنے فریب و عداوت سے عاجز آجاتا ہے دوست بن جاتا ہے
اور چاہتا ہے کہ عاجزی کے پیرایہ مین دشمنی کرے +

نہین پاتا جو مطلب دشمنی سے	بظاہر دوست بنجاتا ہے دشمن
بدلتا ہے نئی طرز اور نیا دھنگ	نئی صورت سے پیش آتا ہے دشمن

پند چھوٹے دشمن اور تھوڑی آگ کو حقیر نہ سمجھو کیونکہ دشمن چھوٹا بڑا فساد
برپا کر سکتا ہے اور تھوڑی آگ گھر بار جلا سکتی ہے +

چھوٹے سے دشمن کو مت جا نو حقیر	بلکہ رکھو اُس سے ڈر شام و سحر
آگ جب تھوڑی سی ہوگی مشتعل	ایکدم مین اُس سے جل سکتا ہے گھر

ابو جعفر المنتصر باللہ بن متوکل بن معتصم بن ہارون الرشید

یہہ گیارواں خلیفہ خاندان آل عباس کا ہے ۲۴۷ہجری مین بعد قتل اپنے باپ کے سریرآراے خلافت ہوا مرد عاقل اور انصاف پیشہ تھا سادات علویہ اوسکے احسانات کے ممنون تھے یہہ برگزیدہ گروہ بلاروک ٹوک آستان خلافت کا بار یاب تھا - اس خلیفہ کا قول ہے **قول** عفو کی لذت سے زیادہ شیرین کوئی چیز عالم مین نہین اور سب سے براکام قدرت کے بعد انتقام ہے *

نکتہ انتقام سے لینے سے عفو کرنا بہتر ہے اور غصہ سے رحم عزیز تر * *

گنہگار کا عفو کردو گناہ	کرو رحم ہرگز نہ لو انتقام
بہ خلق خدا مہربانی کرو	کہ حق مہربان تم پہ ہو صبح و شام

حکایت

ابو علی یحیی منجم کے ہمسایہ مین ایک شخص کی جائداد عمدہ تھی جو محل بیع مین آئی اور منجم کو اوسکے خریدنے کی رغبت مگر اوسکی کل قیمت ادا کرنیکی قدرت نرکھتا تھا اسی وجہہ سے رنج والم مین رہتا تھا ہر شخص اوسکے چہرہ حال سے قلبی کیفیت پہچان لیتا ایک روز اوسی حالت تردد مین ابو جعفر المنتصر باللہ کی خدمت مین باریاب ہوا خلیفہ نے سبب تغیر پوچھا تو منجم نے سارا واقعہ عرض کردیا خلیفہ نے پوچھا کہ اوسکی کل قیمت کیا قرارداد ہوئی ہے اور تم کسقدر دے سکتے ہو منجم نے عرض کیا کہ حضور تیس ہزار درہم اوسکی قیمت ہے اور میرے پاس دس ہزار درہم موجود ہین جو دیسکتا ہون خلیفہ یہہ سنکر چپ ہو رہا اور بعد تھوڑی دیر کے دربار سے اوٹھ گیا ولیکن خلیفہ نے برخواست کے آگے مخفی طور پر پرچہ خادم کو لکھکر دیدیا تھا اور منجم اوسی طرح مغموم رستان

خلافت سے دلمین یہہ کہتا ہوا رخصت ہوا کہ افسوس کیا خلیفہ چاہتا تھا تو میری حاجت روائی ہوتی مگر میری تقدیر نے یاوری نکی اور منجم جب گھر پہنچا تو اوسکے وکیل نے کہا کہ خلیفہ کا ایک خادم بیس ہزار درہم تمہارے نام دیکر مجھسے رسید لے گیا ہے منجم یہہ روح افزا خبر سنکر خوش ہوگیا اور فرط خوشی سے چہرہ دمکنے لگا *

نکتہ سخی وہ ہے جو چھپکر سخاوت کرے جسکو کچھہ دیوے پھر اوسپر احسان نرکھے دیکر خوش ہو *

سخی یون ہین بیشک سخی ہے وہی	جو لوگون سے چھپکر سخاوت کرے
کرے صرف جب مال خورسند ہو	جسے دیوے اوسپر نہ احسان دھرے

حکایت

ابو عثمان سعید بن محمد بن الصغیر کو خلیفہ ابو جعفر المنتصر باللہ نے بعض مہمات ملکی کے لحاظ سے مصر بھیجا تھا وہان اوسکو ایک پری پیکر لونڈی کے ساتھہ محبت ہوگئی اور وہ محل بیع مین تھی لیکن اوسکا مالک گران فروش تھا ابو عثمان اوسکا متحمل نہوسکا اور کسی تدبیر سے کام نہ نکلا اور آتش شوق اندر ہی اندر اپنا کام کر رہا تھا اسی عرصہ مین اوس کام سے بھی فراغت حاصل کرلیا جس مہم پر خلیفہ نے اوسکو بھیجا تھا ناچار دار الخلافت بغداد واپس آیا اور اوس مہم کے سرانجام مین جو تدبیر اسکو کرنی پڑی تھین مفصل گوش گذار کیا خلیفہ نے پسند فرمایا اور پوچھا کہ تمہاری کیا حاجت ہے ابو عثمان نے وہی اپنا قصۂ عشق عرض کیا خلیفہ نے یہہ سنکر منہہ پھیر لیا اور کچھہ جواب ندیا اور اوس قصہ کو حکایتاً خلیفہ نے اپنے مصاحبین سے کہہ دیا جب ابو عثمان آستان

دارالخلافت مین باریاب ہوتا مصاحبین اوسکو چھیڑتے اور تنگ کرتے اور اوسکا عشق دونا بڑھتا جاتا تھا ایک دن ابوعثمان علیان شوق مین حاضر دربار ہوا تو پردے سے ایک عورت کے گانیکی آواز آئی جسکو ابوعثمان نے پہچان لیا کہ یہہ آواز اوسی معشوقہ دلارام کی ہے آواز سنکر بے اختیار ہوگیا اگر خلافت کا ادب مانع نہوتا تو حالت بیخودی مین بیتابانہ اوس عورت سے لپٹ جاتا بمجبوری اوس حالت اضطراری کو روکنا پڑا خلیفہ نے یہہ حالت دیکھکر پوچھا اے سعید تمہارا مزاج کیسا ہے عرض کیا حضور کی بدولت آثار اچھے نظر آتے ہین پھر خلیفہ نے کہا اس گانے والی سے آپ تم بھی کچھہ فرمایش کرسکتے ہو جو وہ گائے ابوعثمان نے اوسی راگ کی فرمایش کی جو پسند خاطر تھے جب اوس نے گانا شروع کیا اسکی حالت متغیر ہونے لگی خلیفہ نے پوچھا یہہ آواز تم پہچانتے ہو ابوعثمان نے عرض کیا یا امیرالمومنین جب تک وہ آواز مین نے سنی تھی امید وصال منقطع نہوئی تھی اب چونکہ حرم خلافت مین داخل ہوچکی ہے اسلئے اپنی امیدون کو شہید پاتا ہون خلیفہ نے کہا اے سعید اسکو مین نے صرف تمہاری ہی لئے خرید کرکے منگایا ہے اور جسوقت سے وہ آئی ہے ایک بار کے سوا اوسکی صورت مین نے نہین دیکھی بعد اس گفتگو کے خلیفہ نے پھر وہ لونڈی کو زیور ولباس سے آراستہ کرکے ابوعثمان کے گھر بھجوادیا۔

پند عورت کی صحبت کیطرف مائل ہونا مردون کا کام نہین کیونکہ عورتون کی محبت خیالات کو تباہ کرتی ہے اگر قانون ضرورت مجبور کرے تو اُس عورت سے ہم صحبت ہونا چاہئے جسمین گیارہ صفتین پائی جاتی ہین اول حسین ہو دوم باوفا سوم غمخوار چہارم شریفہ پنجم عفیفہ ششم فرمان بردار ہفتم خیر خواہ ہشتم بردبار نہم خندہ پیشانی

دہم کارگذار یازدہم جوان اور اگر یسکے برخلاف ہو تو محروہی رہنا بہتر ہے۔

خانہ دوات ہست آن خانہ		چون بود خانہ دار نیکو کار	
مرد راہست باعث فرحت		زن خوش خوش لقا خوش دیدار	
ور بود بد ازو پناہ خدا		وقنا ربنا عذاب النار	

تذکرہ یہہ خلیفہ صرف چھہ مہینے دو دن باختلاف روایت مسند نشین خلافت رہا آخر ۲۴۸ ہجری مین انتقال کرگیا اسکی وفات کے نسبت مختلف روایتین ہین سیوطی نے تاریخ الخلفا مین مرض الموت سے قضا کرنا لکھا ہے اور سامرہ مین ذات الجنب سے اور یافعی نے مراۃ الجنان مین لکھا ہے کہ منتصر کو سرسام ہوگیا تھا چونکہ امرائے ترک کو خلیفہ کیطرف سے خوف پیدا ہوگیا تھا اونھون نے طیبہ بن طیفور کو ساتھہ ہزار درہم دئے اور حجام نے زہر آلود نشتر سے فصد لی اوسی زہر سے وفات ہوئی چھبیس برس کی عمر پائی۔

یوتی الحذر من ما نہ یا آنا من ال محمد اللہ والی محمد نقش خاتم تھا۔ وصیف اور مرزبان وغیرہ حاجب اور جعفر ہاشمی قاضی القضاۃ تھے۔

ابی اسحاق محمد المہدی باللہ بن واثق باللہ خلیفہ نہم بن معتصم باللہ خلیفہ ہشتم بن ہارون رشید

یہہ چودھوان خلیفہ آل عباس کا ہے جسکی کنیت ابو عبداللہ تھی اور سامرہ مین ابو جعفر لکھا ہے ۲۵۵ہجری مین سریر آرائے خلافت ہوا۔ یہہ خلیفہ نہایت حلیم اور بردبار اور نیک مزاج تھا زہد و اتقا کا بدرجہ کمال پابند اور صائم الدہر تھا عدالت و انصاف گویا اسکی سرشت تھی ہر جمعہ کو جامع مسجد مین نماز پڑھا کرتا تھا۔

فائدہ یہہ خلیفہ شریعت بیضا کا پابند تھا تصویرین دار الخلافت سے نکلوا کر پھنکوا دین اور طلائی و نقرئی ظروف سکوک کروا ڈالے شاہی باورچیخانہ مین جو روزانہ دس ہزار درہم کا صرفہ ہوتا تھا موقوف کرکے صرف سو درہم روزانہ مقرر کیا اور جتنے درندو گزندہ جانور کٹہیرون مین بند تھے اُن سب کو مروا ڈالا اور جن جانورون سے ضرر کا خوف نہ تھا صرف خلافت کے آرایش اور سلطنت کے زیبایش سمجھے جاتے تھے اُن سب کو چھوڑوا دیا اور مطربون اور رقاصون کا بازار اسکے عہد خلافت مین سرد ہو گیا غرضکہ شریعت حقہ نے جن چیزون کو حرام کیا ہے وہ سب موقوف کر دیا شراب خواری کی سخت ممانعت فرمائی ؎

حکمت شراب مفسد قوائی دماغیہ ہے اور مولد تشنج و رعشہ باعتبار منفعت کے مضرت زیادہ ہے اسلئے ام الخبایث سے احتراز بہتر ہے +

چاہتے ہو دوستو گراپنی خیر	دیکھنا ہرگز نہین پینا شراب
اہل دین جتنے ہین اونکے واسطے	دشمن ایمان ہے خانہ خراب
آب شر ہے فی الحقیقت اسکا نام	اس سے کیا حاصل ہے بجز رنج و عذاب

فائدہ اس خلیفہ نے ایک محل گنبد دار بنوایا تھا جسکے چارون طرف چار دروازہ تھے اُسکا نام قبتہ المظالم رکھا تھا اور اس محل مین خلیفہ بذات خود رد مظالم اور فصل خصومات کیلئے اجلاس کیا کرتا تھا +

نکتہ منصف بادشاہ عدالت دوست وہ ہے جو جاہل اور کاہل نہو کسی سے تعصب نرکھے مستغیث اسکے روبرو جائے اپنا حال بے روک ٹوک کہہ سنائے اور نیک رعیت وہ ہے جو اپنے بادشاہ کی خیر[illegible] خراج بلا جبر و کراہت ادا کرے ضرورت کیوقت

جان وہان سے حاضر ہو بادشاہ کو اپنا مالک جانے جسطرح کہ وفادار عورت شوہر کو اپنا خاوند تصور کرتی ہے +

شاہ بیشک بندہ پرور چاہئیے اور رعیت چاہیے خدمت گذار	سایہ گستر رحم دل بندہ نواز صاحب صدق و صفا عجز و نیاز

نکتہ آفتاب عدل پہلے سینہ مین طلوع ہوتا ہے پھر اوسکا نور گھر والون اور خاص لوگون پر پڑتا ہے پھر اوسکی روشنی رعیت کو پہونچتی ہے +

فائدہ بعد وفات خلیفہ محمد مہدی باللہ کے حجرہ سے ایک صندوق نکلا لوگون کو گمان ہوا کہ اسمین گران بہا جواہرات ہون گے جب کھولا گیا تو ایک موٹا چھوٹا کمل کا کپڑا اور ایک طوق آہنی برآمد ہوا دریافت سے معلوم ہوا کہ خلیفہ رات کو کچھ تھوڑی دیر سوتا تھا پھر اوٹھکر وہ طوق گلے مین ڈالکر اور کمل کا لباس پہنکر صبح تک عبادت حق مین مشغول رہا کرتا اور بارگاہ احدیت مین بہ تضرع تمام آہ و نالہ کرتا تھا +

پند خدا کے روبرو اچھے کام کام آئینگے خوش روئی و خوش گوئی و خوش لباسی پر لحاظ نہو گا +

کام آئینگے تیرے اعمال نیک کچھ نہ دیگی کام تیرے جسم کی	روز حشر و نشر ای نیکو شعار خوبی و خوش خلقی روز شمار

تذکرہ چونکہ اس زمانے مین ترکون کا غلو اور اونکا فتنہ و آشوب حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا جو خلیفہ اونکا مخالف ہوا اوسکا قیام متعذر تھا اور امراء دولت کو بھی جرأت مخالفت کی نہو سکتی تھی عام و خاص اس خلیفہ کی دینداری اور محرمات مین روک ٹوک کرنے سے تنگ آگئی تھی آزاد طبیعت لوگ قیود شرعیہ کے طلسم مین پھنسا

کب گوارا کر سکتے تھے تاہم خلیفہ مہتدی باللہ اپنے تھوڑے سے زمانہ ایام خلافت مین جہان تک ممکن ہوسکا امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتا رہا آخر یہہ ہوا کہ ترک خلیفہ کے دشمن جان ہوگئے سیف وسنان کے استعمال کی نوبت آئی جو سردار خلیفہ کے معین اور انصار تھے قتل ہوگئے اور خیربیگ ایک ترکی نے خلیفہ مہتدی باللہ کو بھی رجب ۲۵۶ھ ہجری مین آب شمشیر سے غسل میت دیا تیرہ دن کم ایک برس خلیفہ رہا + -

المہتدی باللہ یثق نقش خاتم تھا اور صالح بن داود حاجب تھا -

ابوالقاسم عبداللہ المقتدی بامراللہ بن محمد عباسی

یہہ ستائیسوان خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے ۴۶۷ھ ہجری مین تخت خلافت پر بیٹھا اسکے عہد خلافت مین بہت سے نیک امور اور آثار خیر ممالک مین ظاہر ہوئے صنعت وحرفت ترقی کے آسمان کا ستارہ بنکر چمکی +

فائدہ اس خلیفہ نے عموماً بزم سماع وسرود موقوف کر دیا اور فاحشہ عورتون کو ایک لخت دارالخلافت سے نکلوا دیا اور حکم عام دیدیا کہ مرد ہون یا عورت کوئی بے حیائی سے برہنہ نہانے نہ پائین - اور کبوتر خانے سب برباد کردیے گئے اور ملاحون کے نام حکم جاری کیا کہ ایک کشتی مین مرد اور عورت شترک نہ سوار ہوا کرین +

نکتہ سعادتمند وہ انسان ہے جسکی آنکھون مین شرم وحیا ہو طبیعت مین حلم اور کلام مین شیرینی ہو +

سعادتمند وہ انسان ہی بیشک	کہ جسکی آنکھ مین شرم وحیا ہو

طبیعت مین ہو جسکے حاصل		بزرگون کی طرح صدق و صفا ہو

نکتہ حیا اسکو کہتے ہین کہ گناہ یا بے گناہی کی حالت مین انسان اپنے بزرگ یا حاکم سے خوف رکھے +

باحیا باشد ہمیشہ عذر خواہ		گرچہ باشد بے گناہ یا باگناہ

حکایت

اس خلیفہ کی نسبت ملکشاہ سلجوقی سلطان خراسان کی لڑکی سے قرارداد ہوئی اور ۴۸۰ھ ہجری مین ملکشاہ نے ہمراہی نظام الملک وزیر اور امرا سلجوقی و سامان خدم و حشم عروس کو خراسان سے دارالخلافت روانہ کیا مورخین نے لکھا ہے کہ ایک سو تیس مہار شتر تھے جن پر دیبائے رومی کی جھولین پڑی تھین اون اونٹون پر چاندی سونے اور سامان قیمتی لدے ہوے تھے اور عماریان دولہن اور سہیلیان اتنی تھین جنکو چوہتر مہار شتر کھینچے تھے اور اون کے گلون مین سونے کے گھنٹے اور قلابے و نفیس مرصع نگار اور کارچوبی جھولین پڑی ہوئی تھین اور چھ اونٹون پر بارہ صندوق چاندی کے تھے اور ہر صندوق جواہر گران بہا سے لبریز تھا اور تین سو تیس گھوڑے عربی ترکی گران بہا مرصع زیورات سے جن پر تمام قیمتی جواہر مثل الماس و نیلم وغیرہ نصب تھے اور زین ہاے مرصع زرین سے آراستہ تھے نقد و جنس اسی پر قیاس کر لینا چاہیے جب امرا سلجوقی معہ خدم و حشم بغداد کے قریب آپہونچے دارالخلافت کے سارے چھوٹے بڑے سوار و پیادہ معہ سامان جلوسی استقبال کیواسطے نکلے اور خلیفہ نے اپنے وزیر کو شاہی شان و شکوہ کے

عروس کی ماں کے پاس بھیجا اور یہہ پیغام کہلا بھیجا کہ ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانت الی اھلھا یعنی بہ تحقیق اللہ تعالی حکم فرماتا ہے تمہیں امانتوں کو پہنچاؤ اسکے مالک کے پاس۔ عروس کی ماں نے کہلا بھیجا بالسمع والطاعة یعنے بسروچشم امانت ادا کی جائیگی۔ الغرض راتکو دولہن ایک جواہر خیز محافہ پر سوار ہوئی اور اوسکے ہمراہ تین سو جواہر پوش کنیزان ماہ پارہ تھین اور دو ہزار سوار جلو مین خواجہ سرا گرد اگرد ہجوم کئے ہوئے داخل شہر ہوے اوس رات نے کثرت چراغون سے روز روشن بلکہ مہر نیمروز سے مقابلہ کا دعوی کیا تھا اور اوسکا دعوی حق بجانب تھا۔ دوسرے دن خلیفہ کے طرف سے طعام ولیمہ کی تیاری ہوی جس مین چالیس ہزار من شکر صرف ہوئی اسی پر اور سامان دعوت قیاس کرلینا چاہیے بعد اسکے عام دربار ہوا جس مین کل ارکان دولت و امرائے سلجوقی کو ہر ایک کے موافق رتبہ خلعتین اور انعامات سے سرفراز ہوے ✦

چند روز بھی نہ گذرنے پائے تھے کہ عروس و خلیفہ مین شکر رنجی ہوگئی جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ عروس اپنے باپ کی خدمت مین روانہ ہوگئی اور اصفہان پہونچکر آغوش قبر مین پاؤن پہلا کر سو رہی ✦

پند عورت کی دوستی جاہل کی محبت پر بھروسا کرنا چاہیے کیونکہ صندل کا درخت اگرچہ سرد مزاج ہے مگر تیز ہوا چلنے اور شاخون کے باہم ٹکرانے سے فوراً جل اٹھتا ہے اور تمام جنگل جلا دیتا ہے اور اسکی شعلون کی لپٹ سے درخت جلکر خاکستر ہو جاتے ہین

محض بے اصل است حلم جاہلان	الفت جاہل ندارد اعتبار
مہر زن قہر خدا سے اکبر است	ہوش دارا ای مرد دانا ہوش دار

نکتہ غیور اور دولتمند عورت سے کے ساتھہ نکاح کرنا ذلت کا سامنا ہے کیونکہ وہ متابعت کا بار نہین اُٹھا سکیگی اطاعت مین نہین آئیگی بلکہ وہ چاہیگی کہ شوہر سے جدا ہوکر ہمرتبہ کے ساتھہ بسر کرے ✤

ماردیگی تجھکو اپنے زہر سے	گر ہوئی زلف دوتا سے دوستی
سانپ بہتر ہے کہ تیرا دوست ہو	پر نہو دے بے وفا سے دوستی

تذکرہ خلیفہ مقتدی بامراللہ کے وفات کے متعلق مورخین کے مختلف روایتین ہین - سبایک الذہب مین انتالیس برس کی عمر مین مرگ مفاجات سے ۴۸۷ھ ہجری مین قضا کرنا لکھا ہے - اور مرآۃ الجنان مین بھی یہی سنہ اور مرگ مفاجات سے انتقال کرنا درج ہے اور بعض مورخ نے ایک لونڈی کے زہر دینے سے مرجانا لکھا ہے اور بعض نے لکھا ہے کہ ایک رات خلیفہ نے کھانا کھایا اوسوقت بجز قہرمانہ اور شمس النہار کے اور کوئی نتھا ہاتھہ منہہ دھوکے بیٹھا اور شمس النہار سے پوچھا یہہ سب لوگ کون ہین جو بے اجازت چلے آتے ہین شمس النہار نے ادھر اُدھر دیکھا کوئی نہ تھا اور خلیفہ صرف اسقدر کہکر چپ ہو رہا تھا ہاتھہ پاؤن سرد اور بے قابو ہوگئے اور روح نے مفارقت کی انیس برس پانچ مہینے تخت نشین خلافت رہا اور چھبیس برس آٹھہ مہینے سات دنکی عمر پائی وہ جوان صالح تھا ✤

ابو العباس احمد المستظہر باللہ بن مقتدی بامراللہ ✤

یہہ خلیفہ بعد انتقال خلیفہ مقتدی بامراللہ پدر خود سولہ برس کی عمر مین تخت خلافت پر متمکن ہوا اور سنہ ۵۱۲ھ ہجری مین انتقال کیا پچیس برس سلطنت کی بیالیس سال کی عمر

یائی بڑا خوش نویس و شاعر اور صاحب فضیلت و کریم الاخلاق تھا اسکے عہد خلافت مین رعایا رفاہ اور فلاح مین رہی چغل خور اور شریر و بدگو یونکا بازار سرد ہوگیا۔ یہہ خلیفہ نیک کامون مین بہت جلدی کرتا تھا۔ اسکا قول ہے۔

قول آجکا کام کل پر نڈالو اور کوشش کرو کہ جو اچھا کام تم سے آج ہی سرزد ہو جائے بہتر ہے پس ایسی جلدی و پھرتی نیک کام کے کرنے مین چاہئیے اور بدکام مین جسقدر توقف ہو مناسب ہے +

کام گر چھوڑوگے کل پر آجکا پچتاؤگے	آج کے بس آج ہی کر لو جو ہو وین کاروبار

نکتہ بدنفس آدمی لوگون کی بدیون کا افشا اور نیکیون کا اخفا کرتا ہے جیسے کہ مکھی ہمیشہ زخمی عضو پر بیٹھتی ہے اچھے عضو سے اسکو سروکار نہین ہوتا +

نہ بیند دیدۂ بدبین بجز عیب	سخن چین جز سخن ہرگز نہ چیند
ہمیشہ چون مگس جائیکہ مردار	لئیم الطبع بیند می نشیند

نکتہ عقلمند کی پہچان کم گوئی اور خاموشی ہے اور نادان کی شناخت یاوہ گوئی اور چرب زبانی و زبان درازی ہے۔

حکایت

خلیفہ مستظہر باللہ کے عہد مین بحکم ربانی و گردش آسمانی ساتون ستارے سرطان مین جمع ہوگئے تھے جسطرح حضرت نوح علیہ السلام کے وقت ہوئے تھے اور طوفان نمودار ہوا تھا مستظہر باللہ یہہ سنکر ابن عیسی منجم سے اسکی کیفیت پوچھی منجم نے عرض کیا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے مین سبعہ سیارہ کا اجتماع

اور قران برج حوت مین ہوا تھا اس سال اُسی برج مین چھہ سیارے جمع ہوئے ہین
مگر زحل اوس سے خارج ہے اگر زحل بھی اسمین ہوتا تو طوفان عالمگیر واقع ہوتا ہی
مگر میری رائے یہہ ہے کہ کسی جگہہ اس عالم مین جہان ہر طرف کے لوگ بکثرت جمع
ہون گے شاید ایک سیل عظیم آوے اور مجمع کثیر کے ہلاکت کا باعث ہو اور لوگ بہمین
اتفاقات سے اس سال کے حجاج جو قریب دو لاکھہ آدمی حج سے فراغت حاصل کرکے
ایک خشک ندی پر اُترے تھے جسمین برسون سے پانی نہین آیا تھا دفعتاً ایک سیل عظیم
نے چارونطرف سے گھیر لیا لوگون کو بھاگنے کا موقع نملا اس مجمع سے بہت تھوڑے
لوگ جو اونچے درختون اور بلند مقامون پر چڑھگئے تھے بچے اور سب ہلاک ہوگئے خلیفہ
مستظہر باللہ نے ابن عیسی منجم کا وہ حکم سنکر اس خیال سے کہ مبادا دجلے کا سیل
بغداد کو تباہ کرے جن مقامون سے شہر مین سیل آنیکا احتمال تھا اوس جگہہ بہت
مستحکم بند بندہوا دیا اور جب یہہ حادثہ حجاج پر واقع ہوا خلیفہ نے ابن عیسی منجم کو
بنظر اسکے استخراج صحیح حکم کے خلعت فاخرہ اور انعام کثیرہ سے سرفراز کیا۔

جو ہین بندگان ستارہ شناس		بفضل و ہنر مردم دوربین	
ہمیشہ بفرش زمین بیٹھکر		وہ کہدیتے ہین حال عرش برین	

یوسف بن یاسفین سلطان مغرب ابو یعقوب بربری

یہہ شخص سنہ ھ ہجری مین اپنے زمانہ کا اکبر الملوک گزرا ہے بڑا شجاع و مدبر تھا
عدالت اور سخاوت سے موصوف کچھہ اوپر تیس برس اس نے ممالک مغربیہ مین سلطنت
کی اور اپنی آخر عمر مین وکلا عراق مین بھیجے اور خلیفہ مستظہر باللہ عباسی سے عہد اپنی حکومت کا

طلب کیا خلیفہ نے خلعت فاخرہ اور نشان جو امور عظامے سلطنت پر دلالت کرتے
ہین روانہ کرکے اوسکی سلطنت تحت دار الخلافت عباسیہ کے داخل کرلیا اس
بادشاہ کے خصائل مین مورخین لکھتے ہین کہ اہل علم اور دیندار لوگون کی اسکو بہت
صحبت رہتی تھی بڑے بڑے کبائر بھی اسکے عفو کے سامنے حسنات سے بدل
جاتے تھے ٭

حکایت

ایک روز یوسف بن یاسفین بہ تبدیل لباس پھر رہا تھا ایک مقام پر گذر ہوا وہان
تین شخص بیٹھے ہوے اپنے خیالی آرزوئین باہم بیان کر رہے تھے **ایک**
شخص نے کہا کاش ہزار دینار مجکو ملتے کہ تجارت کی تمنا قبر مین نہ لیجاتا **دوسرے**
شخص نے کہا مجھکو مدت سے امارت کی آرزو ہے **تیسرے** نے کہا مجھکو سلطان
عہد کی ملکہ ملجاتی تو کیا مزہ سے دن راتین بسر ہوتین - یہہ سنکر یوسف بن یاسفین
چلا گیا اور ان تینون شخصون کو اپنے روبرو طلب کیا **اول** کو ہزار دینار اوسکے
آرزو کے موافق عطا کرکے کہا جا تجارت کر **دوسرے** کو اُسکی خواہش کے موافق
کسی شہر کی حکومت دی **تیسرے** سے کہا اے مرد جاہل تو نے ایسی خواہش کی
جو تجھے نصیب ہی نہین ہوسکتی یہہ کہکر اوسکو اپنی ملکہ کے پاس بھیجدیا ملکہ نے اوسکو
ایک خیمہ مین نظر بند رکھا اور تین دن تک اوسکو خیمہ مین نظر بند رکھکر ایک ہی
قسم کا کھانا کھلایا پھر اوسکو ملکہ نے بلوا کر پوچھا تو نے کھانا کھایا کہو کیسا تھا
اوس نے عرض کیا ایک ہی قسم کا ذایقہ تھا ملکہ نے کہا او جاہل بیوقوف سب عورتوں سے

ایک ہی لذت حاصل ہوتی ہے تو تنے کیون ایسی آرزو اور بیہودہ خیال کیا جو تجھکو نصیب ہی نہو سکے پھر اوسکو کچھہ نقد و جنس دیکر رخصت کر دیا +

نکتہ انسان کو چاہیے کہ جاہل بے عقل کو ایسی نرمی و خوبی کے ساتھہ سمجھائے جس سے وہ مطلب سمجھہ جائے اور تسلی پاے جیسے طبیب معالجہ سے پہلے اپنی خوش گوئی سے بیمار کو شفا کا امیدوار کر دیتا ہے +

یاد دار وقت کلام و وعظ و پند	موم شو با جاہلان بے عقل
نرم کن اول زمین ہنگام کشت	تا بر آید گل ازان ناکارہ گِل

نکتہ نادان کو زبردستی سے سمجھانا اسپر تشدد پہونچانا منع ہے جب تک کہ اسکا نفس سرکش بد اخلاقی و جہل کے پنجہ سے رہائی نپاے سیدھی راہ پر نہ آئے۔

کفر کب جاتا ہی اس کافر کشی سے ہوشیار	نفس یہ کافر نہ مرکر جب تلک مردا رہو

ابو المظفر یوسف المستنجد باللہ عباسی

یہہ بتیسوان خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے ۵۵۵ہجری مین تخت خلافت پر بیٹھا اور ۵۶۶ھ مین بیمار ہوکر مر گیا گیارہ سال اس نے بالاستقلال سلطنت کی مرد حلیم و سلیم تھا رفاہ خلق و فلاح رعایا کا خواہشمند اور سرکش و فتنہ انگیز کا دشمن تھا۔ اسکا قول ہے۔

قول سعایت اور نمامی سے بڑھکر عالم مین کوئی بدتر گناہ نہین کہ اسکا اثر خلایق کیطرف متعدی ہوتا ہے +

نکتہ چغلخوری اور جھوٹھہ سے ہزار طرح کی بدی پیدا ہوتی ہے اسی طرح شراب سے

صد ہا طرح کی شرارت +

سارے ہی فساد جھوٹھ سے ہوتے ہین آشکار		شر ہوتی ہین زمانہ کی پیدا شراب سے	
بچا رہیگا جھوٹھ سے جو پائیگا نجات		بچ جائیگا وہی جو بچیگا شراب سے	

فائدہ اس خلیفہ نے عمّازون اور چغلخورون کا عمدہ انتظام کیا جس سے خلق اللہ کو امن حاصل ہوا - ایک شخص کو اسی جرم مین گرفتار کرکے قید کردیا اوسکے کسی دوست نے خلیفہ سے درخواست کی کہ عوض اسکے دس ہزار روپیہ جرمانہ داخل کرتا ہون اگر رہائی فرمائی جاے خلیفہ نے فرمایا پہلے تم ایک ایسا شخص جو اوس سے زیادہ بدنفس کہین سے پیدا کرو کہ اوسکو قید کرکے اوسکے شر سے خلق اللہ کو نجات دلاؤن اور اسکے صلہ مین دس ہزار روپیہ تم کو عطا کرون +

نکتہ بدون کے ساتھہ نیکی کرنا بدکام مین انکو یاری دینا نیکون کے ساتھہ بدی کرنا ہے

کار بد مین گر مدد کرتے ہو تم		خوب بد سمجھو کہ بد کرتے ہو تم	

حکایت

ایک روز رات کیوقت مستنجد باللہ نے ایک خواص کو بلوا کر فرمایا کہ اسوقت ایک سنار کے کام کرنیکی آواز آرہی ہے جو چھت کے نیچے کام کر رہا ہے خلیفہ نے ذات سے دریافت کر لیا تھا کہ اسوقت وہ قلب روپیہ بنا رہا ہے جس جگہہ یہہ آواز آتی ہو وہان کچھہ لوگ تعین کردئے جائین جب دروازہ کھلے سنار کو معہ سامان صناعت حاضر کرین چونکہ خلیفہ کا تفرس ٹھیک تھا اُس آدمی کو معہ اُن روپیون کے جو اُس نے بنایا تھا خلیفہ کے روبرو لائے خلیفہ نے جب اوسکا امتحان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ روپئے

جو اوس نے بنائے تھے قلب نہ تھے بلکہ بعینہ ویسے ہی روپیہ تھے جیسے دارالضرب
مین بنتے تھے سنار نے عرض کیا کہ حضور مین مفلسی کے سبب سے یہہ جرات کی مگر
نفع اوسی قدر ہوتا ہے جسقدر دارالضرب مین مزدوری کرنے سے حاصل ہوتا ہے
خلیفہ کو اُس پر رحم آیا اور حکم صادر کیا کہ جو کام وہ مخفی اپنے مکان مین کرتا تھا وہی
کام دارالضرب سرکاری مین علانیہ کیا کرے اور کچھہ اُس سے محصول وغیرہ نہ لیا جائے
حکمت انسان وہ ہے کہ دولت مندی مین تواضع قدرت کیوقت عفو جوانی
مین عبادت غصہ مین تحمل ہو

سر جھکاتا ہے تواضع مین مدام وقت قوت اسکو ہے ناقوتی	ہے جو دولتمند مرد سرفراز حلم غصہ مین جوانی مین نماز

ابو محمد الحسن المستضی بامر اللہ بن مستنجد بامر اللہ

مرآۃ الجنان اور سبایک الذہب مین اس خلیفہ کا نام مستضی بامر اللہ لکھا ہے اور
مسامرہ مین المستضی باللہ اور روضۃ الصفا مین المستضی نور اللہ ہے ۔

یہہ تینتیسوان خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے ۵۳۶ھ ہجری مین پیدا ہوا اور بعد انتقال
اپنے باپ کے تخت خلافت پر متمکن ہوا اور ۵۷۵ھ ہجری مین انتقال کیا نو برس آٹھہ مہینے
خلافت کی مرد دیندار تھا ۔

فائدہ اس خلیفہ نے تخت پر بیٹھتے ہی تحصیل مکوس یعنی محاصل خلافت شرع
ایک لخت موقوف کر دیا اسکے عہد مین بدعات رفض ایکدم موقوف ہو گئے اور سخاوت
مین موصوف تھا کثرت سے روپیہ بنی ہاشم کو دیا اور مدرسون پر صرف کیا ۔ اس خلیفہ

نظر مین روپیہ کی کچھہ وقعت نتھی اور ابن جوزی کو حکم دیا کہ مجلس وعظ قائم کرین جب مجلس وعظ قائم ہوئی تو خلیفہ خود مجلس وعظ مین جاکر بیٹھا کرتا تھا اور صحبت مین نیکون کے رہا کرتا مرد دین دار عادل وشجیع تھا +

حکمت دل کی سلامتی نیک صحبت پر منحصر ہے جسم کی راحت تجرید مین روح کی تسلی عبادت مین +

نہ کچھہ صحبت بغیر از صحبت نیک	کہ ہو نیکون کی صحبت نیک انجام
عبادت کر کہ ہو حاصل تسلی	اکیلا ہو اگر چاہے ہے آرام

حکایت

اس خلیفہ کے عہد مین قطب الدین قیماز امیر الامرا بڑا ظالم وستمگر تھا جسکو چاہتا پکڑکے قتل کر ڈالتا تھا اُس نے خلیفہ کو مسلوب الاختیار کر دیا تھا ایک روز امیر الامرا نے ظہیر الدین خازن کی گرفتاری کا حکم دیا وہ جان بچاکر دار الخلافت مین خلیفہ کے پاس چلا گیا قیماز نے اوسکا گھر لوٹ لیا اور اسمین آگ لگا دی اور غصہ مین آکر دار الخلافت کے محاصرہ کا حکم دیا خلیفہ یہہ حال سنکر لب بام برآمد ہوا دیکھا تو امیر الامرا کی فوج کا ہجوم قلعہ کے چارون طرف ہے اور شہر کے تماشائی اوباش بھی کھڑے ہین خلیفہ نے ان لوگون سے فرمایا کہ تم سب اسی دم جاکر امیر الامرا کو قید کر لاؤ اور اسکے مال مین سے جو پاؤ لوٹ لو یہہ حکم پاتے ہی عام وخاص دوڑ پڑے جاتے ہی امیر الامرا کا گھر مسمار کر ڈالا اور سب اوسکی ظلم کی کمائی دست برد کر لے ہجوم عام کے روبرو اوسکی کوئی تدبیر پیش رس نہوئی آخر جان بچاکر بھاگ نکلا اور چاہا کہ

۹۷

موصل اپنے وطن کو پہنچ جائے چونکہ پاپیادہ اور تنہا تھا ناواقفیت سے جنگل بے آب مین جاپڑا انجام کار اوسی دشت بے آب مین اوسکی لاش بے گور و کفن طعمہ زاغ و زغن ہوئی۔

حکمت ظالم کو دشمن کے ہاتھہ سے ہلاک کرانا عین مصلحت ہے یعنی اگر دشمن نے ظالم کو مارا تو ظالم مرا اسکے اندیشہ سے رہائی ملی اور اگر دشمن مارا گیا تو بھی آئندہ اسکے شر سے خلاصی پائی۔

موذی کو مار عدو کے ہاتھہ سے	آئین جب یہہ دونون موذی بہرو
مخلصی پاؤ گے بیشک ایک سے	موذی مرجائیگا آخر یا عدو

نکتہ چار چیزون کو بقا کم ہوتی ہے **اوّلاً** ظالم کے ظلم کو **ثانیاً** مومن کے غضب اور غصہ کو **ثالثاً** عورت کے پیار اور محبت کو **رابعاً** ناجنس اور نادان کے التفات و صحبت کو۔

دار دنیا مین کبھی رہتا نہین	ظالمونکا ظلم بیشک برقرار
غیر کی صحبت نہین ہے دیرپا	اور نہ عورت کی محبت اور پیار
ایک دم پھر مین ہوا ہوجاتا ہے	دل پہ مومن کے اگر آئے غبار

فائدہ یافعی نے مرآۃ الجنان مین سنہ ۵۶۷ کی تاریخ مین لکھا ہے کہ اسی سال مصر مین سلطان صلاح الدین [illegible]

کا خطبہ موقوف کرکے مستضی بامر اللہ عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا جو دو سو نو برس سے موقوف تھا خلیفہ مستضی بامر اللہ نے دو بڑے بہاری خلعتین صلاح الدین سلطان مصر اور نور الدین سلطان شام کو جو خلیفہ کے طرف سے نائب تھے بھیجین مگر سلطان نور الدین کیواسطے سنجلہ اور اشیا کے دو تلوارین آبدار بھی تھین جس سے اشارہ تھا کہ ممالک شام اور مصر تمھارے تحت حکومت ہے۔ سلطان نور الدین اور سلطان صلاح الدین کے درمیان امارت مصر پر نوبت یہان تک پہونچی کہ طرفین سے بہادرون کی تلوارین میانون سے باہر نکل آئین۔ صلاح الدین کے باپ نجم الدین ایوب نے بیٹے کو روکا اور مصالحت پر مجبور کیا بالآخر طرفین مین صلح ہوگئی۔

نکتہ صلح کے ذریعہ سے انسان ایسے مقام پر پہونچ سکتا ہر کہ ظلم اور سختی سے نہین پہونچتا۔

صلح ہے اصلاح کار دو جہان	صلح ہے جس پر ہر دنیا کا مدار
ظلم اور سختی بہت بد کام ہین	جن سے ہے بدنام ظالم نابکار

نکتہ ہر کام کی ابتدا مین اسکے انجام کو سونچنا چاہیے ہر امر کی ابتدا مین انتہا کا خیال رکھنا چاہیے +

ہر کسی کو ابتدائے کار مین	کچھہ نہین معلوم حال انجام کا
پر سنور جاتا ہے کام اسکا اگر	ابتدا مین ہو خیال انجام کا

حکمت اپنے ہم جنس بھائیون سے دوستی رکھنا خدا کے دوستون کا خق دوست خدا پرست انکا نام ہے +

صلح کل دارد بہر یک صلح کل	خلق وزد با ہمہ خلق جہان

با بدان نیکی کند ہنگام کار	دوستی ظاہر کند با دشمنان

پند لوگون سے دوستی یا دشمنی خدا کے واسطے رکھنا چاہیئے نہ کہ ذاتی تعلق اور باہمی معاملات مین ؞

دوستان حق کی ذرونی دریا ہر ایک سے	دشمنی بہر خدا بہر خدا ہے دوستی

ابو العباس احمد ناصر الدین اللہ بن المستضئ باللہ عباسی

چونتیسوان خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے تیس سال کی عمر مین ۵۷۵ھ ہجری مین تخت نشین ہوا یہہ شخص بڑا دیندار متشرع اور باخبر تھا۔ شراب کا کھچوانا اور پینا اور بیچنا اور ناچ رنگ گانا بجانا بلکلم بند کردیا۔ شریعت محمدی کی ترویج اور احکام الہیہ کی پابندی اور علوم شریعت کی ترقی مین صرف ہمت کی ظالمون کا دشمن اور عادلون کا دوست تھا۔ دار الخلافت بغداد مین کئی جگہہ دار الضیافتین بنوائین اور ایک عمارت رباط خلاطیہ جانب غربی بغداد مین تیار کروائی جسکے اتمام پر دعوت عام کی اوس جشن مین پندرہ ہزار بکرے اور تیس ہزار مرغ ذبح کئے گئے اور نظامیہ مدرسہ مین ایک بہت بڑا کتب خانہ رکھوایا گیا۔ ہند و مصر وغیرہ کے سلاطین اور حکام پر اسکا رعب چھا گیا تھا۔ چھیالیس برس نہایت نیک نامی و خوش انتظامی کے ساتھ سلطنت کی اونہتر سال کی عمر پائی آخر سنہ ۶۲۲ھ ہجری مین انتقال کیا ؞

فائدہ یہہ خلیفہ اپنے رعایا اور امیرون وارکان دولت کے جزئیات کی خبر رکھتا تھا اسی کام کیلئے مخفی نگارون کو مامور فرمایا اور جاسوس معتبر اور اخبار رسان ہر ہر مقام اور ہر جگہہ پر تمامی قلمرو و ممالک مین مخفی مقرر کئے گئے تھے کہ وہ رعایا اور حکام کے

حالات نیک و بد سے سچ سچ خبر دیا کرتے تھے اور خود بھی راتون کو دار الخلافت بغداد کے ہر محلہ اور کوچون مین گشت لگاتا تھا +

وہی پاتا ہی لذت سلطنت کی | جو عادل ہو وہی اہل شہنشاہ
ہون جسکے قہر سے مقہور دشمن | رہین مغلوب سب دولت کے بدخواہ
عزیزون کو ملے ہر وقت عزت | رہین خوشدل ہوا خواہان درگاہ
خبرگیری ہو مظلومون کی ہردم | جو ہو محتاج پائے دولت و جاہ

حکایت

سنہ ۶۱۴ ہجری مین سلطان محمد قطب الدین بن سلطان تکش خوارزمی نے دار الخلافت بغداد پر فوج کشی کی اوسکا ارادہ ہوا کہ عباسیون کو خلافت سے بیدخل کر کے حکومت کا تاج سید علاء الملک ترمذی علوی اپنے مرشد کے سر پر دھرے یہہ خبر خلیفہ ناصر الدین کو معلوم ہوی خلیفہ نے اس عزیمت بد کے باز آنیکے لئے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی کو برسم رسالت روانہ کیا شیخ نے پہونچکر طریقہ سنت الاسلام کے موافق سلطان کو سلام کیا اوس نے براہ تکبر جواب سلام دیا او نہ بیٹھنے کے لئے اجازت دی شیخ نے کھڑے ہی کھڑے ایک خطبہ عربی زبان مین پڑھا جسمین فضائل آل عباس اور بالتخصیص صفات حمیدہ خلیفہ ناصر الدین اللہ کے اور ایک حدیث ممانعت ایذا رسانی آل عباس کی نقل کی سلطان نے نہ سنی اور تین لاکھہ پیادہ اور تین لاکھہ سوار ہمراہ لیکر دار الخلافت بغداد کو روانہ ہوا جب اسکی فوج عقبہ حلوان تک پہونچی بتائید اقبال ناصر الدین اللہ فصل خریف کے ابتداء موسم مین اسقدر بے موسم

برف کی بارش ہوئی کہ لشکر کے ہزارون آدمی بیکار ہوگئے راستے بند ہوئے سلطان نے راستہ بدلنا چاہا مگر وہان بھی خبر پہونچی کہ چنگیز خان تاتاری ایک بھاری لشکر کے ساتھہ سلطانی علاقہ مین داخل ہوگیا ہے اسلئے یہہ براہ نیشاپور بخارا پہونچا اور جوجی خان چنگیز خان کے بیٹے کے ساتھہ لڑکر شکست کھائی جنگ سے اول اسکے ہمراہ چار لاکھہ فوج تھی مگر اس نے اپنے کم بختی سے وہ فوج بخارا وعراق وخوارزم کی حفاظت کو بھیجدی پہر شکست کھاکر یہہ نخشب کو چلا گیا اور اپنی والدہ ترکان خاتون وعیال واطفال کو معہ خزانہ وجواہر مازندران مین بھیجکر قلعہ قارون مین رہنے کا حکم دیا نخشب کے قریب چنگیزی فوج گئی تو یہہ عراق بھاگ گیا وہان سے گیلان پہونچا اور خبر پائی کہ قلعہ مارون مغلون نے لے لیا ہے اور اہل وعیال وطفلان خوردسال معہ نقد وجنس مغلون کے قبضہ مین آگئے یہہ سنکر سلطان کو غشی آگئی اور بیہوشی مین مرگیا خیمہ واسباب شاہی اوس کے فوج نے لوٹ لیا سلطان کو کفن تک نملا +-

سند بے نفس اور صلح کل انسان سے مناظرہ منع ہے اور جواب دینا بے پوچھے جہل ونادانی ہے -

سرنگون ہو جو کہ اپنے سامنے	دوستو اس سے اکڑنا منع ہے
ناروا ہے دوستون سے دشمنی	صلح کے خواہان سی لڑنا منع ہے

حکمت تین کام کرنیکے وقت انسان کو تامل وتوقف درکار ہے **اولاً** جب کسی کے ساتھہ بدی یا گناہ کرنے پر مستعد ہو **ثانیاً** جب معترض کے سوال کا جواب دینے لگے **ثالثاً** اسوقت جب کسی غیر نامحرم آدمی کے روبرو اپنے دل کے راز

کہنے کا ارادہ ہو جاے ❊

نفس بد آرد ترا گر بر بدی	در توقف کن دمے چند انتظار
فکر کن ہنگام آغاز عمل	تا نگردی منفعل انجام کار
راز خود بر غیر خود افشا مکن	تا نگردی منفعل انجام کار

ابو نصر محمد ظاہر باللہ بن ناصر الدین اللہ

یہہ پینتیسوان خلیفہ خاندان عباسیہ کا ۶۲۲ہجری مین تخت نشین ہوا اس نے محاصل خلاف شرع معاف کردیا اور جو لوگ بغرض مطالبہ دیوان خلافت مین قید تھے اونکو آزاد کیا اور دس ہزار اشرفیان دار القضا مین بھیجکر قاضی کو حکم دیا کہ جو لوگ بعلت مطالبہ قرض ماخوذ ہین اون کے مدعیون کو دیکر ماخوذین کو چھوڑ دین ۔ اس نے کل نو مہینے پندرہ دن سلطنت کی آخر ۶۲۳ہجری مین دنیا و اہل دنیا کو چھوڑا مرد دانشمند اور رعایا پرور تھا اس کا قول ہے ❊

قول بندگان خدا کی عیب جوئی کرنا بد ترین عیب ہے ❊

حکمت کمینہ آدمی کی چار علامتین ہین اولاً اپنے عیب سے چشم پوشی کر کے غیر کے عیبون کو دیکھتا ہے **ثانیاً** بخل سے بھرا ہوا ہوتا ہے **ثالثاً** بد خلقی کرتا ہے رابعاً خدا کی عبادت مین کاہل و سست رہتا ہے ❊

فی الحقیقت ہے کمینہ آدمی	بے ادب بد سیرت و بے آبرو
کاہل و بد خو و بد خلق و بخیل	دوستون کا عیب جو عیب گو

پند انسان کو چاہیے کہ اخلاق الٰہی سے مہذب ہو اگر کسی کے عیب پر نگاہ پڑجائے

اوسکا پردہ پوش بنے نہ پردہ در تاکہ مقبول خالق و عزیز خلایق ہو ۔

خدا کرتا ہے سب کی پردہ پوشی	اُسی کا نام ہے ستار و غفار
اگر تو بھی کسی کا عیب دیکھے	چھپا مت لا زبان پر اسکو زنہار

نصیحت اپنے اور غیر کے عیب ظاہر کرنیوالے سے ڈرو کیونکہ جب وہ تیرے پردہ دری کرتا ہے تو اپنی و غیر کی اہانت سے وہ کب ڈرتا ہے

اپنی ذلت کا نہو جسکو خیال	ایسے بے غیرت سے بیشک خوف کر	بند چالاک اور بے باک سے	خوف کر اے بندہ پرور خوف کر

پند جو شخص تیرے روبرو کسی کا عیب زبان پر لائیگا یا چغلی کھائیگا تیرا عیب بھی اور کسی کے پاس پہونچائیگا ؎

بد زبان جو آکے تیرے روبرو	عیب لوگون کے زبان پر لائیگا
رکھہ یقین بیشک کہ وہ تیرے بھی عیب	کان مین ہر ایک کے پہونچائیگا

ابو جعفر منصور المستنصر باللہ عباسی

یہہ چھتیسواں[۳۶] خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے ۶۲۳ھ مین بعد انتقال اپنے باپ کے خلافت کے تخت پر متمکن ہوا سولہ برس دو مہینے سات دن مسند آراے حکومت رہا آخر سنہ ۶۴۰ ہجری مین اس خلیفہ نے دنیا اور اہل دنیا کو رخصت کیا ۔ عدالت پیشہ و رعایا پرور تھا ۔ اہل علم و دیانت دارون کی صحبت غنیمت جانتا ۔ اسلام کی تقویت اور تائید کیطرف زیادہ مائل تھا ۔ جمعہ کے دن خلیفہ کے نام جب خطبہ پڑھا گیا روپیہ اور اشرفیون کے تھیلیان حاجتمندون پر انثار کی گئین ۔ شعرا نے قصاید پڑھے اور خلعت و جایزہ سے سرفراز ہوے ۔ عیدین کے دن علما اور مشایخ اور مسجد کے اماموں کو انعامات و صدقات سے مالا مال کردیا دار الخلافت بغداد کے محلون مین

دار الضیافت مقرر کیا وہان ہر قسم کے کھانے مہیا رہتے تھے جو حاجتمندون اور واردین و صادرین کے لئے وقف تھے - اسکے وقت علم نے کمال ترقی پائی نظامیہ مدرسہ کے علاوہ ایک ور مدرسہ سلطانی تعمیر کرایا جسمین ایک بڑا کتب خانہ رکھا - حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی معلمین اور علماے معقول و منقول درس کیلئے مواجب کثیرہ پر مقرر کئے گئے اور ایک دار القرات بنایا گیا اچھے اچھے قاری تعلیم قرارت کیلئے مامور کئے گئے طلبار و علما کے لئے کھانا شاہی مطبخ سے جاتا تھا اور ایک دار الشفا جاری کیا گیا جہان بیمارون کو دوا اور غذا ملتی تھی - اس خلیفہ کے عہد خلافت مین عراق عرب رشک بہشت آسمانی تھا +

حکایت

ایک بار عید کے دن یہہ خلیفہ صبح کے وقت لب بام برآمد تھا دیکھا کہ لوگون کے گھرون کی دیوارون پر دھوئے ہوئے کپڑے سوکھ رہے ہین وزیر سے اسکا سبب پوچھا وزیر نے عرض کیا کہ آج عید کا دن ہے لوگون نے عیدگاہ جانیکے لئے کپڑے دھوکر سوکھنے کے لئے ڈالے ہین جب سوکھ جائین گے پہن کر عیدگاہ جائین گے یہہ سنکر خلیفہ نے جانا کہ میری رعایا ایسی مفلس و نادار ہو گئی ہے کہ دھوبی سے کپڑے دھلانیکی بھی وسعت نہین رکھتی انکی خبرگیری ضرور ہے پس یہہ تجویز کی کہ بیشمار سونیکی گولیان بنوائین اور حکم دیا کہ جب ہم رات کے وقت لب بام آیا کرین غلام یہہ گولیان غلیلون مین رکھکر پھینکا کرین کہ وہ گولیان لوگون کے گھرون مین جا پڑین اور وہ اون سے آسودہ حال ہون +

حکمت جیسے کہ سائل سخی کی سخاوت کا محتاج ہے اس سے زیادہ سخی کی سخاوت سائل کے حاضر ہونیکی محتاج ہے پس اگر سائل صابر و شاکر ہے تو سخی کی سخاوت خود اسکی تلاش مین مصروف ہوگی اور جس جگہہ و مقام مین وہ ہوگا ڈہونڈ ھکر حصہ پہونچائیگی کیونکہ کریم کا صبر و توقف اسکا نقص ہے اور مفلس محتاج و نادار کا صبر و استقلال اسکا کمال

رزق مت ڈھونڈ ہو کہ وہ رزاق کریم		جس جگہ ہوگے وہان پہونچائیگا	
تم سی زیادہ تیرے خود عاشق ہے رزق		تم کو خود وہ ڈھونڈ ہنے کو آئیگا	

ابو احمد عبد اللہ المستعصم باللہ عباسی

یہہ آخری خلیفہ خاندان عباسیکا ہے ۶۰۹ھ ہجری مین پیدا ہوا اور ۶۴۰ھ ہجری مین تخت خلافت پر متمکن ہوا سولہ سال اس نے سلطنت کی ۶۵۶ھ ہجری مین ہلاکو خان نے اسکو شہید کیا - یہہ خلیفہ بڑا دولتمند اور صاحب سطوت و حکومت تھا اسکے وقت خلافت نے یہہ زینت پائی تھی کہ کبھی ظہور مین نہ آئی تھی سلاطین شرق و غرب و شاہان عجم و عرب اسکے باج گذار اور فرمان بردار ہو گئے تھے - مورخین نے لکھا ہے کہ جب سواری اس خلیفہ کی عیدگاہ یا جامع مسجد اور بعض مقامات متبرکہ کو جاتی تھی تو لوگ سر راہ نشست گاہین کرایہ لیکر بامید زیارت بیٹھتے تھے ایک مرتبہ حساب کیا گیا تھا تیس ہزار دینار جو اس زمانہ کی اشرفی تھی مالک مکانون کو کرایہ ملا تھا ایک لاکھ چوبیس ہزار سوار خلیفہ کے رکاب مین رہا کرتے تھے -

۶۴۲ھ ہجری مین مویدالدین علقمی منصب وزارت سے سرفراز ہوا چلا ...

اسلئے خلیفہ کے فرزند محمد ابوبکر کو اسکے ساتھ مذہباً عداوت ہوگئی اور باہمی تنازعات نے یہان تک طول کھینچا کہ وزیر نمک حرامی پر آمادہ ہوگیا اور اپنے تعصب مذہبی سے اتنی بڑی سلطنت کو ہلاکو کے ہاتھ سے تباہ کرادیا اس نے چاہا تھا کہ بجائے آل عباس کوئی علوی نسب خلیفہ مقرر ہو کہ مذہب باطل یعنی رفض کو عروج ہو مگر اس تاتاری وحشی نے نہ آل علی کو خاتم خلافت دی اور نہ اوس کافر نعمت علقمی کو اوسکے اعانت کا صلہ دیا بلکہ اس کفران نعمت و منافقانہ چال کی پاداش مین آب شمشیر سے اوسکی پیاس بجھائی اسی کا ایک دوست نصیر الدین طوسی شیعی مذہب تھا کہتے ہین کہ یہہ طوسی خلقی تھا اور سید مجد الدین محمد بن حسن طاؤسی شیعی اور بدر الدین یوسف شیعی نے جو بڑے امیر تھے اونہون نے وزیر سے ملکر دار الخلافت بغداد کو برباد کرایا *

چنانچہ شیخ سعدی رح نے زوال ملک خلیفہ مستعصم باللہ مین جو مرثیہ نظم فرمایا ہے ہدیۂ ذیل مین حوالہ قلم ہے *

فی مرثیہ المستعصم

آسمان راحق بود گر خون ببارد بر زمین	بر زوال ملک مستعصم امیر المومنین
ای محمد گر قیامت می بر آری سر ز خاک	سر بر آور وین قیامت در میان خلق بین
نازنینان حرم را خون خلق نازنین	ز آستان بگذشت و ما را خون دل از آستین
زینہار از دور گیتی و انقلاب روزگار	در خیال کس نگشتی کانچنان گردد چنین
دیدہ بردار ای کہ دیدی شوکت بیت الحرام	قیصران روم سر بر خاک و خاقان بر زمین

خون فرزندان عم مصطفی شد ریخته
هم بران خاکی که سلطانان نهادندی جبین

وه که گر بر خون آن پاکان فرود آید مگس
تا قیامت تلخ گردد بر دهانش انگبین

بعد ازین آسایش از دنیا نباید چشم داشت
مهر را انگشتری ماند چو برخیزد نگین

دجله خون آبست زین پس گر رود سر بر نشیب
خاک نخلستان را کند با خون عجین

روی دریا درهم آمد زین حدیث هولناک
می توان دانست بر رویش ز موج افتاده چین

گرنه بیهوده ست و بیحاصل بود شستن بآب
آدمی را حیرت از دل هست از داغ جبین

نوحه لایق نیست بر خاک شهیدان زانکه هست
کمترین دولت مر ایشان را بهشت برترین

لیکن از روی مسلمانی و راه مرحمت
مهربان را دل بسوزد در فراق نازنین

باش تا فردا که بینی روز داور رستخیز
کز لحد با روی خون آلوده برخیزد دفین

در زمین خاک قدمشان توتیای چشم بود
روز محشر خون شان گلگونهٔ رخسار عین

قالب مجروح گر در خاک و خون غلطد چه باک
روح پاک اندر جوار لطف رب العالمین

تکیه بر دنیا نشاید کرد و دل بر وی نهاد
کاسمان گاهی بمهر است ای برادر گه بکین

چرخ گردون با زمین گوئی دو سنگ آسیاست
درمیان هر دو روز و شب دل مردم طحین

روز بازوی شجاعت بر نیاید با اجل
چون قضا آید نماند قوت رای رزین

تیغ هندی بر نیاید روز هیجا از نیام
شیر مردی را که باشد مرگ پنهان در کمین

تجربت بی فائده ست آنجا که برگردید بخت
حمله آوردن چه سود آنرا که بر گردید زین

گرگ سانند از پی مردار دنیا جنگجوی
ای برادر گر خردمندی چو سیمرغان نشین

ملک دنیا را چه قیمت حاجت اغنیست از خدا
گو نگهدارد بنا بر ملک ایمان و یقین

یارب این رکن مسلمانی بمان آباد دار
در پناه شاه عادل پیشوای ملک و دین

خسرو صاحبقران غوث زمان بوبکر سعد	آنکہ اخلاقش پسندیدست داوصافش گزین
مصلحت بود اختیار رای روشن بین او	زیردستان راسخن گفتن نشاید جز چنین
لاجرم در بحر و برش و اعیان دولت اند	سگے ہزاران آفرین بر جالش از جائی قرین
روزگارت باسعادت باد و سعدی مدح گوی	رائیت منصور و بخت باد و اقبالت قرین

فائدہ ہر اقتنہ جس سے ملک مین تباہی اور قوم مین افلاس آجاتا ہے وہ فتنہ مذہب کا ہوتا ہے جب کوئی قوم تعصب اختیار کر لیتی ہے آفت اور بلا اوس قوم کی عاشق ہو جاتی ہے انواع واقسام کے فتنہ اوسکے کھڑے ہوتے ہین جس نے کتب تواریخ کی سیر کی ہے وہ سمجہ سکتا ہو کہ جس سلطنت مین مختلف مذاہب اور مختلف خیالون کے لوگ عامل اور حاکم ہوئے ہین وہ سلطنت ایک نہ ایک دن مٹ کر رہی +

نکتہ تین چیزین تین شخصون کو مضرت رسان ہین اولاً امرا دولت اورارکان سلطنت کا فساد ثانیاً علما کی طمع ثالثاً فقرا کی ریاکاری +

ملک مین گر ہو کہین پیدا فساد	پہونچیگا اس سے ضرر حکام کو
فاضل طامع فقیر باریا	کرتے ہین بدنام اپنے نام کو

نکتہ پچیس آدمیون سے نفرت کرنا ضرور ہے اول ناشاکر دوم بد عہد سوم مفتری چہارم دروغ گو پنجم منافق ششم خائن ہفتم غابن ہشتم غاصب نہم فاسق دہم فاجر یازدہم شرابی دوازدہم قمارباز سیزدہم ولد الزنا چہاردہم فتنہ انگیز پانزدہم نمک حرام شانزدہم فریبی ہفدہم بیوفا ہیجدہم ظالم نوزدہم شہوت پرست بستم بے علم وجاہل

ششم عالم بے عمل بست و ہفتم بے حیا و بے شرم بست و دوم زود رنج بست و سوم پر غصہ کینہ توز بست و چہارم بخیل بست و پنجم حاسد۔

نکوئی بایدت گر در زمانہ	تو در بزم نکوکاران قدم نہ
سراپا کن گریز از صحبتِ بد	نہ بر دوش خود بار الم نہ

حکمت دشمن تین طرح کے ہوتے ہین اولاً خالص دشمن ثانیاً منافق ثالثاً حاسد۔ خالص دشمن جانکا دشمن ظاہر و باطن ہوتا ہے منافق ظاہر دوست و بباطن دشمن حاسد صرف جاہ و مال و عزت کا دشمن ہوتا ہی۔

دشمنون سی چہوڑ و بیشک دوستی	دیکھ مت چہرہ کسی بدخواہ کا
دوست جتنے ہین تیری اہل تعلق	دام مین اونکے نہونا مبتلا
آنے مت دینا کبھی حاسد کو پاس	ورنہ زخم کہائیگا اور پچھتائیگا

سلطان محمود غزنوی

یہہ سلطان اولوالعزم پادشاہون مین گزرا ہے اسکے وقت غزنی کی سلطنت نے کمال رونق پائی مُلکت وسعت مین آئی جس مہم پر یہہ لشکر لیکر گیا فتح و نصرت استقبال کر آئی قانون آلہی کا پابند اور آئین محمدی کا مطیع فقراء کی خدمت مین بخلوص و عقیدت حاضر ہوتا تھا شیخ الشیوخ ابوالحسن خرقانی نے اپنا خرقہ مرحمت فرمایا تھا جنگ سومنات مین جب اسکی امید نے یاس کا چہرہ دکھایا تہا اسی خرقہ کے توسل سے اعداء دین پر فتح نمایان حاصل کی شریعت بیضا کی

حمایت اور توحید کی اشاعت اسکا اصلی مقصود تھا ابو العباس قادر باللہ بن اسحاق خلیفہ عباسیہ نے اسکو خلعت سلطانی بھیجا اور سیف الدین یمین الدولہ خطاب بخشا اس سلطان غازی کے مفصل حالات مبسوط کتابون مین مندرج ہین -

فائدہ سلطان محمود پہلے سیستان کے ملک پر قابض ہوا اور وہان کے بادشاہ کو مغلوب کیا دوم راجہ بھیر کو جسکا قلعہ بھیکا نیر کے شمال اور ملتان کے جنوب مین تھا مغلوب کیا سوم لڑائی اسکی راجہ جیپال والی لاہور کے ساتھ بمقام پشاور ہوئی راجہ شکست کھاکر مقید ہوا چہارم پشاور کے فتح کے بعد اس نے ہند کو فتح کرنیکا ارادہ پر قدم بڑھایا اور قلعہ بھٹنڈا تک جاکر اوسکو فتح کیا مال و دولت بہت سا لیا راجہ جیپال کو بہت سا نذرانہ لیکر قید سے مخلصی دی اور تاج بخشی کی مگر راجہ لاہور مین جاکر غیرت کے مارے آگ مین خود بخود جلکر مرگیا اننگپال اپنے بیٹے کو جانشین کر گیا پنجم بڑی بھاری لڑائی سلطان محمود کی ایلک خان والی ماوراء النہر کے ساتھ ہوئی اسکا مجملاً حال یہہ ہے کہ پہلے ان دونو بادشاہون مین کمال اتحاد تھا اور ایلک خان کی لڑکی محمود کے نکاح مین تھی مگر جن دنون مین کہ محمود ہندوستان گیا تھا ایلک خان نے بیوفائی کر کے خراسان پر قبضہ کرلیا یہہ خبر پاکر سلطان محمود یلغار خراسان پہنچا اور ایلک خان کی فوج اور عاملون کو نکالدیا پھر ایلک خان بذات خود لشکر لیکر آیا اور جنگ مین شکست پاکر بھاگا آخر پکڑا گیا اور بہت سا خراج دینے کے بعد رہا ہوا ششم حملہ سلطان محمود کا ملتان پر ہوا اور ابو الفتح ملحد کو سیدھا کیا گذشتہ سالونکا خراج اوس سے لیا ہفتم اس سفر مین مقابلہ سلطان محمود کا راجہ اننگپال پسر راجہ جیپال سے ہوا وہ شکست کھاکر لاہور سے کشمیر کو بھاگ گیا ہشتم ۳۹۹ ہجری ہی مین سلطان محمود نے پھر ہندوستان

کو کوچ کیا انندپال راجہ لاہور بممانعت پیش آیا اور راجہ اُجین و کالنجر و دہلی اور اجمیر وغیرہ سے اوس نے مدد طلب کیا اور سب نے بلا تامل اپنی اپنی فوجین بھیجدین اور قوم کھکڑ و کوہستانی ہندو بھی انندپال کے مدد کو آپہونچے اور تمام جمعیت چار لاکھ سے زیادہ تھی اور کئی ہزار ہاتھی اور منجنیق اون کے ہمراہ تھے سلطان محمود کے ہمراہ صرف بارہ ہزار سوار جرار تھے سلطان محمود نے پہلے چار ہزار سوار کو ہندوؤن پر حملہ کرنیکا حکم دیا جب وہ حملہ آور ہوے تو قوم گکھڑ کوہستانی چستی کے ساتھ اون کے مقابل ہوے کہ سلطانی سپاہ نصف سے زیادہ کام آئے سلطان محمود نے اور سوار انکی مدد کو بھیجے اونپر اسقدر ہندو جمع ہو گرائے کہ وہ ان کے ہجوم مین نظر نہین آتے تھے یہہ حال دیکھکر سلطان نے کل فوج کو آگے بڑھنیکا حکم دیا جب لڑائی خوب گرم ہوئی دفعتاً ایک تیر بحکم تقدیر انندپال کے ہاتھی کے پیشانی پر ایسا لگا کہ ہاتھی کے مغز تک پہنچا ہاتی تیر کھا کر چیختا ہوا اُلٹا بھاگا لشکر ہنود نے جب راجہ کو بھاگتے ہوے دیکھا سب بھاگ نکلے سلطان محمود نے تعاقب کیا تمام خزانہ اور بہت سامال نصیب غازیان ہوا اس فتح کے بعد سلطان محمود قلعہ بھیم ونگرکوٹ یعنی کانگڑہ گیا وہان بھی نصرت وظفر نے اسکا ساتھہ دیا پھر جوالا دیوی کے مندر کا قصد کیا پوجاریون نے فی الفور مندر کے دروازے کھول دئے سلطان محمود اوسمین داخل ہوکر مندر کی بڑی خزانہ پر متصرف ہوا ساٹھہ لاکھ دینار طلائی نقد سات سو من سونے و چاندی کی اینٹین دو سو من سونا خالص دو ہزار من چاندی بیس من جواہرات موتی ہیرا لال موتی نیلم زمرد سبز فیروزہ وغیرہ جو بھیم سین کے وقت کا اوسمین تھا یہ مال لیکر محمود نے غزنی کا راستہ لیا۔ نہم سنہ ۴۰۱ ہجری مین محمود پھر ملتان تک آیا اور ابو الفتح حاکم ملتان کو

قید کرکے لیگیا دہم ۴۰۱ ہجری مین سلطان محمود کوہ غور پر چڑھائی کی اور فتح پاکر
محمد سوری اور حسن اوسکے بیٹے کو قید کرلایا یازدہم سلطان محمود غرجستان پر
چڑھائی کی اور قوم ساڑ پر فتح پاکر ابو النصر حاکم کو پکڑلایا دوازدہم ۴۰۲ ہجری مین محمود ہندوستان
کو آیا اور شہر تہانیسر مین صدہا بت خانے گرادیئے ہزارہا اسیر ہوے بہت سامال ملا
سیزدہم مہم فتح خوارزم ہے پہلے وہان کا حاکم ابو علی بن مامون سلطان محمود کا
بہنوئی تہا جب وہ مرگیا اوسکا بہائی مامون بن مامون حاکم ہوا اوس نے حسب الحکم سلطان بلحاظ
خوارزم مین خطبہ وسکہ سلطان کے نام کا جاری کیا اسپر اسکے درباری امراء اوسکی برخلاف
ہوگئے اور اوسکو قتل کرڈالا یہہ خبر پاکر سلطان محمود نے خوارزم کا رخ لیا اور بنالتگین
سپہسالار کو شکست دیکر محبوس ومقتول کیا چہاردہم حملہ سلطان محمود کا قنوج پر ہوا
اس سفر مین سلطان نے ۴۰۹ہجری کے آغاز مین ایک لاکہہ بیس ہزار سوار ساتہہ لیکر پہلے پشاور پہونچا
پہر پہاڑی راستہ سے کشمیر آیا راجہ نے اطاعت منظور کرلی اور سلطانکے ہمراہ رہبر کردے
سلطان بڑی بڑی مشکل گذار پہاڑون سے گذر کر ایک بلند پہاڑ پر جا پہنچا وہان مستحکم
قلعہ بنا ہوا تھا وہان کے راجہ نے سلطانکی ہدایت سے اسلام قبول کرلیا اور بت پرستی
سے توبہ کی پہر وہان سے گذر کر سلطان قلعہ سندکہ یا سنتوکہہ پر پہنچا راجہ وہان کا کلچند
نام تھا وہ بمقابلہ پیش آیا اور سخت لڑائی ہوئی پچاس ہزار ہندو مارے گئے اور راجہ
نے بہی خودکشی کرلی اوس مقام پر ایک بڑا بتخانہ تھا دو بت اوسمین سونیکے تھے ایک
بت کے آنکہونمین دو یاقوت گران بہا قیمتی پچاس پچاس ہزار دینار سرخ کے تھے دوسرے
بت کے ایک آنکہہ مین یاقوت ازرق چارسو مثقال وزن کا تہا اور سونا دونون بتون
کا آٹہہ ہزار آٹہہ سو مثقال چارسو بت اوسمین چاندی کے تھے سلطان نے وہ تمام دولت

لشکر اسلام پر تقسیم کردی اور بہت خانہ گرا دیا وہان سے نکلکر سوم شعبان ۴۰۹ھ ہجری
کو سلطان قنوج مین یکایک جا پہنچا جاتے ہی شہر کا محاصرہ کر لیا اور دریائے گنگ کے
کنارے سات قلعے سنگین بنے ہوے تھے وہ ساتون سات روز مین فتح ہوے
پھر شہر مفتوح ہوا راجہ نے اطاعت منظور کر لی اور جان و مال سے امان پائی ۔
اوسکا شہر معہ خزانہ پھر اوسکے حوالہ ہوا وہان سے سلطان قلعہ چنڈیال کیطرف گیا
اور اوسکو فتح کیا پھر متھرا کا رخ لیا وہان پہنچکر بت خانے مسمار کئے اور دولت و مال
سے مالامال ہوکر دار السلطنت غزنی پہونچا اور ایک عالیشان مسجد بنوائی پندرہوان ۱۵
حملہ سلطان کا پھر ہند پر ۴۱۲ھ مین راجہ انندا کالنجر کے حاکم کی سرکوبی کے لئے ہوا
کیونکہ اس راجہ نے باتفاق اور راجاؤن کے راجہ قنوج پر بعلت اطاعت سلطانی یورش
کی تھی اوس نے سلطان کو اطلاع دی تھی مگر جب سلطان ہند مین آیا تو سنا کہ راجہ
قنوج قتل ہو چکا ہے اسلئے سلطان نے غضبناک ہو کر راجہ کالنجر کے شہر کو گھیر لیا اوسکے
ملک کو تاراج کر دیا اور بسبب کسی امر ضروری کے ناتمام چھوڑ کر دار السلطنت غزنین کو
چلا گیا ۔ سولھوان ۱۶ حملہ سلطان کا راجہ جیپال ثانی پسر انندپال فرزند جیپال والی
لاہور پر ہوا اس جرم مین کہ اوس نے قنوج کے مہم مین راجہ کالنجر کی مدد کی تھی سلطان نے
لاہور پہنچکر شہر کو مفتوح کیا رعایا کو لوٹ لیا حویلیان مسمار کین راجہ جیپال کالنجر
بھاگ گیا اوس روز سے کل علاقہ پنجاب کا تھانیسر تک غزنین کی قلمرو مین شمار ہوا سلطانی
ناظم لاہور مین مقرر ہوا سترھوان ۱۷ حملہ سلطان کا سومنات پر ہوا یہہ ایک بہت بڑا
عالیشان مندر ہندوؤن کا حد جزیرہ نما گجرات مین ایک ٹیلہ پر تھا ہر چاندرات ہنود
وہان ایک لاکھ سے زیادہ جمع ہوتے تھے برسوین دن پچاس لاکھ آدمی تک

اجتماع ہوجاتا تھا خزانہ نقد سونا چاندی جوہرات وہان اسقدر تھا کہ کسی بادشاہ کے خزانہ مین نہوگا دوہزار برہمن پوجاری اور دوہزار گانون اوسکے مصارف کے لئے راجاؤن کیطرف سے وقف تھے بڑے بت کے سرپر دوسومن وزنی سونے کی زنجیر جڑا و لٹکتی تھی جسکے ساتھ ایک سومن سونیکا گھنٹہ تھا تین سو حجام اور تین سو گوئے اور پانسو باکرہ عورتین ناچنے گانے والیان تھین مندرکا مکان بڑا سنگین لاکھون روپیہ کی تیاری کا بنا ہوا تھا کروڑون روپیکا جواہرات بت خانہ کی دیوارون مین نصب تھا سلطان محمود براہ ملتان سومنات گیارہ مین بڑے بڑے شہر فتح کئے صدہا بت خانہ گراتا ہوا وہان پہونچا بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی اودہر ہنود سومنات کی پرتما سے لپٹ لپٹکر زار زار روتے اور دعا مانگتے تھے ادہر لشکر اسلام مین اللہ اکبر کی تکبیر بلند تھی۔ آخرش سلطان محمود مع فوج کے فتح کا نقارہ بجاتا ہوا قلعہ مین داخل ہوا اور دروازہ پر نشان محمودی لہرانے لگا تمام بت توڑ دئے گئے جب بڑے بت کی نوبت آئی پوجاریون نے کہا کہ سلطان اسکے ہم وزن جواہرات لے لے مگر اسکو بدستور رہنے دین سلطان نے ایک نہ مانی اور اپنے ہاتھ سے گرز مار کر توڑ ڈالا جب وہ پھوٹا تو اوسکے پیٹ سے اسقدر جواہرات نکلا جو اوسکے ہم وزن سے کئی وزن زیادہ تھا بڑا بت سفید پتھر کا بنا ہوا تھا پانچ گز لمبا تھا دو گز زمین مین اور تین گز باہر ہنود ا تھا۔ دو ٹکڑے اوسکے ایک مکہ معظمہ اور دوسرا مدینہ منورہ پاانداز کرنیکے لئے بھیجا اور دو دار السلطنت غزنین کو بھجوا دیا کہ ایک جامع مسجد اور دوسرا دیوان عام کے دروازے پر ڈالدئے تین بیس لاکھ درہم طلائی سکوک بیشمار سونا علیحدہ اور چھ طلائی ستون

بت خانہ کے جن مین الماس و یاقوت و زمرد کے نگینے جڑے ہوے کئی سو مہار شتر چاندی کا لدا ہوا فتح نصیب غازیان ہوا۔

حق پرستی گر تجھے مطلوب ہے	ہو مسلمان بت پرستی چھوڑ دی
رشتۂ الفت خدا اپنے سی جوڑ	توڑ دے بیشک بتون کو توڑ دی

پند خالق سے ڈرنے کا نتیجہ رحمت ہے مخلوق سے خوف کرنیکا انجام زحمت ہے۔

بتون کی نہ جور و جفا سی ڈرو	نہ کفار زور آزما سے ڈرو
بتون سے ہے ڈر تمکو کس بانکا	خدا کے ہو بندے خدا سی ڈرو

نکتہ انسانون مین بدترین وہ انسان ہے جو خدا کے بغیر بتون کو پوجے اور اونسے محبت رکھے۔

یہہ ممکن ہے کہ ہو حاصل عزیزو	محبت بت پرستی مین خدا کی

حکمت حق کی ذات صفات مین دوئی کو دخل نہین ہے کیونکہ وہ ایک ہے اور ایک کی وحدت مین دوئی نہین سماتی ہے پس بتون کی پرستش سی باز آو۔

ایک بن جاو دوئی کو چھوڑ دو	رشتہ یک رنگی سی اپنا جوڑ دو
وہ خدا جب ایک ثابت ہو چکا	اور جتنے رکھتے ہو بت توڑ دو

حکایت

سلطان محمود کے عہد مین ایک شخص نے ہزار دینار کی تھیلی سر بمہر امانتاً قاضی کے سپرد کر کے سفر کو چلا گیا جب واپس آیا تو تھیلی واپس لی اور اسکو کھولکر دیکھا تو بجاے دینار سرخ تانبے کے دینار پائے قاضی سے پوچھا تو اس نے کہا کہ

تیری سربمہر تھیلی تیری حوالہ کردی ہے مجھے کیا معلوم کہ اسکے اندر کیا تھا ناچار فلفنی سی
ناامید ہوکر مدعی سلطان محمود کے پاس گیا اور سارا قصہ عرض کیا بادشاہ نے
سمجھا کہ بے ایمان قاضی نے تھیلی چیر کر اسکے دینار سرخ نکال لئے ہین اور پھر تانبے
کے دینار بھر کر تھیلی کسی استاد رفوگر سے سلائی ہے جسکا رفو بادی النظر مین معلوم
نہین ہوسکتا یہہ امر سوچکر مدعی کو حکم دیا کہ تین روز کے بعد حاضر ہونا اور خود یہہ
تجویز کی کہ اسی رات کو اپنے خوابگاہ کا فرش ایک طرف سے پھاڑ ڈالا اور خود
علی الصباح سوار ہوکر شکارگاہ چلا گیا بادشاہ کے جانیکے بعد فراش نے جب فرش شاہی
پھٹا ہوا دیکھا تو بہت گھبرایا اور جانا کہ اب سیاست سلطانی سے نجات ملنا محال ہے
آخر رفوگر کی تلاش مین نکلا اتفاقاً اوسی استاد رفوگر سے جس نے وہ دینار والی
تھیلی قاضی کے کہنے سے رفو کی تھی شاہی مسند کو بھی رفو کرایا اور بادشاہ کے آنے
سے پیشتر وہ مسند بچھا دی رات کو جب بادشاہ شکارگاہ سے واپس آیا مسند کو درست
پایا فی الفور فراش کو بلایا اور حال دریافت کیا فراش نے سب کیفیت بے کم
وکاست بیان کردی پھر رفوگر کی طلبی ہوئی اور وہ اصل تھیلی دکھاکر حال پوچھا
اس نے عرض کی کہ ہان اسی سال مین نے یہہ تھیلی بحکم قاضی رفو کی تھی اوسوقت
اسمین تانبے کے دینار بھرے ہوے تھے یہہ حال تحقیق کرکے بادشاہ نے
قاضی کو بلوایا اور سخت مواخذہ کے بعد ہزار دینار سرخ قاضی سے مدعی کو دلوادیا
اور قاضی سے پچاس ہزار جرمانہ لیکر قضاعت سے معزول کردیا۔

قاضی و ملا و مفتی و فقیہ	ہین یہہ چارون چار ارکان جہان
آن سے گر ہوجاے سرزد کار بد	الامان ہے الامان ہے الامان

حکایت

سنا کے حاکم نے ایک سوداگر کا مال ناحق لے لیا وہ سلطان محمود کی خدمت
مین آیا اور دادخواہ ہوا سلطان نے اپنا مہری پروانہ سوداگر کے استرداد مال
کیلئے حاکم کے نام روانہ کیا مگر حاکم نے اوسکا مال مسترد نکیا سوداگر بحالت یاس
واپس آیا اور اپنا حال بیان کیا اوسوقت سلطان محمود کسی خیال مین مستغرق
تھا سوداگر کا حال سنتے ہی چین برجبین ہوگیا اور کہا کہ اگر وہ تیرا مال نہین دیتا تو
مین کیا کرون سوداگر نے عرض کیا کہ اگر بادشاہ کچھہ نہین کرسکتا تو مجھسے کیا ہوسکتا ہی
فرمایا کہ سر پر خاک ڈال اس نے عرض کیا کہ جب بادشاہ کا حکم نوکر نمانے تو دادخواہ
سر پر خاک ڈالنے کے سوا اور کیا کرسکتا ہی سلطان محمود اس تقریر سے سخت متاثر ہوا
اور فرمایا کہ مجھہ سے غلطی ہوئی معاف کرو مجھکو چاہیئے کہ اپنے سر پر خاک ڈالون
یہہ کہکر اوسی وقت مدعی علیہ کی ماخوذی کا حکم دیا جب وہ گرفتار ہوکر آیا تو وہی پروانہ
جسکی تعمیل اُسنے نہین کی تھی اسکے گلے مین ڈالا اور گدھے پر سوار کرکے شہر مین تشہیر
کرایا اور بعد اس رسوائی کے قتل کیا اور سوداگر کی حق رسی فرمائی ۔

جو بندہ ہو مالک کا خدمت گذار	اطاعت مین حاضر سدا چاہیئے
نمانے جو محکوم حاکم کا حکم	اُسے فی الحقیقت سزا چاہیئے

پند انسان کو چاہیئے کہ جب تک کلی لیاقت پیدا نکرے بادشاہ کی خدمت کا
طلبگار نہو جب خدمت پائے اسکے انجام مین بدل وجان مصروف ہو جاے مالک کے
راز کا محافظ ہو اسکی مہربانی پر مغرور نہو جسقدر بادشاہ اُسکی عزت بڑھائے

بہہ لعجز و نیاز پیش آئے ایک غصہ سے ڈرے رنجیدگی کا خوف کرے ؎

مہربانی جسقدر مالک کی ہو	چاہئیے نوکر کرے عجز و نیاز	نکرے اوسکی عنایت پیر غرور	گرچہ ہجائے امیر سرفراز

حکایت

ایک روز ایک غریب سلطان محمود کے پاس داد خواہ آیا کہ ایک ترکی ملازم بادشاہی میری حسین بی بی پر عاشق ہو گیا ہے دوسرے تیسرے رات کو میرے گھر آتا ہے اور میری منکوحہ سے ہم صحبت ہوتا ہے اور مجھکو بولنے نہیں دیتا بلکہ کہتا ہے کہ اگر تو راز فاش کریگا تو جان سے مار ڈالونگا مین اپنی جانکی خوف سے ابتک خاموش رہا آج ہجوم غم نے اپ کی خدمت مین حاضر کیا بادشاہ یہہ سنکر غضبناک ہو گیا اور فرمایا کہ جسوقت وہ آئے اوسی وقت کوتوال کے آدمی کو جو تیرے گھر کے پاس خفیہ مامور ہوگا خبر کر دینا اور سلطان محمود نے اسی وقت کوتوال کو بلا کر مستغیث کے گھر کا نشان بتلا دیا اور حکم دیا کہ جسوقت کسی مستغیث کے طرف سے اطلاع پہونچی کہ ملزم اسکے گھر موجود ہے تو اوسی وقت بعد ما خوذی مجرم مجھکو اطلاع دینا چوتھی رات کو پھر وہ ترک حسب العادت آیا اور اپنے کام مین مشغول ہوا مستغیث نے خفیہ پولس کو خبر دی اوس نے کوتوال کو اطلاع دی کوتوال اوسیوقت مستغیث کے گھر پہنچا اور ترک کو گرفتار کر کے موقع ہی پر زیر حراست رکھا اور بادشاہ سے جا کر سارا واقعہ عرض کیا بادشاہ کوتوال کے ساتھہ مستغیث کے گھر پہونچا اور بعد دریافت فرمایا کہ چراغ گل کر دو جب روشنی جاتی رہی بادشاہ نے مجرم کو آب تیغ سے سیراب کیا جب چراغ روشن کیا گیا مستغیث سے کھانا طلب کیا اوس نے جو کی سوکھی روٹی

وسر کپیش کیا بادشاہ نے بخواہش تمام کھایا پھر مقتول کا چہرہ دیکھکر دوگانہ شکریہ ادا کیا مستغیث نے دست بستہ چراغ خاموش کرانے اور کھانا کھانے و دوگانہ پڑہنے کا سبب دریافت کیا فرمایا آج جو تھا روز سے کہ تونے اپنا حال مجھسے کہا تھا اوس وقت مین نے قسم کھائی تھی کہ جب تک مین تیرا انصاف نکرونگا کھانا نہ کھاؤنگا آج مین سخت بھوکھا تھا اس لئے بعد قتل مجرم کے پہلے کھانا کھایا اور چراغ گل کرنے مین حکمت یہہ تھی کہ شاید کوئی میرا عزیز ہو اور مین اسے دیکھکر انصاف نکر سکون کھانے سے فارغ ہونیکے بعد جب مین نے اوسکا چہرہ دیکھا تو غیر شخص کو پایا اسلیئے دوگانہ شکر بارگاہ احدیت مین ادا کیا +

نہین ظالم کو غیر از ظلم حاصل	اٹھاتا ہے ستم آخر ستمگار
جفا جو کو جفا ملتا ہے ثمرہ	سدا آزار پاتا ہے دل آزار

نکتہ شہوت کا بندہ نفس کا تابعدار خدا کے حضور مین ذلیل و خوار ہے بلکہ اوس سے تمام خدائی بیزار ہے +

جو ہو وے حرص کا پابند بندہ	وہ بندہ ہے کہان بندہ خدا کا
جہان مین اسکی ہر صورت سے بیزار	ہر اک خرد و کلان بندہ خدا کا

حکایت

ایک روز ایک عورت کوہ بلوچ سے جو ممالک رے کے علاقہ مین ہے سلطان محمود کے پاس داد خواہ آئی کہ میرا اور میرے خاندان کا تمام مال اور اسباب لوٹ لیگئے اور راہ آمد و رفت کی بھی بند کردی ہے سلطان محمود نے پوچھا کہ کوہ بلوچ کہان

واقع ہے اُس ستغیثہ نے عرض کی کہ بادشاہ کو چاہیے کہ اسقدر ملک اپنے قبضہ مین رکھے جسکی خبرگیری کر سکے اور اگر ایسا ہو کہ بادشاہ اپنے قلمرو کے ملکون کے نام سے بھی واقف نہو تو اوسکی رعایا کا کیا حال ہوگا سلطان نے یہہ جملہ سنکر فرمایا کہ تو سچ کہتی ہے اسی وقت ایک قافلہ تیار کیا اور بیشمار سیب اونٹون پر لدواکر اُنکے ہمراہ کیا اور چند شیشے زہر ہلاہل کے دیے اور فرمایا کہ تم کوہ بلوچ کیطرف جاؤ اور جب موقع پر پہونچو سیبون کو زہرآلود کردو اور بار اوتار کر اونٹون کو جنگل مین چھوڑدو اور تم سب کمین گاہ مین چھپ ہو جب قطع الطریق آئین اور تمھارا مال لوٹنے لگین تو اُن کے مزاحم نہونا یہہ حکم سنکر وہ قافلہ عورت کے ساتھہ ہولیا اور دور دور اول موقع پر پہونچنے سے کل سیبون کو زہرآلود کردیا اور موقع پر پہونچکر بار اُتار دئے اور خود چھپ رہے رات کیوقت رہزن آئے قافلہ کا مال لیا اور سیب پُرذائقہ کھانے شروع کئے تھوڑی ہی دیر کے بعد زہر کی تاثیر ہوئی اور سب کے سب ہلاک ہوگئے بادشاہ نے رہزنون کے مال ومتاع کی ضبطی کر کے سارا مال بڑھیا کو دیدیا جس سے بڑھیا مالامال اور دولت سے نہال ہوگئی ✤

مرد با انصاف ہی انصاف دوست کانپتے ہین چور اسکے رعب سے	شاہ عادل ہی خبرگیر جہان راہ پر آتی ہے قوم رہزنان

عبرت ۴۲۱ھ ہجری مین (۶۳) سال کی عمر (۳۲) برس کی سلطنت کے بعد سلطان محمود کا پیمانہ عمر لبریز ہوا بیماری بڑھتی گئی جب سلطان محمود کو اپنی زندگی کی امید نرہی فرمایا کہ تمام جواہرخانے اور دولت کے خزانے دربار مین باآئین شایستہ ترتیب دو چونکہ ان خزانون کے لئے ایک مکان مین گنجایش نتھی بیرون شہر ایک وسیع میدان

مین خیمے کھڑے ہوگئے اور اون خیام مین کشمیری پشمینے سقرلات اطلس فرنگی
دیباسے رومی مخمل کاشانی قالین ایرانی بطرز شایستہ سجائے گئے اور کروڑون لاکھون
روپیہ کے توڑے اور اشرفیون کی تھیلیان اور بلور کی ڈبیون مین لعل بدخشان
جواہر آبدار و گوہر شاہوار و تاج مرصع اور سونے چاندی کی کرسیان اور جڑاو تخت
اسکے علاوہ ہزارون نوادرات روزگار و گران بہا عجائبات سے وہ میدان آسمان
ہشتم کا مقابلہ کررہا تھا - وہ محمود جسکی ران کے نیچے عمر بھر اقبال کا گھوڑا بجلی
کی طرح چمکتا رہا ایک پالکی مین تصویر بے جان کی طرح لیٹا ہوا آیا اور تکیون کے
سہارے سے تخت زر نگار پر بیٹھا اور وہ اُمرا دولت و ارکان سلطنت کہ خون ریزون
کی مصیبتون مین جان و تن سے ہر معرکہ مین شریک رہے سر جھکاتے ہوے
کھڑے تھے اور سب پر ایک یاس و حسرت کا عالم چھایا ہوا تھا - سلطان محمود نے
پہلے اہل دربار کو بنظر یاس دیکھا پھر جواہرات پر نظر ڈالی اسکے بعد فیلان ہندی و شتران
بغدادی و اسپان عراقی کے ملاحظہ کی نوبت آئی جو زر نگار جھولون و مرصع زیورون
سے خدائی قدرت کے نمونے تھے بعض مورخ لکھتے ہین کہ بار بار سلطان محمود حسرت
آلود نگاہ سے ان چیزون کو دیکھتا تھا اور آنکھ بند کر لیتا تھا اسی حالت مین اوسکی
روح پاک نے اس پیکر عنصری سے مفارقت کی *

نکتہ طالب دنیا کو اول تحصیل مال کی تدبیر و فکر مین کاہش جان و تن ہوتی ہے
پھر اوسکی حفاظت و پاسبانی کی پھر آخری وقت اسکے چھوڑ جانیکا غم اپنے
ساتھ لیجاتا ہے *

	طالب دنیا گرفتار بلا		ابتدا سے انتہا تک ہے مدام	

دل مین لیجاتا ہی پھر خار بلا	زندہ ہے جب تک ہی اسکی فکرمیز

فائدہ عاقبت اندیش دنیا کا طالب نہین ہوتا کیونکہ یہہ بڑی ہی مکار اور دغا شعار ہے طالبین کے نظر مین اسکی زینت ایسی ہے جیسے عروس کہ سب کی نگاہین اُسی پر پڑتی ہین قلوب اوس کے شیفتہ ہین اور جانین اوسکی فریفتہ اس مین جو چیز ہے اوس کو ایک نہ ایک دن فنا ہوتا ہے موت اسکے تعاقب مین ہے اور حکم قضا اوسکے دنبال مین ۔ نشہ پندار سے بیدار ہو اور بیہوشی سے ہوشیار پیشتر اس سے کہ لوگ کہین کہ فلان شخص بیمار ہے اور مرض سخت مین گرفتار کچھہ دوا بتاؤ یا حکیم کو بلاؤ اور پھر طبیب تمھارے لئے آئین اور امید شفا نہ پائین پھر یہہ مشہور ہو کہ فلان شخص نے وصیت کی اور اپنے مال کو یون تقسیم کیا اور جسکے پاس سے لینا تھا اُس سے لیا پھر کہین کہ لو صاحب انکی زبان بند ہوگئی نہ بھائیون سے بولتے ہین نہ ہمسایون کو پہچانتے ہین وہ لب کھولتے ہین اور اوسوقت تمہاری پیشانی عرق سے تر ہو اور سینہ آہ سے مضطر اور گمان موت کا صدق کی کرسی پر جلوہ گر معلوم ہو اور سب خویش و بیگانہ مبتلائے گریہ وزاری ہون کوئی کہے ارے یہہ تیرا فلان برادر اور یہہ تیرا لخت جگر ہے ولیکن تم کچھہ جواب نہ دے سکو زبان پر مہر خاموشی ہو پھر تم پہ قضا نازل ہو اور قالب سے روح نکلکر عالم بالا کو روانہ ہو ۔ اسوقت تمام برادری جمع ہو کفن سیا جاے اور غسل دیکر تم کو پہنایا جائے عیادت والے گھر بیٹھہ رہین اور حاسد خوب شاد کہین تمہارے گھر والون کو تمہارا مال بدنظر ہو اور تم پر جوابدہی اعمال لازم ہو ✤

چنانچہ اس مضمون کو جو شیخ مصلح الدین سعدی رح نے نظم فرمایا ہی ہدیتاً حوالہ قلم ہے

فی التنبیه

ق

روزیکه زیر خاک تن ما نهان شود — وآنها که کرده ایم یکایک عیان شود

یارب بفضل خویش ببخشا بی بنده را — آندم که عازم سفر آنجهان شود

بیچاره آدمی که اگر خود هزار سال — مهلت بیابد از اجل و کامران شود

هم عاقبت چو نوبت رفتن بدو رسد — با صد هزار حسرت ازان جاودان شود

فریاد ازان زمان که تن نازنین ما — بر بستر هوا فتد و ناتوان شود

اصحاب را چو واقعهٔ ما خبر کنند — هر دم کسی برسم عیادت روان شود

وآنکس که مشفق ست و دلش مهربان هست — در جستن دوا بهر این و آن شود

وانگه که چشم بر رخ ما افگند طبیب — در حال ما چو فکر کند بدگمان شود

گوید فلان شراب طلب کن که سودنست — ما را بدان امید بسی در زیان شود

شاید که یک دو روز دگر ماند عمر ما — وآن یک دو روز بر سر سود و زیان شود

یاران و دوستان همه در فکر عافیت — کاحوال بر چگونه و حال از چه سان شود

تا آن زمان که چهره بگردد ز حال خویش — وآن رنگ ارغوانی ما زعفران شود

وان رنج در وجود بنوعی اثر کند — کز لاغری بسان یکی ریسمان شود

در ورطهٔ هلاک فتد کشتی وجود — نیز از عمل بماند و بی بادبان شود

آمد شد ملائکه در وقت قبض روح — چون بنگریم دیدهٔ ما خون فشان شود

باید که در چشیدن آن جام زهرناک — شیرینی شهادت ما در زبان شود

یارب بده و ببخش که ما را در آن زمان — قول زبان موافق صدق جنان شود

ایمان ما ز غارت شیطان نگاه‌دار | تا از عذاب و چشم تو در امان شود

فی الجمله روح و جسم رهم منفرق شوند | مرغ از قفس بر آید و در آشیان شود

جان ار بود پلید شود در زمین فرو | در پاک باشد او ز بر آسمان شود

آوازه در سرائے بیفتد که خواجه مرد | وز هم و زیر خانه پر آه و فغان شود

از یک طرف غلام بگرید بهائے بهائے | وز یک طرف کنیز بزاری کنان شود

در یتیم گوهر یک دانه را ز اشک | جزع دو دیده پر ز عقیق یمان شود

تا بوت و پنبه و کفن آرند و مرده شود | اوراد و ذکر آن ز گران تا گران شود

آرند نعش تا لب گور و هر که هست | بعد از نماز باز سر خان و مان شود

هر کس رود بمصلحت خویش و جسم ما | محبوس و مستمند در ان خاکدان شود

پس منکر و نکیر بپرسند حال ما | وین جمله حکمها ز پئے امتحان شود

گر کرده ایم خیر و نماز و خلاف نفس | آن خاکدان تیره با گلستان شود

ور جرم و معصیت بود و فسق کار ما | آتش بدرو فتد بلحد هم دخان شود

یکهفته یا دو هفته کم و بیش صبح و شام | با گریه دوست هم دم و همداستان شود

حلوا سه صحن شب جمعه چند بار | بهر ریا بخانهٔ هر گو رخان شود

وان همسر عزیز که از وعده دست داشت | خواهد که باز بستهٔ عقد فلان شود

میراث گیر کم خرد آید بجستجوئے | بس گفتگوے بر سر باغ و دکان شود

نامی ز ما بماند و اجزاے ما تمام | ور زیر خاک با غم و حسرت نهان شود

وانگه که چند سال برین حال بگذرد | آن نام نیز گم شود و بے نشان شود

وآن صورت لطیف شود جمله زیر خاک | وآن جسم زور مند کف استخوان شود

از خاک گور خانهٔ ما خشتها زنند
وآن خاک و خشت دستکش گلگیران شود

دوران روزگار بما بگذرد بسی
گاهی شود بهار و دگر گه خزان شود

تا روز رستخیز که اضافت خلق را
تنها ز بهر عرض قرین روان شود

حکم خدای عز و جل کائنات را
در فصل هر فصله بکلی روان شود

از گفتن و شنیدن و از کردهای بد
در موقف محاسبه یک یک عیان شود

میزان عدل نصب کنند از برای خلق
یکسر سبک برآید و یکسر گران شود

هر کس نگه کند به بد و نیک خویشتن
آنجا یکی غمگین و یکی شادمان شود

بندند باز بر سر دوزخ پل صراط
هر کس از و گذشت مقیم جنان شود

و آنکس که از صراط بلرزید پای او
در خواری و عذاب ابد جاودان شود

اشرار را حرارت دوزخ کند قبول
و احرار را عنایت حق سائبان شود

بس روی همچو ماه ز خجلت شود سیاه
بس قد همچو تیر ز هیبت کمان شود

بس شخص بینوا که درآید علو قدر
عشرت سرای جنت اعلی مکان شود

بس پیر مستمند که در گلشن مراد
بوی بهشت بشنود و نوجوان شود

مسکین اسیر نفس و هوا کاندر آن مقام
با صد هزار غصه قرین هوان شود

برگی که از برای مطیعان کشد خدای
عاصی چگونه بر سر آن برگ خوان شود

خرم دلی که در حرم آباد امن عیش
حق را بخوان لطف و کرم میهمان شود

این کار دولتست نداند کسی یقین
سعدی یقین بجنت خلدت چسان شود

سلطان محمد عثمان خان ارطغرل غازی

یہہ پہلا شخص ہے جس نے سلطنت عثمانیہ کی بنا ڈالی ۶۹۹ھ ہجری مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور پہلے قرہ حصار کو فتح کرکے اپنا دار السلطنت بنایا - بڑا الوالعزم اور صاحب ہمت بادشاہ تھا اسکی عدالت اور رعایا پروری مشہور ہے - مورخین نے لکھا ہے کہ اس بادشاہ نے ایک حبہ اپنے پاس جمع نرکھا جس قدر مال غنیمت آتا تھا تقسیم کردیتا تھا چنانچہ انتقال کے بعد بجز زرہ اور کمربند تلوار کے اور کوئی چیز نقد وجنس کی قسم سے اس بادشاہ نامور کے پاس سے نہین نکلی -

سلطان محمد عثمان خان نے بزور قوت بازو سلطنت عثمانیہ کی بنا قائم کی قرہ حصار کو مفتوح کرکے حاکم برصہ سے مقابلہ کیا اور اوسکے اکثر ملکون کو فتح کرلیا اسلام کی عام دعوت دی بعض عیسائی فرمانروانے اسلام قبول کیا بعضون نے جزیہ دینا گوارا کیا بعض جنگ مین گرفتار ہوے -

قلعہ برصہ جب قبض و تصرف مین آیا تو علاوہ مال و اسباب کے تیس ہزار اشرفیان نقد غنیمت مین آئین - ستائیس سال کمال استقلال اور دینداری کے ساتھ سلطنت کی اونہتر برس کی عمر پائی آخر دہم رمضان ۷۲۶ھ ہجری مین دنیا و اہل دنیا کو چھوڑا اس بانی سلطنت و حامی دین نے اپنے فرزند کو چند نصیحتین کین جو ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہین -

نصائح دنیا کی دولت مستعار سے غافل نہونا - ملک مین جور و تعدی جایز نرکھنا - عدل و انصاف سے شیوہ سلاطین عادل عنہ ہے - اشاعت اسلام ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ بہ تدبیر ہو یا بشمشیر - علما کی عزت فقرا کا ادب کرنا چاہیے جس سے ملنا بکشادہ پیشانی ملنا - عطا و کرم اپنا آئین رکھنا - جس بادشاہ مین کہ

عدل وکرم نہین وہ بادشا نہین - جو مرنے سے ڈرتے ہین وہ خالق سے غافل ہین
ہم کو اللہ پاک نے شرف اسلام عنایت فرمایا اور فتح و نصرت دی جہان تک ممکن ہو ہمارے تارت
پرہیز اور ترویج اسلام مین کوشش کرنی چاہیے کسی وقت مالک حقیقی کو نہ بھولنا
اور اوسکی راہ مین جان و مال سے حاضر رہنا -

پند دُنیا کا مال تم اپنا نجانو بلکہ یہہ تصور کرو کہ یہہ کسیقدر زمانہ کے واسطے
عاریتاً ہمارے سپرد ہے ہم سے پہلے بھی یہہ مال کسی اور مالک کا مال کہلاتا اب ہمارے
پاس ہے ہمارے بعد کسی اور کا ہوگا +

اہل دنیا پر مائل اپنا جی کرتے نہین	یار ہرجائی ہے اس سے دوستی کرتے نہین
روبرو آئے تو جاتی ہین وہ بہاگ اُس مال سے	سامنے ہو تو نظر اس پر کبھی کرتی نہین

نکتہ خدا کا خوف انسان کے دلکا چراغ ہے اگر یہہ نہو تو انسان گویا ظلمت
مین اسیر ہے +

کرو خوف اور رہو خائف ہمیشہ	عذاب قبر اور روز جزا سے
چراغ سینہ ہو جائیگا روشن	ڈروگے تم اگر اپنے خدا سے

حکمت ظلم باعث زوال مملکت ہے اور عورت کی محبت سبب ذلت بدون کی
صحبت بدنام کرتی ہے اور نیکون کی صحبت نامور +

با زنان اُلفت مکن اے مرد حق	با بدان اے نیکخو صحبت مدار
از سر جور و ستم پرہیز کن	تا بماند ملکم و دولت پائیدار

حکمت شجاعت یہہ ہے کہ قوت غضب روح انسانی کی مطیع ہو کر اسکو خوف
و خطر کے مقام پر ایسا قائم رکھے کہ کسی طرح اضطراب ظاہر نہو اور عفت یہہ ہے

کہ قوت شہوت نفس ناطقہ کی مُطیع ہوکر اسکی رائے کے سطابق عمل کرے اپنی خودروی کو اسمین دخل ہو اور اچھے چلن اور نیک عادتین ظاہر ہون عدالت یہہ ہے کہ سب قوتین متفق ہو کر نفس ناطقہ کی فرمان برداری کرین اور ہرایک اپنی حد اعتدال سے تجاوز نکرے اور عادل ہرایک قوت کی علیحدہ علیحدہ کش مکش سے محفوظ رہکر عدل وانصاف پر قائم رہے ۔

قوتین جتنی ہین تیری جسم مین	اُنسے اے مرد دانا کام لے
انکو ہرگز بڑھنے اور گھٹنے ندے	بلکے اک اک قسر برابر کام لے

سلطان علاوالدین خلجی بادشاہ ہندوستان

یہہ بادشاہ داماد اور برادرزادہ سلطان جلال الدین فیروزشاہ خلجی کا ہے بعد قتل جلال الدین کے ۶۹۵ ہجری مین تخت نشین ہوا شجاعت مین نامور اور بہت وادولوالعزمی مین ضرب المثل تھا چار لاکھہ پچھتر ہزار سوار اوسکے ہمرکاب رہتی تھے۔ جب یہہ تخت نشین ہوا تو خزانون کے منہہ کھولدئے اور دادودہش کے ساتھہ عیش وعشرت کی محفلین گرم کین ۔

فائدہ بادشاہ کے عیش وعشرت کی وجہہ سے بہت بُرا اثر اوسکی سلطنت مین پڑنے لگا اور ہرچہارطرف فتنہ وفساد نے رودکھلایا ایک روز بادشاہ نے اعیان دولت کو جمع کرکے بے انتظامی کا حال پوچھا وزیرا آداب بجالایا اور عرض کی کہ بادشاہ کی عیش وعشرت وشراب خواری اور امرا ودولت کی آپس مین شادی اور فوج کی زیادتی تنخواہ اور غلہ کا یکسان نرخ نہونے سے یہہ سارا فساد برپا ہورہا ہے بادشاہ

بہت شکر گذار ہوا اور اُسی روز سے شرابخواری چھوڑ دی اور حکم دیا کہ کوئی امیر شراب نہ پئیے چنانچہ دولت افغانی مین مذکور ہے کہ سب نے شراب کے بھرے ہوئے خُم پھینکدیئے جس سے ایک نالہ جاری ہوگیا اور حکم دیا گیا کہ بدون اطلاع پادشاہ کے اُمرا آپس مین شادی بیاہ نکرنے پائین اور نرخ غلہ کا پادشاہ نے اپنی مرضی پر رکھا مورخین لکھتے ہین اس پادشاہ کے عہد مین امن و ارزانی ایسی ہوئی کہ ہندوستان مین کسی بادشاہ کو نصیب نہوئی تھی صاحب اقبال ایسا تھا کہ گجرات پر لشکرکشی کی اور فتح پاکر سومنات کا بُت دہلی مین لایا اور زمین مین دب دیا اور تاتاری لشکر کو شکست دیا راجہ رنتھنبور کو گرفتار کرکے قتل کیا اور راجہ رتن سین والی چتور مقتول ہوا ملک تلنگانہ اور دکھن سمندر کے کنارے تک معہ بندر راسیر تک فتح کیا کرناٹک کو مفتوح کرکے بڑے بڑے بت خانہ گرائے بیشمار سونیکی مورتین غارت مین لین پنجاب کے ملک کا اُسنے ایسا انتظام کیا کہ اُسکی زندگی تک پھر لشکر تاتاری و مغلون نے اُس طرف کا رخ نکیا - پادشاہی شان و شکوکت کو بہت بڑھایا ہاتی پر عماری پہلے اُس نے رکھی اور سکندر ثانی اپنا خطاب مقرر کیا اور علما فضلا خداپرست شاعر حکیم غرض ہر فن کے ایسے صاحب کمال موجود تھے کہ جنکا نظیر آجتک نظر نہین آتا چنانچہ اکثر علما کی کتابین اور حضرت سلطان المشائخ نظام الدین محبوب الٰہی رح کے نصائح اور حضرت امیر خسرو کی کتابین ابتک موجود ہین +-

نکتہ تین چیزین انسان کے ہلاک ہونیکا باعث ہین اولاً گنہ کرنا توبہ کے حوصلہ پر ثانیاً تائب ہونا زندگی کے بھروسے پر ثالثاً بخشش کی امید پر اپنے بڑے جرم کو ناچیز جاننا

گرچہ فضل ایزدی ہے فضل عام	ہر کوئی ہے فضل کا امیدوار
پر تو اُس کے فضل کی امید پر	ہو کے وحشی مت گنہ کر بار بار

بلکہ سمجھ تجھ سے جب ہوئے خطا | توبہ کر فوراً بخوف کردگار
توبہ کو کلمہ پر نہ رکھنا منحصر | زیست کا دم بھر نکرنا اعتبار

حکمت بادشاہ وہ ہے کہ نفسانی شہوتون سے پرہیز رکھے راستی شعار ہو علما فضلا سے مشورت لے قیدیون کی دلجوی سوداگرون اور عامہ رعایا کی خبرگیری اور پاسبانی رکھے رعایا و امرا دولت کو گستاخ ہونیکا موقع نہ دے جنگ کا سامان خزانہ مین فراہم رکھے دشمن کے ارادہ سے باخبر رہے اپنے درباری امیر و وزیر سے اور ارکان دولت خیرخواہان ریاست اور اولاد سے محبت سے پیش آئے فوج کی پرورش عدل و انصاف کیطرف توجہ مسافرون و غریبون کی خدمت مین حاضر رہے عیش و لذت ناجایز مین منہمک نہو اور اپنے عیش و آرام کو امور مملکت پر مقدم نہ رکھے

شاہ آن باشد کہ باشد راستباز | راستی را در جہان دارد شعار
اہل علم و اہل فضل و عقل را | دایم اندر قرب خود بخشد وقار

پاسبانی خلق باشد روز و شب | حافظ اہل جہان لیل و نہار
باخبر ماند ز عزم دشمنان | بنجہ اسش تیز زور و بازو استوار

نکتہ چھ چیزین مملکت کو نقصان پونچاتے ہین **اول** نرخ غلہ برابر نہونا اور گرانی قحط کا پڑنا **دوم** کمی خزانہ **سوم** بادشاہ کی شرابخواری و غفلت و بیخبری **چہارم** دشمنوں کی کثرت **پنجم** اہل ایمان کی قلت **ششم** رعایا کی ناراضی اور عاملون کا ظلم

کس طرح قایم رہے وہ سلطنت | جبکہ سلطان بیخبر ہو کام سے
جسکے دشمن ہون بہت اور کم ہون دوست | بیٹھ سکتا ہے وہ کب آرام سے

تذکرہ سنہ وفات تیس ۳۰ سال سلطان علاء الدین خلجی نے کمال استقلال کے ساتھ سلطنت کی کل صوبجات ہندوستان مین اسکے عہد مین عدل و انتظام رہا آخر

سنہ [illegible] ہجری مین کافور نامی ایک امیر نے زہر دیا جس نے اُسکا فیصلہ کر دیا تھا ۔

سلطان سکندر لودہی

یہہ بادشاہ بعد انتقال سلطان بہلول کے تخت سلطنت پر متمکن ہوا شہر آگرہ اسی کا بنا کیا ہوا یادگار ہے یہہ بادشاہ ہر روز دربار کیا کرتا تھا اور بذات خود دادرسی مستغیثین کی کرتا قوی و ضعیف کو یکسان رکھتا ہر کام مین انصاف کرتا تھا خلایق پر مہربان تھا ہمیشہ سخن حق کی رعایت کرتا حق گو و حق پسند تھا ہرگز بہوای نفس عمل نکرتا علما فضلا اسکے مشیر تھے سخاوت مین مشہور گذرا ہے اسکے عہد مین تمام ہندوستان مین مسجدین آباد تھین عورتون کو زیارت قبور سے منع فرمایا اور سالار مسعود غازی کا نشان جو ہر سال بہرایچ لیجاتے تھے اسکی ممانعت کی احکام شریعت کو رونق اور علم کو ترقی دی احکام شرع کی پوری پوری پابندی کی ۔ ہٹ بیچنا بازار سرد کیا اٹھائیس سال بہ کمال استقلال سلطنت کی آخر سنہ ۹۲۳ ہجری مین انتقال کر گیا

حکایت

سلطان سکندر لودہی کے عہد مین دو بھائی گوالیار کے رہنے والے بحالت پریشان بہرائچ لشکر مین چلے گئے تھے کہین اُنکو لوٹ مین یاقوت رمانی اور کچھہ سامان ملا اُنمین سے ایک نے کہا کہ بھائی بس یہین سے واپس چلو مدعا حاصل ہو گیا دوسرے نے کہا بھائی صاحب جب خدا تعالی نے پہلے ہی مرتبہ اتنا مال دیا ہے تو بار ثانی کیا عجب ہے کہ اس سے بھی زیادہ دولت نصیب ہو اسپر ایک بھائی نے کہا کہ مین تو جاتا ہون آپ کو اختیار ہے جب چھوٹے بھائی نے گھر کی راہ لی تو بڑے بھائی نے اپنے حصہ کا مال اُسکو دیکر کہا کہ یہہ تم میری زوجہ کو دیدینا جب چھوٹا بھائی گھر آیا بھائی کا مال اُس کی بی بی کو حسب وصیت دیدیا اگرچہ تو تھوڑے دن بعد ... بڑا بھائی اپنے گھر آیا جورو سے مال طلب کیا مانگا عورت نے سب سامان اُس کے

سامنے لا کر رکھدیا شوہر نے یاقوت نہ پایا پوچھا یاقوت کہان ہے عورت نے کہا مین کیا جانون
نہ یاقوت مجھکو تمہارے بھائی نے دیا نہ مین نے کبھی دیکھا جو کچھ اُس نے دیا تھا وہ تمہارے
سامنے ہے بھائی سے دریافت کیا تو اُس نے بیان کیا کہ اسی اسباب کے ساتھ یاقوت بھی
دیچکا ہون کیا عجب کہ اُس نے چھپا رکھا ہو ذرا تنبیہ و تہدید کر دیگے تو بتلا دیگی اُس شخص نے
جب اپنے جورو کو خوب مارا تو اُس بیچاری نے مار کے خوف سے ایک شب کی مہلت
چاہی اور علی الصباح وزیر کی خدمت مین حاضر ہوئی اور سارا قصہ مفصل بیان کیا وزیر نے
اُس کے خاوند اور دیور کو بالمشافہ بلوایا اور پوچھا تو دیور نے کہا مین نے یاقوت اس عورت
کو دیا ہے اور دو برہمن کو رشوت دے دلا کر ادائی شہادت مین پیش کیا وزیر نے اُس کے
خاوند سے کہا جا اپنی عورت سے یاقوت طلب کر جب عورت نے یہ حال دیکھا۔
سلطان کی خدمت مین دادخواہ ہوئی سلطان نے سب کو مع گواہون کے روبرو طلب
کیا اور ہر ایک کو دوسرے کی نظر سے جدا رکھا اور ہر ایک کو موم دیا کہ اسکی صورت
بنائین ان دو بھائیون نے تو اسکی شکل بنائی مگر مصنوعی گواہون نے برعکس ایک دوسرے کے
بنا سے جب عورت کو تاکید کیگئی تو اُس نے عرض کیا کہ جو چیز نہین دیکھی ہے اسکی صورت
کیونکر بناؤن۔ بادشاہ نے وزیر کو مخاطب کیا اور گواہون کو سخت تہدید کر کے کہا کہ
سچ سچ کہو ورنہ جان سے مارے جاوگے ہیبت سلطانی نے اصل حال جھوٹی گواہی دینے کا
عرض کرا دیا بادشاہ نے اُس کے بھائی کو روبرو طلب کر کے پوچھا تو وہ معترف بہ قصور
ہوا اور یاقوت لعل بھائی کی خدمت مین پیش کیا عورت بادشاہ عادل کے انصاف سے
اپنی شوہر کی نظر مین اول سے زیادہ عزیز ہوئی اور اس کا دیور معرض سیاست مین
آیا اور اپنے عمل بد کی سزا پائی۔

بود حاکم بملک عدل بیشک | گر و بے خوف نیکوکار باشند
بعدل و داد انصافش ہمیشہ | ز تیغ ستم بدکار باشند

نکتہ جو انسان عقل کو امیر مشورت کو وزیر تدبیر کو مصاحب مآل اندیشی کو امین حلم کو سپہ سالار خدا ترسی کو یار تحمل کو خزانہ بردباری کو لشکر بنائیگا وہ جسم کی سلطنت مین اختیار حاصل کرسکتا ہے۔

عقل کو فرمان روا جسم و جان | دانش و تدبیر دانا دو وزیر
گھر مین تو گنج تحمل جمع کر | تا بملک جسم بن جاے امیر

فائدہ جب انسان کی آنکھون مین حرص و طمع جادہ گر ہوتی ہے تو سواے حرص کے اسکو کچھہ دکھائی نہین دیتا بلکہ اسکے دل کی آنکھہ بھی نیکی و نیکوکارون کے دیکھنے سے بند ہو جاتی ہین۔

صاف ہو جاتا ہے بس آدمی | ڈالتی ہے حرص جب انسان پہ پردہ
دل پہ چھا جاتا ہے اندھیرا اسقدر | چشم بینا جس سے ہو جاتی ہے کور

حکمت حرص و ہوا ایک ایسا درخت ہے جسکی جڑ انسان کے دل مین جگہہ پکڑی ہوئی ہے پس آدمی کو چاہیئے کہ عبادت و ریاضت کے زور سے اسکو ہلائے کہ وہ جڑ سست ہو جاے آیندہ بڑھنے نہ پائے۔

تیرے دل مین گتہا ہی مضبوط بیخ | یہ دنیا کی حرص و طمع کا نہال
نہ بڑھنے دے اسکو اگر مرد ہے | نکل گر سکے اسکو جڑ سے نکال

نکتہ ایماندار انسان چار چیزون سے چار چیزون کو پاک رکھتا ہے اولاً دل کو حسد سے ثانیاً جھوٹ اور غیبت سے زبان کو ثالثاً شکم کو لقمہ حرام سے رابعاً اعمال کو ریا سے پس جس مین یہ باتین نہین وہ انسان نہین۔

اولاً دل کو حسد سے پاک رکھ	بعد ازان دھو لذتِ غیبت سے زبان
غیر کا حق اپنے ہاتون پر نہ لے	پیٹ مت بھر کھا کے مال بندگان
کر عمل دنیا مین بے روئی و ریا	تا تجھے حاصل ہو فخر و عز و شان

شہاب الدین شاہجہان

جب نور الدین جہانگیر بن جلال الدین اکبر بادشاہ نے جہان کی دار و گیر سے نجات پائی شاہجہان تخت نشین ہوا۔اس بادشاہ کی نیک نیتی اور عدالت نے شورہ زار ہند کو غیرت نگارخانہ چین بنا دیا تھا جس عظمت اور جلالت کے ساتھ اُس نے سلطنت کی خاندان تموریہ مین کسی کو کم نصیب ہوئی۔

عہد اکبری کے خلاف شرع قوانین اور عیش دوست جہانگیر کے خلاف عقل آئین اس حامی شریعت نے سب موقوف کر دیے ملک کا انتظام نہایت خوبی اور بے تعصبی کے ساتھ کیا اس بادشاہ نے بروز جلوس چار کڑور اسی لاکھ روپیہ نقد اور چار لاکھ بیگہ زمین اور چار سو موضع شکریہ مین وقف کر دیا۔

اسی بادشاہ نے دار السلطنت دہلی مین جامع مسجد اور ایک نیا قلعہ بنوایا تھا ۱۰۴۸ھ ہجری مین اسکی بنیاد رکھی گئی اور ۱۰۵۸ھ ہجری کو کڑور روپیہ کی لاگت مین تیار ہوا سنگ سرخ پر سنگ مرمر کی پچی کاری اس دلفریب صنعت سے صناعین نے کی تھی کہ عقل حیرت زدہ رہجاتی ہے دلکشا نہرین خوشنما باغین سے اس بادشاہ کا نام ابتک زندہ ہے۔

غرض کہ جشن کا سامان شروع ہوا دیوان عام کے روبرو وہ شامیانہ کہ جسکا نام

دل بادل تھا اور دیوان خاص کے میدان مین سہامنڈل خیمہ استادہ ہوا یہ خیمہ
سات برس کے عرصہ مین تیار ہوئے تھے ہزار دن گز کشمیری اور گجراتی مخمل
جسپر زر کا عمدہ نفیس کام بنا ہوا تھا ان خیمہ مین خرچ ہوئے تھے دونون خیمے
سونے اور چاندی کے ستون پر استادہ تھے ان خیمون کے سامنے خوش نما
شامیانے اطلسی و زربافی سنہری روپہری چوبون پر تانے گئے دیوان عالی جسکے
طلائی چھت کی میناکاری سے گوناگون ویسے ہی ایرانی قالین اور بنارسی کمخوابون سے
بوقلمون تھا۔ صدر لیکر یا انداز تک درو دیوار تک مخمل زربافت بادلہ کمخواب پردہ ہا
فرنگی۔ دیبائے رومی اطلس چینی سے نگارخانہ چین کردیا تھا صدر مین تخت طاؤسی
بچھایا تھا جسکی تیاری مین چار کروڑ روپیہ صرف ہوئے تھے۔ بارہ مرصع ستونون پر
جڑاؤ میناکاری کی چھت رکھی ہوی تھی چھت سے پایہ تک زر احمر اور جواہر آبدار
کی لمعانیت اور زرق برق سے فلک ثوابت کا عالم نظر آرہا تھا۔ چبوترہ پر یہ عالم
تھا گویا سنگ ستارہ کا نگینہ ہے کہ انگوٹھی پر دھرا ہے۔ اسکی روکار کی محراب پر
ایک درخت طلائی رکھا تھا۔ جس نے سبزہ والماس سے سرسبز اور لعل یاقوت گلرنگ
کیا تھا ادھر ادھر اسکے دو موُر زرنگار رنگ جواہرات سے مرصع منقارون مین موتیون
کی تسبیح لیئے اسطرح کھڑے تھے گویا اب ناچنے والے ہین چار چتر زرنگار ایسے تھے
جسمین موتیونکی جھالرین اپنی قدرتی آب وتاب سے آنکھون کو خیرہ کررہے
تھے۔ آگے ایک شامیانہ تھا جو اہرات اور موتیون سے دریاے نور کی طرح
لھرارہا تھا جو ایک لاکھ روپیہ کی لاگت مین تیار ہوا تھا۔ سونے روپے
کی چوبون پر استادہ تھا گرد اس کے کرسیان وچوکیان قرینہ بقرینہ بچھے ہوئے

تھین تخت کے گرد پاس ادب کیلئے کئی گز تک حاشیہ چھوڑ کر چاندیکا کٹہرا ایسا خوشنما
لگا تھا کہ جس کی میناکار جالیان مرغ نظر کو شکار کرتی تھین - الغرض دربار آراستہ ہوا
مگر اقبال کا رعب داب دیکھکر قدرت خدا یاد آتی تھی چنانچہ کٹہرے کے باہر اول مین پسران
شاہزادگان والا تبار کی نشست تھی اُن کے بعد راجگان اطراف و اعیان دولت
وارکین سلطنت اپنے اپنے عہدے پر کھڑے تھے مگر تمام فرمابردارونکی آنکھین زمین
پر اور گوش دل اپنے فرمان روا کے حکم پر لگے تھے ہر ایک در مین دو دو خاص بردار
مخمل کی غلافدار بندوقین کھندون پر بادلہ کی جھنڈیان ہاتھون مین لئے بت بنے کھڑے تھے
باہر کے دالان مین اور عہدہ دار منصبدار منتظر حکم حاضر تھے آگے کے درون مین تین تین
حبشی غولان صحرائی کیطرح زربفتی وردیان پہنے ہتیارون مین ادبچی بنے گز رہائی ڈولادی
کندہون پر دہرے بادلیکی بیرقین ہاتھون مین لئے استادہ تھے تیسرے درجہ مین اہلکار
اور ہر کارخانہ کے کاروار منشی و متصدی موجود تھے اور درون مین سپاہی ننگی تلوارین
علم کئے قدآدم چاندی کے کٹہرے سے لگے خاموش استادہ تھے باہر تیس تیس گز کا فاصلہ
دیکر پھر چاندی کے کٹہرے قایم تھے اور اُس کے برابر بہادر سپاہی خاص
بادشاہی جن مین داہنے پر ترک بایئن پر افغان سامنے راجپوت اپنی اپنی وردیان
پہنے سنہری روپہری بیرقین ہاتھون مین لئے تھے یہان سے دروازہ تک سوارون
کے پرے فوجی آئین کے موافق باقاعدہ دوش بدوش کھڑے تھے - جو درباری
آتا پہرے پہرے پر اپنے نام و نشان سے آگاہ کرتا اور آگے جاتا تہا کہ ہوش و
حواس کے قدم تھرتھراتے تھے جب دربار مین پہنچتا نقیب آواز دیتا کہ ادب
بجا لاؤ جہان پناہ بادشاہ سلامت عالم پناہ بادشاہ سلامت - تو دل سینون

دہل جاتا تھا غرض اہل شاہزادون کی نذرین گزرنی شروع ہوئین ہر ایک کو خلعت اور ترقی
منصب کے احکام سنائے گئے سعد اللہ خان وزیر اعظم کو ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب
عنایت ہوا +

ہیبت دربار مین یہہ شان و شوکت آشکار تھی کہ دفعتہً بادشاہ آبدیدہ ہوا اور دونون
ہاتھ فاتحہ کیلئے اوٹھائے ساتھ ہی سب اہل دربار نے ہاتھ اوٹھائے مگر پاس ادب
سے کوئی شخص جرأت سوال کی نہ کر سکا۔ فاتحہ کے بعد خود بادشاہ نے فرمایا کہ اے بندگان
با اخلاص جو خیال اور خطرہ اسوقت میرے دل مین گزرا ہے اسکا اظہار مین تم پر بھی ضرور
سمجھتا ہون وہ یہ ہے کہ فرعون نے ایک آبنوس اور ہاتھی دانت کے تخت پر بیٹھکر خدائی
کا دعوی کیا تھا تم گواہ اور آگاہ رہو کہ جس تخت اور تکبر سے اوس نے وہ دعوے کیا تھا
مین اوس سے لاکھ مرتبہ عجز و نیاز کے ساتھ عبودیت الہی کا اقرار کرتا ہون یہہ کہکر اوٹھا
اور دو رکعت نفل پڑھکر شکریہ نعمت الہی بجالایا اور دیر تک پیشانی زمین نیاز پر ملتا رہا
وقت کی تاثیر سے دربار مین سناٹے کا عالم ہوگیا۔ سب کے دل آب ہوگئے اور سینون کے
ولولون نے دم گرم سے اوس ایوان مین ایک گونج پیدا کی بادشاہ سجدے سے اٹھکر دوبارہ
مسند پر بیٹھا شاعرون نے قصائد تہنیت پڑھے کسی باکمال نے گیت سنائی کوئی اشرفیون
مین تلا کسی کا منہہ موتیون سے بھر گیا اتنے مین خدامان خاص جواہر کا خوان ہاتھون مین لئے
ہوے آئے جن کے جواہر نگار خوان پوشون مین موتیون کی جھالر لٹکتی تھی۔ میر دربار نے
اشارہ کیا اشارہ کے ساتھ ہی سونے روپے کے پھول اور جواہرات کا مینہہ برسنے لگا
غرض کہ نو دن تک انعام و اکرام کا بازار گرم رہا +

نکتہ شریف جب دولت پاتا ہے عاجزی مین آتا ہے جیسا کہ درخت ثمردار جسوقت پھل لاتا

جھک پڑتا ہی - اور رذیل جب دولت پاتا ہے متکبر ہوجاتا ہی غرور سے اپنے آپ مین پھولا نہین سماتا

چون بدولت رسد شریف و نجیب
بسوئی اصل خویشش سر گردد
به نکو خوئی و رضا جوئی
سر خود همچو روئے زر گردد
سفله حاصل کند چو دولت و مال
باعث ظلم و شور و شر گردد
راست گفت ست سرور سعدی
سگ چو تر گشت پلید تر گردد

تذکرہ اکتیس برس کی سلطنت کے بعد شاہجہان کے اقبال کا آفتاب ڈھلنا شروع ہوا
شاہجہان کی ایک بی بی ممتاز محل نہایت نیک نیت و نیک طبیعت تھی وہ حاملہ ہوئی
جب ولادت کا وقت قریب آیا تو اندرون محل کاردان دائیان اور باہر حکماے حاذق
جمع تھے دفعتہً پیٹ مین سے بچے کی رونیکی آواز آئی سب سنکر حیران و ہراسان ہو گئے
بیگم نے بادشاہ کو بلایا اور کہا کہ اب میرا وقت آخری آپہنچا ہے مین دو وصیتین کرتی
ہون سن لیجئے وہ یہہ ہین کہ بعد میرے اور شادی نکرنا تاکہ سوتیلے بھائیون
مین بگاڑ ہو اور جانین تلف ہوجائین دوسرے یہہ کہ میری قبر پر ایسی عمارت بنوانا کہ
عالم مین یادگار رہے - تھوڑی دیر بعد لڑکی تولد ہوئی اور بیگم کا انتقال ہوا بادشاہ کو
بڑا غم ہوا اور دل و دماغ پر ایسا صدمہ پہنچا کہ چند روز مین بال سفید ہوگئے عمارت جو
بیگم کے مزار پر بنوائی وہ حقیقت مین سرزمین ہند پر اپنا ثانی نہین رکھتی چنانچہ تاج گنج
کا روضہ شہر آگرہ مین مشہور و معروف ہے ۔

آخر عمر مین بادشاہ خود بادشاہی کرتا تھا اور چارون بیٹے ملک گیری اور ملکداری
کرتے تھے - مراد اور شجاع تو نرے شاہزادے ہی تھے اور دارا شکوہ جو سب
مین بڑا تھا شہزادہ پن سے فقیری اور تصوف مین ڈوبا ہوا تھا اور نگ زیب برخلاف ان

سبب سے ایسا متین متشخص تھا کہ پابندی شرع کے لحاظ سے ملکی جوڑ توڑ ون کے سوا دوسرا
خیال نرکہتا تھا جا بجا پرچہ نویس معین تھے اور ہربات کی پیش بندی برسون پہلے
سے کرتا تھا۔ ایک دفعہ بادشاہ ایسا بیمار ہوا کہ کل کاروبار دارا کے ہاتھہ آگیا
چونکہ یہہ نازپروردہ اور سلطنت کے کاروبار مین ناتجربہ کار تہا باپ کو چراغ سحری
اور تخت کو زیر قدم پاکر بہائیون کے نام ایسے احکام جاری کئے کہ انہین پہلے
اور باپ کو بیمار سنکر گہبرا اُٹھے۔ ساتھہ ہی اُنکے وکیلون کو نظربند کرلیا اور دربار
کی خبرون کے بند کرنیکے لیئے اُدہر کے سوداگرون اور بنجارون تک کو بھی روک
دیا یہہ حال دیکھکر تینون بہائی اپنے اپنے علاقون سے چلے۔ مراد اور شجاع نے
کھلم کھلا سلطنت کے نشانون پر پھریرے چڑھادئے مگر اورنگ زیب نے
یہان بھی اپنی متانت نہ چھوڑی در پردہ تو پورے سامان کرلئے اور ظاہر مین مراد
چھوٹا بھائی جو گجرات دکن مین اُسکے قریب تھا اُسے نہایت دردمندی کے
ساتھہ خط لکھا جسکا خلاصہ مطلب یہہ تھا کہ مجھے سلطنت کی ہوس نہین چونکہ دارا شکوہ
کا عقیدہ خلاف شرع ہونیکے علاوہ تم جیسے چھوٹے بھائی پر کہ قابل سلطنت ہو یا
حق جبر کرتا ہے مین برادر عزیز کی حق تلفی ناجایز سمجھکر اعانت فرض سمجھتا ہون۔
چھوٹا بہائی نہ سمجھا کہ شفقت کے پردے مین دغا ہے صاف دل سے آیا اور
جان و جگر سے رفیق ہوکر دارالخلافت آگرہ کو روانہ ہوا یہان بادشاہ کو شفا ہوگئی
دیکھا تو عالم تہ و بالا ہے۔ اُسی وقت کاروبار سلطنت سنبہال بیٹون کے نام فرمان
جاری کیا مگر اِدہر تو انہین یقین نہ آیا اُدہر دارا شکوہ جو اس عرصہ مین ایک دفعہ
شجاع کو شکست بھی دیچکا تھا مقابلہ کو تیار ہوگیا باپ بڈھا تجربہ کار تھا وہ اِس

نازپروردہ کی حقیقت کو بھی جانتا تھا اور اورنگ زیب کو بھی خوب پہچانتا تھا
اسلئے مقابلہ کو منع کیا اور کہا کہ دونوں تمھارے چھوٹے بھائی ہین ہم صفائی کر دینگے
داراشکوہ نے نمانا اور ان دونوں بھائیوں سے بھی جا لڑا چونکہ میدان جنگ کا
مشاق نہ تھا اسلئے شکست فاش کھائی اور پنجاب اپنے علاقہ مین بھاگ گیا تھا
آخر گرفتار ہو کر آیا فتحیاب نشان اقبال اڑاتے آگرہ مین داخل ہوے - مگر مراد
اس مہم مین ایسی جانبازی سے لڑا کہ شجاعت کا چہرا زخموں سے گلرنگ ہو گیا - عالمگیر
نے باپ کو عرضی لکھی اور چونکہ آپ اتبک بظاہر سلطنت کا دعویدار نہ تھا اسلئے بھائیون
کی بے اعتدالی کا افسوس بھی ظاہر کیا باپ نے ایک تلوار بھیجی اور نہایت محبت پدری
سے لکھا کہ فتح مبارک ہو مگر مجھے آکر منھ تو دکھاؤ اس نے عذر کیا اور بیٹے کو بھیجا آپ
باہر رہا گھر ہی مین بیٹھے بیٹھے ایسا پیچ مارا کہ بوڑھا باپ نہ سمجھا سُنا تو دفعتہً یہی سُنا
کہ تمام دروازون اور جوکی پہرون پر عالمگیری سپاہی مسلط ہین غرض باپ کو قید
اور آگرہ کو مسخر کرلیا - اوسی قید مین شاہ جہان آخر ۱۰۷۶ھ مین بیمار ہو کر مرگیا تیس ۳۰
برس سلطنت کی چہتر سال کی عمر پائی ؎

مت اوٹھاؤ بار دنیا ہیچ ہے گلرخو گلزار دنیا ہیچ ہے	ہیچ دنیا کار دنیا ہیچ ہے خار بن جائینگے آخر اسکے پھول

نکتہ - تین شخص اپنے اپنے موقع پر پہچانے جاتے ہین حلیم غضب کے وقت
شجاع مقابلہ کیوقت بھائی دوست حاجت کے وقت ؎

دوست را کن وقت حاجت امتحان تا شوی واقف ز اسرار نہان	مرد میدان را بمیدان آزما امتحان حلم کن وقت غضب

نکتہ لاخیر فی کثرۃ الرؤسا یعنے بہت سے حکام مین خیر نہین ہوتی اور نہ اتفاق ہوتا

ایک وہ حاکم ہے جسکے حکم مین سرنگون رہتے ہین حکام زمان
کار فرما اسمین گر ہوتے بہت رہتے کب قائم زمین و آسمان

نواب آصف جاہ نظام الملک فتح جنگ مغفرت مآب رئیس دکن

یہہ بانی خاندان آصفیہ ہین جنہون نے اپنے حسن تدبیر اور رائے صائب سے ملک دکن مین سلطنت آصفیہ کی بنا ڈالی بہت بڑے تجربہ کار اور اولوالعزم فرمان روا تھے ہمت سخاوت بہادری رعایا پروری اونکی مشہور ہے۔ تین لاکھہ روپیہ سالانہ علاوہ انعامات شاہی بطریق یومیہ اور ماہانہ اہل احتیاج کے نام اپنے دستخط خاص سے جاری فرمایا تھا اور اسکے سوا دو سرے تیسرے دن اہل استحقاق دارباب احتیاج کو تیس چالیس ہزار روپیہ خیرات دیجاتی تھے اور ہر سال زر خطیر مکہ معظمہ کو ارسال ہوا کرتا تھا۔ اِس رئیس نامور نے اپنے عہد حکومت مین بذات خود کسی شخص کے قتل کے لئے حکم نہین دیا اگر کوئی قابل قصاص ہوتا تھا تو حاکم شرع کو حکم دیا جاتا تاکہ شرع شریف کے مسئلہ کے موافق عمل کیا جاے باوجود مشاغل امور ریاست کے علمی ذوق و فضل بہت تھا ہمیشہ فقرا اور شعراء و علما سے صحبت رہا کرتی تھی خود بھی صاحب دیوان تھے چند اشعار اونکے طبعزاد ہدیہ ناظرین ہین۔ بحر

تا شہید خنجر مژگان یارم کردہ اند — سرمہ در چشم قیامت از غبارم کردہ اند

ولہ

افسوس کہ در طبع بتان نیست گوارا — ای باغ وفا آتش ہوائی کہ تو داری

ولہ

در خیابان باغ بنظاره	آصف خسته را نہال کنید	

ولہ

از حق مرام نبود مطلب دیگر بخیال	این قدر ہست کہ آہو نگہان رم نکنند	

اس رئیس نامور نے اپنے وفات کے قبل نواب ناصر جنگ کو چند نصیحتین فرمائین تھین منجملہ اون کے ذیل مین چند نقل کئے جاتے ہین ۔

نصایح جو شخص قابل قتل ہو اوسکو قاضی کے سپرد کرنا - اور پادشاہت کے کام اپنے ذات سے وابستہ رکھنا - اور بعد ادائے فرایض اور واجبات ہمیشہ معظمات امور کیطرف متوجہ رہنا - ادنی آدمی کو عمدہ کام پر اور عمدہ شخص کو ادنی کام پر مقرر نکرنا - اپنے چھوٹے بھائیون کو فرزندون کے برابر پرورش کرنا - زناردا ران دکھن مثل مرہٹان بیجاپور و مدراس اور کشمیر لایق اعتبار نہین ان لوگون کا کبھی اور کسی زمانہ مین اعتبار نکرنا - اور حتی الامکان رفع جنگ ہونیکی کوشش عمل مین لانا اور جنگ و جدال مین سبقت نکرنا - رو بقبلہ جنگ نکرنا تو سامان موجود ہے اوسکی بہت احتیاط کرنا - یقین جانو کہ بناء دولت بزرگان دین کی دعا پر مستحکم ہے مین تمامی امور سے پہلے عزت فقرا اور مسکینون کی زیادہ کرتا تھا اور اون سے ہمیشہ مدد لیا کرتا تھا - تمکو بھی لازم ہے کہ اس فرقہ کا ضرور خیال اور لحاظ رکھنا - ریاست دکھن جو چھہ صوبجات سے عبارت ہے پہلے ہر ایک صوبہ جات دکن مین ایک ایک پادشاہ تھا اب کل ملک مالک الملک نے مجھے عطا فرمایا مین نے حتی المقدور نگہبانی خلق خدا مین کوشش کی اب تم کو بھی لازم ہے کہ ہر خاندان کی خبر رکھنا ہر ایک کو نوبت بہ نوبت خدمات پر مامور کرنا ہندو ہو یا مسلمان جلد جلد تغیر و تبدل کرتے رہنا بلکہ ہر دوسرے برس بحالی کرتے رہنا کہ دوسرے لوگ محروم نرہین اور انتظام

مین فرق نہو اپنا ہی حق جانکر لوگون کی حق تلفی نکرنا ہر شخص کے حقوق کا لحاظ رکھنا اور
کو اسکے حق جایز سے محروم نکرنا - ۱۲ -

پند مستحق کے حق ادا کرنے مین اُسکے سوال کا انتظار نکرنا چاہیے بلکہ
سوال اسکو اُسکا حق پہونچانا چاہیے - ۱۲ -

	مستحق کا حق ادا فوراً کرو		جس قدر ہو اسکو دیدو بے سوال	

نکتہ دشمن کی طرف سے جب تک دشمنی پہلے ظاہر نہو سکے اپنی طرف
اسکا آغاز منع ہے - ۱۲ -

	جب تلک کے بس اپنا چل سکے ہو اگر دشمن سے اسکی ابتدا		دشمنی سے صاف نفرت چاہیے اُس سے پھر جنگ و خصومت چاہیے	

تذکرہ سنہ وفات سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین احمد خان ابدالی والی کابل نے جہان آباد
پر حملہ کیا اور اسکی آمد کی خبر مشہور ہوئی تو آصف جاہ بھی اورنگ آباد سے چلے
اور برہان پور تک گئے وہان معلوم ہوا کہ بادشاہ دہلی کو فتح نصیب ہوگئی اور
احمد خان ابدالی نے شکست کہا کر کابل کا رستہ لیا اسی اثناء مین آصف جاہ کا مزاج
ناساز ہوگیا اور بوجہ بیماری اورنگ آباد جانیکا ارادہ ہوا لیکن بیماری زیادہ
ہونے سے توقف کیا - ۱۲ -

آخر اوسی بیماری مین چوتھی جمادی الثانی سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین عصر کے وقت انتقال کیا
جنازہ اوٹھانے کے وقت خیمہ گاہون مین گریہ و بکا اور خلق مین ایک شور عظیم
برپا تھا اُمراء عظام جنازہ دوش بدوش میدان مین لائے اور بعد نماز جنازہ
روضہ مین جو قریب قلعہ دولت آباد واقع اورنگ آباد سے ہے لیگئے اور پائین مزار گوہر بار

مولانا برہان الدین غریب جو خلیفہ حضرت سلطان المشایخ نظام الدین محبوب الٰہی رح کے ہین دفن کیا (۷۹) برس کی عمر پائی (۲۹) سال ریاست کی - ؎ -

نواب میر نظام علیخان افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان

یہہ ساتوین رئیس خاندان آصفیہ کے ہین ۱۲۷۳؁ ہجری چوبیس رمضان کو بعد وفات نواب ناصر الدولہ غفرانمآب تخت حکومت پر متمکن ہوے اونکی عالی ہمتی اور بذل وعطا آجتک ضرب المثل ہے - ؎ -

فنون سپاہگیری مین طاق اور نشان اندازی مین بھی شہرۂ آفاق تھے فقرا کے ساتھ اونکو ایک خاص تعلق اور ارادت خالصہ تھی ہزارون غریب مسافر اونکے خوان کرم سے مالامال ہوگئے سیکڑون گدائی کوچہ گرد تونگر اور مالدار ہوگئے شاہی جواہرخانہ مصنوعی اور ریاکار فقیرون پر ایثار کیا گیا اور صدہا غریب جاگیرون سے سرفراز ہوے حجاج کے لئے حجاز وقف فرمایا - ہر عشرہ محرم مین تین لاکھہ روپیہ خیرات کیا جاتا اور ہر دوازدہم شہر لطیف وگیارہوین مین بریانی کی دیگین شاہی باورچی خانہ سے مسجدون اور درگاہون مین بھجواے جاتین چنانچہ ابتک وہی قاعدہ جاری ہے اور رفاہ عام کے لئے شہر مین ایک بہت بڑا دار الشفا تعمیر کرایا جہان مریضون کو کھانا دیا جاتا ہے اور اونکی راحت اور آسایش کا پورا سامان کیا گیا ہے اور کل اضلاع و تعلقات مین دواخانجات اور اشاعت علم کے لئے عموماً مدارس قایم فرمائے اور خاص شہر مین بھی مدرسہ دار العلوم و مدرسہ اعزہ و دیگر مدارس کھولے گئے عالم طبیب حافظ قران نوکر رکھے گئے غرضکہ شہر حیدرآباد دار العلم بن گیا ؎ اس رئیس نامور نے تخت نشینی کے بعد پانچ ہزار جوانان علی غول کے نئے اور تین سو

حافظ قران شریف اور پچہتر آدمی بخاری شریف اور مشکواۃ شریف و حصن حصین کے پڑہنے والے اور گیارہ جماعتین مولود خوانون کی بھی مامور فرماسے اور خود بدولت بھی بعد از نماز فجر مجلس ختم قران شریف مین شریک رہتے۔ ﴿

اور منادی کروائی کہ کوئی آدمی شہر مین سیندھی شراب کی خرید و فروخت نکرسے اور کل دوکانین سیندھی و شراب کی شہر بدر کروادین۔ ﴿

نکتہ سیندھی شراب وغیرہ مسکرات کے استعمال سے انسان کو بڑے بڑے نقصان لاحق ہوتے ہین اور اسکی عادت پذیر ہوجانے سے ذلت اور خواری حاصل ہوتی ہے ہمیشہ کے لئے مریض ہوجاتا ہے کثرت استعمال کیف سے دماغی قوت مین ضعف آجاتا ہے اور سہو ونسیان پیدا ہوتا ہے۔ ﴿

حقیقت مین شراب انسان کو وحشی		بنادیتی ہے سیندھی پوست افیون
بدن کا زور و قوت حسن و خوبی		گنوادیتی ہے بنگ اور پوست افیون

نکتہ عقلمند وہ انسان ہے جو لوگون کے علم سے اپنا علم بڑھائے اور دن کی تعلیم سے تعلیم پائے غیر کو گنہگار اور مصیبت مین گرفتار دیکھکر خود گناہ سے بچے

تکرو وہ کام تو جس سے گنہگار		گرفتار غم و رنج و بلا ہے ﴿	
بدون کو دیکھکر بیشک بدی چھوڑ		بھلا سے تیرے حق مین یہ بھلا ہے	

فائدہ نواب افضل الدولہ کے عہد مین بائیسوین محرم ۱۲۸۳ھ ہجری مین راجہ شیو پرشاد نے بت پرستی و کفر سے توبہ کی اور دائرہ اسلام مین داخل ہو کر مولوی شجاع الدین مصنف کشف الخلاصہ رسالہ فقہیہ اردو کے سلسلہ ارادت مندون مین شریک ہوا جسکا نام غلام رسول رکھا گیا۔ ﴿

وہی دل ہے عزیز و کام کا دل نہو مائل بتون کی بندگی کا	جو ہو دل دادہ اپنے دلربا پر بہروسہ ہو فقط اسکو خدا پر

حکمت سارے اعضا پانچون حواس انسان کی زندگی تک اسکے یار ہین ہر ایک کام مین مددگار ہین پس آدمی کو چاہئے کہ مرنے سے پہلے عقل کے ساتھہ اپنے خالق کو پہچانے دل کے یقین سے حق کو حق جانے بتون کی پوجا پاٹ سے باز رہے آنکہون سے خدا کی صنعت کو دیکھے زبان سے اسکا ذکر کرے کانون سے اسکے کلام کو سُنے سر عبادت حق مین جہکاے بدی کے راستے سے قدم اُٹھاے سوال کا ہاتھہ بتون کے روبرو نہ پہیلاے اگر اپنے کام سے غافل ہوگا سخت پچہتائیگا وقت گذر جائیگا تو پہر ہاتہہ نہ آئیگا عقل کی رسائی آنکہون کی بینائی زایل ہوجائیگی زبان بندش مین آئیگی کان سننے سے عاری اور قدم چلنے سے بہاری ہونگے جسم بیجان اور تن ناتوان ہوگا۔

آج آنکہین دیکہتی گویا زبان سُنتے ہین کان مرگ آئیگی تو قبل از مرگ سب رہ جائینگے	عقل بر جا پانون چلتے ہین کہلے دو ہاتہہ ہین ساتہہ چلنے کے نہین جو آج تیرے ساتہہ ہین

فایدہ نواب افضل الدولہ کی آغاز تخت نشینی کا وہ زمانہ تہا جسمین اکثر ممالک ہندوستان مین غدر برپا تہا چنانچہ شہر حیدرآباد مین علاؤ الدین اور طرہ باز خان چند اوباشان شہر کے ساتہہ حملہ کرنے کے لئے نکلے ہرچند اُن لوگون کو اول فہمایش کیگئی باز نہ آئے تو انکے ڈرانیکے لئے سن کے گولے چلائیگئے جب وہ اور آگے بڑہے تو آتشخانہ انگریزی سے توپون کی شلک ہوئی جس مین چہوٹی چہوٹی گولیان بہرے ہوئے تہین آخروہ سب لوگ بہاگ گئے طرہ باز خان زندہ گرفتار

ہوا جس نے اوسی زمانہ مین قید حیات سے نجات پائی اور علاؤالدین
بعد گرفتاری دریاے شور بہیجا گیا - ۴؎ -

جمع ہوتے ہین جس جگہہ نادان — تازہ برپا فساد ہوتا ہے
عقلمندون کو دوستو منظور — ہر گہڑی عدل و داد ہوتا ہے

نکتہ انسانون مین بدترہ وہ انسان ہے جو اپنی طبیعت پر اختیار نہ رکہتا ہو
بدی اور غضب وغصہ کے وقت اپنے ارادہ کو نہ روک سکے بے اختیار ہو کر لڑنے
و مرنے پر مستعد ہو جائے - ۴؎ -

اٹھاتے کس لئے صدمے ہم اپنے دل کے ہاتہون سے — عزیزو اختیار اپنا اگر ہوتا طبیعت پر

تذکرہ سنہ وفات اوائل ماہ ذی قعدہ ۱۲۷۸ ہجری مین نواب افضل الدولہ
کا مزاج ناساز ہوا بخار اور عارضہ فتق مین مبتلا ہوے حکیم شفائی خان اور حکیم
نادر علی معالج تھے آخر مین حکیم محمد اشرف اور حکیم محمد فیض اللہ خان اور حکیم محمد
ابراہیم بھی شریک معالجہ ہو گئے تھے لیکن کچھہ فائدہ نہوا ملک الموت کے
قہرمانی فرمان نے اِس بادشاہ نامور کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا -
تیرہوین ماہ ذی قعدہ ۱۲۸۵ ہجری بروز جمعہ رہگراے عالم آخرت ہوئے
انا للہ وانا الیہ راجعون - بیالیس ۴۲ برس کی عمر پائی بارہ سال ایک مہینہ
فرمان روائی کی مختار الملک وزیر اور راجہ نرندر پرشاد پیشکار رہتے
اور بذل وعطا کے ساتھ سلطنت ران رہے تاریخ وفات کسی نے یون لکہی
ع افضل الدولہ شد بملک جنان - ۴؎ -
پسند اپنے زندگی کے دن ایسے زندہ دلی کے ساتھ بسر کرنا چاہیے

مرنیکے بعد بہی نام زندہ رہے اور اگر ایسا نہین ہے تو اس زندگی مین بہی اپنے آپ کو زندہ سمجہنا چاہیئے - ؎

زندہ دل ہین جتنے مردان خدا ۔ رکہتے ہین زندہ دلی سے اپنا کام
خوش ہے ساری خلق انکے خلق سے ۔ زندہ بعد از مرگ بہی ہے انکا نام

نکتہ تونگر وہ نہین کہلاتا ہے کہ بہت سا مال اور بیشمار دولت رکہتا ہو بلکہ اصل دولتمند وہ ہے جسکی سخاوت کے نقد سے محتاجون اور نادارون کی جیب پُر ہون لوگون کی حاجت براری کو وہ اپنی حاجت روائی سے مقدم سمجہے - ؎

کہو مت اسکو دولتمند بیشک ۔ کہ مال و ملک و دولت عام رکہے
وہی ہے مرد جو بذل و سخا مین ۔ ہمیشہ اپنا روشن نام رکہے

مین اس حصہ کو حسان الہند ملک الشعرا ابو القاسم مولانا فضل رب صاحب عرشی تاجپوری شاعر خاص اعلیحضرت اقدس قدر قدرت خلد اللہ ملکہ کے ایک مسمط پر ختم کرتا ہون جس مین مولانا نے بہاریہ تمہید کے بعد اعلیحضرت کے ستایش مین ایک دریا بہا دیا ہے اور قدیم شاعری کا فوٹو خیالی قلم سے کہینچکر ناظرین کے سامنے رکہدیا ہے -

مسمّط

ریختہ خامہ اعجاز ہنگامہ نقاب فیلسوف خاقانی و انوری مرآت خزینہ معنی گستری حسان الہند ملک الشعرا ابو القاسم مولانا محمد فضل ربّ صاحب عرشی تاجپوری شاعر خاص اعلیحضرت قدر قدرت بندگانعالی متعالی دام دولتہ و حشمتہ -

باز بیخ برکشید ابر کبود دی نقاب ۔ کالبد خاک را نزل رسید از سحاب ۔ لالہ حمرا نمود حقہ لعل خوشاب ۔ طبلہ عنبر کشاد باد بہاران نقاب
ابر سیہ برکشید خنجر برق از قراب

موکب اردی بهشت کوکبهٔ خسروان	سبز زده گلهای نغز از طرف بوستان	سبزه و بستان ز دز اسپرم ارغوان	نارون و شنبلید یاسمن قهران
	بیرق زرین نمود خیری مشکین طناب		
لاله ز ژاله گرفت خم شراب عتیق	ژاله بلاله فشاند خرده لعل و عقیق	خرگه سیاره شد تل نو و رخش شقیق	تیره به نشتر گشاد گرنه رگ باسلیق
	از چه در و بام و دشت گشت چو لعل مذاب		
سبزه چو پیشتر ستاد اسپرم آمد چو طوس	لاله چو رستم نشست گل چو پل اشکبوس	غنچه بپن فروخت منقل نار مجوس	سرو چو اسفندیار کوفت بهر گوشه کوس
	نیزه شد و بین گرفت افسر افراسیاب		
ابر چو ابر بروش باز دکان بر گشاد	گوهر غلطان نهاد ابر بدامان باد	باد به بار دی بهشت آینه سیلان بداد	تا جبار دی بهشت حقه گوهر نهاد
	تا که برد بر سنان پیش امیر رقاب		
آصف کری جلال جعفر یحیی نوال	موسی یوسف جمال شیث مسیحا خصال	خضر سکندر سهال احمد حیدر مثال	خالد حنیف کمال صاحب سبحان مقال
	ماحی کفر و ضلال حامی خیر و صواب		
ای که توافسر طلب فوق سلیمان چو بینا	ای تو زنهار خواه رایت خاقان چین	خسته تیر تو گشت شهپر روح الامین	بسته نظام تو هست هفت سپهر برین
	ترکش تیر تو گشت مغفر افراسیاب		
عون تو جز طالع بخت تو نجم دول	قهر تو نار اجل لطف تو نور عسیل	روی تو صبح ازل رای تو حسن عمل	مهر تو تشریف فضل خشم تو مرگ کال
	قصر تو کیوان محل جاه تو گردون جناب		

خصم ترا روز کین تیغ برشته بهشت	رنگ ز خون عدو گل بسرشته بهشت	تخم امن و جهان عدل تو کشته بهشت	بنیاد اسرار را لنگر تو رشته بهشت
	تیغ تو از خون خصم کرده بهاسون خضاب		
روی شفق را شها هیبت تو زرد کرد	نام ترا آسمان داره و بر در دو کرد	آتش کین را به سطوت تو سرد کرد	شم سمند تو بر رزم خصم تا گرد کرد
	کرد ز هیبت کلنگ شانه ز چنگ عقاب		
تو هیبت آسمان نصرت عنبر بار گیر	حکم ترا پنج پیوسته چو عنبر بگیر	خسرو میدان شتاب نیزه بهرام گیر	همچو تهمتن بزور بازوی گردان تیر
	دجله آتش بیار بر شیران غاب		
خاتم جاه تراست فر سکندر نگین	قدر جلال تراست قد سلیمان نگین	همچو سکندر بگیر بر و صقلاب و چین	همچو سلیمان گشا حصن سپهر برین
	چند نشینی بکش تیغ جلال از قراب		
خسرو سکندر توئی الغ دوران بگیر	آینه دین بساز چشمه حیوان بگیر	شاه نشان قیصری از خاقان بگیر	خسرو خورشید فلک کار چو شیران بگیر
	از سر پیکان شکن حلقه ذریع سحاب		
عیش ابد را چو جم جام شدی مدفور	خیز و چو صبح امل رخ ز صبحی فروز	بال عقابی گشا کرکس غم را بسوز	احتف دوران تجی لی ابن دین بلبوز
	ملک سلیمان بگیر ز اہل طغیان خراب		
تو که بزرگی زهوش قلعه تو حکم ما	بود ترا در ازل چشمه کوثر بکاس	تو که غلام تو بود ترک ذبیحان ما	تا که در این مسیر جگر هر خود را شناس
	قدر شبابی بسنج بر سر گیتی بتاب		

در پس عمّال ملک منهی پنهان گزار	تا که شمار ظلوم بر تو شود آشکار	خیز چو یاران شب پیشه گیر و بسر بر کار	همچو گدایان شب گرد به شبهای تار
	تا تو به بینی که چیست حال جهان خراب		
ما در فرزند کش ما به نگه خاکیان	از کرم مادری هیچ ندارد نشان	دولت دارا گرفت افسر نوشیروان	سینهٔ جمشید خورد مغز سر اردوان
	کوشک کسری شکست گنبد افراسیاب		
در تب شاهی فروش این همه تخت نشان	گام چو مردان بنه نام چو مردان گذار	هرچه بیاری بیار هرچه بیاری بیار	هرچه ببازی بباز هرچه بکاری بکار
	زانکه ندارد بقا کار جهان خراب		
ایکه به تخت بلند خسرو تاج و گهی	داد خدایت ترا در صف صد آگهی	شکر خدای جهان کن که تو شاهنشهی	تا به تو نازل شود آیه ظل اللهی
	ملک نصاب ترا شکر کند بی حساب		
تو که به جاه و حشم خسرو دارا دری	آمده ام سوی تو تا به هنرم بنگری	بود چو من شاعری فرخی و عنصری	خسروم اکنون بده بهر کسبت گوهری
	ملک سخن را مسلّم داور مالک رقاب		
عرشی آشفته را در صف جنّت آئین	تشنه لبی هیچ بیار آبخور آتشین	تخت بدش در قفا چرخ عدو در کمین	دست تهی بو فلک فرق سر روی زمین
	لطف کن ای شهریار خسرو مالک نصاب		
تا که بود در چمن مشعلهٔ نوبهار	تا که بود بر زمین تعبیهٔ گوهرنگار	باد به تخت شهی زنده و هشت و چهار	دست ترا زیر پا سطوت اسفندیار
اختتام حصهٔ اول	پای ترا زیر دست صولت افراسیاب		مطبوعه مطبع عزیزیه دکن

بسم اللہ الرحمن الرحیم
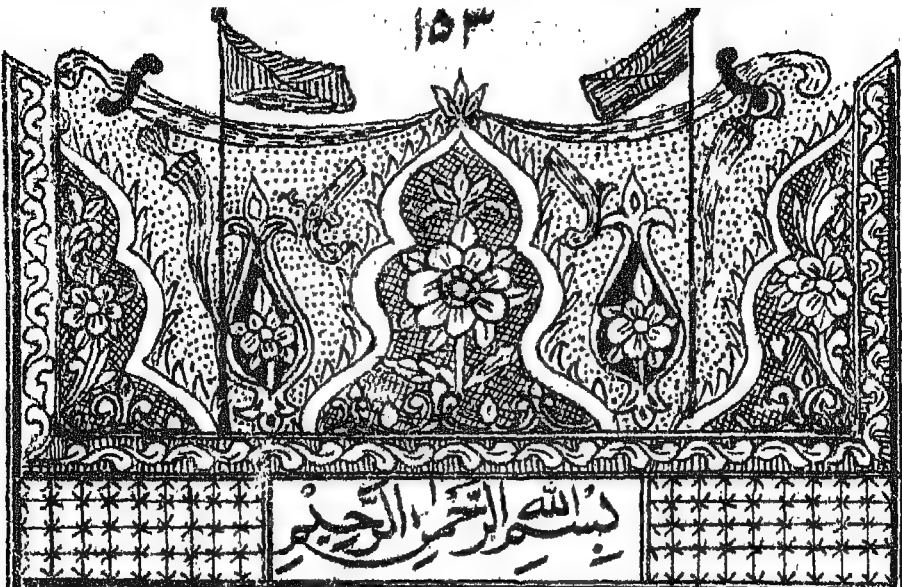
حصہ دوم

حکمرانی رعیت کی نگہبانی حفاظت خفیہ دشمنان خدا تسی نیکی بدی کے ذکر مین

حکمرانی اور رعیت کی نگہبانی بہت ہی بڑا اور بزرگ کام کہلاتا ہی اگر بطریق عدل اور انصاف ہو تو اوسمین کچھہ کلام نہین کہ زمین پر پاک پروردگار عالم کی خلافت ہے اور اگر عدل و کرم و شفقت سے خالی ہو تو معاملہ برعکس ہوجاتا ہے کیونکہ والی ملک کے ظلم و ستم سے زیادہ فساد کے دفع مین اثر نہین ہوسکتا ہو اور علم و عمل فرمانروائی کی اصل ہے علم کچھہ دین ہی کے لیئے بکارآمد نہین بلکہ سلیقہ فرمانروائی طریقہ ملک داری آئین سیاست و ریاست رانی کا جزو اعظم ہو اور سلطنت

حکومت کیلیے سب سے زیادہ لیاقت درکار ہے۔

اگرچہ اہل علم نے حکومت کا علم بہت ہی بڑا لکھا ہے تاہم حاکم کو جان لینا چاہیے کہ اس کو احکم الحاکمین نے اس جہان مین کس لیے بھیجا ہے اور اسکی قرارگاہ کہان ہوسکتی ہے یہہ دنیا اسکی منزل گاہ ہے کچھ قرارگاہ نہین ہوسکتی ہے کیونکہ وہ یہان پر مسافرانہ وارد ہی رحم ماد راسکی منزل کی ابتدا ہی اور قبر اسکی منزل کی انتہا۔ اور وطن اسکے سوا ہوتا ہے۔ جو برس اور مہینا اور دن اسکی عمر سے گذرتا ہے وہ ایک منزل کی مانند ہوتا ہی جسکے باعث وہ اپنی قرارگاہ سی نزدیک ہوجاتا ہین جو شخص پل پر گذرے اور پل ہی کی عمارت مین اوقات گذارے اور اپنی منزلگاہ کو بھول جائے تو عقلمندی اور دانائی سے دور ہوتا ہے بلکہ دانشمند وہی شخص کہلاتا ہے جو منزل دنیا مین زاد راہ آخرت کے سوا اور کچھہ طلب نہ کرے اور دنیا مین اسیقدر قناعت کرے جسکی ضرورت رکھتا ہے اگر حاجت سے زیادہ ہوگا تو وہ زہر قاتل ہوتا ہی اور موت کے وقت وہ چاہیگا کہ میری تمامی خزانون مین خاک ہی بھری ہوتی سونا چاندی کچھہ بھی نہوتا تو وہ جسقدر زیادہ جمع کریگا اسمین سے بقدر کفایت اوسے نصیب ہوگا باقی سب حسرت و اندوہ کا تخم ہوگا اور موت کے وقت اوس پر جان کنی دشوار ہوگی اور یہہ حسرت اس صورت مین ہوگی کہ مال حلال ہو اگر مال حرام ہوگا تو آخرت کا عذاب اس حسرت سے کہین زیادہ ہوگا اور بیشک نفسانی خواہشون سے صبر کرنا ممکن ہی نہین مگر آدمی کا ایمان اگر اس بات پر ٹھیک ہو کہ دنیا کی چند روزہ لذت جو سراپا کدورت ہے اسکی وجہہ سے لذت آخرت جو لازوال ہی اور کسی کدورت کو اسمین دخل نہین وہ فوت ہوجائیگی تو چند روزہ صبر کرنا

بہت ہی آسان ہوگا اسکی مثال یون سمجھی جاسکتی ہے کہ اگر ایک عاشق صادق سے
کہا جاوے کہ اگر آجکی رات تو اپنی معشوق پاس جانا چاہیگا تو پھر اوسکو ہرگز نہین دیکھنے
پائیگا اور اگر آجکی رات صبر کریگا تو بے رقیب اور بغیر کسی مخل صحبت کے ہزار راتون
کے لیئے لوگ اس معشوق کو تیرے سپرد کر دینگے تو اوسکا عشق اگرچہ حد سے زیادہ
ہو مگر بلا تامل ہزار شب وصل کی امید پر ایک رات صبر کرنا کیا اوسے آسان نہوگا۔
اور دنیا کی مدت آخرت کی مدت کا ہزاروان حصہ بھی نہین ہو سکتا ہے بلکہ اس سے
کچھہ بھی نسبت ہی نہین رکھتی اور ابد کی درازی ہرگز آدمی کے وہم و خیال ہی مین
نہین آسکتی ولو فرضاً اگر ساتوان آسمان اور زمین کو رائی کے دانون سے بھر دیوین
اور ہر ہزار برس کے بعد ایک چڑیا اسمین سے ایک دانہ چگے اور کھاجائے تو وہ سب
رائی کے دانہ ختم ہوجائینگے لیکن ابد مین سے کچھہ بھی کمی نہوگی مثلاً کسی آدمی کی عمر
سو برس کی ہو اور شرقاً و غرباً تمام ملک روئے زمین پر قابض اور متصرف ہوجائے
تب بھی آخرت کی ہمیشہ قایم رہنے والی سلطنت کے سامنے ہیچ اور بے قدر ہو سکتی
ہے پس جس کسی کو دنیا مین سے تہوڑا ہی حصہ کسی ملک کا ملجاسئے اور وہ بھی صاف نہو
تو خواہ حاکم ہو یا محکوم سب کو اس امر کا لحاظ درکار ہو سکتا ہے کہ ہمیشہ اپنے جی جان سے
ایسی باتین کیا کرین اور دل و جان پر اس مضمون کو تازہ کرلیا کرین تاکہ چند روزہ
خواہشون سے صبر کرنا اور رعیت پر مہربانی اور بندگان حضرت خدائے مطلق کو
اچھی طرح رکھنا اور شہنشاہ جل و علا کی خلافت بجا لانا اوس پر آسان ہوجائے۔
پس جب انسان نے یہ بات جان لی تو فرمانروائی مین اسطرح مشغول ہو جیسا کہ احکم الحاکمین
کا حکم ہے تاکہ اس طور پر جسکی صلاح اہل دنیا مین چونکہ عدل و انصاف کے ساتھہ حکمرانی

کرنے سے زیادہ کوئی عبادت حق سبحانہ تعالی کے نزدیک افضل اور بزرگ نہین اسلیئے
کہ بادشاہ عادل کیواسطے ساٹھہ صدیق مستعد کے عبادت کا عمل فرشتے آسمان
پر لیجاتے ہین جس سے خداوند عالم اس بادشاہ کو اپنا مقرب اور بڑا دوست
سمجھتا ہے اور ظالم بادشاہ اللہ پاک کا معذب اور دشمن کھلاتا ہے جتنے رعایا
کے روزانہ نیک اعمال ہوتے ہین ہر روز عادل بادشاہ کے بھی اوتنے ہی نیک
عمل فرشتے آسمان پر لیجاتے ہین اور اوس بادشاہ کی نماز ستر ہزار نماز و کے
برابر ہوتی ہے *

جب ایسی حالت ہے تو اس سے زیادہ اور کیا انسان کو حاصل ہو سکتا ہے
احکم الحاکمین جس کسی کو منصب حکومت و سلطنت رانیکا عطا فرمائے تو مالک
سلطنت جسکی ایک ساعت دوسرے کی تمام عمر کے برابر ہوتی ہے اگر شکر نعمت
و حق خدمت نہ بجالائے اور اپنے حقیقی مالک سے منحرف ہو کر ظلم اور خواہشات
نفسانی مین مشغول ہو جائے تو وہ دانا انسان نہین کہلاتا ہے چونکہ حکومت نہایت
خطرناک چیز ہے خلایق کی حکومت کا کفیل ہونا کچھہ آسان امر نہین جو والی سلطنت
اپنا حق ادا کر نیکی اور خداترسی کی توفیق پا سکتا ہے وہی ایسی سعادت حاصل
کر سکتا ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی سعادت ہی نہین *

خداترسی

یہہ وہ صفت ہے جس کے ذریعہ سے انسان اپنی ذات کو ہمہ صفت موصوف بنا سکتا ہے
اور دامن ہستی کو غفلت کی وہ عمدہ تاثیر ہے جسکی برکت سے تمام دنیا کی برائیون سے انسان
اپنا دامن چھڑا سکتا ہے حقیقت مین جو انسان خدائے پاک پروردگار عالم کی بزرگی اور

قدرت کو کسی وقت اپنے دل سے فراموش نہین کر سکتا وہی شخص خدا ترسی کے معنی
بھی خوب سمجھتا ہی کہ کون کون اچھی باتین اس ذریعے سے حاصل ہو سکتی ہین اور کون
کون برائیان اسکی برکت سے حرف غلط کی طرح صفحہ دنیا سے حک ہو سکتی ہین
یہہ بات غور کرنے سے دریافت ہو سکتی ہے کہ ایک ایسا شخص جسکی مزاج مین
لاوبالی اور بے سروپا خیالات بھرے ہوے ہین وہ کسی موقع پر اور خصوص ایک غور
طلب مقدمہ کے وقت اپنی حالت ایسے درجہ پر قایم نہین کر سکتا کہ وہ کچھہ دیر بھی
رائے پر قایم رہ سکے یا اپنی مفید رائے کے نتیجے سے کوئی ایسا فائدہ حاصل کرے
جس سے اسکی قدرت مدرکہ ترقی کے منزل کو طے کر سکے ؛
پس ایسے پست حوصلہ شخصون کو خدا ترسی کے طرف کبھی خیال ہی نہین ہوتا اور
نہ وہ سوچتے ہین کہ ہمارا مآل کیا ہونے والا ہے وہی لوگ جو کسی کام کا آغاز اور
انجام نہین خیال کرتے باوہ کبر و نخوت سے یہان تک مست ہو جاتے ہین
کہ اونکی نظرون مین کسی شخص کی قوت اور عظمت نہین جچتی بلکہ وہ اسی اپنے فیالی زعم
پر بڑے بڑون کی کچھہ حقیقت نہین سمجھتے ؛
پس ایسا شخص جو اپنے ذاتی غرور کے سبب سے ایک بزرگ آدمی کو تحقیر کی نگاہ
سے دیکھتا ہے تو فرمائیے وہ اپنے سے چھوٹے اور کم رتبہ آدمیون کی کیا قدر
کریگا اور اونکو اپنے مقابلہ مین ایک چیونٹی سے بھی کم سمجھے گا ؛
یہہ بات کچھہ ایسی نہین کہ خاص و عام نہ جانتے ہون اور نہ اس مقام پر اس امر
کی ضرورت ہے کہ تمثیلاً کوئی روایت بیان کیجائے جس سے ثابت ہو کہ اوس
شخص نے جو ہر طرح سے زبردست تھا ایک کسی کمزور کو تنگ کیا کیونکہ

اِس مزاج کے تو ہزارہا آدمی نکلین گے جو اپنے سے چہوٹے لوگون کی کچہہ حقیقت ہی نہین سمجہتے اور اون کو بات بات پر تنگ کرنا گویا اپنی قوت کی نمایش اور امتحان کا موقع سمجہتے ہین پس وہی لوگ ہین جو ذرا خوف پاک پروردگار عالم نہین کرتے اور خدا ترسی کے معنے سے واقفیت رکہتے ہین اور نہ اس راز پر غور کرتے ہین کہ ہمارے سرکشی کا نتیجہ کیا ہونیوالا ہے اور جن کمزورون اور عزیزون اور بیکسون کو ہم اپنا زدر دیکہاتے ہین تو کیا اون کے رنجیدہ اور ٹوٹے ہوئے دل کسی ایسے حاکم سے اون کے ظلم اور جور وسختی کی فریاد نکرینگے جو کل زبردست اور زیردستون کا مالک ہے اور جس کو تمامی زمانے کا اختیار حاصل ہے اور کیا اون بیچارون کی دُعائین اور التجائین قبول نہون گے جکے ذریعہ سے وہ آیندہ بحفاظت تمام رہ سکین اور اون کے ستانے والے لوگ اپنی کیفر کردار کو نہ پہونچین گے؟

اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید		بترس از آہِ مظلومان کہ ہنگامِ دعا کردن

گو وہ لوگ جو خدا ترسی سے غفلت کرتے ہین اپنے خیالات وتدبیرات پر پورا بہروسا کرتے ہین اور سمجہتے ہین کہ یہ ایک یقینی امر ہے کہ جس کسی کمزور پر حملہ کیا جائیگا وہ ضرور ہی مغلوب ہوجائیگا مگر یہ تجربہ سے اکثر ثابت ہوا ہے کہ وہ اپنے جوش غضبی مین یہان تک بدحواس ہوجاتے ہین کہ اونکا اکثر نا اونہین کے گرا دینے کا باعث ہوجاتا ہی اور اس امر کا موقع ہی نہین آنے پاتا کہ فریق ثانی جو نہایت کمزور تہا اوس زبردست سے کوئی صدمہ اوٹہائے۔

اور اگر بالفرض ایک زبردست شخص ایک کمزور کو نہایت تنگ ہی کرے تو ممکن ہے کہ انتظام دنیاوی کے موافق حاکم وقت اوسکی فریاد کو پہونچکر ضرور اوس مجرم کو سزائے سخت دے اور اگر کسی وجہہ سے وہ زبردست شخص اپنی افعال بد کی سزا نہ پاسکے اور حاکم وقت کی نظرون سے بچکر گناہ کرے تو اس امر پر کب بھروسا ہو سکتا ہی کہ وہ شخص اپنی جرم سے حاکم علی الاطلاق کی دارالعدالت مین سزایاب نہو سکے پس عقلمند انسان وہی ہو سکتا ہی کہ خدا ترسی کی عادت ڈالے اور کسی اپنے کمزور مجبور ہمجنس پر جبر روا نرکھے اور ہمیشہ نیک نامی سے اس چند روزہ زندگانی پر دنیا مین گذر کرے بدی اور بد افعالی سے بچے ؀

نیکی اور بدی

نیکی کا لفظ عام طور پر ایک ایسا لفظ ہے جسمین ہر قسم کی نیکیان شامل ہو سکتی ہین اور جسکی عام فہم مطلب و معنے ہر طبقہ کا انسان جان سکتا ہی ؀ اسیطرح نیکی کا متضاد لفظ بدی بھی ایسا ہی مشہور ہے کہ اوسکی تشریح کی ضرورت ہی نہین معلوم ہوتی ؀

نیکی و بدی کے نتایج ہر انسان کے ذہن نشین تو بآسانی اور بلا غور و فکر ہو سکتی ہین لیکن تاہم بعض اوقات بہتیرے لوگ ان دونون خصایل مشہور کے نتایج سے سہواً یا عمداً ایسے غافل ہو جاتے ہین کہ وہ اکثر بدی کے طرف جھک پڑتے ہین اور نیکی کے ہر دل عزیز اور فایدہ بخش راہ کو چھوڑ دیتے ہین ؀

یہہ بات اس مقام پر غور طلب ہے کہ آیا کیا ہر شخص کے ساتھہ نیکی ہی کا برتاؤ واجب ہو سکتا ہے یا شرطاً بدی کا بھی عمل کسی کے حق مین داخل انصاف ہو سکتا ہے ۞

نیکی سے مراد یہہ ہے کہ کسی شخص کے ساتھہ بھلائی کرنا اور اوسے اپنی قول یا قوت یا دست رس کے ذریعہ فائدہ پہونچانا - اور بدی سے مراد ہے کہ کسی شخص کی بُرائی چاہنا اور اوسکے ساتھہ ایسا سلوک کرنا جسکے ذریعہ سے اوس کا نقصان ہو ۞

اور کسی شریر و فتنہ انگیز بدنفس شخص یا مجرم کے پاداش افعال کا بندوبست کیا جائے تو وہ فعل داخل بدی بانیوجہہ خیال نہین کیا جا سکتا ہی کہ ملزم کا تدارک بھی اوسی کے آیندہ بہبودی کے لئے مفید اور نیز مخلوق الہی کو ایک شریر بدالنفس شخص کے آیندہ حملون سے محفوظ رکہنے کی ایک عمدہ تدبیر ہے - پس عقلا کی نزدیک اس قسم کا انتظام داخل بدی نہین کیا جا سکتا ہے بلکہ بخیال حفاظت نقصان و ضرر عامۂ خلایق کسی شریر و مفسد کی سزا دہی کی تدبیر بھی داخل امور نیکی ہے ظالم کو ظلم مین مدد دینا یا اون کے فعل کو اچھا کہنا بھی ظلم ہو سکتا ہے اور اونپر بجور و جفا پیش آنا عین صواب ہے ۞

مدد دینا بدون کو کار بد مین	بُرا ہے فی الحقیقت یہہ بُرا ہے
بھلائی ہے بُرا کرنا بُرون سے	ستمگر پر ستم کرنا بھلا ہے

اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو ضرر پہونچا کر اپنا یا کسی اپنے دوست یا چند ادمیون کا فائدہ حاصل کرنا داخل امور احسن سمجھے تو یہہ امر بھی بالکل داخل بدی کیا جا سکتا ہے

بدی کو دنیا میں جسقدر وسعت حاصل ہے دوسری چیز کو ممکن نہین انسان ہر شخص کے ساتھ بدی کے پیرایہ مین ہر قسم کی بدسلوکیان اور ناجایز برتاؤ کر سکتا ہی ؎

(۶) ہر ایک سے کرتا ہے بدی کا	بہری ہے اسکی طینت مین برائی

بدی کرنیکے واسطے نیکی کی طرح کوئی وقت معین نہین ہو سکتا۔ ہر وقت محل و موقع پر انسان کے دل پر سخت صدمہ پہونچانے اور کلیجہ کو تڑپانیکے واسطے آمادہ پائی گی۔ آدمی کی نیکی خواہ کیسی ہی مستند ثابت ہو چکی ہو ذرا سی غفلت مین بدی کے پھندے مین پہنس کر اپنا رنگ جمانیکے لئے کوئی کارنمایان نہین کر سکتی۔ بدی کیواسطے کوئی خاص صفت کا آدمی درکار نہین اور یہہ کسی کی دست گرفتہ ہے بلکہ ہر شخص بجا شیشۂ دل خوف پروردگار عالم اور اندیشہ روز جزا و سوسۂ ننگ و ناموس خدشۂ انسانیت اور خطرۂ جان و مال کے مضبوط اور وزنی پتھر کی ٹھیس سے چور چور ہوتا ہی اسے بدی اپنا ترقی خواہ بنا لیتی ہے۔ ہر زمانہ اور ہر قرن مین بدیکے مدار مین رہنے والون کی مردم شماری کا شمار نیکی کی دنیا مین رہنے والون کی تعداد سے المضاعف پایا گیا ہے اور اونکی قوتین ایسے زور پکڑے ہین کہ آئین خسروانی ان کے زور گھٹانے والے کوششون کو وسعت دینے مین بہی ناکامیابی کے ساتھ اپنے ضعف پر متاسف پائی گئی۔

تاریخی دنیا مین بہی بمقابلہ نیکی۔ بدی کا دورہ ہمیشہ رہا اور یہی وجہہ ہے کہ ہر ولایت و ہر ملک مین کسی خاص خاندان یا کسی بادشاہ کے گھرانے مین ہمائے حکومت اپنی برکتون کو ایک مدت تک قایم نہ رکھہ سکا جن عہد و مین زوال مملکت و انتزاع سلطنت کی دہائی پہرے سنے وہ بدی کے کارنامون کی تاریخ سمجھے جانے

جانیکا زمانہ ہین گو

قطب الدین مبارک شاہ خاندان خلجی کا خراب کن پادشاہ معز الدین کیقباد خاندان التمش کا آخری جہان پناہ اورنگ زیب سلطنت مغلیہ کے عہد شباب کا آخری کجکلاہ اگر بدی کو اپنی عملداری سے خارج کرتا تو ممکن نہتا کہ ان خاندانون کی تباہی کیواسطے قہر الٰہی کچہہ بھی ہاتہہ پانون مارتا سیاسات شرعیہ و تدبیرات نبویہ اصلاح امور دینیہ و دنیویہ صرف بدی کے انسداد کیواسطے جلوۂ ظہور دکھا رہے ہین۔ اور اگر نیکیون کا عام طور پر رواج ہوتا تو ان کے مولفین و مصنفین کو کوئی پہلو ان کے عالم شہود مین لانیکے واسطے نہ مل سکتا ؛

نیکی جو توشۂ آخرت کے نام سے مشہور ہے بدی کیطرح ہرجائی نہین اور نہ اسکو ناقص العقل اور بدباطن اشخاص سے برائے نام انس ہے یہ صرف انہین کے نامۂ اعمال درست کرنے کے واسطے اپنی اوقات عزیز صرف کیا کرتی ہے جو سزائے روز جزا کے خوف سے تہر تہر کانپتے ہین اور رضائے الٰہی کو کل باتون پر مقدم جانکر بدی کیطرف بہولے سے بھی نظر نہین اٹھاتے ؛

نیکی کرنیوالون کو بدی کرنیوالون کیطرح دفعتہً اظہار لیاقت کا موقع نہین ملتا بلکہ انہین نہایت جد وجہد اور سعی و کوشش سے نیکی کے اوصاف دکہانیکی ساعت سعید نباش کرتی ہے جس شخص مین نیکی کا خاصہ موجود ہے اوسکی رگ رگ کو ہمہ صفت موصوف ہونیکا دعوے ہوتا ہے اور اوسکی نس نس مین نیکی سے بھرے ہوئے خون کا جوش موجین مارتا نظر آتا ہے۔

اوصاف دینی اور دنیاوی مین اگر ایک صفت کے ساتھ بدی کا لگاؤ ہوا تو

سارے افعال حسنہ اور ضیر صواب اپنی باگئی خیر شانے لگتے ہین۔ نیکیون کے عادی اپنے اوصاف کو صرف اپنی خیر خواہون دوستون و اعزہ کے ساتھ مسلوک ہونے کی جرات نہین دیتے بلکہ اپنی دشمنون اور رقیبونکو بھی از راہ عزیز حقیقت سے فیضیاب کرنے کے ساعی رہتے ہین ؛

جو انسانونمین ہین انسان نکونام		برون سے بھی وہ کرتے ہین بھلائی	

اگر صرف شاہی تاریخ پر کفایت کیجائے اور خیالات حالات اہل زمانہ کی تفتیش مین پہنچنے سے باز رکھے جائین تب بھی مطلب مذکور بہت کچھہ طوالت کے ساتھہ نیکیون کے اثبات مین مدد مل سکتی ہے ؛

جناب سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام لاکھون کروڑون بندگان خدا کے مشکل کشا اور ولی نعمت تھے بعہد شمر و یزید پلید اپنی امامت و اشاعت اسلام کا ڈنکا بجاتے تھے اور اوسی زمانہ مین یہہ دونون حاکم ظالم زبردست خلقت خدا کے بالادست حکمران تھے مگر نیکی کے خصایل نے اون کی توقیر بڑہانے اور بدی نے اون ظالمون کی وقعت گھٹانے مین جو کام کیا وہ صفحہ روزگار پر عوام کی عبرت کیواسطے بہت کچھہ کارنمایان کر سکتا ہے ؛

جسطرح راون اور کنس کی جفائین۔ نمرود مردود کے ظلم اور فرعون کا ستم چنگیز خان و ہلاکو کی خونریزیان نادر کی دل آزاری بدی کی یادگار ہوکر اونکی خاک کو انگشت نما بنارہی ہے ؛

اسی طرح امیر المومنین خلیفہ رسول اللہ حضرت۔ ابابکر الصدیق رضی اللہ عنہ کا صدق و اخلاص امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رض کی عدالت گستری اور امیر المومنین حضرت

عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی شرم و بخشش اور امیر المومنین سیدنا اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ کا علم و عدل کا سرمایا کہ یہ ہمارے سلئے راہ نجات کا ضرور بہم پہونچاتی ہین -

بدی اور نیکی کے لفظ بعض موقع پر اپنے اصلی معنے سے انحراف کر جاتے ہین اور بے موقع استعمال ہو کر اپنے مطلب کے خلاف مدعا ثابت کرتے ہین ؛؛

بدی جیسا پہلے ذکر ہو چکا ہے عام طور سے ذلیل سمجھی جاتی ہے اور واقعی اس سے بڑھکر دنیا مین کوئی بری چیز ہی نہین مگر عقلمند اشخاص و دانشمندان و دانایان سلف نے بعض موقع کی بدی کو بھی بمنزلہ نیکی اختیار کر لیا ہے مثلاً کوئی ظالم بندگان خداوند عالم کا جانی دشمن و خونخوار عدو ہے اور اوسکی ذات سے صد ہا قسم کے نقصان متصور ہین تو یہ ضرور نہین کہ اوس پر رحم کیا جائے اوسکا تدارک نہو ؛؛

اگر اوسکے ساتھ خوفناک اور ضرر رسان بدی کی چال چلی جائے تو وہ بمنزلہ نیکی تصور کی جائیگی بلکہ اوس سے بہتر ہے یہی حال اوس نیکی کا بھی ہو سکتا ہے جو بعض وقت بدی سے بھی دو چار ہاتھ بڑھ جا سکتی ہے اور نیک آدمی کو بدون کی جماعت مین شامل کر دیتی ہے مثلاً کوئی شخص کسی دوسرے کا دشمن جانی ہے تو اوس پر رحم کہا کر بخیال نیکی اوسکی مدد کرنا صد ہا قسم کے ضرر پیدا کرتا ہے - ایسی نیکی گویا اوسکی

دا ہے۔ اسی قسم کی اور نیکیون کو عقلا نے بالکل ناجائز قرار دیا ہے اور اس شعر
مین اسی قسم کی خیالات کا خلاصہ منضبط کیا ہے۔

نکوئی با بدان کردن چنان است | سعدی | کہ بد کردن بجای نیک مردان

بدی کے ہاتھ سے جو فعل سرزد ہوتا ہے اوسکی شہرت کو کوئی چار دیواری روک نہین سکتی غرضکہ بہت جلد اوسکی خبر اس سرعت سے زمانہ بہر مین پہونچ جاتی ہے کہ دوسرے ذریعہ سے ممکن نہین۔ نیکی کا آوازہ بدی کے خلاف بہت آہستہ روی سے سیر دنیا کرتا ہے اور اسکے ارادہ زمانہ مین سیکڑون قسم کے روڑے اسکے قطع منازل مین حارج ہوتے ہین۔ وہ نیک لوگ جو صرف درستی معاملات کی غرض سے خوبی نیکی کے جوہر دکھاتے ہین وہ پیٹ کے ہلکے نہین ہوتے اگر کسی کے ساتھ نیکی کرتے ہین تو (نیکی کر دریا مین ڈال) پر عمل کر کے کسی کو کانو کان خبر نہین ہونے دیتے مگر اسکے خلاف بدی کرنے والون کے پیٹ مین پانی نہین پچتا اور اپنی بدیون ہی کو مخزیہ بیان کر کے فرعون بنا پہلے ہین حالانکہ فرعون اور قارون کے پاس بیشبہ ان سے زیادہ دولت و حکومت تھی پھر کیا انجام اونکا ہوا ظاہر ہے کہ ایک دریاے نیل مین غرقاب ہو کر جہنم مین داخل ہوا اور دوسرا زمین مین دہنس کر تحت الثرے پہونچا۔

ز اوج باد ہے بین بر قارون زر و سیم | شد یکے فوق سماک و دگرے تحت سمک

یہان تک اہل تجربہ سے ظاہر ہوا ہے کہا جاتا ہے کہ ضروریات زندگی رفع کرنے کے واسطے انسان کو جسقدر نیکی کی مدد درکار ہے اوس قدر اور کسی چیز کی حاجت نہین اور اگر انسان دوست کے حاصل کرنے سے محروم ہے تو زندگی کا لطف [illegible]

نہ فقط یہی نہین بلکہ زندگی کے دن پورے کرنا ایک آفت جان ہے ؛

مبارک ہین وہی لوگ جو نیکی کو اپنی زندگی کا جزو اعظم خیال کرتے ہین اور بدی کے سایہ کو اپنے زمانۂ حیات پر تادم زیست پڑنے ہی نہین دیتے اور خودی کے دام مین گرفتار نہین ہوتے ۔

خودی

دنیا کی برائیون اور زمانہ کی خرابیون کے پیدا کرنے مین جس نے سب سے زیادہ حصہ لیا ہے وہ خودی ہے خودی اگرچہ ظاہرا چھوٹا سا لفظ ہے مگر اوسکی اثر کی درازدستی کل افعال قبیحہ کی وسعی دنیا کو گھیر لینے کے لئے پورے طور سے کفایت کرنے کا ملکہ رکھتی ہے دنیا کے جسقدر خراب افعال ہین اونمین اس خودی کا ایک بڑا بھاری جزو شامل دیکھا گیا اگر خودی کو انسانی طبیعتون پر موثر ہونے مقناطیسی قوت حاصل نہوتی تو ممکن نہ تھا کہ انسان کے ہاتھون سے وہ فعل سرزد ہوتے جو لغات مین اپنے معنے کو دل پسند الفاظ کے حروف مین لکھے جانے سے باز رکھ رہے ہین اور جن کا نام مہذب زبانون پر بھی نفرت کے ساتھ آتا ہے جو لوگ آجتک کسی خراب فعل کے سبب سے اپنے نام کو بدنامی کے ساتھ لیجانے کے درپئے ہوئے ہین اون کی خو بو پر خودی ہی کا زیادہ اثر پڑا کیا ہے انسان تو انسان ہی ہے فرشتہ تک اس خودی کی وجہ سے رانندۂ درگاہ الٰہی ہو چکے ہین اور دنیا تو دنیا عدم مین بھی اونکو عزت کی جگہہ ملنے نہین پائی ؛

خودی کو بدی کا جزو اعظم ثابت کرنے اور کل افعال قبیحہ کا مرجع وماوا سمجھنے کیواسطے آدمی کو عالی دماغی کی مطلق ضرورت نہین آدمی چاہیے جس عقل کا ہو اور جسقدر قوت ادراک اوسکے دماغ مین بہرے گئی ہو بخوبی سمجہہ سکتا ہے کہ اگر خودی کا لگاؤ نہوتا تو اشرف مخلوق احکام خداوند عالم آئین مذہب قوانین عادلانہ نصائح ہادیان دین کو بہلا کر ثواب کی راہون سے عذاب کے راستون پر نہ چلتے اور اپنی عقل وفہم کی آنکہون پر پٹی باندہ کر جہالت کے پہاڑون کی چوٹی پر نہ دوڑتے ہر شخص خوب جانتا ہے کہ چوری گناہ اور اوسکے واسطے احکام خدا ورسول اور قوانین حسروانی مین بڑی سے بڑی سزائین ہین ولیکن چوری کرنے والے ایک نہین مانتے اور اپنے ہی سکئے جاتے ہین اسکا سبب اور کچھہ نہین صرف خودی ہے۔ اگرچہ اس موقع پر یہہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ چوری کرنے مین خودی کو اشتراک کی کونسی بات ہے مگر یہہ اعتراض صحیح نہین ہوسکتا ہے کیونکہ اس سے کوئی انکار نہین کرسکتا کہ چور چوری کو بُرا نہ سمجھتے ہون اور قوانین سرکاری کے داب ورعب کے قائل نہون مال چراتے وقت صاحب خانہ کی قوت سے افشائے راز ہونے پر سزا بہگتنے کا خوف دلمین نہو ولیکن اونمین خودی کا وہ زبردست مادہ ہے کہ اونکی نظر وہمین یہہ سب اندیشہ اور وسوسہ عارضی وفرضی معلوم ہوتی ہین اور سمجہتے ہین کہ اونکی چالاکی کل مصائب سے بچا کر انہین کامیاب وبامراد کردیگی یہہ خودی ہی کی جرئت تھی کہ وہ کسی کے گھر موسنے اور احکام پاک پروردگار عالم سے نہ ڈرنے قانون شاہی کا خوف نہ کرنے پر مستعد ہوے اور چوری سے نفع اور نقصان اوٹہا کر شدہ چور کہلائے۔

یہی مثال ہر قسم کے افعال پر اپنا اثر پہلانے پر حاوی ہوسکتی ہے اور سمع خراشی ناظرین کرنے کا ہر پہلو دکھا رہی ہے جس نگاہ کو تواریخ اور واقعات گذشتہ کی سیر کرنیکا موقع ملا ہے اوس نے خودیکی بااثر نتایج کو بخوبی سمجہا ہے ؛ اگر خودی نہوتی تو ابلیس حضرت آدم علیہ السلام کے سجدہ نکرنے اور پاک پروردگار عالم کا حکم نماننے سے آج لاحول کا مستحق اور لعن وطعن کا سزاوار ہی ہوتا وبلکہ فرشتوںمین افضل گنا جاتا - اگر راون مین خودیکا جوش نہوتا ممکن نتہا کہ اسکے ہاتھہ سے وہ افعال سرزد ہوتے جنکے سبب سے اوسکا سارا خاندان تباہ اور وہ ملعون خلق اللہ ہوا اسی طرح کنس جسکی ظلم و بدبختون کے قصے مشہور ہین - اسی خودی کیوجہ سے ایک آن مین جان سے مارا گیا - اور ایسا ہی فرعون جسکے عروج کے افسانہ طشت از بام ہین اسی خودی کے بدولت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد نبوت مین دریائے نیل کی نذر ہوا یہی خودی جسکی وجہہ سے مغز نمرود خوراک پشہ ناچیز ہوکر حکومت کہو بیٹھا اور یہی خودی تہی جسکی سبب سے یزید ایسا بادشاہ تخت حکومت کہو کر زندگی سے ہاتہہ دہو بیٹھا اسیطرح کے ہزارون واقعات ہین جو خودی کے نتایج مین درج پائینگے اور جو انسان کی عبرت کیواسطے وہ کام کر رہے ہین جو انہین کا حصہ سمجہے گئے ہین - اگر انسان کی طبیعت خودی کا اثر قبول کرنے سے متنفر رہے تو ممکن نہین کہ اسکی خوارق بدی کیطرف ہونے سے ہی اوٹہا سکین یا دنیا مین برائیون کے نام کا کوئی حرف بہی نظر آسکے ؛

عام افعال قلبیہ کے ذکر مین اونکے الفاظ اضداد کو عمدہ ہی پایا گیا ہے ؛

مثلاً بدی کی ضد نیکی بےعقلی کی ضد عقل "بے انصافی کی ضد" انصاف علی ہذا۔ ولیکن خودی کی بات دنیا سے نرالی ہے اسکا لفظ تضاد اس مصرع کی مصداق ہو سکتا ہے

	نادان جو ہو منقلب تو نادان ہی رہے	

خودی کے لفظ تضاد پر جو غور کر لیا جائے تو "بے عقلی" "بے امنی" بے ایمانی وغیرہ کی طرح لفظ بے کو خودی کے ساتھہ شامل کر دیا جائے تو خودی کی بدقسمتی سے لفظ بیخودی نکلا جسکے معانی بہی افعال قبیحہ کے معنے مین شامل پائے گئے پس اس موقع پر ہر شخص خیال کر سکتا ہے کہ جس چیز کے دونون پہلو خراب اور دونون پشت بدنام دہبون سے بدنما ہون اوسکے نتایج کیسے خراب ہونگے اگر کوئی پوچہے تو کہا جا سکتا ہے کہ اگر طبیعتون سے صرف خودی کا اثر جاتا رہے تو اہل دنیا عذابون سے پاک وصاف ہو کر فرشتون سے افضل ہو جائین اور دنیا کارخانہ افعال قبیحہ نرہے۔

اور نیک ہین وہی لوگ جو اپنی قوت اختیار کو خوش لیاقتی کے ساتھہ حفاظت کرتے ہین

طاقت خود اختیاری کی حفاظت خوش لیاقتی پر موقوف ہے

نام خزان کا خوف نہو ہر بہار مین		قوت ہے اختیار کی گر اختیار مین

جس شخص کو دولت خود اختیاری کا جایزہ عطا کیا جاتا ہے اوسکو بڑی ہوشیاری مستقل مزاجی و راستبازی سے اوسکی حفاظت کرنا پڑتی ہے۔ اگر وہ اس دولت عظمیٰ کو بیجا نمایش مین صرف کریگا۔ یا بخیل بنکر اوس دولت کو گنج قارون تصور کریگا۔ یا فضول خرچی کو ہوا خواہی مین اوسکی تباہی و معدومی کا باعث ہو جائیگا

تو سمجھہ لینا چاہیئے کہ وہی دولت خود اختیاری دوسرے کے قبضۂ اقتدار مین اگر اوسکی بے اختیار بنادی گی اور اوسکی بدنظمی و بدلیاقتی کا نشان روز زمین پر گاڑیگی جسطرح طاقت خود اختیاری کا حاصل کرنا ایک مشکل کام ہے اوسیطرح اس طاقت خود اختیاری کے عمل مین لانیکی لیاقت حاصل کرینمین بھی بڑی محنت و تکلیف برداشت کرنا پڑتی ہے ؁

حکومت کا ملنا ہی مشکل اگر ہے	مگر کام بھی اوسکا دشوار تر ہے

اب یہہ امر ظاہر ہوسکتا ہو کہ جب ایک اوسط درجے کا کام بغیر محنت کثیر و وقت بسیار اچھی طرح انجام نہین ہوسکتا تو پھر ایک مشکل کام کی سپردگی۔ (جسکی عافیت نسبت اوسکی بحیثیت ایک خود اختیار شخص کے متعلق ہو) کہانتک لیاقت ذاتی و قوت انتظامیہ کی محتاج نہین۔

کام بے محنت کے ہوتا ہی نہین	بے کنوان اندہا جو سوتا ہی نہین

جن دانایان روزگار نے زمانے کے نشیب و فراز پر غور کلی فرمایا ہے اور جنکا بیش بہا وقت انجام کاروبار اہم مین صرف ہوا ہے وہ اس امر کو خوب سمجہہ سکتے ہونگے کہ قوت انتظامیہ کو کن کن وسایل سے وسعت و پختگی حاصل ہوسکتی ہے۔

جس نے کچہہ وقت اوٹھائی اوسنے کچہہ پایا مزہ	وقت کے بیکار جانے سے نہ تہا ایا مزہ

انسان کو لازم ہے کہ اپنے اختیار کو حد مقررہ سے گھٹنے بڑہنے نہ دے کیونکہ یہہ سب سے پہلا اصول طاقت خود اختیاری کے برقرار رکھنے کا عقلا کے نزدیک دریافت ہوچکا ہے ؁

جو شخص اپنی حد اختیار سے قدم باہر نہیں بڑہا سکتا ہے وہی ہمیشہ دشمنوں یا در رہزنوں کی خوفناک اور دل شکن کرتوتوں کے نتیجون سے محفوظ رہ سکتا ہے

اپنی حد پہ ہے جو قایم اوسکا قایم ہی وقار	شاخ جو حد سے بڑہے اوسے تبر کرتا ہی وار

مگر جو شخص طاقت خود اختیاری کو بیجا طور پر استعمال یا عمل لانا اپنے حوصلہ مندی کی دلیل سمجھتا ہے اوسکے دشمنوں کی تعداد روز بروز بڑہتی جاتی ہے اور وہی لوگ اوس شخص با اختیار کو بے اختیار بنانے کیلئے تہہ دل سے آمادہ ہو جاتے ہین اور آخر کو ایک روز اپنی ارادے مین کامیاب ہی ہو جاتے ہین۔

ہو جو تعداد دشمنان کثیر	ایک بیچارہ کیا کرے تدبیر

دیکہو جس طرح طاقت خود اختیاری کی دولت انسان کو امیر اور نامور بنا دیتی ہے اسی طرح وہی دولت اگر بیجا طور سے صرف کیجاے تو اوسی شخص کو محتاج انام و ذلیل عوام ثابت کر دیتی ہے۔ اکثرون کا قول ہے کہ افسری کا کام نہایت ہی آسان ہی کیونکہ بہت سے مددگار ہر وقت دست بستہ سامنے کہڑے رہتے ہین اور اونکی اطاعت و بندگی افسری کے برقرار رہنے کی ایک اچہی اور مستحکم سبیل ہی۔ مگر عقلا کے نزدیک افسری کا کام نہایت دشوار ثابت ہو چکا ہی اور کہا گیا ہے کہ یہہ وہ کام ہے جو نرے لایق ہی لوگونسے اچہی طرح انجام پذیر ہو سکتا

نہین بازیچہ طفلان حکومت کا سبق پڑہنا	مگر قانون شریعت کا ہی دل سی ہر ورق پڑہنا

اگرچہ افسر کی مدد کے لئے اوسکے ماتحتین کی جماعت اوسکی حکومت کی ایک پہولی پہلی شاخ معلوم ہوتی ہے مگر خیال کر لیا جا سکتا ہے کہ درخت وہی مضبوط کہلاتا ہے

جسکی جڑ مضبوط ہوتی ہے یعنے افسر لایق منصف مزاج متحمل عادی محنت ہو سکتا ہے وہی اپنے ماتحتین کو بھی لایق اور محنتی بنا سکتا ہے۔

شانِ آفاق ہے حاکم کا وقار		تابع حکم ہین فرمان بردار	

افسر کو ہر روز مختلف قسم کے خیالات سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور ہمیشہ ہر ایک کی طبیعت کے موافق تقسیم خدمات کی فکر دامنگیر حال ہوتی ہے اور نیز اوسکو سب سے بڑی فکر یہہ رہا کرتی ہے کہ مین جسکی طرف سے جس کام کے انجام دہی کے لئے ذمہ دار بنایا گیا ہون اوسکو کسی نہ کسی طرح ضرور رضامند و خوشنود رکھون تاکہ وہ طاقت خود اختیاری کسی بد انتظامی و نالیاقتی کیوجہ سے میرے قبضہ سے نکلنے نہ پائے اختیار کے قانون کا پڑہ لینا ہی اصول افسری کے لئے زیادہ مفید نہین ہو سکتا ہے بلکہ اوسکو ہر وقت ہر آن یاد رکہنا اور اون پر عمل آور ہونا زیادہ تر واجبات سے ہوتا ہے۔ اکثر دیکہا سنا گیا ہے کہ مختلف قسم کی مشکلات سے بعض افسرون کو سابقہ پڑ گیا ہے۔ اور ایسی پیچیدگیان پیش آئی ہین جنکا سمجہنا ایک معمولی لیاقت کے آدمی کے امکان سے باہر تہا۔ مگر اونہین سے جن لوگون مین تحمل اور غور و فکر کا مادہ زیادہ موجود تہا وہ اپنی طاقت انتظامیہ کی مدد سے مشکلات پیش شدہ کے حل کرینین کوئی سبقت لے گئے بلکہ جس انتظام سے ہمیشہ کیلئے آیندہ پیچیدگیون سے بھی محفوظ ہو گئے

تحمل غور کا دیتا ہے موقع		صفائی کا دکہا دیتا ہے موقع	

غرضکہ ایک افسر کا دماغ مختلف قسم کی فکرونکا ذخیرہ بنا رہتا ہے اور اوسکو ہر وقت مختلف طبایع کے خیالات پر غور کرنا پڑتا ہے اور خاصکر اس بات کی ایک

ایک فکر کرنا پڑتی کہ جو ذمہ داری میرے سپرد کی گئی ہے اوس مین کسیقسم خرابی تو عاید نہین ہو سکتی ہے۔ یا اوس اختیار کی وجہہ سے جسکے ذریعہ سے مختلف طبقون کے لوگون سے کام لیتا ہے عام نارضامندی کا باعث تو نہین ہے

فکر کیا ہی پیش کیا کیا کا صبح و شام ہے	افسرون کے دل سے پوچھو کیا تمہارا کام ہے

اختیار وہ صفت ہے جو انسان کو مختلف خیالات کی جماعت کا حاکم بنا دیتی ہے اور اوس اختیاری کا نقشہ دکھا دیتی ہے چنانچہ بادشاہ وقت کی یہی کیفیت ہوسکتی کہ وہ بڑی ذمہ داری کا کام حاکم دین و دنیا کے حکم سے کرنے پر آمادہ کیا گیا ہے اور ہر طبقے و ملت کے لوگ اوسکے قانون کے تابع بنا دئے جاتے ہین ؏

اب غور کرنا چاہئے کہ افسری۔ سرداری۔ جہانداری ان سب کاموں مین کسقدر طاقت خود اختیاری سے کام لینے کی ضرورت پڑا کرتی ہے۔ یہہ کام کیسا نازک اور مشکل امر ہے ایسے کامون کے انجام دہی کے لئے ایک اعلی درجہ کی تحمل و مستقل طبیعت درکار ہوتی ہے چونکہ طاقت انتظامیہ کی عملی کارروائی دکھانے کے لئے سب سے پہلی ضرورت تحمل و مستقل مزاجی کی موجودگی ہے۔ اگر یہی صفتین انسان مین نہونگی تو ایک ایسے مشکل اور دقیق کام کی سپردگی طاقت خود اختیاریہ کو خاک مین ملانے والی اور خدمات مفوضہ کو بدنامی کی آمیزش سے بدنام کرنے والی ضرور مشہور ہو جائیگی۔ ؏

عام طور پر بے اختیار لوگ فریاد کیا کرتے ہین کہ بے اختیاری و فرمان برداری کا کام نہایت تکلیف دہ ہے۔ اسمین سوائے مصیبت اور بے لبکی کسی قسم کی آزادی و آسودہ حالی نہین ہر وقت حاکم کی مزاج شناسی کی فکر رہا کرتی ہے۔ ہر دم خوف

عتاب کلیجے کو پاش پاش رکھتا ہی ۔ مگر ان مین سے جو لوگ مال اندیش اور دولت خود اختیاری کے متلاشی ہوتے ہین وہی لوگ فرمان برداری کا کام (جو بسبب بے اختیاری مین داخل کیا گیا ہی) اس خوبی و خوش اسلوبی سے انجام دیتے ہین کہ آخرش انہی حسن خدمات کے صلہ مین افسر بنا دیے جاتے ہین ۔ اس مثال اور عملدرآمد سے بخوبی ثابت ہوسکتا ہی کہ ایک بے اختیار شخص اپنی بے اختیاری کی بخوبی داد دے سکتا ہے اور نظر انصاف سے ہمیشہ اوسکے حقوق کی حفاظت اپنا اولین فرض سمجھتا ہے ۔ تجربہ ایک ایسی چیز ہے جو مختلف پیرایون مین انسان کی مدد کیلئے ہر وقت تیار رہتا ہے ۔ مگر تجربہ سے انسان اسوقت تک مستفید نہین ہوسکتا جب تک خود اوسکو مختلف اقسام کے کامون اور انتظامون اور منتظمون سے سابقہ نہ پڑا ہو ۔ کسی کام کا صرف اصول ہی دریافت کر لینا اور سنا اور اوسکو ایک ابتدائی خیالی تجربہ سمجھ لینا دانشمندی کا ایک پختہ اصول قرار نہین دیا جا سکتا کیونکہ فقط انسان کا ذاتی خیال اکثر اوسی کو مغالطے مین ڈال دیتا ہے اور انتشار کیوقت طبیعت کو امتیاز نیک و بد سے معذور کر دیتا ہے جسکا نتیجہ اصول تجربہ کاری کے بالکل خلاف کہا جا سکتا ہے ؛

انسان کو لازم ہوتا ہے کہ اپنے کام کو اس طریقہ سے انجام دے جو اوسکے لئے موزون و مناسب ہو ۔ کام کی وقعت کے موافق اوسکے انجام کا انتظام واجبات و فرائضات انسانی سے ہے ۔ بہرکیف اپنے اختیار کو اوس حد تک اوسکی وسعت اسکے اختیار کی محافظت کا اقرار کرتی ہی یا جہان تک اوسکی خوشی انتظامی اوسکی قوت کی مددگار رہے ۔ جو شخص دولت خود اختیار کی قدر کرتا ہے

وہی اسکے صرف کرنے کے طریقے خود ہی پہچان لے سکتا ہے صفت اعتدال الفاظ کی
وزیاری کا وہ درمیانی جزو ہے جو ہمیشہ نقصان و تکلیف سے محفوظ رہتا ہے ۔
جس نے اپنے اختیارات کو اعتدال کے ساتھ وسعت دی ہے اور جس نے طاقت
خود اختیاری کو ضعف خود سری کی ہوا سے دور رکھا ہے وہ ہمیشہ اپنے ارادوں
مین کامیاب رہتا ہے اور ہمیشہ اوسکے دشمن اوسکے مقابلہ سے عاجز رہے ہین ۔

فی الحقیقت طاقت خود اختیاری ہے وہ چیز نوبت خود اختیاری پر جو اترا یا بشر	جسکو مرد نیک خود ول سے سمجھتا ہو عزیز ہے حقیقت مین وہ مرد بے شعور و بے تمیز

دولت مندی و ملک داری

جہانداری اور دولتمندی فی نفسہ کوئی بری چیز نہین ہوسکتی ہے اگر موافق حق ہو
چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام انبیاؤن مین اور خلفاء راشدہ مین حضرت
عثمان رضی اللہ تعالی عنہ اور اولیاؤن مین خواجہ عبداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ
عزت مین انہمہ مین شرفائے ملکہ معظم مالک اور آسودہ تھے ۔ جتنی برائی اوسمین
خیال کی جاسکتی ہے وہ اونہین مفاسد کے ہوسکتی ہے جو قہر اور ظلم تمتع لذات
اتباع شہوات سے پیدا ہوتے ہین یا طمع ۔ کینہ ۔ حسد ۔ بغض ۔ محبت جاہ و
مال سے ظاہر ہوتے ہین ۔ درحالیکہ سلطنت و ریاست آن آفتون سے پاک
و صاف ہو تو پھر غنا اور ملک داری خدا پرستی اور دینداری ہوجاتی ہے جیسے سلطنت
بعض انبیاء کی پھر اون کے بعد خلفاء کی پھر اہل علم اور صلاح کی اور ساری خلق پر
اونکی اطاعت واجب ہوتی ہے بدلیل قول حق سبحانہ تعالی اطیعوا اللہ

واطیعوا الرسول واولی الامر منکم مراد اولی الامر سے امراء سلاطین و
ملوک ہین بعض کے نزدیک علماء بہی داخل ہین اون دونون قولون کے سوا
کوئی تیسرا قول اس ایت شریف کے معنے مین اہل علم نے نہین لکہا ہے ۔ اور وہ
جو شارع علیہ السلام نے مذمت ملک وملوک کی بیان فرمائی ہے یہان تک کہ جس نے
دنیا مین درمیان دو آدمیون کے حکمرانی کی ہوگی اوسکو بہی مشکین باندہکر پاک
پروردگار عالم کے روبرو لاوینگے اس قسم کی حدثین جو وارد ہین مراد اون سے
وہی حکمران ہین جو دین پر قایم نہین اور عدل وانصاف نہین کرتے حمایت قوم
وتعصب مذہب ورعایت قرابت کیا کرتے ہین یگانہ سے ہر بات ہر قصور پر درگذر ہے
اور بیگانہ سے ہر ذرہ پر رنجش وگرفت ہوتی ہے جیسا کہ ملوک ورؤسائے بنی اسرائیل
اسی طرح ہلاک ہوگئے کہ اقامت حدود کو اوہنون نے ترک کردیا تہا سزا کو اشراف
سے بالکل اوٹہادیا غریبون پر جاری رکہا انصاف چہوڑ دیا جب کوئی ضعیف
آدمی زنا کرتا تہا اوس پر حد جاری ہوتی تہی اگر قوی زنا کرتا تو اوسکو چہوڑ دیتے
آخر ہلاک ہوگئے خلق مین فساد پڑگیا ۔ حالانکہ پاک پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا ہے
لَن تَنفَعَكُم اَرحامُكُم وَلَا اَولَادُكُم ۔ یعنے تمہاری رشتہ داری تمہاری اولاد تم
کو کچہہ فائدہ نہین دیگی تمہاری کام نہ آویگی سو مراد اس سے باطل طرفداری
ہی ہوسکتی ہے جو بسبب رشتہ داری کے برتی جاتی ہے جسکا کچہہ نفع آخرت مین
نہین بلکہ دنیا مین ظلم آخرت مین ظلمت ہوتا ہے ایسے ہی لوگون کا دین دوسرون
کی دنیا کے پیچہے برباد ہوجاتا ہے حق قرابت صلۂ رحم وہین تک ٹہیک ہوسکتا
ہے جہان حکم شارع علیہ السلام نے فرمایا ہے بلکہ انصاف یہہ ہے کہ اپنے جان سے

بھی بموجب شرع کے عدل کرے اولاد ورشتہ دار کس گنتی وشمار مین خیال کئے
جا سکتے ہین جب یہ امر انسے نہین ہو سکتا ہے تو اسی لیئے سخت وعید جزائے
شدید انکے حقین وارد ہے انکا جرم دوسرون کی نسبت دگنا ہوتا ہے ورنہ
جسکی نیت اچھی اور جسکا عمل صالح ہوتا ہے وہ اگر سارے جہانکی بادشاہی کرے
یا طالب ملک ہو تو کچھہ بھی برائی نہین خیال کیجا سکتی ہے حضرت سلیمان علیہ السلام
نے کہا تھا رب اغفر لی وھب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی ۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام
نے بھی کہا تھا قال اجعلنی علی خزاین الارض انی حفیظ علیم یہہ اسلئے فرمایا کہ انکو اپنی
جان پر بھروسا تھا کہ یہ حالت ملکداری عہدہ خزانچی گرییں کوئی امر باطل نکرینگی ہر
معاملہ مین انصاف فرماینگے نہ کسی یگانیکی رعایت ہوگی نہ کسی بیگانہ سے نفرت کاگا
کا تلا ہوا انصاف ہوگا ۔ قوی ضعیف برابر رکھا جائیگا کوئی مستثنیٰ نہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا
جو واقعات حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد مین حضرت سلیمان علیہ السلام
کی کم عمری کی حالت مین پیش ہوئے اونمین سے دو تین واقعات ہدیہ ناظرین ہین ۔

حکایت

ایک روز دو دہقانی محکمۂ داؤدی مین حاضر ہوئے ایک ایلیا صاحب کشت یا باغ
دوسرا یوحنا مالک غنم سو ایلیا نے کہا اے خلیفہ یوحنا میرا ڑوسی رات کے وقت
بکریان چراتا تھا وہ بکریان میرے کھیت مین پڑگیئن اور کھیت کھا گیئن حضرت داؤد
علیہ السلام نے یوحنا سے جواب پوچھا اوس نے عرض کیا درست ہے حضرت
داؤد نے ارشاد کیا کہ غلے بکریون کی قیمت مشخص کرو چنانچہ وقت تشخیص بقدر

قیمت بکریون کے نقصان قرار پایا اوس پر حضرت نے حکم دیا کہ یوحنا بکریان ایلیا
کو سپرد کرے یوحنا نے محکمہ سے نکل کر یہ ماجرا بیان کیا حضرت سلیمان نے
فرمایا کہ اگر حکم دینا میرے اختیار مین ہوتا تو مین ایسا حکم دیتا جو دونون کے
حقین بہتر ہوتا خواہ یہ فرمایا کہ حکم ایسے مقدمہ مین خلاف اس تجویز کے مناسب
تھا حضرت داؤد نے یہ بات سنکر حضرت سلیمان کو طلب کرکے ارشاد
کیا کہ جو کچھہ حکم فریقین کے حقین بہتر ہو ظاہر کیا جائے حضرت سلیمان نے
کہا کہ بکریان ایلیا صاحب کشت کو دیجاوین کہ اوسکی اولاد او سکے دودہ اور پشم سے بہرہ مند
ہووے اور کہیت یوحنا کے سپرد کیا جائے کہ وہ خدمت کرکے حالت اصلیہ پر کر دیوے
تب ایلیا اپنا کہیت یوحنا سے لے لیوے اور یوحنا اپنے بکریان لے لیوے۔
چنانچہ یہہ حکم سنکر داؤد علیہ السلام خوش اور فریقین رضامند ہوے اور
داؤد علیہ السلام نے اسیطرح پر حکم صادر فرمایا۔

حکایت

دو عورتین تہین اونکے ساتھ اونکے دو بیٹے تھے بہیڑیا آیا ایک عورت کے بیٹے
کو اوٹھا لیگیا تو وہ عورت اپنی ساتھی عورت سے کہنے لگی کہ تیرے بیٹے کو بہیڑیا
لے گیا۔ دوسری نے کہا تیرا بیٹا لے گیا دونون حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس
فیصلے کو آئین حضرت داؤد نے بڑی عورت کو وہ لڑکا دلوایا وہ دونون حضرت
سلیمان ابن داؤد کے پاس آئین اور اسنے یہ حال کہا حضرت سلیمان نے
کہا ایک چہری لاؤ تو مین لڑکے کو آدہا آدہا کر دون تب چہوٹی عورت نے عرض کیا

ایسا نہین یہ بیٹا تمہی عورت کا ہے اور اب مین دعویدار نہین ہون اسکو دیجیے یہی پرورش کریگی اور بڑی عورت چھری سے کاٹنے پر راضی تہی حضرت سلیمان نے اس چہوٹی عورت کو شفقت سے دریافت فرمالیا کہ یہ لڑکا اسی کا ہے سو اسی کو دلوادیا۔
نکتہ جب گواہ نہون تو حاکم اپنے قراین وقیاس پر عمل کرسکتا ہے۔

حکایت

ایک روز حضرت سلیمان علیہ السّلام کی غیبت مین ایک عورت ضعیفہ حضرت داؤد علیہ السّلام کے پاس تنہا پہلے دادخواہ آئی اس نے کہا کہ اے خلیفہ مین عیالدار ہون تہوڑا آٹا جو کا سر پہ لئے جاتی تہی ہوا نے برباد کردیا میری اولاد فاقے سے مری جاتی ہے میرے حق مین فیصلہ حق فرمایئے حضرت داؤد علیہ السّلام نے فرمایا میرا حکم ہوا پہ جاری نہین ہے مگر آٹا میرے گہر سے لیجا سو اُس ضعیفہ نے اٹھالیا اور دعا دیکر اپنے گہر چلی راہ مین حضرت سلیمان علیہ السّلام ملے اُنہون نے پوچہا تو کہان آئی تہی نالشی یا محتاج اُس نے کہا دادخواہ ہون اور اپنا ماجرا مفصل بیان کیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تو خلیفہ خدا کے پاس پہر حاضر ہوکر دادخواہ ہو اور کہہ کہ مین محتاج نہین ہون سے انصاف چاہتی ہون چنانچہ وہ ضعیفہ پہر محکمہ داؤدی مین آئی اور حضرت داؤد علیہ السلام سے کہنے لگی کہ عطا نے تو بلا نہ تو مین انصاف چاہتی ہون حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا مین ہوا پر حاکم نہین ہون اور دس گونہ آٹا عنایت کیا بوڑہیا نہایت خوش ہوکر چلی جب حضرت سلیمان علیہ السّلام سے ملاقی ہوئی تو انہون نے پہر واپس کیا تب حضرت داؤد علیہ السّلام نے کہا تجھکو کون شخص بار بار پہیرتا ہے۔ اوس نے کہا سلیمان علیہ السّلام دیکھ

حضرت داؤدؑ نے حضرت سلیمانؑ کو طلب کرکے پوچھا کہ مجھکو ہوا پر کیا دست رس ہے جو اسکے حق مین حکم دون حضرت سلیمانؑ نے کہا یہ درست ہے لیکن آپکی دعا کو اثر ہے سو آپ دعا کیجئے کیونکہ مین نہین چاہتا کہ یہ عورت تمہارے عدل کی شکایت کرے آخرکار حضرت داؤدؑ نے دعا فرمائی اور حضرت سلیمانؑ نے آمین کہا دفعتہً اللہ پاک پروردگار عالم نے ہوا کو بصورت انسان بھیجا - تب اوس عورت نے اپنا دعوے پیش کیا ہوا نے کہا یا رسول اللہ مین نے بحکم خدا اوسکا آٹا لیا ہے حضرت داؤدؑ نے اسکی کیفیت پوچھی ہوا نے کہا کہ ایک کشتی دریا مین جاتی تھی اوسمین سوراخ ہوگیا اور مالک کشتی نے دعا مانگی کہ یا الٰہی اگر اس بلا سے نجات پاؤن تو مین کل مال اپنا فقیرون کو دے ڈالون - لہذا ارشاد ہوا تو مین نے اس بوڑھیا کا آٹا لیکر سوراخ کشتی مین بھر دیا تب وہ کشتی غرق سے محفوظ رہی اوسی وقت حضرت داؤد علیہ السلام نے مالک کشتی کو طلب کرکے نصف مال فقیرون کو دلوایا اور نصف باقی بوڑھیا کو پھر اس ضعیفہ سے استفسار فرمایا کہ تو نے ایسا کون کام کیا ہے جس سے خداتعالی نے تجھکو اسقدر عوض دنیا مین دیا اوس نے کہا مجھکو علم نہین مگر یاد آتا ہے کہ ایک روز کوئی فقیر میرے دروازے پر آیا اوس نے کہا کہ مین دور سے آتا ہون اور بہت بھوکا ہون میرے پاس ایک روٹی تھی مین نے اسکو کھلائی مگر اوس نے کہا مین سیر نہین ہوا تب مین نے کہا اے فقیر تو ٹھہر جا تو مین تیرے لیئے آٹا پیس کر روٹی پکاؤن سو وہی آٹا لیئے آتی تھی ہوا نے برباد کردیا اسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ مال اسی کے عوض ملا ہے اور بروز قیامت دس حصے اور ملے گا -

حکایت

حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد مین ایک قاضی تہا ایک دن ایک عورت حسینہ بدعوے
مال نقد کسی پر دعویدار ہوئی قاضی اس عورت پر عاشق ہوگیا اور پیغام نکاح پیش کیا اسنے
انکار کی تب قاضی سنے حرام کرنا چاہا اسنے کہا مین حرام کار نہین ہون ناچار انصاف
قاضی سے ناامید ہوکر صاحب شرط پاس نالشی ہوئی وہ بھی مفتون ہوا وہان سے
دل شکستہ ہوکر صاحب شوق کے دربار مین ملتجی ہوئی وہ بھی فریفتہ ہوگیا ناچار خلیفہ وقت
کے حاجب سے رجوع لائی اُسنے بلاتامل پیغام زنا بھیجا تب وہ عفیفہ خاموش ہوکر دعوے
سے دست کش ہوئی جب ان حاکمون نے دیکھا کہ ایسی پری شیشہ مین آکر ہاتھ سے
نکلی جاتی ہے اور شیشۂ دل چور چور ہے اسکو کسی طور سے پہانسنا چاہیے تب بزور
گواہان لبیاسی حضرت داؤدؑ کے حضور مین بیان کیا کہ یہ عورت ایک کُتّے پاس رہتی
ہے حضرت داؤدؑ نے مطابق توریت رجم کا فرمان جاری کیا یہ خبر حضرت سلیمانؑ
کو پہونچی آنجناب نے باہر نکل کر اجراے حکم کو ملتوی کیا اور کئی لڑکے ہم عمر بلاے
اُنمین سے ایک کو عورت قرار دیکر چار گواہ کیا اُن چارون نے گواہی دی کہ یہ عورت
ایک کُتّے کے پاس رہتی ہے پھر ان چارون کو الگ الگ بہٹلایا اسطرح کہ ایک
دوسرے کی آواز نہ سُنے اور ایک سے پوچھا کُتّے کا رنگ کیسا تھا اُسنے کہا سیاہ
دوسرے سے دریافت کیا وہ بولا سُرخ اسی طرح تیسرے سنے کہا زرد چوتھے نے کہا
ابلق تب کہا کہ تم بڑے جھوٹے ہو تمھاری گواہی پر ایک عفیفہ صالحہ کو حد نہ مارونگا
بعد ازان اور لڑکون سے کہا کہ ان گواہون کو قتل کرو یہ خبر تہا مہا حضرت داؤد علیہ السلام

کو پہونچی تب حضرت داؤد نے اوس مقدمہ کے گواہوں کو طلب کیا اور ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ بٹھلا کر سوال کیا اُن سب نے کئی کا رنگ مختلف بیان کیا غرضکہ گواہوں نے سزا پائی اور عورت نے خلاصی۔

فائدہ معالم میں محمد بن کعب قرطبی سے روایت ہے کہ لشکر حضرت سلیمان علیہ السلام سو فرسخ میں پڑتا تھا پچیس میں انسان اور پچیس میں حیوان دواب اور پچیس میں جنات اور پچیس میں وحش وطیور اور تین سو منکوحہ اور سات سو کنیز آنجناب کے تصرف میں تہیں اور سب کے لئے محل جدا جدا تھے اور سب محل شیشے کے بنے تھے اور سب محل ایک تخت پر تھے اوس تخت کو ہوا لے پہرتی تھی اور تفسیر کشاف میں لکھا ہے کہ لشکر حضرت سلیمان علیہ السلام دس ہزار فرسخ میں نزول فرماتا تھا اور دو فرسخ میں ریشم کا فرش بچھایا جاتا تھا اسکے بیچ میں تخت رکھا جاتا تھا اور حملا کابر واشراف کرسیوں پر بیٹھتے تھے اور ہوا اوسی بساط کو لے اوڑتی تھی۔ اور معالم التنزیل میں مقاتل ابن حبان سے روایت ہے کہ شیاطین نے حضرت سلیمانؑ کے واسطے ایک فرش کارچوبی ریشم کا بنایا تھا دو فرسخ کا اوسکے درمیان منبر سونے کا رکھا جاتا تھا اوس پر حضرت سلیمان علیہ السلام اجلاس فرماتے تھے اور تین ہزار کرسیاں طلائی و نقرہی بچھائی جاتی تہیں طلائی پر انبیا و پیغمبران علما و فضلا سے دوران اونکے گرد جن و شیاطین و عامہ انسان اور طایفہ طیور اپنے پروں سے اوس مجلس پر سایہ کرتے تھے تاکہ حرارت آفتاب نہ پہونچے اور ہوا اوس بساط نشاط کو اوٹھاتی صبح سے تا شام ایکماہ راہ اور شام سے تا صبح اسیقدر طے کرتی تھی سعید ابن جبیر سے روایت ہے کہ چھہ سو کرسیاں بچھائی جاتی تہیں اوس پر انسان

وجنات بیٹھتے ستھے اور طیور پرون سے سایہ ڈالتے تھے تب ہوا اٹھاتی تھی - اور
تفسیر جواہر مین ہے کہ داہنے طرف تخت کے دو لاکھ کرسیان اکابر انس اور بائین
جانب دو لاکھ کرسیان اشراف جن کی بچھائی جاتی تہین اور بہین و پیسا پینتیس پینتیس منبر
رکھے جاتے تھے اونپر علما و فضلا و اتقیا و صلحا سے انس و جن بیٹھکر وعظ کرتے تھے اور
طیور اپنے پرون سے سایہ کرتے تھے اوس تخت کو ہوا لیکر چلتی تھی - اور سواری کا یہ
انتظام ہوتا تھا کہ باوصف شدت ہوا کسی کھیت کے درخت کو حرکت ہوتی تھی اور
گرد و غبار کا نشان ہوتا اور کسی بیچارہ ضعیف جانور کو بھی ضرر و نقصان نہ ہوچتا تھا
اس شوکت وحشمت کا اشارہ سورہ نمل مین ہے - وقال ایھا الناس علمنا
منطق الطیر واوتینا من کل شیئ ان ھذا لھو الفضل المبین - یعنی حضرت
سلیمانؑ نے کہا اے لوگو ہمکو سکھائی ہے بولی اوڑتے جانورون کی اور عطا کیا
ہمکو ہر چیز مین بیشک وشبہہ یہی ہے بڑائی صریح یعنے جو چیزین دنیا مین درکار
ہین جنکی انسان کو ضرورت ہے سب عنایت فرمائین -

اور ذخیرۃ الملوک مین لکھا ہے کہ دیوون نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے
واسطے پتھر کی دیگین تراشین تھین کہ ہر ایک مین ونل اونٹ اوترجاتے تھے اور
ہر روز ہزار دیگین پکتی تھین اور لشکر کے لوگ کہاتے تھے - اور قصص مین لکھا ہے
کہ اتنی ہزار من نمک ہر روز باورچیخانہ مین صرف اور ہر روز لاکھ مرغ ذبح ہوتے
تھے لیکن حضرت سلیمانؑ اوسمین سے ایک لقمہ نہ کہاتے تھے بلکہ تمام روز روزہ
رکھتے اور زنبیل بنتے اور شام کے وقت اوسکو بیچتے اور دو روٹیان جو کی لیکر
گورستان مین کسی اوڑھکر جاتے اور روزہ افطار فرماتے اس حال مین کبھی جو

کوئی مسکین ملجاتا تو اُسکو بھی شریک فرما لیتے تھے۔

غرضکہ سب سے پہلے بادشاہ روئے زمین کے حضرت آدم ابو البشر ہوئے پھر خدا کے خلیفہ اور دین کے سلطان تھے جب رحلت کر گئے تو اونکی اولاد دو طرح پر ہو گئی ایک دین مین قایم مقام ہوئے وہ حاکم اسلام رہے دوسرے بادشاہ بنی جتنے نبی رسولؐ آئے وہ سب سلطان دین تھے اونکی اطاعت اون لوگون پر فرض تھی جن کی طرف وہ بھیجے اوٹھائے گئے تھے پھر خواہ اوس امت نے اونکا کہنا مانا سُنا یا نمانا نہ سُنا۔

جتنے بادشاہ دنیا کے ہوئے اون سے دین نہ تھا بلکہ ہر خرابی دین کی اونہین کے ہاتھون سے ہوئی ان دونون طرح کے ملکوک حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر تا خاتم رسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہوتے رہے جب اللہ پاک نے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا تو انکو دین و دنیا دونون کا حاکم گردانا اور دونون حالتون کا مالک بنایا۔ اودہر شریعت اور اودہر سیاست چمکی ان دونون وظایف کے ساتھ جیسا قیام سردار عالم نے فرمایا سارے جہان مین کسی نے نہین کیا اور نہ کوئی کر سکیگا۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر	من وجھک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ	بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

جو فضائل اور کمالات سردار عالم صلعم کو بادشاہ علی الاطلاق نے جمیع مخلوقات ارضی اور سماوی سے برسالت و خاتمیت منتخب فرمایا اور اپنی خاص عنایتون سے مخصوص کیا اور جملہ صفات کمال اُس ذات بابرکات مین فراہم کئے اور کمالات اپنے کا ایک نکتہ

بتا دیا تاکہ حاضر و غایب کو اطلاع ہو جاے کہ یہ پیغمبر محبوب اور مخصوص حضرت معبود ہی اگرچہ اور پیغمبران اولوالعزم کو فضایل و کرامات عطا کئے تھے مگر جدا جدا اب انکو ایک ذات مین جمع کرکے مجمع صفات کر دیا تو فضیلت اجتماع کی انفراد پر جلیسن سے بخوبی ظاہر ہے کہان ہزار مکانون مین ہزار چراغ اور کہان ایک مکان مین ہزار چراغ - چنانچہ اس موقع پر ایک تضمین مندرجہ تصحیح الاذکیا فی احوال الانبیا ہدیہ ناظرین ہے۔

تضمین

تجھی اللہ نی بخشی ہین کمالات سبہی	صفوت آدم کی ملی معرفت شیث ملی	نوح کا شکر ملا خلت ابراہیمی	صوت داؤد و فصاحت ہی ملی صالح کی
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
صبر ایوب تو ہارون کا تحمل پایا	مثل اسحاق سخا عصمت حضرت یحیی	حکمت لوط عبادت ہوئی یونس کی عطا	مثل یعقوب بشارت ملی ور اسکے سوا
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
تجھ مین اوصاف پسندیدہ ہین بیحد یکجا	سب ہین یکجا متفرق تھے جو ہر ایک کے پاس	جیش تھی شیث کا جہاد اور وقار الیاس	کیا فقط یہ ہی کہ ای بادشہ جن و انس
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
کیا کہون تونی جو پائی ہین عطائے جبریل	سخن حضرت موسی لغت اسمعیل	قرب ایسا کہ پہنچ سکتی نہین ابن خلیل	الغرض کہون مین کیا کیا ترے اوصاف جمیل
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
بیگمان رعیت و جبہ جو کی ای شہ دین	اصطفا و رضا جو صفتین ہین نکلین	خاص ہین تجھ کو کوئی شرکت نہین ان مین	پہر تجھے اور وہ صفتین ہین شرکت ہیجنین
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
جامعیت کی ملی تجھکو جو بے ہیچ و مکر	پہر سند ختم رسالت کی بعنوان قدر	مل گئی مہر نبوت سے مسجل ہو کر	یوں لگے قدسی کہ اب آدو تو نہ جہان در
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
دلبری کا جو پرستان مین شہرہ پہونچا	سنکے پریون کو ہوی آپ سے الفت پیدا	عشق مین جلوہ نما آیا جو خیالی نقشا	دیکھکر کہنے لگین صل علی صل علی

	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
جمع ہین تجھمین جو ادصاف کسی مین ہوے	مشترک وصف تجھے صد چند بڑہی ورد سے	ہنین تشبیہ حقیقت مین کسی سے تجھے	پر کہا کرتی ہین جو سمجھے ہین سمجھ کیلئے
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
کہون کس منہ سے کہ مین تیری جہت کیا ہی	صرف اپنی ہی تحصیل سعادت کی ہے	قل و دل ایک سخن پاک تمامی کیا ہے	فقط اس بیت کی تضمین کی جرات کیا ہے
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	

اور آنحضرت کے بعد جو آپکی راہ پر چلا ہے اوسکو خلیفہ رسول کہتے ہین چنانچہ بعد وفات سردار عالم و عالمیان کے جب حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کی گئی تو آنجناب کو خلیفہ رسول خدا صلعم کہتے ہین۔

فضیلت آنجناب یہ ہے کہ فرمایا سردار عالم نے کہ آفتاب نے طلوع و غروب نہین کیا بعد انبیاء و مرسلین کے کسی پر جو بہتر ہو ابوبکر سے۔

اور جابر ابن عبد اللہ سے روایت ہے کہ مین ایک دن در دولت رسول مقبول پر با جماعہ مہاجرین و انصار حاضر تھا اور باہم تذکرہ بزرگی و فضیلت کر رہے تھے آنحضرت صلعم تشریف لائے اور فرمایا کس شغل مین ہو مین نے عرض کیا کہ فضایل لوگون کے بیان کرتے ہین فرمایا کہ اگر یہہ مذکور ہے تو خبردار ابوبکر پر کسی کو تفضیل نہ دیجیو اسلیئے کہ وہ تم سب سے افضل ہے دنیا و آخرت مین اور بڑی فضیلت جناب صدیق اکبر کو یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جسطرح مقام دلجوئی و خاطرداری پیغمبر خدا مین فرمایا ہے ولسوف یعطیک ربک فترضی اسی طرح صدیق اکبر کے حق مین کیا ولسوف یرضی یعنے یقین کہ راضی ہوگا صدیق اکبر خدا سے اور بھی اللہ جل ذکرہ نے حضرت صدیق کو اتقی فرمایا ہے وسیجنبہا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی اور دوسری جگہ فرمایا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقیکم پس مقتضائے

مجموع آیتون سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر اکرم الناس ہون عند اللہ اور یہی معنی افضلیت کے ہین ؀

آپ بڑے مالدار تھے چنانچہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ کسی مسلمان کا مال میرے حق مین نافع تر مال ابی بکر سے نہین ہوا آنحضرت صلی اللہ وسلم مال ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بے محابا و بلا تامل و تردد خرچ فرماتے تھے جیسا اپنا مال اور مال ابی بکر مین اور اپنے مال مین کچھہ امتیاز اور فرق نہ رکھتے تھے ؀

آپ کے ایام خلافت مین یمامہ مین مسلمہ کذاب پیمبری کا دعویدار ہوا تھا وہ سزا یاب ہوا اور قتل کیا گیا۔ اسود بن عیسیٰ نبوت کا جھوٹا دعویدار فیروز دیلمی کے ہاتھہ سے مارا گیا اور طلیحہ بن خویلد جو جھوٹا پیمبر بنا تھا اپنی سزا کو پہونچا۔ اور سجاع نام ایک عورت جو نبوت کی دعویدار ہوئی تھی تایب ہو کر مسلمان ہوئی۔ اور عرب کی بہت سی قومین جو سردار عالم سلطان الانبیا کے وفات کے بعد مرتد ہو گئی تھین دوبارہ بزور شمشیر مسلمان کی گئین۔

اور زمانہ خلافت انجناب مین حضرت عمر فاروقؓ قاضی اور حضرت عثمان بن عفانؓ اور زید بن ثابت کاتب اور عتاب بن اسد عامل مکہ معظمہ اور عثمان بن ابی العاص حاکم طایف اور مہاجرین ابی امیہ والی صنعا اور زیاد بن ولید مالک حضرموت اور بحرین مین جیرا اور سواد عراق مین مثنی بن حارثہ اور ہشام بن ابو عبیدہ جراح و شرجیل اور زید بن ابی سفیان مگر یہ تینون صاحب خالد بن ولید کے تحت حکومت تھے کیونکہ وقت وفات حضرت صدیق اکبرؓ خالد محاصرہ دمشق مین مصروف تھے۔

الغرض دو برس تین مہینے مسند آرائے خلافت رہے آخر بائیسوین جمادی الثانی سنہ ۱۳ ہجری مین

وفات پائی سرور عالم آنحضرت صلعم کے روضہ منورہ میں مدفون ہوئے۔ سلہ

سلہ اور آپکے بعد امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے عہد خلافت میں جو عہد

اسلام نے رونق پائی دین کی ترقی ظہور میں آئی فوج اسلام جدہر جاتی فتح نصرت استقبال

کو آتی چنانچہ چار ہزار چھتیس شہر بانواح و لواحق فتح ہوئے از انجملہ دمشق و حمص و بعلبک

سنہ ہجری میں بصلح فتح ہوئے اور بصرہ و ایلہ و انطاکیہ و کوفہ و اہواز و سوس

و طوس و تستر و مصر و آذربائیجان و نہاوند و دینور و ہمدان و جرجان و حلب

و اصفہان روم و شام وغیرہ دار السلطنت فتح ہوئے اور نوکرور کافر مشرف

باسلام ہوئے چار ہزار کنیسہ منہدم ہوگئے اور چالیس ہزار مسجدیں بنا ہوئیں ایک

ہزار نو سو منبر خطبہ کے لیئے رکھے گئے عبادت حق کا سامان ہوا بیت المال کے لئے

انتظام فرمایا اور سنہ ہجری قرار داد ہوا۔ بہت بڑے ہوشیار دلاور پرہیزگار

و صاحب رعب سخی عامل تھے آپکی عدالت کا چرچا دور دور مشہور و معروف ہے

عدالت کا درہ ایجاد فرمایا مظلوم کا انصاف ظالم سے لیا آپ کے اخلاق حمیدہ

و اوصاف پسندیدہ کے بیان سے کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ اتقا یہاں تک تھا کہ

یہ اپنے دست مزد سے کھانا کھاتے بیت المال کا روپیہ اپنے تصرف میں نہ لاتے

وہی فقیرانہ گودڑی پیوند کی ہوئی وہ بھی اپنے ہاتھ کی سی ہوئی پہنتے اپنے ذاتی

کام کے انجام کے لیئے کسیکو تکلیف ندیتے شجاعت و جوانمردی کا یہہ حال تھا

کہ اگر شیر دلیر روبرو آتا روباہ بن جاتا۔

عادت شریف جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ تھی کہ آپ تمام دن دادرسی

اور فریادرسی مظلوموں اور حاجت براری ہر حاجتمند ونکی فرماتے تھے اور شب

کام مالی ملکی آپ اپنے ذات خاص سے انجام کو پہونچاتے اور جب رات ہوتی تو
بذات خود تمام شہر کی گلی کوچون مین گشت فرمایا کرتے تھے کہ کسی کا دروازہ غفلتاً
کھلا نہ رہگیا ہو اور کسی کا جانور کہل کے گم ہو جاے اور کوئی چوکیدار غافل
نہوا سکے سوا اور نہ اردون کام پاک پروردگار عالم کی مخلوق کو آرام پہنچانیکے
لیے گشت فرماتے تھے چنانچہ ایک روز اہالیان مدینہ منورہ نے عرض کیا کہ یا
امیر المومنین آپکے بعد پہر اسطرح کون حفاظت مخلوق الٰہی مین جانکاہی کرے گا
آپ اور سرداروں وتابعداروں سے یہ کام کیون نہین لیتے کہ آپکو آرام اور
سرداروں کو ہدایت و مخلوق کو راحت ہو آپ نے فرمایا کہ روز حساب مجہسے
بازپرس ہوگی یا اور کسی سے کیونکہ حاکم حقیقی کے آگے دودہ پانی سے اور پانی
دودہ سے جدا ہوگا اور میرے مقابلہ مین امام خلافت کا سب معاملہ پیش ہوگا یہانتک
تک کہ ایک گائی کسی بڑہیا کی فریاد کریگی کہ یہ بڑہیا زور سے دودہ دہوتی اور
مجہکو ایذا دیتی تہی باوجودیکہ دودہ آسانی سے بہی نکل سکتا تھا اس پر مجہسے
بازپرس ہوگی کہ تو اس قدر غافل کیون تھا۔

آثار جناب فاروق اعظم کو یہ خبر پہونچی کہ بعض عامل کا طرز عمل رعایا کے نسبت
اچہا نہین اسپر آپ نے انکو طلب فرمایا جب وہ حاضر ہوچکے تو آپ نے بعد
حمد و ثنا کے ارشاد فرمایا کہ اے رعیت ہمارا حق تمپر یہ ہے کہ پیٹھ پیچھے خیرخواہی
کرو اور اچھی بات پر مددگار رہو اور اے عاملو رعیت کا تمپر حق ہے پس
جان لو کہ جیسی نرمی امام کی اور اسکا حلم اللہ پاک پروردگار عالم کو پسند ہے
ویسا کوئی حلم محبوب اور عام نہین اسی طرح کوئی چیز اللہ پاک کے نزدیک امام کے

ظلم و جہل سے بڑی ہین اور یہہ بھی جان رکھو کہ جو شخص اپنے سامنے والون کو عافیت سے رکہتا ہے اسکو غایب لوگون کی طرف سے بہی عافیت اور آسایش پہونچتی ہے ✦

اور جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ابوموسی اشعری کے نام پر نامہ لکھا کہ بڑا نیک بخت وہ عملدار ہے جسکے طرز عمل سے رعیت نیک کردار ہو اور بڑا بدبخت وہ عملدار ہے جسکے طرز عمل سے رعایا ناہنجار ہو خبردار ہرگز فراخروی نہ کرنا کہ تمہارے عمال بھی ایسا ہی کرینگے اور اُس وقت تمہاری مثال اُس چوپایے کی ہوگی جو گہاس دیکھکر بہت سی کہا جاے تاکہ فربہی زیادہ ہو اور وہی فربہی اوسکے ہلاکت کا سبب ہوجاے ✦

اور فرمایا جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہ افسوس ہے زمین کے حاکم پر آسمان کے حاکم سے اُس دن جب یہہ اوسے دیکھیگا مگر یہ کہ داد دہی ہوگی اور حق ادا کیا ہوگا اور طمع کی خواہش کے موافق حکم نہ کیا ہو اور رشتہ داروں کی حمایت نکی ہو اور کسی ڈر یا اور کسی طرح کی لالچ سے حکم نہ بدلا ہو اور اللہ پاک کی کتاب کو مدنظر رکہکر اوسکے موافق حکم کیا ہو ✦

چنانچہ فرمایا رسول پاک پروردگار عالم نے کہ قیامت کے دن حاکمون کی جب احکم الحاکمین کے سامنے پیشی ہوگی ارشاد ہوگا کہ تم میرے بکریون کے چرواہے اور میری زمین کے خزانہ دار تھے پس میرے حکم کے سوا تم نے کیون کسی کو زیادہ سزا دی وہ عرض کرینگے کہ اے خداوند عالم اس غصہ کے سبب کہ اونہون نے تیرے حکم کے خلاف عمل کیا۔ بارگاہ رب العزت

للکارا جائیگا کہ کیا تیرا غصہ میرے غصہ سے بھی زیادہ تھا پھر دوسرے حاکمون سے سوال ہو گا کہ تم نے میرے حکم سے کیون کم سزا دی وہ عرض کرینگے یا الہ العالمین ہم نے اُسپر رحم کیا ارشاد ہو گا کہ کیا تم مجھسے بھی زیادہ رحیم ہو بعدہ جس نے زیادتی کی تھی اور جس نے کمی کی تھی اُن دونون کو پکڑینگے اور دوزخ کے کونون کو اُن سے بھرینگے اور جس جس نے حکم مین ظلم کیا ہو گا یا فیصلہ مین رشوت لی ہو گی یا ایک فریق کی بابت کان لگا کر سُنی ہو گی وہ سب کے سب ستر برس تک دوزخ ہی مین رہینگے اور پھر اپنے ٹھکانے پر پہنچین گے۔

غرضکہ نیک نیتی و عمل صالح کے ہمراہ کوئی امر بُرا نہین ہو سکتا ہے ورنہ ہر اچھا کام کج حق مین ظالم فاسق کے بُرا ہو جاتا ہی جس صورتین کہ وہ اپنی خواہش نفس کے موافق کیا کرتا ہی۔

چنانچہ جناب فاروق اعظم رضہ شام مین تشریف فرما ہوئے تو حضرت امیر معاویہ رضہ کو دیکھا کہ وہ لباس شاہانہ پہنے ہوئے تھے آپ نے بُرا مانکر فرمایا کیا یہ چال کسروی ہے امیر معاویہ رضہ نے کہا کہ مین سرحد دشمن خدا و عدو رسول اللہ پر رہتا ہون مجھکو اسکی حاجت ہی کہ زینت حرب و ضرب و شوکت اسلام اُنپر ظاہر کرون اور داب و رعب ڈالون حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سکوت فرمایا تخطیہ نفرمایا اسلیے کہ امیر معاویہ رضہ نے مقصد صالح کا پتا سمجھا یہ مصالح حق و مشائع دین کو دیا تھا چونکہ صحابہ رسول خدا صلعم ہمیشہ التباس باطل راہ و رسم شاہانہ سے ہزارون کوس بھاگتے تھے خلفاے اربعہ کا تو کچھہ ذکر ہی نہین ہی کہ یہ سب افاضل است زاہدترین خلق تھے اپنی اگلی تنگی ترشی غریبانہ چال ڈھال پر قایم رہے احوال دنیا و اعمال ملوک سے کچھہ بھی واسطہ نرکھا یہان تک کہ جب عصبیت عرب کی دین پر مجتمع ہو گئی اللہ پاک نے اپنے وعدہ کو پورا فرمایا ملک فارس و بلاد روم وغیرہ ہاتھہ پر اسلام کی فتح ہو گئی تب بھی یہ حضرات اوسی خشونت و عیش پر باقی رہے۔

الغرض ہر نیک و بد کا تمیز نیت و عمل صالح پر موقوف ہے چنانچہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ اللہ تمہاری صورت و مال کو نہین دیکہتا بلکہ تمہاری دل و اعمال کو دیکہتا ہے ۔

اور تم سب راعی ہو اپنی رعیت سے پوچہے جاؤ گے امام لوگون پر راعی ہے اور عورت شوہر کے گہر مین اور باپ بیٹے کے مال مین راعی ہین ان سب سے انکی رعیت کے باب مین سوال ہوگا اہل اسلام نے اجماع کیا اس امر پر کہ وصی یتیم ناظر وقف وکیل مال پر واجب ہے کہ تصرف اصلح کرے ۔

چنانچہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ کوئی راعی نہین جسکو اللہ پاک نے رعیت سپرد کی ہو اور وہ خائن و غاش ہو جس دن کہ مرے مگر حرام فرماتا ہے پروردگار عالم اوس پر بو جنت ۔ رواہ مسلم ۔

المختصر واقعہ شہادت جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اسطرح واقع ہوا کہ آپ کے عہد خلافت مین مغیرہ ابن شعبہ عامل کوفہ نے لکہا کہ ایک غلام نہایت ہوشیار کار حدادی و نقاشی وغیرہ سے واقف کار یہان ہے اگر ارشاد ہو تو مدینہ منورہ مین بہیجا جائے تاکہ مسلمانون کو منفعت حاصل ہو آنجناب نے اجازت دی کہ وہ مدینہ مین آیا اور رہنے لگا ایک روز حضرت پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ چار درہم خراج کے جو مجہ سے لئے جاتے ہین وہ مجہپر گران ہین کچہہ کم کر دینا چاہئے حضرت نے فرمایا کہ تو کئی پیشون سے واقف ہے اس لحاظ سے یہ خراج کچہہ گران نہین ہے وہ مردود مجوسی علیہ اللعنۃ ناراض ہو کر چلا گیا اور بعد چند سے اوس مردود نے ایک خنجر دو زبان خرید کیا اور اوسکو زہر آلود کر کے گہات مین لگا تاکہ امیر المومنین کو شہید کرون اور امیر المومنین کی یہ عادت شریف تہی کہ صبح کاذب کے وقت مسجد مین تشریف لاتے تہے اور نماز پڑہاتے

جنگ تےبخفے چنانچہ بروز چہارشنبہ بست وہفتم ماہ ذی الحجہ سال ہجری مین بوقت صبح مسجد
مین تشریف لائے اور لوگون کو نماز کیلئے بیدار فرمایا جب سب لوگ وضو و طہارت
وغیرہ سے فارغ ہوئے تو حضرت عمرؓ امامت پر قایم ہوئے اور قبل احرام نماز تسویہ
صفوف تاکید فرمائی اوسی حالمین ابو لولوہ مجوسی غلام مغیرہ ابن شعبہ نے دو خنجر مارے
ایک کتف پر دوسرا خاصرہ پر کہ امیر المومنین گر پڑے اوسی وقت تیرہ شخص اور بہی
مجروح ہوئے کہ اونمین چھ مر گئے آخر کار ایک مرد جرار عراقی نے اپنی چادر اس مجوسی
پر ڈالدی اور گرفتار کر لیا اس نے ایک خنجر اپنے پیٹ مین مار لیا اور خودکشی کر لی اور
حضرت امیر المومنین کو اٹھا کر گہر لے گئے اسوقت آفتاب قریب نکلنے کے تہا اور نماز
فجر کسی نے نہ پڑہی تہی آخر کار عبد الرحمن ابن عوف نے نماز پڑہائی اور جب حضرت
عمرؓ گہر مین تشریف لیگئے تو کسی شخص نے دودہ پلایا کہ وہ دودہ زخمون کی راہ سے
نکل گیا اور آخر وقت اسی دن خلعت شہادت جانب حق سے پہنائی گئی اور غرہ محرم
سال بست وچہارم ہجری مین بروز شنبہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس برابر
دوش مبارک حضرت صدیق اکبر مدینہ منورہ مین دفن ہوئے عمر شریف آنجناب
بروایت صحیحہ ترسٹھہ برس کی ہوئی۔

	واسے صدواے عدل بیکس ماند ۲۴		سال نقش خرد بحسرت خواند	

اور بعض کہتے ہین عمر چہیاسٹھ اور بعض اسٹھہ اور بعض ساٹھہ بہی بیان کرتے ہین اور
وقت شہادت آنجناب کے حاکم مکہ معظمہ مین عبد اللہ خزاعی اور طایف مین نافع
بن عبد اللہ اور بصری مین ابو موسی اشعری اور کوفہ مین مغیرہ بن شعبہ اور مصر مین
عمرو بن عاص۔ اور حمص مین عمرو بن سعد اور دمشق مین معاویہ بن ابی سفیان

اور یمن مین علی بن امیہ اور بحرین مین عثمان بن ابی العاص وغیرہ اور داروغہ بیت المال
زید بن ارقم اور منشی آنجناب کے دو شخص تھے عبدالرحمن بن خلف خزاعی اور زید
بن ثابت رضی اللہ عنہما تھے اور پانسو انتالیس حدیثین حضرت عمرؓ سے مروی ہین مناقب
آپ کے بکثرت ہین اور احادیث مین بہت ہین از انجملہ وحی آسمانی سولہ یا بیس یا
اکیس جگہہ مطابق راے حضرت عمرؓ کے نازل ہوئی ہے چنانچہ ابن عساکر نے حضرت
علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت علیؓ نے ان فی القرآن
رایاً من رای عمر یعنے ہر آئینہ قرآن مین راے عمرؓ سے او بخاری و مسلم مین حضرت
حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا مین نے موافقت کی اپنے پروردگار سے
تین باتون مین ایک یہ کہ مین نے کہا یا رسول اللہ اگر مقام ابراہیم علیہ السلام
کو مصلی گردانین تو بہتر ہو اسوقت کریمہ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی ا
نازل ہوئی دوسرے مین کہا یا رسول اللہ فاجر و متقی سب ازواج مطہرات کے
حضور مین چلے آتے ہین اگر انکو حکم حجاب فرمایا جائے تو بہتر ہے اسوقت کریمہ
واذا سالتموھن متاعاً فاسلوھن من وراء حجاب نازل ہوئی چنانچہ احمد و بزاز
و طبرانی نے عبداللہ ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے ازواج مطہرات سے پردہ کو فرمایا زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے عمرؓ ہمپر
وحی نازل ہوتی ہے تم ہمپر حکم کرتے ہو اسی عرصہ مین یہہ آیت نازل ہوئی۔
تیسرے ایک مرتبہ ازواج مطہرات جمع ہوئی تھین اور باہم رشک و غیرت کی گفتگو
کرتی تھین اور آنحضرت کو ملال تھا سو مین نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ انکو طلاق دینگے
تو اللہ آپکو انسے بہتر عطا کرے گا اسوقت کریمہ عسیٰ ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجاً خیر

امکن آلایتہ نازل ہوئی اور طبرانی سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی
کہ ہرگاہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض منافقون کے واسطے استغفار
مین الحاج بہت کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سواء علیہم یعنے برابر ہے انکے واسطے استغفار
اور عدم استغفار یا رسول اللہ تب یہ آیت نازل ہوئی سواء علیہم استغفرت لہم ام لم
تستغفر لہم - اور ابن ابی حاتم نے عبدالرحمن ابن ابی لیلی سے روایت کی ہے انہون
نے ایک شخص یہودی عمر رضی اللہ سے ملا او سنے کہا وہ جبرئیل جو تمہارے پیغمبر
پر وحی لاتا ہی ہمارا دشمن ہی حضرت عمر نے کہا من کان عدوا للہ و ملائکتہ و رسلہ
و جبریل و میکال فان اللہ عدو للکافرین - بعد اسکے یہی آیت نازل ہوئی موافق
قول حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے اور ابن عساکر نے جابر اور عروہ رضی اللہ عنہما سے روایت
کی ہے کہ جب آیتہ ثلۃ من الاولین وقلیل من الاخرین نازل ہوئی تو حضرت عمر ابن
خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور لامع النور مین آکر روئے اور عرض کیا یا
نبی اللہ ہم ایمان لائے آپکا اور تصدیق کیا تمہارے فرمانیکو اور ہم لوگون سے جو کہ نجات
پاوینگے وہ قلیل ہین پس نازل ہوئی ثلۃ من الاولین و ثلۃ من الاخرین آنحضرت صلعم
نے فرمایا ای ابن خطاب ہر آئینہ نازل ہوئی آیت اس باب مین جس مین تجھکو تردد
تھا اور اللہ پاک نے ثلۃ من الاولین و ثلۃ من الآخرین فرما دیا حضرت عمر نے کہا
رضینا من ربنا و تصدیق نبینا پس فرمایا رسول اللہ صلعم نے آدم علیہ السلام سے مجھہ تک
ایک ثلۃ اور مجھہ سے قیامت تک اسی طرح اور آیات ہین جنکا ذکر مفسرون نے اپنی
تفسیرون مین بہ تفصیل بیان فرمایا ہے - اور احمد و ترمذی و حاکم نے عقبہ ابن عامر سے
اور طبرانی نے عصمت ابن مالک سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے لو کان

بعد میری نبی لکان عمر ابن الخطاب اور حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت
کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے عمر سراج اہل الجنۃ فی الجنۃ یعنی عمر چراغ اہل جنت
کا ہوگا بہشت مین بعض علما اس حدیث کے معنی مین فرماتے ہین کہ مراد یہ ہے کہ
وہ چالیس شخص جنکی تمامی حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے ہوئے وہ سب بہشتی ہین اور
عمر رضی اللہ عنہ انمین چراغ ہین اسواسطے کہ اسلام اونکا اسلام عمرؓ سے قوی ہوا کہ
اسی وقت سے انہون نے اظہار اسلام کیا اور پوشیدہ تھے ظاہر ہوئے جس طرح
راہ رو روشنی چراغ مین چلتا ہے۔ اور بخاری و مسلم مین ابو سعید خدری سے روایت
ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس حالت مین مین سوتا تہا دیکھا مین نے لوگون کو
کہ میرے سامنے کئے گئے اور اونپر کرتے ہین انمین سے بعض کا کرتہ تو چھاتی تک پہونچا ہے
اور بعض کا اسکے نیچے اور عمر خطاب میرے سامنے کیا گیا اور اسپر کرتہ تہا کہ وہ اسکو
زمین مین گہسیٹتا جاتا تہا اصحاب نے عرض کیا اسکی تعبیر کیا ہے فرمایا دین۔

فائدہ۔ دین سے یہ مناسبت ہے کہ جسطرح کرتہ بدن کو چھپاتا ہے اور سردی
گرمی سے بچاتا ہے ویساہی دین بہی روح و دل کو محفوظ و مصئون رکھتا ہے کہ
کفر و گناہ سے بچاتا ہے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دین
حد سے زیادہ کامل تھا۔ اور بخاری مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت
صلعم نے فرمایا جس حالت مین کہ مین سوتا تہا سو مین نے آپکو ایک کنوئین پر دیکھا
اوسپر ایک ڈول پڑا ہے سو مین نے اس ڈول سے پانی کھینچا جتنا خدا نے چاہا پھر
اوسکو ابن ابی قحافہ یعنے صدیق اکبرؓ نے لیا اونہون نے ایک ڈول نکالا انکے کھینچنے
مین کچھہ سستی و آہستگی تھی خدا اسکو معاف کرے گا پھر ڈول پل ہو گیا عمر ابن خطاب

لیا سو مین نے تو آدمیون سے ایسا عجیب غریب بڑا زوراور یا اور کسی کو نہین دیکھا جو عمر کی طرح پانی کہینچتا ہو یہان تک اسنے کثرت سے پانی نکالا کہ لوگون نے اپنے اونٹون کو آسودہ کر کے انکی نشست گاہ مین بٹہلایا۔ سو ڈول کہینچنے سے دین کی سرداری مراد ہے کہ بعد حضرت نبی آخرالزمان سلطان دوجہان کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ہو گی کہ وہ ایک ڈول آہستگی سے نکالینگے یعنے آپکی خلافت تہوڑے دن ہو گی اسلام خوب نہین پہیلیگا چنانچہ کُل دو برس آنجناب خلیفہ رہے اس مدت مین مسیلمہ کذاب وغیرہ اہل ارتداد سے معرکہ رہا انکو بیدریغ تہ صمصام خون آشام کر کے عرب کا اسلام مضبوط فرمایا اور کسی قدر ملک شام فتح کیا تہا کہ وفات پائی اور جب انکے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسند آرا ے خلافت رسالت پناہی ہوئے دس برس تک کام کیا اس مدت خلافت مہد مین شرقاً و غرباً اسلام تمام عالم مین پہیلا اور بیشمار خزانے اہل اسلام مین تقسیم ہوئے اور روئے زمین عدل و انصاف سے بہر گئی لوگ غنی اور مالدار ہو گئے۔

چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا متروکہ بعد انکی وفات کے پچاس ہزار دینار ہزار گہوڑے اور ہزار لونڈیان تہین۔

اور آمدنی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی علاقہ عراق سے ارہن ہزار دینار اور ناحیہ سراۃ کی اس سے بھی زیادہ ہوتی تھی +

اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی رباط مین ہزار گہوڑے اور ایک قدر اونٹ تہے دس ہزار بکریان تہین جب انتقال ہوا چوراسی ہزار کی آمدنی چہوڑ گئے۔

اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اتنا سونا چاندی چہوڑ کر رحلت فرمائی
کہ کدالیون سے توڑا جاتا تھا مال ومتاع وزمین اسکے سوا تھی اُسکی آمدنی
ایک لاکھہ دینار تھی ✣
اور حضرت یعلی منبہ رضی اللہ عنہ نے پچاس ہزار دینار اور بہت سی زمین
چہوڑے جسکی قیمت تین لاکھہ درہم تھی۔
اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بصرہ مین پہر مصر کوفہ اسکندریہ مین محل بنایا۔ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے
کوفہ مین ایک محل بنا فرمایا جسپر گچکاری کی اور مدینہ منورہ مین ایک الگ محل عمدہ بنوایا
اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا محل عقیق مین تہا خوب ہی بلند اور بڑے صحن کا
بنا کیا ہوا تھا اُس پر کنگورے لگائے گئے تہے اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے مدینہ
طیبہ مین گہر بنا فرمایا اوس پر گچ کیگئی تھی۔
اگرچہ آمدنی اور جائداد وپیداوار اسیں قدر تھی مگر مضبوطی دین مین اوس قدر
تھی یہہ سب اموال حلال طیب تہے غنیمت وفیٔ سے ہاتہہ لگے تہے انکا تصرف
اس مال مین بطریق اسراف نہ تھا میانہ روی کرتے تہے راہ خدا مین خرچ
کیا کرتے کفار پر اپنی شوکت ظاہر فرماتے اپنا دبدبہ رعب بٹہاتے اسلام کی قوت
ورونق جتاتے اس لئے کچھہ قدح اُنپر نہین ہے۔

حکایت

ایک صوفی بہت بڑے مالدار ودولت مند تہے کسی نے اون کو لکھا کہ مالداری

حاشیہ:
مال ودولت اکٹھا کرنے اور انتقال کے بعد بہت سا مال چہوڑ جانے ... [illegible]
من شیٔ فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل
یعنے غنیمت کے مال مین ایک خمس اللہ کا ... اور قرابتوالون اور یتیمون ومسکینون ومسافرون کی
قولہ تعالیٰ فکلوا مما غنمتم حلالاً طیباً یہہ لوٹ کا مال حلال پاک ہے ... ۱۲ منہ

خلاف طریقہ درویشی ہے مال سانپ ہے اسکی صحبت اچھی نہین اونھون نے جواب
مین لکھا کہ صحبت مار کسی را زیان کند کہ افسون مار نداند۔ یعنی مال اگر سانپ کا حکم رکھتا
ہے تو ہم کو اوسکا منتر بھی آتا ہے۔

چیست دنیا از خدا غافل بودن	رومؒ	نے قماش و نقرہ و فرزند و زن	

غرضکہ اچھا مال وہی ہے جو اچھے کام مین صرف ہو اور عمدہ قوت وہی ہے جو عبادت
مین خرچ ہوتی ہے اور اچھی بات وہی ہو سکتی ہے جسکے سُن نے سے کسی کا دل
خوش ہو اور اچھا کام وہی ہوتا ہے جس سے دین کا فائدہ متصور ہوتا ہے۔

اچھی دولت اچھی قوت ہے وہی بات اچھی ہے وہی جس بات سے		راہ حق پر صرف جو للہ ہو۔ سب کا اطمینان خاطر خواہ ہو	

التحضر بعد شہادت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے امیر المومنین حضرت عثمان
ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کیگئی۔ آپ بڑے مالدار متقی دیندار کم گو
کم زبان باحیا شرمناک بے غضب سخی متقی کلام الٰہی کو آپ ہی نے جمع فرمایا آیات
قرآن شریف کو باہم انتظام دیا آنجناب کے ایام خلافت مین بھی شہر ہمدان
و بلاد طبرستان و جرجان و مملکت ایران اسلام کے قبض و تصرف مین آئے
اور آنجناب کے تمام ملکون مین عمّال اسقدر تھے۔
عبداللہ حضرمی مکہ معظمہ مین۔ قاسم بن ربعہ طایف مین۔ یعلی بن امیہ یمن مین۔
عبداللہ عامر بصرہ مین ابوموسیٰ اشعری کوفہ مین معاویہ بن ابوسفیان دمشق مین
عبداللہ بن خالد حمص مین۔ علقمہ بن الحکم فلسطین مین۔ اشعث بن قیس ممالک
رے مین۔ احنف ممالک خراسان مین۔ اور زید بن ثابت قاضی مدینہ طیبہ۔

ابوہریرہ قاضی مکہ معظمہ۔ اور ابو درد ا قاضی شام رضوان اللہ تعالی عنہم۔ اور مروان کاتب۔ صاحب شرط عبداللہ بن سعد بہی ہے رضی اللہ عنہ۔

اور قصہ شہادت آنجناب یون واقع ہوا کہ مروان ابن الحکم کے سپرد مہر آنجناب کی تہی اور وہ نہایت تسلط ہو گیا تہا اور مہاجرین وانصار رضوان اللہ علیہم اسکی شرارت و بدچلنی سے ناراض رہتے تہے اور اس اثنا مین چند کس مصری عبداللہ ابن سعد حاکم مصر کے ظلم سے دار الخلافت مدینہ منورہ مین آئے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ اسکو ایک نامہ متضمن نصائح و مواعظ لکہہ بہیجا جسکی تعمیل نکی اور سات سو آدمی اہل مصر کے مستغیث آئے اور بوسیلہ حضرت علی المرتضی وام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا احوال اپنا تفصیلی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا تب حضرت عثمان رض نے حکم عزل عبداللہ صادر فرمایا اور ارشاد کیا کہ تم لوگ جس شخص پر راضی ہو وہ حاکم مقرر کیا جائے سب نے محمد ابن ابی بکر کو پسند کیا اور حضرت عثمان رض نے فرمان امارت وحکومت انکے نام لکہدیا اور چند اصحاب مہاجرین وانصار سے بہی انکی ہمراہ فرماکے مصر کو روانہ کیا تیسرے دن ایک غلام حبشی اونٹ پر سوار ان لوگون کو ملا اور اسکے جلد چلنے سے ایسا مفہوم ہوتا تہا کہ طلب کیا ہوا جاتا ہے یا کسیکو بلانے جاتا ہے اس خیال سے محمد ابن ابی بکر کے ہمراہیون نے پوچہا تو کون ہے اور کہان جاتا ہے اس نے کہا کہ مین امیر المومنین کا غلام ہون اور حاکم مصر پاس جاتا ہون پہر پوچہا آیا کوئی فرمان ہے اس نے انکار کیا تب بگرفتاری اوسکی جامہ تلاشی لیگئی تو مطہرہ مین ایک خط نکلا جسمین لکہا ہوا تہا کہ جب محمد ابن ابی بکر اور فلان فلان آدمی مصر مین پہونچین تو کوئی حیلہ کرکے انکو قتل کرنا اور فرمان خلافت کو باطل جاننا اور

تو اپنے کام پر بحال رہنا اور عنوان نامہ پر لکھا تہا من عثمان الی عبد اللہ ابی الشرح
چنانچہ اس مضمون کے دیکھتے ہی محمد ابن ابی بکر مع اپنے رفیقون کے دار الخلافت
مدینہ منورہ لوٹے اور سبکو جمع کرکے حال بیان کیا تب حضرت علی المرتضیٰ وغیرہ اکابر
اصحاب رسول اللہ نے امیر المومنین حضرت عثمان سے استفسار فرمایا تو وہ کہے کہ
غلام وشتر بلاشبہ میرا ہے لیکن یہہ خط مین نے ہرگز نہین لکہا اور نہ میری اطلاع سے
لکہا گیا اور نہ غلام کو مصر کیطرف بہیجا سبکو تحقیق ہوا کہ یہ شرارت مروان کی ہے
اور اسی کا یہہ خط لکہا ہوا ہے لہذا اہل مصر نے مروان کو طلب کیا تاکہ قتل کرین
چونکہ ہنوز کوئی امر موجب قصاص بحکم شرع مروان کے نسبت ثبوت کو نہ پہونچا تہا
امیر المومنین نے تامل فرمایا مصریون نے باعانت وامداد بعض اہل قبایل بنی زہرہ
اور بنی مخزوم وبنی غفار دولت خانہ خلافت آب کو گہیر لیا یہان تک
کہ چالیس شبانہ روز پانی بند کر دیا اور اسقدر رفرصت ندی کہ مسجد مین نماز ادا کرین
چنانچہ ایک روز بلوائیون کے مقابل ہوکر آنجناب نے فرمایا کہ مین تمکو خدا واسلام
کی قسم دیتا ہون اور پوچہتا ہون کہ تم جانتے ہو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مدینہ مین تشریف فرما ہوئے تو سوائے بیر رومہ کے آب شیرین کہین نہ تہا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی بیر رومہ کو مول لیکر وقف کرے تو اسکو
بہشت مین کنواں ملیگا سو مین نے اسکو لاکہہ درہم مین خرید کرکے وقف کر دیا
اور آج تم لوگ مجہے اسکے پانی سے روکتے ہو بلوائیون نے کہا یہہ درست ہے
پہر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ جب مسجد نبوی کثرت اہل اسلام سے تنگی کرنے لگی تو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی فلان خانہ خرید کرکے اسمین ملادے

اسکو اس سے بہتر دار جنت مین ملے سو مین نے اُس گہر کو دس ہزار درہم مین
خرید کر کے مسجد مین داخل کیا اور تم مجھکو اس مسجد مین نماز پڑہنے کو روکتے ہو بولے
نہم راست و درست ہی پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ حضرت رسول خدا صلعم و ابو بکر و عمر
اور مین رضی اللہ عنہم کوہ ثبیر یعنے پہاڑ مکہ معظمہ پر تھے دفعتہً پہاڑ نے خوشی سے حرکت
کی اور بعض پتہر اسکے گرے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مبارک وہاں کر
فرمایا اسکن ثبیر فانما علیک نبی وصدیق وشہدان یعنے ٹہر جا کوہ ثبیر کہ تجہپر پیغمبر
اور صدیق و دو شہید ہین بلوائیون نے کہا درست ہے تب حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ نے فرمایا اللہ اکبر ان لوگون نے میری شہادت پر گواہی دی اور تین بار
اسی کلام کو باآواز بلند فرما کر اپنے مقام پر تشریف لائے اخبار الدول مین ہے
کہ ابو امامہ باہلی کہتے تھے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ محاصرے مین ہوئے تو مین
بھی گہر کے اندر تہا سو مین نے سنا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قصد
ہے کہ مین قتل ہون مگر مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ حلال
نہین ہوتا خون کسی مسلمان کا مگر تین سبب سے اول ارتداد دوم زنا
بعد الاحصان سوم قتل نفس ناحق ولیکن ان اسباب ثلاثہ سے کوئی سبب
مجہہ مین پایا نہین جاتا ہے پہر کیونکر مارینگے۔ الغرض جب آنجناب کو پیاس کی شدت
ہوئی تو آپ چہت پر برآمد ہو کر پوچہا کہ کیا علی المرتضیٰ ہین بلوائیون نے کہا نہین پہر
فرمایا سعد بن ابی وقاص ہین کہا نہین ناچار آپ ساکت ہوئے یہہ خبر جناب ولایت
مآب کو ہو گئی آنجناب نے ایک مشکیزہ و بر وایتی تین سبو چہے آب شیرین لطیف سے
بہروا کر بہیجے بلوائیون نے امیر المومنین تک پہونچنے نہین دیا اور جب حضرت

امیر المومنین یعسوب المسلمین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو اطلاع ہوئی کہ حضرت
عثمان محاصرہ میں ہیں اور بلوائیون کا ارادہ شہید کرنیکا ہے تو آنجناب نے حضرت حسنین
جگر گوشگان رسول الثقلین صلواۃ اللہ علیہم کو معہ قنبر مولی کے اور طلحہ یعنی محمد و زبیر یعنی
عبداللہ وغیرہ اصحاب نے اپنے اپنے بیٹون کو دروازے حضرت عثمان رضی اللہ
پر بھیجا اور تاکید شدید کردی کہ بلوائی اندرون دولت خانہ خلافت مآب نہ گھسنے
پائین۔ اور مغیرہ بن شعبہ نے حضرت امیر المومنین عثمان سے کہا یا امیر المومنین تم امام بنے اور خلیفہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تین امر سے ایک اختیار کردیا تو اپنے گھر سے باہر نکل کر مقابلہ کرو
کہ ہم بھی شریک ہین خواہ دروازہ دوسری طرف کا توڑ کر کہ معظمہ کو چلے جاؤ یا جانب
شام معاویہ کے پاس تشریف لیجاؤ۔ امیر المومنین نے سخن اول کا جواب یہ دیا
کہ مین نہین چاہتا ہون کہ اول خون ریز مسلمانان امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا مین ہون اور سخن دوم کا یہ جواب دیا کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا ہے فرماتے ہوئے کہ عدول کریگا ایک شخص مکہ معظمہ مین نصف عذاب
عالم کا اسپر ہوگا سو مین نہین چاہتا ہون کہ وہ شخص مین ہوؤن اور تیسری بات
کا یہہ جواب ادا فرمایا کہ مین نہین چاہتا ہون کہ دار ہجرت و مجاورت رسول خدا
ترک کرکے شام کیطرف جاؤن۔ المختصر حضرت حسین وغیرہ بہادرون نے
بلوائیون کو درآمد خانہ سے باز رکھا تو بلوائیون نے تیر اندازی شروع کی کہ
روے مبارک حضرت سبط اکبر یعنی امام حسن علیہ السلام خون آلودہ ہوگیا اور مروان
گھر کے اندر مجروح ہوا اور محمد ابن ابی طلحہ بھی زخمی ہوئے اور قنبر مولا ے
شیر خدا نے بھی سر پر چوٹ اٹھائی لیکن دخول خانہ جناب خلافت مآب سے

باز رکہا لیکن بلوائیون مین سے براہ چالاکی دوسرے جانب سے ایک پڑوسی
انصار کے گہر مین ہوکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حویلی مین کود پڑے
آنجناب وسوقت کلام اللہ پڑہتے تھے جب آیتہ کریمہ فسیکفیکہم اللہ پر پہونچے
تو اوباشون نے شہید کیا اوسوقت سبب تنہائی آنجناب کا یہہ تہا کہ جو لوگ آپ
کے مملوک وغیرہ تھے وہ سب پشت پر تھے انکو خبر نہوئی اور حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ کی بی بی نے ہر چند شور و غل کیا چونکہ حویلی بہت بڑی تہی اور دار الخلافت
مین ایک شور و ہنگامہ اور مقابلہ ہو رہا تہا کسی نے آواز انکی نہ سُنی آخر کار چہت
پر چڑہین اور شہادت آنجناب سے آگاہ کیا تو لوگ دروازے سے اندر آئے
اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بہی اطلاع ہوئی وہ بہی معہ طلحہ اور زبیر و سعد بن ابی وقاص
وغیرہ اصحاب تشریف لائے اور ترجیع کرکے ایک طمانچہ حضرت امام حسنؑ کے منہ
پر لگا حضرت امام حسینؑ کے چہاتی پر مارا اور محمد بن طلحہ و عبد اللہ ابن زبیر کو سخت
سُست فرماکر ارشاد کیا کہ یہ لوگ باوجود تم ہوتے ہوے پہر کیونکر گہر مین داخل
ہوے پہر اسی حالت مین مکان پر تشریف لائے لوگون نے یورش کی اور
کہا کہ ہم تمسے بیعت کرتے ہین اپنا ہاتہ بڑہاؤ فرمایا مین شرم کرتا ہون کہ بیعت
کرون قاتلان عثمان سے اور حیا آتی ہے اللہ سے کہ مین بیعت کرون اور
حضرت عثمان دفن نہین ہوے ناچار سب چلے گئے اور پہر آئے تو فرمایا جسپر
اہل بدر اتفاق کرینگے وہ سریر آرائے خلافت ہوگا چنانچہ اول برضا و رغبت
اہل بدر نے بیعت کی بعد ازان اور لوگون نے اور مروان شریر معہ اپنے
بیٹے کے راہ فرار لی اور آنجناب نزد حرم عثمان رضی اللہ عنہ پاس تشریف لائے

اور پوچھا کسنے عثمان کو شہید کیا اُسنے عرض کیا کہ مین نہین جانتی ہون مگر مجھے اتنا معلوم ہے کہ محمد بن ابی بکر اور دو شخص جنکو مین نہین جانتی ہون گھر مین اسے پھر محمد کو طلب فرمایا اور اظہار زوجہ عثمان کا بیان کیا محمد نے کہا وہ سچ کہتے ہین واللہ مین دار حضرت عثمان مین گیا تھا مگر جب عثمان نے میرے باپ کا ذکر کیا تو مین نے توبہ کی واللہ مین نے نہین مارا جسکی تصدیق زوجہ عثمان نے بھی کی اور دو شخص سودان بن حمران اور قتیرہ تھے انہین نے شہید کیا اور غلامان حضرت عثمان نے انکو مارا اور بعض اہل سیر کہتے ہین کہ بادبن عباس و سودان ابن حمران اور بعضی عمرو بن الحمر و عمر بن صالی اور بعض کہتے ہین کہ وہ دونون مصری تھے جن کے قتل کا اشارہ مروان نے کیا تھا اور بعضی اسود یمنی کو بیان کرتے ہین اور کرمانی مین لکھا ہے کہ تاریخ ہجدہم ذیحجہ بعد العصر روز جمعہ سال سے وپنج ہجری کو آنجناب نے جام شہادت نوش فرمایا اور بلوائیون نے اثاث البیت لوٹ لیا لاشۂ مبارک پڑا رہا آخر شب شنبہ کو جب اوباش لوگ سو رہے تو زبیر ابن العوام اور حکیم بن حزام اور مسور بن مخرمہ اور جبیر بن مطعم والوجہیم بن حذیفہ اصحاب بدری اور نیار بن مکرم اور عمرو بن عثمان نے خون آلود کپڑون مین بعد نماز جنازہ دفن کیا مدت خلافت بارہ برس کی مقدار تھی اور عمر آنجناب کی بیاسی برس کی اور نقش خاتم آپکا لتصبرن او لتندمن تھا اور بعض نے سنۂ شہادت (۳۶) لکھا ہے۔

مسعودی نے لکھا ہے کہ جسوقت آنجناب شہید ہوئے ڈیرہ لاکہہ دینار اور ایک کروڑ درہم آپ کے خزانہ دار پاس موجود تھا زمین وغیرہ جو وادی قری وحنین وغیرہ کے طرف تھی اسکی آمدنی سالانہ ایک لاکہہ اشرفی ہوتی تھی اور اونٹ

کھوڑے لبے گنتی سے تھے*

حضرت عثمان خلیفہ برحق	از جہان شد بجنت اعظم	
سال تاریخ آن سراپا عدل	ای بگو رفت عادل از عالم ۳۶	

اور بعد شہادت آنجناب کے یعسوب المسلمین امام الاشجعین امیر المومنین جناب ولایت مآب حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ خلیفہ چہارم مسندآراے خلافت ہوئے مناقب مرتضوی کے بیان سے زبان قلم قاصر اور ادراک انکے دریافت سے عاجز آنجناب باتفاق اہل کشف اور کرامت اور باجماع اہل فنا و بقا سرور اولیائین حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لیکر تا ختم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مبارک تک حاصل ہونا منصب ولایت کبری کا منحصر بفیض اقدس روح پاک علی المرتضی کے رہتا چلا آیا ہے اور تا ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام اسی طرح رہیگا الغرض مناقب بقول ایک حدیث و ولایت مآب کے بکثرت ہین از انجملہ متواترات یہہ ہے کہ سلطان الانبیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی منی و انا منہ یعنی علی مجہہ سے ہے اور مین علی سے ہون شاید مراد یہ ہے کہ علی کا کمال مجہہ سے ہے اور میرا کمال علی کے سبب سے عالم مین ظاہر ہوگا اور باقی رہیگا اور میری اولاد اسی سے چلے گی پہر فرمایا اللہم وال من والاہ و عاد من عاداہ یعنی جو اوسے محبت رکہتے ہو اوس سے محبت رکہنا اور جو اون سے عداوت رکہے تو اوس سے عداوت رکہنا اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنی میری اور علی کی موالات ایک ہی ہے جسکو اوسے موالات نہین ہی اسکو مجہہ سے بہی نہین ہے پس جسطرح بدون موالات مصطفوی ولایت الہیہ کا حاصل

ہوتا اتصال ہے اسی طرح بدون ولا سے مرتضوی یہی وہ ولایت نہین حاصل ہوسکتی اور فرمایا کہ علی سے محبت رکھنا ایمان کی علامت ہے اور بغض رکھنا علامت نفاق ہے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو چیز مین نے اپنے لیئے خدا سے مانگی وہ علی مرتضی کے واسطے مانگی اور مسجد مین بحالت جنابت کسی کو آنا درست نہین مگر مجھہ کو اور علی مرتضی کو یعنی طہارت حقیقۃ روحانی اتنی غالب تھی کہ نجاست حکمیہ بدنیہ کے احکام مغلوب ہو گئے تھے اور فرمایا سرور عالم صلعم نے انا مدینۃ العلم و علی بابھا یعنے میرا تقرب باطنی بلا تقرب علی مرتضی کے کسی کو حاصل نہوگا۔ اور علی میری امت کا کھینچ لانے والا ہے جنت مین اور امام المتقین و سید المومنین ہے اور علم میرا جسکے نیچے قیامت کو آدم و اولاد آدم ہونگی علی المرتضی کے ہاتھہ مین ہوگا۔ از انجملہ یہ کہ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دعا مانگا کرتے تھے کہ الٰہی ایسا نہو کہ کوئی مشکل آپڑے اور علی ابن ابی طالب میرے پاس نہون چنانچہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کا لقب مشکل کشا حضرت عمر رضی اللہ کے کلام سے نکالا گیا ہے جسکا ظہور آج تک چلا آتا ہے اور اسد اللہ یعنے راہ حق مین کسی سے نہین ڈرتے اور اُنسے سب ڈرتے ہین چنانچہ شجاعت و بہادری آپ کی غزوہ خیبر اور جنگ خندق اور اُحد مین دیکھنی چاہیئے کہ جناب شیر خدا نے وہ شجاعت اور مردانگی خدا داد دکھلائی اور ایسی شمشیر رانی کی کہ جمعیت اعدا درہم برہم ہوگئی سب کافرون کے دانت کھٹے ہوگئے اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ یارسول اللہ یہ زور و قوت کا کمال درجہ ہے کہ علی مرتضی نے دکھلایا چنانچہ جناب سلطان دوجہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انا منی و انا منہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا انا منکما اور درجہ

مین مولانا اصیل الدین محدث شافعی لکھتے ہین کہ اسوقت لاریب ہاتف سے آواز آتی

تھی لافتی الاعلی لاسیف الاذو الفقار۔

اور باوجود اسکے کہ آپ کے ایام خلافت مین آنجناب کا حق خلافت ایک کھتیس ہزار

درہم سالیانہ سے کہین زاید ہی تھا ولیکن آنجناب وہی اپنی حالت فقر و غریبانہ چال

ڈھال تنگی ترشی پر باقی رہے احوال دنیا اعمال ملوک سے ایک ذرہ بھی تعلق اور

واسطہ نرکہا چنانچہ ایک روز آنجناب نے اثنا خطبہ مین ارشاد فرمایا کہ اے لوگو جان لو

کہ تم کو مرنا ہے اور بعد مرگ پھر اوٹھنا ہے اور اپنے اعمال پر توقف پاکر انکی جزا کو پہنچنا۔

پس دنیا کی زندگی پر نہ بھولو اور ان باتون کو نہ بھولو۔ دُنیا ایک مصیبت کا گھر ہے

فنا ہونا اسکا معروف ہے اور دھوکا دینے مین موصوف اسکی ہر ایک چیز کا انجام

زوال پذیر ہے اور اسکا کسی کے پاس ہمیشہ رہنا محال نہ اسکے حالات تبدیل سے

مامون ہین نہ اسکے باشندے آفات سے مصئون جب آدمی کو اس مین راحت

وسرور پہنچتا ہے یکا یک مصیبت آدباتی ہے اسکے احوال مختلف باہدگر ہین اور

مراتب متغیر۔ نہ اسکے عیش کو قیام ہے نہ راحت کو دوام باشندے دُنیا کے

ہدف مین جنکو اپنے تیرون کا نشان بناتی ہے اور موت سب کی خاک اڑاتی ہے

مرگ ہر ایک کے سر پر قایم ہے اور اسکا چکھنا سب کو لازم ہے۔ اے اللہ کے

بندو آج دنیا مین تمہارا ایسا حال ہے جیسا تم سے اگلے لوگون کا تھا جو تم سے

عمر مین زیادہ اور قوت مین قوی اور آبادی مین اکثر اور مکانات مین بلند تھے مگر

دنیا کے طول انقلاب سے اب انکی آواز نہین نکلتی انکے جسم مٹ گئے اور شہر

اولٹ گئے اور مکانات گر گئے یا تو وہ مکانات عالیشان اور گاؤ تکیے عمدہ فرش

فروش تھا یا آب پتھر اینٹین خاک گوشۂ لحد ہے جگہہ اُن قبرون کی ایک دوسرے کے
قریب ہے اور انکے رہنے والے اجنبی اور غریب ہین موحش عمارت والون اور
مشاغل اہل محلہ مین جا پڑے ہین کہ نہ انکو آبادی سے موانست ہے نہ بہائی
بندون و ہمسایون کیطرح آپسمین میل جول اور رغبت۔ ہرچند مکان قریب مین مگر
میل کے صورت نہین اسلئے کہ انکو کہنگی نے پیس ڈالا اور پتھر و مٹی نے انکا کچومر
نکالدیا زندگی کے بعد اسیر پنجۂ موت ہوئے اور اجسام نازنین راحت و آسودگی
کے پیچھے فگار ہوئے۔ خاک مین اپنے یارون مین جا ملے اور ایسے گئے کہ پھر
کبھی نہ پھرے پھر نیکا کیا ذکر ہے جس صورت مین کہ اللہ پاک خود فرماتا ہے
کلا انھا کلمۃ ھو قائلھا ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون ۔ تا وہ بدلہ دالا
برائی والون کو انکی کئے کا اور بدلہ دے بھلائی والون کو بھلائی ۔ اب تم بھی
قطعاً جان لو کہ جیسا ان کا حال ہوا وہی تمہارا ہوگا وہی خاک مین گلنا اوسی
خواب گاہ مین سونا اور اسی ٹھکانے رہنا۔ علاوہ ازین تم پر کیسے بنے گی جب
یہ باتین تمہارے پیش نظر ہون گے کہ قبرون مین سے نکالے جاؤگے جبکی
باتین بتحقیق کی جاینگی شہنشاہ علی الاطلاق کے سامنے روبکاری ہوگی اور
گذشتہ گناہون کے خوف سے کلیجے پھٹے جاتے ہونگے اور دل تھراتے
اور پردے فاش ہون گے عیوب اور پوشیدہ باتون کو سامنے کیا جائے گا
ہر عمل اجری و ہر کردہ جزائے وارد کا مضمون درپیش ہوگا۔ چنانچہ پاک پروردگار
عالم فرماتا ہے لیجزی الذین اساؤا بما عملوا ویجزی الذین احسنوا بالحسنیٰ
اور دوسری جگہہ ارشاد رب العالمین ہے ووضع الکتاب فتری المجرمین مشفقین

مما فیہ ویقولون ماویلنا مالہذا الکتاب للغادر صغیرۃ ولاکبیرۃ الا احصٰہا
بما ووجدو الما عملو حاضرا۔ اور کہلا جائیگا کا غذ پہر تو دیکھے گنا ہگار ڈرتے
ہین اسکے بیچ لکھے سے اور کہتے ہین اسے خرابی کیسا ہی یہ لکھا نہ چھوڑی چہوٹی
بات نہ بڑی بات جو اسمین تہین کہرے اور پائینگے جو کیا ہے سامنے اپنے۔
المختصر مناقب ومناصب اور عجائب وغرائب وکثرت علم وورع اور زہد وتقوی
اور وفور شجاعت وسخاوت آنجناب اشہر اور اظہر من الشمس ہے طاقت
بیان نہیں ہے آپ اول خلیفہ ہاشمی ہین۔
اور قصہ شہادت آنجناب کا یون واقع ہوا کہ عبدالرحمن مردود کہ درحقیقت
عبدالشیطان تہا ایکو عورت مسماۃ قطام خارجیہ کو فیہ پر جو کہ حسن صورت وخبث
سیرت مین فتنہ روزگار تہی عاشق ہوا اور باپ اوس قحبہ کا جنگ نہروان
مین اور بیٹے بہائی بہی جناب ولایت مآب کے ہاتہہ سے مارے گئے تہے اسکو
یہ داغ تہا جب یہ ملعون بدبخت اسپر شیفتہ وفریفتہ ہوا اور پیغام سلام وصال
کا ہونے لگا اسنے کہا کہ تو ایک فرمایش میری بجالاتا ہے تو سرچشمہ وصال سے
سیراب ہوگا وہ فرمایش یہ ہے کہ حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کو قتل کر یہ
لعین اس امر خطیر پر مستعد ہوگیا اور اس قطامہ نے اپنے ابن عم وردان نامی
خارجی کو بہی ابن ملجم کا رفیق کیا اور ابن ملجم نے ایک اور اپنے ہم مذہب شبیب
ابن عجزہ اشجعی کو ہمداستان کیا اور باہم مشورہ کرنے لگے شبیب نے کہا کسکا مقدور
ہے اور کون ایسا دل وجگر رکہتا ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر ہاتھ ڈالے
انکی ہیبت وجلال سے شجاعان عرب کانپتے ہین۔ ابن ملجم نے کہا مقتولون کی

طرح رہا کرتے ہین اور راتہ پہرے مین تنہا مسجد مین آیا کرتے ہین اور آپکے حضور مین درو
دربان چوکی پہرہ نگہبان کچھہ بہی نہین رہتا ہے الغرض ابن ملجم نے ایک تلوار ہزار درہم
کو مول لی اور اسکو زہر آلود کروائی ایک شخص نے پوچھا یہ کسواسطے اوس نے فرط
غیظ مین کہدالا کہ اس سے مارنا منظور ہے کہ اس شخص کا جسکی داستان عرب و
عجم مین مشہور ہے لوگ سمجھہ گئے چنانچہ بعضون نے جناب ولایت مآب کے
حضور مین خبر پہونچائی آپ نے خود بہی مژدۂ وصال کے شوق مین پوچھہ بہیجا کہ
تو نے تلوار کیون زہر آلود کرائی ہے اوسنے کہلا بہیجا کہ اپنے اور آپکے دشمن کو
مارنے پہر آنجناب نے کچھہ تعرض نہ فرمایا یہ ماجرا رمضان شریف مین ہوا اور جناب
مرتضوی اس رمضان مین ایک روز حضرت امام حسن علیہ السلام کے دولتخانہ مین
روزہ افطار فرماتے اور ایک دن حضرت امام حسین علیہ السلام کے یہان اور
ایک روز عبداللہ ابن جعفر طیار کے پاس اور تین چار لقمون سے زیادہ تناول
نہ کرتے اور ہر وقت یہ ظاہر ہوتا تہا کہ آنجناب آمادہ سفر ہین اور تاریخ ہفت کی
آپکو انتظار ہے اور ابن ملجم کوفے مین جب آیا تو کبہی کبہی جناب امیر علیہ السلام کے
حضور مین باریاب ہو کر بیت المال سے کچھہ مانگ بہی لیجاتا تہا اور آنجناب بعض اوقات
فرماتے تہے کہ جسکو جناب سلطان الانبیا رسول خدا نے اس امت کا اشقی الناس
فرمایا ہے وہ یہی ابن ملجم ہے چنانچہ ایک دن آپ کے حضور سے کچھہ مانگ لے چلا
اوسوقت آپ نے فرمایا کہ واللہ میرا قاتل یہی ہے اسپر جانثارون نے عرض کیا کہ
اگر حکم ہو تو ہم مار ڈالین آپ نے فرمایا کہ قبل از وقوع جرم سزا دینی نہین پہونچتی اور
بعض اوقات شوق شہادت سے فرماتے کہ کون چیز مانع ہے میری ڈارہی کے

خون سے رنگنے والیکو کہ وہ آتا ہنین اور گاہے کمال تمنا سے فرماتے کہ وہ دن کون ہوگا کہ بدبخت ترین اس اُمت کا اپنا کام تمام کرے یہ اشارہ اُسطرف ہے جو کہ مسند امام محمد وغیرہ کتب معتبرہ حدیث مین وارد ہے اور مسند امام احمد اور مستدرک حاکم مین عمار ابن یاسر سے مروی ہے اور ابو ایوب علی و طبرانی نے عثمان ابن حبیب سے روای اور خود جناب امیر سے اور جابر ابن سمرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے کئی بار فرمایا کہ اگلی اُمتون سے بڑا بدبخت مرد سرخ رنگ قدآور ابن سالف تہا جسنے ناقہ صالح علیہ السّلام کو پے سپر کیا کوچے اُسنے کاٹ ڈالے اور اس اُمت مین بڑا بدبخت وہ شخص ہے جو محاسن علی مرتضیٰ کو خون سے آلودہ کرے گا چونکہ حضرت ولایت مآب کو اپنی شہادت پر حسب ارشاد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم یقین واثق تھا لہذا شب نوزدہم رمضان شریف آنجناب بار بار اُٹھہ اُٹھہ آسمان کو دیکھتے اور فرماتے تہے کہ واللہ مین نے جہوٹ ہنین کہا اور نہ مجہہ سے کہنے والے نے جہوٹ کہا ہے یہ وہی رات ہے جس کا مجہہ سے وعدہ ہے حضرت امام حسن علیہ السّلام فرماتے ہین کہ اس رات کو جناب ولایت مآب فرماتے تہے کہ آج کی رات مین سنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا کہ میرے منتظر ہین اور ترجمہ صواعق مین ہے کہ حضرت امیر علیہ السّلام نے فرمایا حسن علیہ السّلام سے کہ آجکی رات مین آنحضرت صلعم کو خواب مین دیکہا اور جو کچہہ اُمت سے مجہے پہونچا تہا بیان کیا آنحضرت نے فرمایا اُنکے حق مین دعا کر اللہم ابدلنی بہم خیرا لی منہم وابدلہم بی شرا لہم یعنے بار خُدایا بدل دے اُنسے بہتر مجہکو اور بدل دے انپر ایسا شخص جو مجہہ سے بدتر ہو انکی نسبت اور جب صبح صادق

یاکا ذب نمودار ہوئی تو جناب سلطان الولایت گھر سے باہر تشریف لانے لگے وہاں بطخین تھین وہ خلاف معمول چلانے لگین آنجناب نے فرمایا کہ میرے فراق مین چلاتی ہین پس یعنی ہی شاہ ولایت گوہر دریائے نبوت آفتاب برج رسالت حامل عہدۂ شہادت الصلواۃ فرماتے ہوے لوگون کو نماز کے واسطے جگاتے ہوے برآمد ہوے شبیب ملعون گہات مین لگ رہا تہا آپ پر ہاتہہ چلایا مگر تلوار ستون پر پڑی توٹ گئی اور وہ بہاگ کر گہر پہونچا ایک مرد بنی امیہ نے اسکو تہ تیغ کیا اسی ستون کے آڑمین ابن ملجم خارجی مردود لعنۃ اللہ علیہ کہڑا تہا اسنے تلوار چلائی کہ سر مبارک پر اس مقام پر لگی جس جگہہ عمرو ابن عبدود کے ہاتہہ کا زخم تہا جناب شیر خدا نے بفور ارشاد کیا فزت برب الکعبۃ یعنی مین بخدا اپنی مراد کو پہونچا۔ اور بعض روایات مین ہے کہ عین نماز مین اسنے تلوار ماری بالجملہ آنجناب کو مجروح اوٹہا لاے اور مسجد کے لوگون نے کہ آواز تکبیر سے جاگ اوٹہے تہے ابن ملجم کو گرفتار کر لیا اور بعد تجہیز وتکفین جناب امیر علیہ السلام اسکے ہاتہہ پیر کاٹ کے جلا دیا لعنۃ اللہ علیہ وعلی من یتبعہ کذا فی اخبار الدول۔ اور آنجناب جب مجروح گھر مین جلوہ فرما ہوے تو حضرت حسنین علیہم السلام کو بلا کر فرمایا کہ تقوے الٰہی پر مضبوط رہنا اور دنیا کے طرف متوجہ نہونا اور دنیا کے نقصان سے آزردہ خاطر نہونا اور بیکسون پر شفقت کرنا اور حق بات مین کسی کا خوف نکرنا اور محمد ابن حنیفہ کی نسبت بہی فرمایا کہ تہی یہ نصیحت یاد رکہنا اور ان دونون بہائیون کی تعظیم وتوقیر کرنا یہ پیغمبر کے نواسے ہین پہر آپ مصروف بہ تہلیل وتسبیح ہوے اگرچہ زخم کاری نہ تہا مگر زہر نے اثر کیا آخر اکیسوین رمضان ۴۰ھ شب یکشنبہ اس عالم ناپایدار سے نہضت فرمائے حظیرۃ القدس ہوے +

اور علامہ سیوطی نے لکھا ہے کہ تین چار خارجیون نے مکہ معظمہ مین عہد و پیمان باہم
کیا تہا عبدالرحمٰن ابن ملجم نے کہا کہ مین حضرت سیدنا علی ابن طالب رضی اللہ عنہ کو اور
بکر جواد برک ابن عبداللہ تیمی نے کہا مین معاویہ ابن ابی سفیان کو اور عمرو ابن
بکر تیمی نے عہد کیا کہ مین عمرو ابن عاص کو قتل کرونگا چنانچہ بکر نے تلوار معاویہ کو
ماری ورک مین لگی اور عرق نکاح کٹ گئی کہ پہر اولاد نہوئی اور عمرو ابن بکر تیمی نے
عمرو ابن عاص کے مارنیکو مسجد مین آیا لیکن عمرو بن عاص کے رات کو درد پیٹ
مین رہا کہ وہ نماز صبح کو نہ آیا ایک مرد تمیم نے نماز پڑہائی عمرو ابن بکر نے اُسی کو
مار ڈالا اور ابن ملجم نے جناب ولایت مآب کو شہید کیا کذا فی اخبار الدول۔
غرضکہ حکومت اہل اسلام کی پورپ سے پچہم تک پہونچگئی۔ باوصف اسکے کہ
مسلمانون کی بے سامانی اور انکا فقر اور اسپر بڑا طرفہ یہہ تہا کہ صلاح جنگ بھی
بکثرت نہ تہی اور انکی عدم وقفیت قواعد حرب وضوابط جہانگیری سے اور انکی
قلت کہ صرف عرب ہی کے کافرون کے مقابلہ مین لاکہون کڑورون حصہ تہے
اسکے علاوہ مخالفون کی کثرت اور اونکی دولت اور اہل روم و ایران کی جاہ
حشمت و علم و حکمت و قواعد حرب و ضرب و جہانگیری کی مہارت کے سوا اوس
بغض و عداوت کو دہیان کرنا چاہیئے جو علانیہ مذہب کے تعرض سے برپا ہوتا
ہے کہ ایک رذیل بہی جان دینے اور گہربار لٹا دینے کو موجود ہوجاتا ہے چہ جا
کہ ملوک اور اشجعہ اب دیکہنا چاہیئے کہ باوصف ان باتون کے اسطرح کی حکومت
اسلام کس دہوم دہام سے عرصہ ظہور مین آئی کہ تیس[۳۰] تیئیس[۳۲] برس کے اندر عرض
مین دس بارہ درجہ سے کہین تینتالیس[۴۳] چوالیس[۴۴] درجہ تک جیسے باب المندب سے

بلاد یونان اور حدود ملک اندلس تک اور کہین پچاس درجہ تک جیسے ترکستان کی حدود شمالی تک اور طول مین لفصف النہار لندن سے تیس درجہ غربی لیکر کہین ستر درجہ تک جیسے حدود شرقیہ فارس تک اور کہین بیاسی درجہ تک جیسے حدود شرقیہ ترکستان تک جو زہ اقتدار خلفاے راشدین مین اسطرح آگیا کہ اگلی حکومتون کا نام و نشان بہی باقی نرہا اور باوجود لااکراہ فی الدین کے عموماً توحید کا مذہب پہیل گیا پہر لحاظ کرو اسبات کو کہ ملک فارس اور اندلس بلکہ جزایر خالدات سے کہ ربع سکون کی حد غربی ہی ہے تا جزایر شرقیہ چین کہ یہ ربع مسکون کی حد شرقی ہے طولاً اور سواحل جنوبیہ افریقہ اور جزایر جنوبیہ ہندوستان سے لیکر کہین پینتالیس اور کہین پچاس اور کہین چہپن ساٹھہ درجے تک بلکہ بعض جگہہ کچہہ اوپر تک جیسے دیار بلغار تک عرض شمالی مین کتنے بڑے صوبون کے موافق وہ ملک جو خوب آباد تھے باقی رہا ہوگا جہان ہزار گیارہ سو برس کے اندر تک مسلمانون کی حکومت نہین ہوئی ہو اور ایسے نہین جسطرح نادرشاہ کی بلکہ کمتر کوئی مقام ہوگا جہان مسلمانون نے سو برس سے کم حکومت کی ہوگی گو کہ کہین شعائر اسلامیہ جاری کئے ہون اور کہین صرف جزیہ پر اکتفا کی ہو چنانکہ اکثر ولایت فرنگ مین اور یہ باتین تو تواریخ نصاریٰ اور جغرافیہ سے بہی بخوبی ثابت ہوسکتی ہین اور اسی کا اشارہ کلام مجید مین ہے۔

هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون۔ یعنی خداوند عالم نے اپنے پیغمبر کو راہ راست اور سچے دین سمیت بہیجا تاکہ اوپر کر دے سچے دین کو سب ادیان پر اگرچہ مشرکون کو ناگوار ہو۔

تو پر ظاہر ہے کہ از روی برہان عقلی لا الہ الا اللہ کا مضمون سچا ٹہیرا ہے اسطرح نہ تثنویت کا عقیدہ ہے نہ تثلیث کا اور نہ شگن اور پاشسنی کا بلکہ یہ تینون عقیدے بدلایل عقلیہ باطل ٹہرتے ہین خیال کرلیا جاے کہ سیکڑون ہزارون ہی برس سے تثنویت زردشتونکے پاس اور شگن و پاشسنہ ہندوکون اور چینیون مین اور تثلیث عیسائیون مین ضروریات التزامیہ مین داخل ہے پر لا الہ الا اللہ کا مضمون بدو فراوانی نوع انسانی سے ابتک کسی کے عہد مین دنیا مین مشرق سے مغرب تک اس کیفیت و کمیت سے نہین پہیلا جیسا کہ دین محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مین پہیلا اور اگر کہین پہیلا ہو تو کوئی بتلا سکتا ہے۔

الحاصل پہلے اسلام مین خلافت ہتی بدون ملک کے پہر ملک رہگیا بدون خلافت کے اور بعد امیر معاویہؓ کے جب بنی اُمیہ نے اپنی اگلی چال دینداری چہوڑدی اور خواہش نفس و دنیا طلبی اختیار کرلی تو لوگ ناخوش ہوگئے۔ پہر عباسیہ کا غلبہ ہوگیا ان کا زمانہ عدل و انصاف سے خالی نہ تہا اقامت احکام شارع علیہ السلام مین کوشش کرتے رہے گو خود کیسے ہی ستہے اللہ پاک پروردگار عالم نے اُنہین برکت بخشی کل روے زمین کے بادشاہ ہوگئے مگر جب انکی طبیعت مین اثر سلطنت نے اپنا رنگ ڈہنگ دکہلایا آپسمین بغض و عداوت ہوگیا اور دینداری گہٹ گئی خودی اور ناانصافی نے اپنا پاؤن پہیلایا انکی حکومت بہی گئی اور خلافت مٹ گئی صرف نام ہی نام رہگیا اور جب عصبیت عرب بہی جاتی رہی تو یہ نام بہی زبانی سلطنت رہگئی مشرق مین شاہان عجم تبرکاً مطیع خلیفہ رہے سارا ملک مع القاب سلطنت وغیرہ انہین کے دست نگر تہا۔

اور اسی طرح کا ماجرا مغرب مین گذرا وہان عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک
بن مروان بن حکم بن ابی العاص بنی امیہ اندلس چلے گئے ہوئے تھے انکی اور انکی
اولاد کی سلطنت وہان بڑی شوکت زور وشور کی ہوئی بہت سے ممالک فرنگستانی
فتح کئے اور قرطبہ دارالسلطنت اوائل مین مقرر ہوا وہ سلطنت اسلام اوس خاندان
مین اور بعد زوال اوس خاندان کے اور خاندانون مین قریب اٹھ سو برس کے
بڑی قوت وشوکت سے رہی یورپ یعنے فرنگستان کے عیسائی سلاطین متعددہ
کے ممالک جمع کرکے وہ سلطنت کی بنا قایم ہوئی تھی بلکہ کل سلطنت اسپانیول
اور پرتگال۔ وفرانس واطالیا وصقلیا وغیرہ کے کچھہ کچھہ ممالک شامل
دارالسلطنت اسلام ہوگئے ٭

اس عرصہ دراز کی سلطنت مین اون بلاد مین نامی گرامی علماء محدث وفقہاء واہل
سلوک پیدا ہوگئے عموماً علوم وفنون وصنعت وحرفت وغیرہ کی اشاعت ہوئی
لیکن باہمی اہل اسلام کے نفاق اور شقاق سے مشیت ایزدی سے اوس
سلطنت کو ایسا مٹایا کہ فی الحال اون ملکون مین اسلامی سلطنت کا نام ونشان نہ رہا
اس نفاق وشقاق وخود پرستی سے جو لوگون نے کفران نعمت کیا اور راحت آسایش
وآرام وعزت وشوکت اسلام جو باہمی اتفاق سے پیدا ہوتا ہے وہ نام دور سلطنت
اسلام سے حاصل ہوگیا تھا اسکا شکر نعمت بھول گئے ناعاقبت اندیشی سے آخرش
اون ملکون مین سلطنت اسلامی مٹ گئی اور لوگون مین افلاس آگیا جمعیت میں
تفرقہ پڑگیا بسبب دین رونق اسلام جاتی رہی لوگون مین ضعف آگیا۔
عیسائیان فرنگ نے جنکی عملداری وہان ہوگئی تھی انہون نے موقع پاکر کل اشتہار

کہانے پینے پہننے اوڑہنے وغیرہ کی تجارت اپنے قبضۂ اقتدار مین کر لی تہی جنہ
انہین لوگون سے کسی کو کہانیکی چیز میسر نہ آتی تہی باوجود روپیہ اشرفی کے کہانا
نہین ملتا تہا جو لوگ نکل سکے وہان سے چلے گئے اور بہتیرے لوگ اپنے گہرون
کے دروازہ بند کرکے بہوک پیاس کے صدمے سے مرگئے ولیکن اُن لوگون
کو کچہہ رحم نہ آیا ❊

ظلم کی مذمت

از مضامین اخلاق

سپے ظالم ہے آثار قیامت آہ مظلومان — سحر محشر کی ہے یا شام شامت آہ مظلومان
ہے قہر آسمانی کی علامت آہ مظلومان — دکہا دیتی ہے تصویر ندامت آہ مظلومان
بشر کو چاہیئے مظلوم کی فریاد سے ڈرنا — کہ آسان بیگنا ہون پہ ہے کب جور و ستم کرنا
نہین مظلوم کی ہے آہ کم شمشیر بُران سے — کمان و تیر سے ناوک فگن ہے نوک پیکان سے
نہین کچہہ اسکی تیزی کم ہے برق آتش افشان سے — شرر ہے شعلۂ آتش فگن ہے آہ سوزان سے
یہہ وہ کالی بلا ہے جسکی سر پر آئی آفت ہو — قیامت ہے قیامت ہو قیامت ہو قیامت ہو
دعا مظلوم کی مقبول باری جلد ہوتی ہے — دل مغموم کی مطلب برآری جلد ہوتی ہے
ہے جنہین ظلم کی خو انکی خواری جلد ہوتی ہے — موثر دل مین حق کے آہ و زاری جلد ہوتی ہے
گہلا دیتی ہے جان سرکشان کو آہ کی گرمی — مٹا دیتی ہے سختی سنگدل کی ضبط کی نرمی
اسی کے زور نے شیرون کا تپا کر دیا پانی — اسی کے نام سے اہل ستم کو ہے پشیمانی
کیا نازل اسی نے سرکشون پر قہر ربانی — ہوئے برباد اسی سے ظلم و جبر قہر کے بانی

وہ غافل ہین نہین جو آہ مظلومان سے ڈرتے ہین
ہین مردود جہان جو بیکسون پر ظلم کرتے ہین

یہ وہ پرکالہ آفت ہے جس سے کال ڈرتا ہے
گدا بے نوا و شاہ خوش اقبال ڈرتا ہے

غریب و مفلس و اہل زر خوشحال ڈرتا ہے
اسی سے خاطر فوج عدو پامال ڈرتا ہے

رسائی آہ مظلومان کی جب عرش بریں تک ہو
تو مقبول خدا کیون کر نہو اسمین کسی شک ہو

سر ظالم پہ آہ بے نوا بنکر بلا پہونچے
ہدف پر تیر کے مانند خود آہ رسا پہونچے

ہوا جو محو فریاد اسکی خالق تک صدا پہونچے
تو پھر کیونکر نہ ظالم کی سزا بنکر قضا پہونچے

اثر سے اپنے ہرگز آہ مظلومان نہین خالی
سیہ بختی ظالم بن گئی ہے یہ بلا کالی

جو ظالم ہین نہ اپنے قوت بازو پہ اترائین
سمجھکر زار و ارزون کو نہ اپنا زور دکھلائین

کرین خوف خدا و لین غریبونکو نہ ترسائین
نہ چھیڑین بیکسا ہون کو کہ خود فوراً سزا پائین

حکومت پا کے حکمت سے نہ چلنا بے حیائی ہے
ستاتے ہین وہی بیکس کو شامت جنکی آئی ہے

حکومت کی اگر کرسی ملے شکر خدا کیجیے
عنایت کی نظر مجبور پر صبح و مسا کیجیے

خیال انصاف کا ہو ترک عادات جفا کیجیے
نکو نامی کا سامان ہو یہی دل سے دعا کیجیے

ایاز قدر داں نے قدر اپنی آپ ہی جانی
اسی سے ہو گیا محمود کی نظرون مین لاثانی

ہوئی جب ظلم کی بیماری مہلک ہلاکو کو
مثال تیغ انسان تھی جنبش چین ابرو کو

پسند آئی تھی خوے ظلم ایسے شاہ بدخو کو
امان تھی گھر مین انسانکو نہ راحت بن مین آہو کو

مگر جب آہ مظلومان ہوئی خود خشمناک آخر
ہو تفضیح و ذلت سے ہلاکو بھی ہلاک آخر

کہان ضحاک ظالم کا رہا ظلم و ستم باقی
کہان راون کی ہے تیغ دو دم کا آب و دم باقی

کہان ہے ظالمان دہر کا جاہ و حشم باقی
فقط اونکی روحون کو ہے بدنامی کا غم باقی

کیا تھا ظلم جس نے اسکو مارا آہ بیکس نے
تھا حاصل زور جسکو کر لیا زیر اسکو بیبس نے

اثر کرتی ہے آہ غم رسیدہ جا کے پتھر مین
سمائی ہے ہوا سے سرکشی جس شخص کے سر مین
جو نادر شاہ بار ظلم اوٹھا کرلے چلا سر پر
اکڑنا زور پر زیبا نہین اولاد آدم کو
نہین حاکم کو واجب ہی ستانا صاحب غم کو
ہوا مشہور بارہی جو غریبون سے چلا لڑنے
غضب ہی دیدہ و دانستہ ہی لوگون سے شر کرنا
پئے عبرت بجا ہی حال ظالم کی خبر کرنا
گری اگر پڑے ہی عجب زمین و آسمان سوچے
جبر وا راہی عزیز دنیا کے مال و دولت و حشمت
اگر حق سی ڈرو گے پہر نہو گی ذلت و خفت
نہ جب مظلوم ہوگا خوف اسکی آہ سے کیسا
نہین واجب ہی اتنا نشتر جلاد سی ڈرنا
غریبون کو دکھہ دینا زبانی کو ستانا ہے
مدد جب پر خدا کی ہو ذلیلی کو ناتوان سمجھو

مثال تیر گہس جاتی ہے جسم کوہ پیکر مین
خدا کا قہر اسکو پست کر دیتا ہی دم بہر مین
دعائے غم رسیدہ لیکے جا پہونچی بلا سر پر
جو ظالم ہے پہونچ جاتا ہی سیدہا ہی جہنم کو
پسند اصلا نہین یہ بات ہی خلاق عالم کو
کیا نمرود کو بیجان اک اونی سی مچہر نے
غریبون پر ستم کی قہر کی ہر دم نظر کرنا
دل ظالم پہ ہے کام اس نصیحت کا اثر کرنا
نہین شک پہر بہلی آہ مظلومان کی تیغ سے جہی
نہ سیکہو خوہی ظلم و قہر و جبر و شورش و بدعت
رہیگا خلق مین قائم نشان عظمت و عزت
نہین جو چاہ کن ہی بیچ اسکو چاہ سی کیسا
ہی زیبا دل ستے آہ بیکس نا شاد سی ڈرنا
جلانا انکے دل کا شہر کو گویا جلانا ہے
نہ دی ظالم کو جو گالی نہ اسکو بیزبان سمجھو
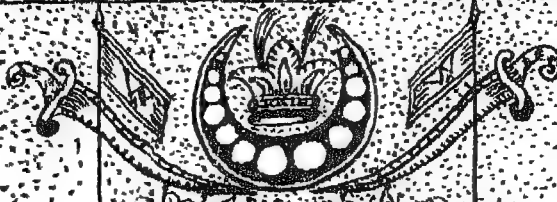
تمت تمام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصہ سوم

قدیم زمانہ کے علمار کے نصایح بادشاہان زمانہ کی حکایتیں

بادشاہان زمانہ اور حکام وقت کے روبرو سچی بات وہی کہہ سکتا ہے جو
بیم سر اور امید زر نہ رکھتا ہو۔

وہ واعظ نصیحت کرے شاہ کو
نہ عزت کا غم ہو نہ ذلت کا پاس

ہر اک بات سے جو کہ ہو بےخطر
نہ ہو بیم سر اور نہ امید زر

حکایت

ایک عورت ضعیفہ کسی مقدمہ مین حجاج بن یوسف ظالم کے روبرو پکڑی آئی
حجاج نے حسب العادت اپنے اوسکی نسبت قتل کا حکم دیا حاضرین نے بڑھیا کی تعریف کی

کہ یہ قرآن شریف بہت اچھا پڑھتی ہے حجاج نے بڑھیا کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اگر تو اس وقت کوئی آیت قرآنی مجھکو سنا دے تو قتل سے بچ جائے وہ بولی اذا جاء غضب اللّٰہ والقہر ورایت الناس یخرجون من دین اللّٰہ افواجا۔ یہ تقریر سنکر حجاج بولا کہ یہ تو نے کیا غضب کیا ہے کہ قرآن بدلدیا ہے اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح کی جگہہ اذا جاء غضب اللّٰہ والقہر سنایا ہے یدخلون فی دین اللّٰہ کے مقام پر یخرجون من دین اللّٰہ بنایا ہے۔ بڑھیا نے جواب دیا کہ برخوردار وہ زمانہ سید ابرار احمد مختار صلعم کا تھا کہ جب اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح کی آیت نازل ہوئی تھی لوگ دین الٰہی میں داخل ہوئے اب جو عبدالملک کی حکومت اور تیری امارت ہے لوگ مسلمان مصیبت میں گرفتار اور مسلمانی سے بیزار ہیں اب اور کون اس دین میں داخل ہوگا پس اب یدخلون کا موقع اب کہاں ہے بلکہ یخرجون کا وقت آپہونچا ہے یہ بات سنکر حجاج شرمسار ہوا اور بڑھیا کے خون سے درگذرا۔

نصیحت۔ ظالم و متکبروں کے ساتھ نرمی سے پیش آنا منع ہے بلکہ لازم ہے کہ جب اُنکے پاس جائیں بے اعتنائی و غصہ سے پیش آئیں کیونکہ اگر تم اُن کے روبرو بعجز و نیاز پیش آؤگے تو وہ اور زیادہ ظالم متکبر ہو جاینگے۔

تم بھی پہچانو وہی ہے جو سلیقہ کا آدمی	سرد سے سردی کرو اور گرم سے گرمی کرو
دیوے جو دوستی اور دشمنی دشمن کیساتھ	سخت سے سختی کرو اور نرم سے نرمی کرو

حکایت

ایک اعرابی سلیمان بن عبدالملک کے پاس آیا اُس سے سلیمان نے کہا کچھ فرمایے

اوس نے کہا کہ اے امیرالمومنین مین آپ سے کچھ کہتا ہون اوسکو برداشت کرنا اور
اگر بُرا مانوگے تو پچھتاوُگے کہ ہم نے برداشت کیون نکی سلیمان نے کہا ہمارا حلم تو اتنا
وسیع ہے کہ جس شخص سے نصیحت کی توقع نہین ہوتی اور احتمال دغا کا ہوتا ہے اوسکے
ساتھہ بھی حلم کرتے ہین تو جو شخص ہماری نصیحت کے لیے کہیگا اور ہم سے کچھہ فریب
نکرے گا تو اسکے ساتھہ حلم کیون نہ برتین گے - اعرابی نے کہا اے امیرالمومنین آپکے
گرد وپیش ہو ایسے لوگ مصاحب ہین کہ اونھون نے اپنی جانون کیلیئے بُرائی اختیار کی
اور دین بیچ کر دُنیا مول لی اور تمہاری رضامندی خداے پاک کی خفگی کے عوض اختیار
کی اللہ پاک پروردگار عالم کے باب مین تو تمہارا خوف کیا اور تمہارے باب مین اللہ
تعالے کا خوف نکیا آخرت کے ساتھہ لڑائی اور دُنیا کے ساتھہ صلح پسند کی تو جس چیز
پر پاک پروردگار عالم نے تمکو امین کیا ہے تم اوسپر اون لوگون کو امین نکرو کہ اونھون
نے امانت کے ضایع کرنے اور اُمت کے ذلیل وخوار کرنے مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا
اور تم سے اونکے اعمال کی بازپرس ہوگی اور اون سے تمہارے اعمال کا سوال
نہوگا تو تم اپنی آخرت بگاڑکر اونکی دنیا درست نکرو کیونکہ لوگون مین زیادہ ترخسارہ
اوسکو ہی ہے جو دوسرے کی دُنیا کے بدلے مین اپنی آخرت کھو بیٹھے -
اور دُنیا سے اصل مقصود کیا ہے اگر یہی بات ہے کہ کھانا اچھا کھانیکو ملجائے تو چارپاے
بشکل آدمی کہلاتا ہے کیونکہ کھانیکی حرص حیوانون کا کام ہوتا ہے اور اگر اچھی پوشاک
زرق برق پہنے تو عورت بصورت مرد کہلائے کس لئے کہ زیبایش اور آسایش
بناوُ سنگھار عورتون کا کام ہوتا ہے - اور اگر خدمت گذاری کے وجہ اطاعت کیجائے
تو جاہل بہ شکل عاقل ہوتا ہے - اگر عقلمند انسان ہو تو جان سکتا ہے کہ محکوم اور خدمت

گذارا اپنا پیٹ بہرنے اور خواہش دنیوی کے لیے خدمت کرتے ہین اگر ایک دن بہی اونکو کچہہ حاصل نہو تو اوسکے گرد نہ بہٹکین - تو اوسکی خدمت و اطاعت جو کرتے ہین یہہ اپنی خواہش کا پہندا ابنا رکہا ہے اور وہ جو بندگی کرتے ہین اپنی ہی خواہش کی دیکہو اگر کہین وہ افواہا سُن پاتے ہین کہ اب تہوڑے زمانہ مین حکومت کسی دوسرے کو ملا چاہتی ہے تو اس سے مُنھہ پہیر لیتے ہین اور اوس کا تقرب بہزار حیلہ و کوشش کرکے دہونڈتے ہین اور جہان کہین روپیہ پیسہ ملنے کا گمان ہوجاتا ہے وہان بندگی اور خدمت کرنے لگتے ہین - پس در اصل اسکا نام خدمت کرنا نہین بلکہ اُس پر ہنسنا ہوتا ہے اور عاقل وہی شخص ہے جو اون کامون کی رُوح اور حقیقت کو خوب جان جائے اور دنیا طلبیون و خواہشمندون و خودغرض و بدعہد لوگون کی مصاحبت سے حذر کرتا ہی اور اونکی فریب وغیرہ سے بچتے

سہ فعل است بد در نہاد بشر	کزان نفس را میل باشد بشر
یکی نقض عہد است کاندر وجود	ازو خصلتی نیست مذموم تر
دوم مکر کردن سوم حیلہ است یعنی	کز و دین و دانش بود در خطر
گرت ہست مردی و ہوش و خرد	ازین ہر سہ خصلت حذر کن حذر

حکمت ایماندار انسان چار چیزون سے چار چیزون کو پاک رکہتا ہے اوّل دلکو حسد سے دوم جہوٹ و غیبت سے زبان کو تیسرے شکم کو لقمہ حرام سے چوتہے اعمال کو ریا سے -

اولاً دل کو حسد سے پاک رکہہ	بعد ازان دہو کذب و غیبت سے زبان
غیر کا حق اپنے ہاتون پر نہ لے	پیٹ مت بہر کہا کے مال بندگان
کر عمل دنیا مین بے روے و ریا	تا تجہے حاصل ہو فخر و عز و شان

حکمت۔ جسطرح کہ بدلوگون کی صحبت سے بچنا ضرور ہے اسی طرح انکے افسانون اور قصون و کتابون کا سُننا اور دیکھنا منع ہے کہ انکے سُننے اور دیکھنے سے دلپر کدورت آجاتی ہے طبیعت گہبراتی ہے +

بے خبر بدون کی اُلفت چہوڑ دی		بہاگ ان کی دوستی سے ہر زمان	
مُنھ نکر ناپاک اِسکے ذکر سے		نام لیکر مت بگاڑ اپنی زبان	

حکایت

ایک روز ہشام بن عبدالملک شکار کرتا ہوا نکلا اور ایک ہرن کے پیچھے گہوڑا ڈالا ہرن تو ہاتھہ نہ آیا وہان ایک لڑکا بکریان چرا رہا تہا مستوا لڑکے سے کہا کہ تیرے پاس ہرن ہے بے لڑکے نے کہا کیا تیری موت آئی ہے جو میرے طرف حقارت نظر کی اور نیچے سا شرف حقارت کی تیری گفتگو جاری اور فعل تیرا غاری ہے ہشام نے کہا او چہوکرے تو مجھکو پہچانتا نہین ہے اوس نے کہا تو نے تو بے ادبی سے پہلے ہی اپنے تئین پہچوا دیا کہ بغیر سلام علیک کے بات کرنا شروع کر دی ہشام نے کہا مین ہشام بن عبدالملک ہون لڑکے نے کہا خدا تیرے گہر کے قریب نہ لیجائے اور نہ کسی زندہ کو تیری قبر دکہلائے وہ یہ کہی رہا تہا کہ خدم و حشم ہشام کا آہی پہونچا اور ہشام نہایت غصے مین آگ بگولا ہو کر لوگون سے کہا کہ اس لڑکے کو ساتھہ لے آؤ وہ جب دار الخلافت مین پہونچا سب وزیر و امیر و ارکان دولت نے ہر ایک ادب خلافت بجا لایا مگر وہ لڑکا چپ چاپ سر جہکائے کہڑا رہا آخرش وزیر و ارکان دولت نے لڑکے سے کہا او کُتّے عرب کے کس چیز نے باز رکہا ہے تجھکو امیر المومنین پر سلام کرنے سے اوس نے کہا او پالان

گدہے کے اتنی دور سے چلتے چلتے میرا دم چڑھگیا ہے حواس ٹھکانے نہین ہین
بعض ندمانے کہا او گدہے کے بچے بہت بفضول تو بکا امیر المومنین کے سامنے اور
اونسے لفظ بلفظ تو نے تخاطب کیا اوس نے جواب دیا او بہو کے سنگستان کے
اور جُرمہ لگانے والے بے فرزند کیا تو نے نہین سُنا قول اللہ پاک کا اپنی کتاب منزل
مین اپنے نبی مُرسل پر یوم تاتی کل نفس تجادل عن نفسھا پس جب پاک پروردگار عالم
کے سامنے آدمی جدال کرینگے اس بیچارے ہشام کی کیا حقیقت ہے کہ اون
سے کوئی لفظ بلفظ تخاطب نکرے اسبات کے سنتے ہی ہشام کو اور غصہ کی آگ
بھڑک اوٹھی اور حکم دیا کہ یہین ہمارے روبرو اسکا سر اوڑا دو جلاد طلب ہوا اور نطع
بچھاکر او سپر وہ دراز کیا گیا اور جلاد نے تین مرتبہ پوچھا یا سید میرے مین تمہارا بندہ
ذلیل لب گور ہون کیا اسکا سرکاٹ ڈالون اور مین بری ہون اسکے خون سے
ہر مرتبہ ہشام نے کہا کاٹ ڈال اوسکا سر تن سے جدا کر مگر تیسرے مرتبہ جب حکم
دیا تو وہ لڑکا پڑا اپڑا ہنسنے لگا تب ہشام نے کہا پھر اوسکو کھڑا کرو جب وہ کھڑا ہوا تو
کہا او چھوکرے مرنے پر تو ہنستا ہے اور جینے پر تو روٹھتا ہے کیا تو مجھہ سے چھل
کرتا ہے یا اپنے نفس سے سخرا پن کرتا ہے لڑکے نے کہا پہلے میری دو باتین سُن
لیجئے پھر جو جی چاہے سو فرمائیے گا حکم دیا کہہ اوس نے کہا یہہ میرا اول وقت
ہے آخرت کا اور آپکا آخر وقت ہے دنیا سے آدہر آئینہ اگر اس مدت مین کوتاہی
ہوئی یا اجل مین کچھہ تاخیر ہوئی تو آپکی گفتگو کچھہ مجھے ضرر نکریگی نہ تھوڑی نہ بہت
لیکن مجھے چند اشعار یاد آگئے ہین اسکو آپ اپنے گوش دل سے سن لیجئے

عصفور برساقة المقلد ور		نبئت ان الباز علق مرة

فقال له العصفور ما في اطمئنانه	والباز منهمك عليه بطير
ما يغني المثلك بي شبعة	ولئن اكلت فانني لحقير
فتعجب الباز المذل لنفسه	عجبا و اقلت ذلك العصفور

ہشام یہ سنکر ہنستے ہنستے لوٹ گیا اور کہا خدا کی قسم اگر ابتدا سے یہ اسطرح گفتگو کرتا تو سوا خلافت کے جو کچھ مانگتا مین اسکو بخش دیتا پھر کہا او چھوکرے اپنا منھ کہول جب اوس نے منھ کہولا تو موتی و جواہر سے اوسکا منھ بہر دیا اور نقد و جنس و خلعت پہنا کر رخصت کیا +

ہشام بن عبد الملک بد مزاج تہا اور حضرت زید بن زین العابدین بن حسین بن علی رضوان اللہ تعالی عنہم نے اسی کے عہد مین شہادت پائی۔

ایک مرتبہ اس نے اس تزک و شان کے ساتھ حج کرنیکے لیئے مکہ معظمہ گیا کہ چہ سو اونٹ صرف اسکی پوشاک و تجمل کے اسباب کا لدا ہوا ساتھ تہا اسپر سلطنت کے اسباب کا خیال کر لینا چاہیئے کہ کسقدر تہا اونتیس برس اس نے حکومت کی اکہتر برس کی عمر پائی ۱۲۴ ہجری مین مرگیا لیلی مجنون اسکے ہم عہد تہے۔

حکمت - چار چیزون کے استعمال سے بادشاہ کی ہیبت جاتی ہے بے رعبی ظہور مین آجاتی ہے۔ اول ہزل و تمسخر۔ دوسرے سفلون کی صحبت تیسرے عورتون کی محبت۔ چوتہے کار بے مشورت۔

بادشاہ سے کوئی بھی ڈرتا نہین	ہو اگر ہزل و تمسخر درمیان
رعب کہو دیتی ہے شاہنشاہ کا	صحبت بد اور محبت بازنان

فائدہ - بادشاہ ہر وقت محکمہ شورہ کا محتاج رہتا ہے کہ ایک جماعت مردم کامل العقل

وافر الشعور اہل فراست وتجربہ کی اوسکے پاس ہونی چاہئے ہر مشکل امر مین معاملات رعایا
مین مشورہ لیوے اس لئے کہ ایک کی تنہا عقل سے ایک جماعت کی عقل ہر
طرح پر بہتر ہوتی ہے مشورہ لینے والا کبھی نادم نہین ہوتا جو مشورہ نہین لیتا یا
لیتا ہے مگر اوسپر عمل نہین کرتا وہ ہمیشہ زک اوٹھاتا ہے مشیرون کا مومن ہونا
چاہیئے صلاح نیک دین یہ اوسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ اہل مشورت بھی دیندار خدا ترس
خیر خواہ اہل علم وفضل ہون جبکہ چاپڑ جاہل اور خودغرض ہون اکثر سلاطین ورؤسا
اسی طرح برباد ہوگئے کہ فقط اپنی راے وہم وخیال پر کام لیا یا اون خوشامدیون
کے مشورہ پر چلے جو لوگ اس کام کے لائق ہی نہتھے۔

حکمت۔ جو انسان صرف اپنے وہم وخیال پر کام کرتا ہے وہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی
سُننے والا گونگے سے خبر پوچھے۔

شو نہ اندر وہم پابند خیال		از یقین کن کار اے اہل یقین	
گر توئی بیدار دل اہل کمال		خواب دان بیشک خیال خویش را	

حکایت

عبدالرحمن بن عمرو اوزاعی رح کو خلیفہ منصور نے بلوا بھیجا اور جب آپ آچکے تو
نصیحت کا خواہان ہوا آپ نے فرمایا کہ امیر المومنین مجھہ سے حدیث بیان کی
مکحول نے عطیہ بن البشیر سے کہ سرور عالم صلعم نے فرمایا ہے کہ جو حاکم اپنی رعیت کا
بدخواہ مریگا اللہ پاک پروردگار عالم اوسپر جنت حرام فرماویگا۔ اے امیر المومنین
جس شخص نے حق کو برا جانا اوس نے خداے پاک کو برا جانا اللہ تعالیٰ حق مبین ہے

چونکہ پروردگار عالم نے تمہاری رعیت کے دلون کو تمہارے واسطے نرم کر دیا ہے کہ
تمکو انکی حکومت دی پس تمکو بھی لازم ہے کہ اللہ تعالی کے واسطے انکا حق بجا لاؤ اور
انصاف کے ساتھہ رہو اور انکی عیب پوشی کرو فریادیون کی فریاد سنو انکے لیے
اپنے دروازے بند نکرو اور پہرے چوکی نہ بٹھاؤ اگر انکو آسایش ہو تو خوش ہو
اور اگر تکلیف ہو تو رفع کرو پہلے تمکو خاص اپنی فکر تھی اور اب اس تمام خلق اللہ کا
بار تمپر ہے عرب اور عجم اور کافر اور مسلم سب تمہاری قبضہ مین ہے اور اونمین سے
ہر ایک کا حصہ تمہارے عدل مین ہے اس صورت مین انکے جوق جوق کھڑے
ہو جائین اور کوئی تمہارے مصیبت ڈالنے یا کوئی حق دبا لینے کا شکوہ کریگا تو پھر
تمہارا کیا حال ہو گا۔ اے امیر المومنین مجھ سے حدیث بیان کی مکحول نے عروہ بن
رویم سے کہ سلطان الانبیا سردار عالم صلعم کے دست پاک مین شاخ تھی خرمیکی جس
سے آپ مسواک فرماتے تھے اور منافق لوگ اوس سے ڈرتے تھے آپ کے
پاس جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا اے جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم یہ شاخ کیسی ہے جس سے آپ نے اپنی امت کی دل توڑے اور اونکو رعب
سے پر کر دیا اے امیر المومنین پس جو شخص انکی جلدون کو پھاڑے گا اور اونمین
خون ریزیان کرے گا اور اونکے شہر ویران کرے گا اور ملکون سے جلاوطن کریگا
اور اسکا خوف انکو غائب کرے گا تو اوسکا کیا حال ہو گا۔ اے امیر المومنین مجھہ
سے حدیث بیان کی مکحول نے زیاد سے اور اونہون نے حارثہ سے اور حارثہ
نے حبیب بن سلمہ سے کہ سردار عالم سلطان الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات
پاک سے قصاص لینے کو ارشاد فرمایا یعنے آپ کے دست مبارک سے ایک اعرابی کو

نادانستگی مین صرف کہرونچا لگ گیا تھا آپ نے اعرابی کو بلایا اور فرمایا کہ مجہسے قصاص لے اُس نے عرض کیا کہ مین نے آپ کو معاف کیا آپ پر فدا ہون میرے والدین مین ایسا نہین جو آپ سے قصاص لیتا گو آپ مجھکو جان ہی سے مار ڈالتے آپنے اس کے حق مین دعائے خیر فرمائی - اے امیر المومنین اپنے نفس کو اسی کے نفع کے لیئے ریاضت دو اور اسکے واسطے اپنے پروردگار سے امن حاصل کرو اور اُس جنت کی رغبت کرو جسکا عرض آسمانون اور زمین کے برابر ہے اور جسکی شان مین آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ تم مین سے کسی کو جنت مین سے ایک کمان کی مقدار کا ہونا دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے - اے امیر المومنین اگر سلطنت تم سے پہلے لوگون کی پایدار رہتی تو تمکو نہ پہونچتی اسی طرح تمہارے پاس بھی نرہیگی جیسے اورون کے پاس نرہی - اے امیر المومنین تمکو معلوم ہے کہ تمہارے دادا حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت شریف کی تفسیر کیا منقول ہے - مالھذ الکتاب لایغادر صغیرۃ ولاکبیرۃ الا احصاھا آپنے فرمایا ہے کہ صغیرہ سے مراد مسکرانا ہے اور کبیرہ سے مراد ہنسنا تو جب مسکرانا و ہنسنا صغیرہ کبیرہ ٹہیرے تو ہاتون کے اعمال اور زبانون کے اقوال کا کیا حال ہوگا - اے امیر المومنین مین نے سُنا ہے کہ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر کوئی بکری کا بچہ فرات کے کنارہ پر ضایع ہو کر مرجائے تو مجکو ڈر ہے کہ کہین اُسکی پوچھہ مجہسے نہو تو اب فرمایئے کہ جو لوگ آپکے فرش ہی پر ہون اور تمہارے عدل سے محروم رہین تو انکا مواخذہ تم سے کیسے نہوگا اے امیر المومنین تمکو معلوم ہے کہ تمہارے دادا سے

اس آیت شریف کی تفسیر کیا آئی ہے یا داؤد انا جعلناك خليفة فی الارض فاحکم بين الناس بالحق ولا تتبع الهوى فيضلك عن سبيل الله آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زبور مین ارشاد کیا کہ اے داؤد جب مدعی اور مدعا علیہ تیرے سامنے بیٹھین اور تجکو اون مین سے ایک کی طرف میل ہو تو ہرگز اپنے دل مین یہ نہین سوچنا کہ حق اسی کو ملے اور دوسرے پر ہی فتح یاب ہو ورنہ مین تجکو اپنے نبوت کے دفتر سے میٹ دونگا پھر نہ تو میرا خلیفہ رہیگا نہ کچھہ بزرگی پائیگا اے داؤد مین نے اپنے رسولون کو اپنے بندون مین ایسا کیا ہے جیسے اونٹونکے چرانے والے کہ وہ طریق حفاظت سے واقف ہوتے ہین اور سیاست نرمی سے کرتے ہین توٹے کو باندتے ہین اور دُبلے کو چارہ پانی سامنے کرتے ہین۔ اے امیر المومنین تم ایسے امر مین مبتلا ہوئے ہو کہ اگر بالفرض آسمانون اور زمین پر پیش کیا جاتا تو اسکے اٹھانے سے ڈر جاتے اور انکار کر دیتے۔ دیکھو مجھہ سے حدیث بیان کی یزید بن جابر نے عبد الرحمن بن عمرہ انصاری سے کہ فرمایا جناب سردار عالم صلعم نے کہ جو حاکم کہ لوگون کے معاملات مین سے کسی چیز کا والی ہوگا وہ قیامت کے روز اسطرح لایا جائیگا کہ اُسکے ہاتھہ گردن سے بندہے ہونگے اور اونکو بجز اُسکے عدل کے اور کوئی چیز نہ کھولیگی پھر جہنم کے پل پر کھڑا کیا جائیگا اور وہ پل اُسکو ایک ایسا جھٹکا دیگا جس سے اُسکا جوڑ جوڑ اپنی جگہہ سے ہلجائیگا پھر حالت اصلی پر آجائیگا اور حساب لیا جائیگا تو اگر محسن ہوگا تو تب کہین اپنے احسان کے باعث سے بچ جائیگا اور اگر بدکار ہوگا تو پل اس جگہہ سے پھٹ جائیگا اور دوزخ مین ستر سال کی راہ نیچے جا پڑے گا۔ منصور نے کہا

اپنا رومال منھ پر رکھ لیا پھر اتنا رویا اور ڈاڑھیں ماریں کہ مجکو بھی رولا دیا۔ پھر میں نے
کہا اے امیر المومنین آپ کے دادا حضرت عباس بن عبد المطلب نے سردار عالم
صلعم سے حکومت مکہ معظمہ یا طایف یا یمن کی مانگی تھی آپ نے انکو ارشاد فرمایا
کہ اے عم بزرگوار آپ اگر اپنے نفس کو شفقت سے دور رکھیں تو اوس حکومت سے
بہتر ہے جسکو آپ محیط نہو سکیں یہ آپ نے حضرت عباس رض کو اسلئے فرمایا کہ عم بزرگوار
کی خیر خواہی اور شفقت کا مقتضا تھا اور حضرت عباس رض کو آپ نے یہ بھی خبر دی
کہ تمہارے لئے اللہ پاک پروردگار عالم سے میں کچھہ کام نہ آؤنگا یعنے جب آپ پر
وحی ہوئی وانذر عشیرتک الاقربین تو آپ نے حضرت عباس رض و حضرت صفیہ رض
اور حضرت فاطمہ زہرہ رض کو فرمایا کہ اے عباس رض و اے صفیہ رض چچا پھوپی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اور اے فاطمہ رض جگر گوشہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ پاک سے میں تمہارے
کچھہ نہ کام آؤنگا مجکو میرا عمل مفید ہوگا اور تمکو تمہارا عمل۔ اور حضرت عمر فاروق
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگونکی حکومت کا کام اوسی سے بن آوے گا جو عقل کا
مضبوط اور تدبیر میں صائب ہو کوئی برائی اسکی ظاہر نہو اور نہ یہ خوف ہو کہ اپنی
قرابت کی حمایت کرے گا اور اللہ پاک پروردگار عالم کے باب میں کسی طعن
کرنے والے کی ملامت اوسپر اثر نہ کرے۔ اور حاکم بھی چار قسم کے ہوتے
ہیں ایک وہ ہے کہ خود بھی محنت کرے اور اپنے عاملوں سے بھی محنت لے تو
اوسکا حال ایسا ہے جیسا اللہ پاک کی راہ میں جہاد کرنیوالا اوس شخص پر خداوند
عالم کی رحمت کا ہاتھ پہیلا ہوا ہوتا ہے۔ دوسرا حاکم وہ ہے کہ اوسمیں کسی قدر
ضعف ہے وہ خود تو مشقت کرتا ہے اور اسکے عامل مزے اوڑاتے ہیں اسکے

اسکے ضعف کے سبب سے تو وہ تباہی کے کنارہ پہ ہے الآیہ کہ اللہ پاک اسپر رحم
فرماے تیسرا حاکم جو عاملون سے مشقت سے اور خود آسایش کرے تو وہ حطمہ
ہے جسکی شان مین رسولؐ پاک پروردگار عالم نے فرمایا ہے کہ بدترین حاکمون کا
حطمہ شے ہے تو وہ تنہا ہالک ہے۔ چوتھا وہ حاکم ہے کہ خود بھی مزہ کرے اور اسکے
عامل بھی تو وہ سب کے سب ہلاک ہونے والے ہین۔ اے امیر المومنین مین
نے سنا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السّلام جناب سردار عالم سلطان الانبیا صلعم کی
خدمت فیضدرجت مین آئے اور عرض کی کہ مین اسوقت آپ پاس حاضر ہوا ہون
کہ دہونکنیان آتش دوزخ پر رکھہ دی گئی ہین کہ قیامت کیلیے بہڑکائی جاوے
آپ نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ مجھہ سے دوزخ کا حال بیان کیجیے انہون نے
عرض کیا کہ اللہ تعالی نے حکم فرمایا کہ دوزخ کی آگ بہڑکائی گئی وہ سرخ ہوگئی پھر ہزار برس
تک بہڑکائی گئی کہ وہ زرد ہوگئی پھر ہزار برس تک بہڑکائی گئی کہ وہ سیاہ ہوگئی تو اب
وہ سیاہ ہے کہ نہ اسکا پل نظر آتا ہے اور نہ شعلہ بجھتا ہے قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے
آپ کو حق کے ساتھہ بہیجا ہے کہ دوزخیون کے کپڑون مین سے اگر ایک کپڑا زمین والون
کو صرف دکہلایا جائے تو سب مرجائین اور اگر ایک ڈول اسکے پانیکا زمین کے
سب پانیون مین ملا دیا جائے تو جو کوئی پھر اسمین سے چکھے وہ فوراً مرہی جائے
اور اوسکی زنجیرون مین سے جنکا پاک پروردگار عالم نے ذکر کیا ہے اگر ایک کڑی زمین
کے سب پہاڑون پر رکھہ دی جائے تو سب پگل جائین اور اگر کسی شخص کو دوزخ
مین داخل کرکے پھر دنیا مین نکالا جائے تو باشندے زمین اسکی بدبو اور شکل کی
برائی و ہیبت سے مرجائین۔ جناب سرور عالم صلعم اس حال کو سنکر روئے اور

آپ کے ساتھ حضرت جبرئیل علیہ السّلام بھی رو پڑے پھر جبرئیل علیہ السّلام نے عرض کی
اے سرور عالم ومحبوب رب العالم کیا آپ روتے ہین آپکے تو اگلے پچھلے گناہ معاف
ہو گئے ہین آپ نے فرمایا کہ میرا گریہ شکر کا ہے بھلا مین شکر گذار بندہ نہون اور یہ تو
بتاؤ کہ تم روح الامین اور اللہ پاک کی وحی کے امانت دار ہو بھلا تم کیون روئے
حضرت جبرئیل نے عرض کی کہ مین ڈرتا ہون کہ میرا حال کہین ہاروت وماروت
کا سا ہو جائے یہی وجہ ہے کہ جس سے اپنے پروردگار عالم کے نزدیک جو میرا
رتبہ ہے اسپر مین بھروسہ نہین کرتا ورنہ اسکے واسطے نامون ہو جاؤنگا۔
غرضکہ دونون روتے رہے یہان تک آسمان سے ندا ہوئی کہ اے جبرئیل
اور اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ پاک نے تم دونون کو اس بات سے مامون
کر دیا کہ تم اسکی نافرمانی کرو اور وہ تمکو عذاب دے اور جناب سلطان الانبیا رسول
رب العالمین صلعم کی فضیلت تمام انبیا پر ایسی ہے جیسے جبرئیل علیہ السّلام کی تمامی فرشتون
پر۔ اے امیر المومنین مین نے یہ بھی سُنا ہے کہ جناب فاروق اعظم رض نے دعا مانگی
تھی کہ الٰہی اگر تو چاہتا ہو کہ جب مدعی اور مدعا علیہ میرے سامنے بیٹھتے ہین تو اون
مین سے جو حق سے میل کرے خواہ قریب ہو یا بعید اگر مین اوسکی رعایت کرون
تو مجھکو ایک دم کی مہلت نہ دینا۔ اے امیر المومنین اللہ پاک کے حقوق کی بجا آوری
اسکی مخلوق مین نہایت ہی سخت کام ہے اور سب سے زیادہ بزرگی اللہ تعالیٰ کے
نزدیک تقوی ہے اور جو شخص پاک پروردگار عالم کی اطاعت سے عزت کا خواہان
ہوتا ہے تو اللہ پاک بلند کرتا ہے اور عزت دیتا ہے اور جو کوئی اسکو خداوند عالم
کی نافرمانی سے طلب کرتا ہے تو احکم الحاکمین اسکو پست اور ذلیل کرتا ہے

یہ ہے میری نصیحت والسلام

حکایت

ابن مہاجر کہتے ہین کہ ایک روز خلیفہ منصور مکہ معظمہ مین حج کیلئے آیا تہا رات کے وقت ہنگام سحر حرم شریف کا طواف کر رہا تہا کہ استنے مین سُنا کہ ایک شخص ملتزم کے پاس یون کہہ رہا ہے کہ الٰہی مین تیرے ہی سامنے شکایت کرتا ہون کہ زمین مین سرکشی اور فساد ظاہر ہو گیا اور ظلم و طمع حقدارون مین اور انکے حقوق حائل ہو گئے منصور یہ سُنکر چہپا یہان تک کہ اسکا سب قول سُنا پہر وہان سے نکلکر مسجد کے ایک طرف مین ہو بیٹھا اور اُس شخص کو روبرو بلوایا اور جب وہ آچکا تو اوس سے پوچہا کہ تم جو یہ کہتے تہے کہ زمین مین سرکشی اور فساد برپا ہو گیا اور حقدارونکے حق مین ظلم اور طمع حائل ہین یہ کیا بات ہے مین نے جو یہ امر سنا تو مین بیمار ہو گیا اور مجہکو نہایت قلق ہوا ۔ اُس شخص نے کہا اے امیرالمومنین اگر آپ میری جان امنون کردین تب تو مین سب باتین مع اُنکی جڑون کے آپ سے کہدونگا اور نہین تو مین اپنے ہی نفس پر اکتفا کرونگا کہ مجکو اسی کے دہندے سے فرصت ہی نہین منصور نے کہا کہ تو جان سے مامون ہے ۔ اُس نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ جس شخص مین خواہش نفس اور اتنی طمع آگئی ہے کہ وہ اسکے اور حق کے درمیان مین حائل و سرکشی و فساد کی درستی کے مانع ہے وہ آپ ہی ہین ۔ منصور نے کہا کمبخت مجہہ مین طمع کیسے آئیگی زر و سیم میرے ہاتہہ مین ہے اور تلخ و شیرین میرے قبضہ مین

اُس نے کہا کہ اے امیر المومنین جتنی طمع تم مین گھس گئی ہے بھلا اور کسی مین بھی
اسقدر ہوئی ہوگی۔ دیکھو شہنشاہ پاک پروردگار عالم نے تمکو مسلمانون کے
معاملات اور اموال کا حاکم اُنکی حفاظت کے لیے کیا اور تم اُنکے معاملات سے غافل
ہوکر اونہین کے مال جمع کرنے مین پڑگئے اور اپنے اور اُنکے درمیان چونہ اور اینٹ
کی دیوارین اور لوہے کے دروازے اور ہتیار بند دربان مقرر کیے اور اپنے
آپ کو اُن محلات مین محبوس کرلیا کہ کوئی تمہارے پاس بھی آنے نہ پاوین اور آپنے
عاملون کو مالون کے اکٹھا کرنے اور بزور تحصیل وصول کرنیکو بھیجدیا اور آپ نے اعوان
سلطنت جلیس و مصاحب اور مددگار ظالم مقرر کیے کہ اگر تم بھولتے ہو تو وہ یاد
دلاتے اور اگر اچھا کرتے ہو تو تمہاری مدد نہین کرتے اور تم نے اُنکو مال اور سواری
وہتیار دیکر ظلم پر قوی کردیا ہے اور یہ بھی حکم دیا ہے کہ تمہارے پاس بجز اشخاص
معینین کے جنکا نام تمنے بتلا دیا ہے اور کوئی آنے بھی نہ پاوے اور اس امر کی اجازت
بھی نہین دی کہ کوئی مظلوم یا اندوہناک یا بھوکا یا ننگا یا کم زور یا محتاج تمہارے
یہان سے کچھہ پاوے حالانکہ اُنمین سے کوئی ایسا نہین جسکا حق اس مال مین نہو
پس جب تمہارے ان ندیمون نے جنکو تم نے خواص مقرر کیا ہے اور رعیت پر
ترجیح دے رکھی ہے کہ انکو کوئی تمہارے پاس آنے سے نہ روکے یہ دیکھا کہ مال
بیت المال سے بعض چیز تم اپنے لیے رکھہ لیتے ہو اور اسکو غریبون اور مسلمانون
مین تقسیم نہین کرتے تو اونہون نے دل مین سوچا اور کہا کہ خلیفہ تو پاک پروردگار
عالم کی خیانت کرتا ہے ہم خلیفہ کی خیانت کیون نکرین اسلئے اونہون نے آپس
مین اتفاق کرلیا کہ جو لوگ کہ رعیت کے اخبار خفیہ جانتے ہون اُنکی رسائی خلیفہ تک نہو

لیکن جبکو وے چاہین تو وہ پہونچ سکے اور ایک یہ کہ تمہارا عامل کہین جاسکے اور
اُنکے خلاف منشار کوئی امر کرے تو اسکو رہنے ہی نہین دیتے یہان تک کہ ذلیل اور
بیقدر ہو جاتا ہے - جب تمہارا اور تمہارے خواص کا حال اسطرح پھیل گیا اور
رعایا کے ساتھہ اسطرح کا طرز عمل ہو گیا تو لوگون نے آپ کے ارکان دولت کو
بڑا سمجھا اور اُن سے ڈرے اور سب سے پہلے تمہارے عاملون نے تحفے اور مال
انکے پاس بھیجکر اُن سے آشتی کی تاکہ تمہاری رعیت پر خوب ہی ظلم کرین اور کچھہ
شنوائی نہو - پھر جو اور لوگ ذی اختیار اور مالدار تھے انہون نے آپ کے مصاحبین
کو رشوت دی کہ جو جو لوگ اُنسے کم ہون وہ اُنپر اپنے دل کے پھپولے پھوڑین
اِسی طرح اللہ پاک کے شہر سرکشی اور فتنہ و فساد کی طمع سے بھر گئے اور یہ مصاحب
سلطنت مین تمہارے شریک ہو گئے اور تمکو خبر بھی نہین اگر کوئی دادخواہ آجاتا ہے
تو اُسکو کوئی تمہارے پاس جانے بھی نہین دیتا اور اگر وہ یہ چاہتا ہے کہ جب
سواری نکلے اُسوقت اپنا حال عرضی مین لکھکر گذرانے تو معلوم کرتا ہے کہ آپ نے
اس امر کی ممانعت کر دی ہے - اور تم نے جو ایک شخص کو مظلومون کے حقوق کا
ناظر مقرر کیا ہے اگر مظلوم اُسکے پاس جاتا ہے اور تمہارے معتمدون کو اُسکی اطلاع
ہو جاتی ہے تو ناظر جی سے یہی کہدیتے ہین کہ اسکی درخواست پیش کرنا نچاہیئے
اور اگر ناظر ذی حرمت ہے اور اُسکا قول مانا جاتا ہے تب بھی وہ آپ کے معتمدون
کے ڈر سے یا اور کسی سبب سے جو چاہتا ہے وہ کچھہ نہین سکتا - غرضکہ مظلوم بیچارہ
اُسکے پاس دوادوش کرکے شکوہ یا فریاد کرتا ہے اور وہ اوسکو ٹال دیتا ہے یا بہانہ
کرتا ہے - جب باوجود کوشش کے ناکامیابی کے ساتھہ نکالا ہی جاتا ہے تو وہ آپ کی

سواری نکلنے کے وقت آپ کے سامنے فریاد کرتا ہے تو اتنا مارا اور پریشان کر دیا جاتا ہی
کہ اعضا بھی کہین سے کہین ہو جاتے ہین تاکہ دوسرون کو عبرت ہو اور رحم تا کتے
رہتے ہو نہ تو ہاتھ سے اشارہ کرتے ہو و نہ زبان ہی سے منع کرتے ہو داد رسی تو
ایک طرف رہی یہہ دوسری مصیبت آ پڑی - اب ایسی صورت مین مسلمانی کے
قطع نظر سعدلت اور عافیت عامہ کی کیا چیز باقی رہی - پہلے ہی بنی امیہ اور اہل عرب
تھے کہ جہان مظلوم اُنین آپہونچا اوسیوقت اوسکا مقدمہ پیش کر کے انصاف
اور فیصل حضومات بلا توقف کر دیا جاتا تہا - اور بعض اوقات آدمی ملکون سے
دوسرے کنارہ سے آکر بادشاہی دروازہ پر پہونچ کے پکارتے تھے کہ اے اسلام
والو تو سب اُسکی طرف دوڑتے تھے اور پوچھتے تھے کہ تجھے کیا ہوا اور اسکا مقدمہ
دربار شاہی مین پیش کر کے اُسی دم اُسکا انصاف کرا دیتے تھے - اور مین یا امیر المؤمنین
چین کی سرزمین مین سفر کیا کرتا تہا اور اُس ملک مین ایک بادشاہ تھا ایک مرتبہ
جو میرا اودہر کو گذر ہوا تو وہ بادشاہ بہرا ہو گیا تھا اور اپنی قوت سامعہ کے جانے سے
وہ رونے لگا وزیرون نے کہا کہ آپ کیون روتے ہین خدا نہ کرے کہ آپ روئین
اُسنے کہا کہ مین بہرہ ہو گیا اسلیئے روتا ہون ہر چند مجکو اپنی مصیبت پر رنج ہنین
مگر یہ تردد ہے کہ مظلوم دروازہ پر کہڑا چیخا کرے گا اور مین اوسکی آواز نہ سنونگا پھر
اُس نے یہ کہا کہ میرے کان جلتے رہے تو کیا ہوا میری آنکھین تو موجود ہین لوگون
مین منادی کر دو کہ کوئی سرخ لباس نہ پہنے صرف وہی شخص پہنے جو مظلوم ہو پھر وہ
صبح و شام سواری ہاتی گہوما کرتا تہا کہ کوئی مظلوم نظر پڑے تو اسکا انصاف کرے -
اے امیر المؤمنین مقام تامل ہے کہ بادشاہ چین مشرک ہو کر اسطرح کی عنایت اور رحمت

مشرکین کے حال پر رکہتا ہے اور سلطنت مین اپنے نفس کے بخل پر ترس کرتا ہی اور تم
اللہ پاک پروردگار عالم پر ایمان رکہتے ہو تمکو بیچارے مسلمانون پر مہربانی غالب نہین ہوتی
اور اپنے نفس کے بخل پر ترس نہین آتا - اور تمہارا بخل بیکار ہے اسلیئے کہ تم مال کو تین
باتون مین سے ایک کیلیئے جمع کرتے ہو - اگر یہ کہو کہ مین اپنے لڑکے کے لیے جمع کرتا ہون
تو اللہ پاک پروردگار عالم نے تمکو بچہ کے باب مین عبرتین دکھلادی ہین کہ جب اپنی
ماں کے پیٹ مین سے نکلتا ہے تو روئے زمین پر اوسکا کوئی مال نہین ہوتا اور
دنیا مین ایسا کوئی مال نہین جسپر کسی نہ کسی مسک ہاتہہ کا قبضہ نہو مگر اللہ پاک اُسپر
اپنی عنایت کرتا ہے یہانتک کہ لوگون کی رغبت اسکی طرف پڑہ جاتی ہے اور جو
کچہہ اسکو ملتا ہی وہ آدمی نہین دیتے بلکہ پاک پروردگار عالم اسکو دیتا ہے اور یہ بہی نہین کہ
تمکو ہی لڑکا عنایت ہو بلکہ خداوند عالم جسکو چاہتا ہے مرحمت فرماتا ہے اور اگر یہ کہو کہ مین
مال اسلیئے جمع کرتا ہون کہ اپنی سلطنت کو مضبوط کرون تو اس امر مین بہی اللہ جلشانہ
نے تمکو گذشتہ لوگون کی عبرتین دکہلادین کہ جو کچہہ زر وسیم انہون نے جمع کیا تہا
اُنکے کچہہ کام نہ آیا اور وہ جاہ وحشم اور ہتیار و سواری سب بیکار ہوگئے کہ جب مالک الملک
کو تمکو اسطرح مالک کرنا منظور ہوا تو اس سے کچہہ حرج نہوا کہ تمہارے پاس اور تمہارے
بہائیون کے پاس مال کم تہا - اور اگر یہ کہو کہ مال اسلئے جمع کرتا ہون کہ جس حالمین اب
ہون اوس سے زیادہ اور عمدہ مطلوب ہاتہہ آجائے تو اسکو جان رکہو کہ جس مرتبہ
پر تم اب ہو اوس سے بڑہ کر جو مرتبہ ہے وہ بدون اعمال صالحہ کے حاصل ہی نہین ہوتا
اے امیر المومنین بہلا تم عاصی کو قتل سے زیادہ بھی کوئی سزا دیتے ہو - خلیفہ نے کہا
نہین - اوس شخص نے کہا کہ پہر جو ملک مالک الملک نے تمکو دیا ہے اور دنیا

حاکم احکم الحاکمین جو گردانا ہے اسکو لیکر کیا کروگے خداوند عالم تو اپنے
عاصیون کو قتل کی سزا نہین دیتا بلکہ عذاب الیم مین ابد الآباد رہنیکی سزا دیتا ہے
اور وہی تمہارے دلون کے عزم اور جوارح کے باطنی امور کو دیکھتا ہے تو یہہ
تباؤ بہلا جب شاہنشاہ جل وعلا سلطنت دنیا تمہارے ہاتہہ سے چہین لیگا اور تمکو
حساب کیلئے طلب فرمائیگا تو سلطنت دنیا پر جو تم بخل کر رہے ہو کیا یہ پاک پروردگار عالم
کے یہان کچھہ تمہارے کام آئیگی یہ سنکر خلیفہ منصور بہت رویا یہان تک کہ ڈہاڑین
مارنے لگا پہر کہا ؎

مرا اے کاشکے مادر نمی زاد		دگر می زاد کس شیرم نمی داد	

پہر پوچھا کہ جو سلطنت مجکو عطا ہوئی اسمین کیا تدبیر کرون آدمی تو مجکو خائن ہی نظر
آتے ہین اس نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین تم بڑے اور سچے اماموں اور بزرگ دینداروں
کو اپنے ساتھہ رکھو منصور نے کہا کہ وہ کون ہین اس نے کہا کہ وہ علما ہین خلیفہ نے
کہا کہ وہ تو مجہہ سے بہاگے پہرتے ہین اس نے کہا کہ انکے بہاگنے کی یہی وجہہ ہے
کہ وہ ڈرتے ہین کہ کہین تم انسے بہی زبردستی سے وہی کام لو جو تمہارا طریقہ اپنے
عاملون کے ساتھہ جاری ہے۔ بلکہ دروازون کو کہولو اور روک ٹوک کم کرو اور مظلوم
کا انتقام ظالم سے اور ظالم کو ظلم سے روکو اور ہر چیز کو حلال اور طیب وجہ سے لو اور
حق وعدل کے ساتہہ تقسیم کرو پہر مین ضامن ہون کہ جو کوئی تم سے گریز کرتا ہے
وہ تمہارے پاس آئیگا۔ اور تمہارے حال اور رعیت کی بہتری مین تم کو مدد دیگا
منصور نے دعا مانگی کہ الٰہی مجہہ کو اس شخص کے قول کے موجب عمل کرنیکی توفیق
کرامت فرما۔ اتنے مین حرم شریف کے موذنون نے نماز کی تکبیر کہی منصور نماز مین

مشغول ہوا اور وہ شخص غائب ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ وہ خضر علیہ السلام تھے انتہی مختصراً احیاء العلوم
پند۔ ناصح کی نصیحت اور واعظ کی تقریر دل سے کانون سے سنو کہ وہ تمہارے دلکی
بیماریون کا طبیب ہے مگر شرط یہ ہے کہ پہلے یہ سوچ لو کہ وہ تمکو کسی اپنی خاص غرض
کیلیے نصیحت نکرتا ہو۔

عزیزو سن لو تم واعظ کی تقریر	سنو مت بات پھر اہل غرض کی

فائدہ۔ عیوب بشریت سے تو کوئی بشر خالی نہین ہوتا ہے مگر تعلم اور تعلیم اور ادب
اور تادیب کو بڑا اثر ہے۔ والدین اصلاح اولاد کی اور اساتذہ اصلاح شاگردونکی۔
اور ازواج اصلاح بی بیون کی اور حکما اصلاح حمقا کی اور اطبا اصلاح بیمارون کی
اور امرا اور روسا اصلاح رعایا برایا کی اور پیغمبر رسول اصلاح امت کی کیا کرتے
ہین پھر اصلاح ہوتی تو سارے آدمی چارپایون کی طرح ہو جاتے جو کوئی شخص ادنے
و اعلی ارادہ اپنی اصلاح کا نہین کرتا ہے عیش و فسق مین ڈوب کر مطلق العنان ہو کر
تنہا اپنی عقل و خیال پر رہتا ہے کسی کی کوئی بات اچھی ہی پسند نہین کرتا وہ در حقیقت
انسان نہین اوسکا کام ضرور ہی خراب و نتیجہ بد ہوتا ہے۔ ہر انسان پر فرض
ہے کہ رات دن کے آٹھ پہر مین ایک دم اپنے اعمال کا حساب لیا کرے اور
اپنے عیبون کو دریافت کر کے اصلاح حال کیا کرے جس نے یہان حساب
لیا اوسکو قیامت کے حساب مین آسانی ہو گی جسنے نہ لیا اوسکو سارا جمع
خرچ بھگتنا پڑیگا۔

خواہی کہ عیبہای تو روشن شود ترا	یکدم منافقانہ نشین در کمین خویش

نکتہ۔ دنیا اگر جوہر ہو اور آخرت سفال مگر جب دنیا فانی اور آخرت باقی

ٹھیری تو وہ سفال اس جوہر سے بہزار درجہ بہتر ہے گناہ اور خواہش نفس کی لذت باقی نہین رہتی اسکا عذاب و عقاب باقی رہجاتا ہے طاعت کی تکلیف و محنت باقی نہین رہتی ہے اسکا اجر و ثواب باقی رہجاتا ہے ہر عیش کا آخر جراحت ہے ہر مصیبت کا انجام راحت ہے ؎

در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست	مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

حکایت

ابی عمران جونی کہتے ہین کہ جب ہارون رشید تخت نشین ہوا کبھی لوگ مبارک بادی کو آئے اس نے خزانون کے منھ کہول دیا اور ہر ایک کو بڑے بڑے خلعتین اور انعام دینا شروع کردیا اور ایک شقہ حضرت سفیان بن سعید ثوری کے کے نام لکھا کہ اللہ تعالے نے ایمان والون کے درمیان بہائی چارہ مقرر فرمایا اور اس بہائی چارہ کو اپنے لیئے اور اپنے باب مین ٹہیرایا اور جان لو کہ مین نے تم سے جو بہائی چارہ کیا ہے اسکا رشتہ قطع نہین کیا اور نہ آپکی دوستی توڑی بلکہ اب تک مجکو آپ سے افضل محبت اور اکمل عقیدت حاصل ہی اگر بار خلافت میری گردن مین نہ ڈالا گیا ہوتا تو مین آپ کی خدمت شریف مین گھٹنون کے بل چلکر آتا اور میرے دنیز آپکے دوستون مین سے کوئی ایسا شخص نرہا ہو گا جو مجکو مبارکباد دینے نہ آیا ہو اور مین نے بیت المال کہولکر بڑے بڑے انعام دیا کہ میری آنکھونکو ٹھنڈک ہو اور دل کو فرحت ہوئی مگر جب آپنے تشریف لانے مین دیر کی اور قدم رنجہ

فرمایا تو مین سنے یہ خط اپنے سخت اشتیاق سے ارسال خدمت کیا اور آپ کو روشن
ہے کہ ایماندار کے ملنے کا کیسا کچھ ثواب آیا ہے مین امید کرتا ہون کہ آپ قدم رنجہ
فرماینگے وہ نامہ عباد طالقانی کو دیا گیا اور کہا گیا کہ نامہ لیکر کوفہ کو جا اور خبردار اپنے
گوش دل سے جو حال حضرت سفیان ثوری کا ہو خوب یاد رکھنا اور سب عین
مجھ سے آکر کہنا۔ نامہ بر نامہ لیکر کوفہ پہونچا اور جس مسجد مین کہ حضرت سفیان ثوری
تشریف رکھتے تھے راستہ لیا جب وہ قریب پہونچا تو سفیان ثوری اُٹھ کھڑے
ہو گئے اور فرمایا کہ پناہ مانگتا ہون اللہ پاک سننے جاننے کی شیطان مردود سے
اور الٰہی مین تیری پناہ مانگتا ہون اُس آنیوالے سے جو ہمارے پاس خیر کے
سوا اور کسی طرح آوے آپکے ان الفاظون سے نامہ بر کے دل پر اثر بخشا اور
آپ نماز مین مشغول ہو گئے حالانکہ کسی نماز کا وقت ہی تھا نامہ بر نے گھوڑا باہر
چھوڑکر اندر قدم رکھا دیکھا تو آپ کے جلیس گردنین جھکائے ایسے بیٹھے ہین کہ
گویا چور ہین کہ انپر بادشاہ چلا آیا ہے اور اونکی سزا سے ڈرتے ہین۔ نامہ بر نے
سلام کیا تو کسی سنے سر اٹھا کر نہ دیکھا بلکہ پورون کے اشارہ سے جواب سلام
ادا کیا۔ جب نامہ بر کھڑا رہا تو کسی سنے یہ نہ کہا کہ بیٹھ جاؤ اور انکی ہیبت سے اس
پر لرزہ چڑھ آیا اور وہ خط پھینک دیا تو حضرت سفیان ثوری اسکو دیکھکر کانپے
اور ایسا بچے جسطرح کسی سجدہ گاہ مین سانپ آگیا ہو پھر اپنا ہاتھ جبہ کی آستین
مین لپیٹا اور اسی طرح خط کو لیکر پلٹا دیکر لوگون کی طرف پھینکر فرمایا کہ پڑھو غرضکہ
انہین سے ایک سنے ڈرتے ڈرتے اسکو اسطرح کھولا جسطرح سانپ کا ڈسنے کا خوف
ہوتا ہو اور ابتدا سے انتہا تک پڑھ سنایا۔ حضرت سفیان ثوری ایک تعجب

سونیوالون کی طرح مسکراتے رہے اور ختم مضمون پر فرمایا کہ اسکے پشت ہی پر جواب
لکھو اگر اُس نے اس کاغذ کو وجہ حلال سے حاصل کیا ہوگا تو ثواب پائیگا اور
اگر حرام جگہہ سے لیا ہوگا تو عذاب بھگتیگا اور جس چیز کو ظالم نے چھوا ہے وہ ہمارے
پاس رہنے ہی نہ چاہیئے ورنہ ہمارے دین کو خراب کریگی۔ اور لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم
بندہ منیب سفیان بن سعید ثوری کے طرف سے۔ اُس بندہ کو جو آمال پر مغالطہ
کہائے ہوئے ہے اور ایمان کا مزہ اُس سے چھین گیا ہوا ہے یعنے ہارون رشید
کو بعد حمد و صلوٰۃ کے معلوم ہو کہ مین نے یہ خط تمکو اسی اطلاع کیلئے لکھا ہے کہ مین نے
تمہاری الفت کا رشتہ توڑ دیا اور دوستی کا علاقہ کاٹ ڈالا اور اب مین تمہارا
دشمن ہو گیا کیونکہ تم نے خود اپنے خط مین اقرار کیا کہ مین نے مسلمانون کے
بیت المال کو کہول کے خرچ کر ڈالا اور مجھکو اسبات کا گواہ گردانا کہ مال بیجا اور
بے موقع اوٹہا دیا اور یہ بھی نہین کہ جو کچھہ تم نے کیا تھا اسی پر راضی رہتے بلکہ
باوجود بُعد کے مجھکو خط لکھا کہ تم پر مین اور میرے ساتھی جنہون نے تمہارا خط اقراری
پڑہا گواہ ہو جائین۔ تم یاد رکھو کہ ہم فردا قیامت خداے پاک کے روبرو تمہاری
حرکت بیجا کی گواہی دینگے۔ اے ہارون تمنے جو خزانہ کہولکر اُڑایا اس مین تو بموجب حکم
خداے پاک کے سات فریق کا حق ہے بہلا اس تمہارے فعل سے کونسا فریق
راضی رہا۔ مولفۃ القلوب رضامند ہوئے یا صدقات کے عامل یا اللہ پاک کی راہ
مین جہادی یا مسافرین یا حفاظ یا عمال اور علما یا بیوہ عورتین یا یتیم بچے یا اور لوگ
ہماسہ رعیت غریب و نادار اور عیالدار مفلس اس فعل سے راضی اور خوشنود ہوے
پس اب اس امر کے سوال کے جوابدہی کے لئے آمادہ اور مستعد ہو اور اپنی

مصیبت کے دور کرنیکی شکر کرد اور جان لو کہ تم عنقریب حاکم عادل کے سامنے
کھڑے ہوگے اور تمہارے نفس کے باب مین تم سے مواخذہ ہوگا کہ تم نے
ابرار کی صحبت کا مزہ کھودیا اور اپنے نفس کے لیئے ظالم اور ظالمون کا امام ہونا
پسند رکھا اے ہارون تم سریر پر اجلاس کئے اور حریر پہنا اور اپنے دروازے
پر پردہ ڈالا اور ان حجابون سے تم نے رب العالمین کی مشابہت پیدا کی۔ پھر آپ
نے ظالم سپاہیون کو مقرر کیا کہ لوگون پر ظلم کرتے ہین اور انصاف نہین کرتے
خود تو شراب اڑاتے ہین اور جو کوئی پیئے تو اسکو شرا بخوار کہکر مارتے ہین اسی
طرح زنا کرتے اور عورتون کی عصمت بگاڑتے ہین اور دوسرے زانیون کو حد لگاتے
ہین اور خود مرتکب چوری ہوتے ہین اور دوسرے چورون کو سزایاب کرتے
ہین کیا یہ احکام شریعہ تمہارے ساتھیون اور نوکر چاکرون پر نہین ہین اور لوگون
پر احکام تعزیری جاری ہوتے ہین۔ اسے ہارون کل کیا ہوگا جب پکارنیوالا اللہ
پاک کی طرف سے پکارے گا احشروا الذین ظلموا وازواجھم ظالم اور انکے
مددگار کدھر ہین تم کو اللہ پاک کے سامنے پیش کیا جائیگا اس صورت سے کہ تمہارے
ہاتھ تمہاری گردن مین بندھے ہونگے اور انکو بجز تمہارے عدل کے اور کوئی
نہ کھولیگا اور دوسرے ظالم تمہارے گرد ہون گے اور تم اُن سب کے سردار
ہوکر سب کو دوزخ مین لیجاؤگے۔ اسے ہارون گویا تمہارا حال میرے سامنے
ہے کہ تمہاری گردن پکڑی گئی اور قیامت مین پیشی کے مقام پر حاضر کیگئے
اور تم اپنی نیکیاں دوسرے کے پلہ حسنات مین دیکھ رہے ہو اور اپنی برائیون
کے سوا غیرونکی برائیان اپنے پلہ مین دیکھتے ہو کہ مصیبت پر مصیبت اور اندھیرے

اندھیرا سہے۔ پس اسے ہارون میری وصیت یاد رکھو اور جو نصیحت مین سنے تم کو کی
اُسپر کاربند رہو اور جان لو کہ مین سنے تمہاری خیرخواہی کی اور کوئی دقیقہ نصیحت
کا باقی نہین چھوڑا اپنی رعیت کے باب مین اللہ پاک سے ڈرو اور سردار عالم محبوب
رب العالم صلعم کا لحاظ آپکی اُمت کے باب مین رکھو۔ اور امر خلافت کو انپر اچھی طرح
کرو اور یہ بھی جان لو کہ اگر خلافت خلیفون کے پاس رہتی تو تمہارے پاس
نہ پہونچتی اور نہ یہ تمہارے پاس رہ سکتی ہے اسیطرح دنیا سب لوگون کو ایک
ایک کرکے سپرد چلی جاتی ہے۔ اُنمین سے بعضون سنے توا لیا توشہ بہم کر لیا جو
اسکو مفید ہوا اور بعض لوگ دنیا و آخرت دونون مین خسارہ اوٹہایا والسلام۔
نامہ رسان اوسکو لیکر بازار مین آیا اور آپ کی نصیحت اُس مین اثر کر گئی تہی
سر بازار پکارا کہ اسے اہل کوفہ تو سب حاضر آگئے تو کہا کہ ایک شخص اللہ پاک سے
بہاگا ہوا تہا اسکی طرف اسنے رجوع کیا کوئی تم مین سے اُسکا خریدار ہے لوگ
جمع ہوگئے اور روپیہ اشرفیان لاسے اس سنے کہا مجکو اسکی حاجت ہی نہین بلکہ
ایک موٹا جھوٹا صوف کا کرتا اور ایک کملی چاہتا ہون لوگون نے دو تو چیزین
لادین تو وہ پہن لیا اور لباس دربار شاہی اوتار کر مع ہتیارون کے گھوڑے
پر رکھہ کر آپ گھوڑے کی باگ ڈور پکڑا ہوا پاپیادہ روانہ ہوا اور اسطرح ہارون رشید
کے دردولت پر پہونچا لوگون سنے تمسخر کیا گرجب ہارون رشید کے روبرو گیا تو
ہارون رشید کھڑا ہو گیا اور اپنا سر اور منھہ پیٹا اور واویلا واحسرتا کرتا تہا اور کہتا
تہا کہ افسوس ایلچی سنے فائدہ اوٹہایا اور مین محروم رہا پھر وہ خط مرسلہ سفیان
ثوری پڑتا جاتا اور زار زار روتا اور فریاد و فغان کرتا تہا۔ بعض ندیمون سنے عرض کیا

یا امیر المومنین سفیان ثوری نے آپ کی شان مین بڑی گستاخی کی آپ اگر حکم صادر فرمائین تو وہ اس قابل ہین کہ با زنجیر پیش کر دیے جائین تا دوسرون کو عبرت ہو ہارون رشید نے کہا اسے دُنیا کے بندو مجکو مغالطہ دہی سے باز رکھو جو مغالطہ اور دام فریب مین آ گئے وہ بڑا ہی بدنصیب ہے۔ پہر وہ خط تا بدم زیست زیر مطالعہ ہارون رشید رہا پس جو شخص اپنے نفس پر ترس کرے اور اللہ پاک سے ڈرے اس عمل مین جو کلمہ کو اسکے سامنے کیا جائے گا اور اسی پر اسکی باز پرس اور جزا ہو گی اللہ تعالی اسپر رحمت کرے کہ توفیق کا مالک وہی ہے۔

نکتہ۔ دُنیا مین تین قسم کے انسان ہین ایک نیک جنہون نے نیکی کو پہچانا تا نیکون کے رتبہ کو جانا دوسرے بد جنہون نے بدی کو اچھا سمجھا نیکون کے چال چلن کو نہ لیا۔ تیسرے غافل جو نیکی اور بدی دونون کو نہین پہچانتے غفلت کے مارے کسیکی نہین مانتے ؎

جو ہین نیک نیکی کو پہچانتے ہین	جو بد ہین وہ نیکون کو بد جانتے ہین
بُرائی بہلائی سے غافل ہین غافل	غرض وہ کسیکی نہین مانتے ہین

نکتہ۔ دنیا مین پانچ قسم کے انسان ہین اوّل جو خود نیک ہین اور انکی نیکی کا اثر اورون کو بہی پہونچتا ہے۔ دوم جو خود نیک ہین مگر انکی نیکی کا اثر اورون کو نہین پہونچتا تیسرے جو نہ نیک ہین نہ بد چوتھے جو خود بد ہین مگر اورون کو انکی بدی کی تاثیر نہین پہونچتی۔ پانچوین جو خود بد ہین اور اورون کو بھی گمراہ کرتے ہین۔ نیکون کو چاہیئے کہ ایسے بد آدمیون کی صحبت سے بچین۔

بد ہے بدنامی نکوئی نیک ہے	ہے تجھے حاصل یہ بازار جہان

نیک کو پہچانتے ہین لوگ نیک
جانتے ہین بد کو بد کار جہان

نکتہ ۔ بادشاہ کو اتنے شخصون سے پرہیز کرنا لازمات سے ہوتا ہے ایک مسخرہ دوسرے بیباک تیسرے منافق چوتھے مطرب پانچوین فاحشہ چھٹے وہ جو پہلے دشمن رہ چکا ہو اور اب دوستی کا لباس پہنا ہو ساتوین وہ جسکے دشمن بادشاہ کے دوست ہون یا اوسکے دوستون کی بادشاہ سے دشمنی ہو آٹھوین وہ جسکا پہلے امتحان بیوفائی کا ہو چکا ہو نوین خاین جسکا شیوہ خیانت و نمک حرامی کا ہو ۔

از منافق تا توانی دور باش
دشمنان را جا مدہ نزدیک خویش

نام بدگویان میاور بر زبان
تا کہ از جور و ستم یابی امان

الحمد للہ رب العالمین و بطفیل رسولہ الکریم کہ حصہ سوم
کتاب محبوب السلاطین قدیم زمانہ کے علماء
کے نصایح بادشاہان زمانہ کی حکایتون مین باہتمام
کارپردازان مطبع نامی روکش مطالع
زمن عزیز دکن مین چھپ کر
اشاعت پذیر
ہوا

۱۲

حصہ چہارم

ظلم کے ذکر مین

ظلم رکھنا ایک چیز کا بے موقع کا نام ہے پس کسیکو مارا یا ستایا یہہ سب داخل ظلم ہے کہ
ان امور کو بے موقع و محل برتا ظالم سے زیادہ آخرت مین کوئی بدنصیب ہی نہین اور
دنیا مین بہی خلق خدا ظالم کی دشمن ہی رہتی ہے۔ اور عدل برابری کرنیکو کہتے ہین کہ
ہر امر مین کمی و زیادتی سے محفوظ رہے یہہ وصف ضد ظلم ہے پس جو شخص عادل
ہوگا وہ ظلم سے بری ہوگا اور ظلم کی برائیون سے عدل کی خوبیان ظاہر ہوتی ہین
یہہ وصف حکام وقت کو تو ضروری ہے ولیکن ہر فرد بشر کو اپنے افعال و اقوال
مین اعتدال چاہیے کہ جو سخن زبان سے نکلے انصاف کے پلہ مین تلا ہوا ہو

اور کوئی فعل اوسکا بے انصافانہ صادر نہو دُنیا مین اس وصف کا یہہ نتیجہ ہوتا ہی
کہ عادل ہر دل عزیز ہو جاتا ہے پس انسان کو لازم ہے کہ وصف عدل سے
موصوف اور نفس امارہ کے دام تزویر مین اپنی خیالات کو پھنسنے نہ دین۔

	کہ ناگہ گرفتار دوزخ شوی		کن نفس امّارہ را پیروی

نفس امّارہ کی خاصیت ہے کہ ہمیشہ حصول لذات دنیاوی و بیجا خواہشات زمانہ کی
نمایش کی طرف انسان کو راغب رکھتا ہے جسکے سبب سے اوسکو وہ کام کرنا
پڑتے ہین جو قانون تہذیب و اخلاق کے خلاف ہوکر اوسی کی بدنامی و ناکامی
کا باعث ہوتے ہین نفس امّارہ حقیقت مین وہ دشمن دوست نما ہے جس کے
شعبدہ انگیز اثر سے انسان ایسا غافل ہو جاتا ہے کہ وہ تمام اپنی عمر گران بہا اور وقت
عزیز اسی کے پھیر مین ضایع کر دیتا ہے اور اوسکی ذات سے اپنے فائدے کی کوئی
شکل پیدا نہین کر سکتا یہ وہ نفس ہے جو انسان کے دل کو اپنے قابو مین کر کے اپنی
ہی راہ پر چلاتا ہے اور اوس انسان کی بیجا خواہشون کو یہان تک وسعت دے دیتا ہے
کہ وہ بیچارہ کسی حالت مین آسودگی کا نام ہی نہین لیتا اور نہ اوسکے دل مین صبر ہوتا
ہے کہ اب زیادہ ہوس بیکار ہے بلکہ ہمیشہ یہی جی چاہا کرتا ہے کہ یہہ بھی مراد حاصل
ہو وہ بھی مطلب ملے۔ پس جب اوسکی آرزوؤن نے اپنی حرص حد اعتدال سے بڑہائی
تو سمجھہ لیجئے کہ کامیابی تو درکنار اگر اس آفت جانستان سے جان ہی بچ جاے
تو بہت غنیمت ہے عاقل وہی انسان ہے جو توبہ و اطاعت پروردگار مین کبھی غفلت
جایز نہین رکھتا اور اپنی عمر پر اتنا تکیہ بھی نہین کر سکتا کہ کل دوسرا روز بخیر بیت گذرے گا
پس اسلئے نفس جب جوانی مین تو توبہ کرنا دشوار سمجھتا ہے تو کیا بڑہاپے مین جو وقت

آخرت سے اپنی اصلاح کرسکے گا ہرگز نہین - دیکھو جو لکڑی کہ سبز اور تازہ ہوتی ہے وہ ممکن ہے کہ کسی نہ کسی طرح سیدہی ہو جائے مگر وہ لکڑی جو بالکل خشک ہو جاتی ہے پہر سیدہا کرنے سے کب سیدہی ہوسکے گی پس اسی طرح اس نفس کا حال ہے کہ اگر ابتداء مین انسان اسپر قابو رکہے تو ممکن ہے کہ اسکی قید مین گرفتار نہو اور اسکی ظاہری نمایش اور دل بہکانے والی خواہش سے دہوکا نہ کہا سکے مثلاً اگر ابہی کوئی چہوٹا سا درخت زمین پر اوگا ہوا دکہائی دے تو ممکن ہے کہ تہوڑی سی فکر مین جڑ سے اکہاڑ ڈالا جاسے اور اگر کسی درخت کو اس خیال سے کہ جب وہ ہمین ضرر پہونچا ئگا اکہاڑ ڈالین گے تو سمجھ لیجئے کہ اوسی درخت کی جڑ روز بروز مضبوط ہوتی جائیگی اور پہر اوسکا اوکہاڑنا بہ نسبت پیشتر کے بہت مشکل ہو جائے گا -

اسے عزیزو نقد راحت کی جو ہے حاجت تمہین	نفس اَمّارہ کی کہا تو سو رہے نفرت تمہین
نخل عصیان ابتدائی مین اکہڑ جائے تو خوب	ورنہ پیری مین جوانی کی ہی کب طاقت تمہین

اسے نفس اَمّارہ کیا یہ تو نہین جانتا کہ تیری بیجا خواہشین اوس پروردگار عالم کو نہین معلوم ہین جسکی ذات تمام زمانے مین عالم الغیب مشہور ہے اور کیا دنیا مین کوئی انسان ہی ایسا دانشمند و تجربہ کار باقی نہین رہا ہے جو کسی مکار و شعبدہ باز کی چال کو نہ تاڑ سکتا ہو کیون نہین یہ دُنیا ایسا ہی مقام ہے کہ بُرے کامونکا نتیجہ فوراً ہی طشت از بام ہو جاتا ہے اور خدائے عالم الغیب ہر شخص کو اوسی قسم کی سزا دیدیتا ہے جسکا وہ سزاوار ہے پس عقلمند انسان اس نفس اَمّارہ کے ہتہکنڈون سے اسطرح بچتا رہتا ہے جسطرح آگ سے خس و خاشاک - اور اگر انجام بینی کو بالاسے طاق رکہتا اور حرص ہوا سے دنیا پر زیادہ منھ پہیلایا تو اوسے نہین کہیں کا

حال ہوگا جو ایک شہد کے برتن مین چپک چپک کر اپنی میٹھی جانین ضایع کرتی ہین اگر کوئی شخص اپنی بے زری و مفلسی کے سبب سے ایسی کوشش کرے کہ کسی کا مال ناجایز وسیلون سے حاصل کرے تو سمجھ لیجئے کہ اوسکا نفس امّارہ وہی نتیجہ پیدا کرنیوالا ہے کہ اسکو قیدخانے کی ہوا کھلائے اور اوس سے انواع و اقسام کی مصیبتین جھیلوائے پس جو لوگ حلم و ضبط کے زور سے اپنے نفس امارہ کو اپنے قابو مین رکھتے ہین وہ حصول دولت کے لیے بھی کوئی ایسا طریقہ اختیار کرتے ہین کہ سانپ مرے اور نہ لاٹھی ٹوٹے دولت کی دولت حاصل ہو اور اپنا نقصان بھی نہو۔ جب پروردگار عالم نے تخم کو قوت بالیدگی دی اور زمین کو قابل زراعت پیدا کیا تو ہمین ضرور ہے کہ اوسی زمین مین تخم غلہ بو کر اپنے کہانے کے لیے غلہ پیدا کرلین اور جب ہمین قادر مطلق نے عقل و فہم دی تو ہمین یہی مناسب ہے کہ اپنی خواہشات بیجا سے گذر کر وہی آرزوئین دلین قایم کرین جنسے ہمارا کسی طرح نقصان نہون اور نفس امارہ کے دام تزویر مین اپنے خیالون کو پھنسنے نہ دین انسان اگر اپنے خیالات کو حد اعتدال پر قایم رکھے اور کوئی کام بغیر سوچے سمجھے آغاز نکرے تو ممکن ہے کہ اوس مغالطہ سے محفوظ رہے جو اکثر کج فہمی کے سبب سے پیش آجاتا ہے اور اوسکے نفس پاک کا غلبہ نفس امارہ کے گمراہ و تباہ کرنے سے بچالے کیونکہ جب پہلے ہی سے اوسکا نفس امور نیک کا راغب ہوگا تو ممکن ہی نہین کہ اوس سے کوئی فعل ایسا سرزد ہو جو خلاف شان تہذیب اور زیان جان و مال و آبرو و مندرجہ ذیل ہو۔

حقوق عبد وہ ہین اے مہربان	کہ جسمین ہو کسی بندے کا نقصان

زیان جان و مال و آبرو ہو | کوئی زین سے اے فرزند خو ہو
کوئی تکلیف پونچے یا دکھے دل | حقوق عبد مین یہ سب ہین داخل
کسی کا جیسے ناحق خون کرنا | کسی کو سحر سے مجنون کرنا
چورانا مال یا تہمت لگانا | عبث کچھہ سخت کہکر دل دکھانا
زبردستی سے کچھہ چھین لینا | کسی کا قرض آتا ہو نا دینا
جو بیچے کچھہ تو عیب اوسکا چھپاکر | نہ کہے دودہ مین پانی ملاکر
کسی شے مین نکر میل ہرگز | ملا دینا نہ گھی مین تیل ہرگز
نہو جس مین زیان عبد غالب | وہ حق اللہ ہے اے جان مناقب
وہ جیسے روزے کہانا مے کو پینا | فرایض چہوڑ کر بے قید جینا
گناہ ایسے ہی کچھہ ہین بیشک ہین | کہ حق خلق و خالق مشترک ہین
ہے اون مین اعتبار حق غالب | شمار اونکا ہوا غلبے کے جانب
جو بندہ اپنے حق کو بخش دیگا | گنہ اللہ کا توبہ سے مٹے گا
زیان ہی بے گمان حق خدا ہے | سمجہنا حق عبد اوسکو خطا ہے
مگر جو عبد کو لاحق ہوئی عار | یہ اوسکا حق سمجہہ اے نیک کردار
ملے توفیق توبہ کی خدا سے | بچا دے ہمکو ہر جرم و خطا سے
حقوق عبد ہون یا حق اللہ | کسی عصیان کی دلین نہو چاہ

اور سلاطین و امرا و دولت ارکان سلطنت حکام عدالت وغیرہم کو ظلم کرنا کسی ایک شخص پر حرام ہے۔ مثلاً کسی کا مال ناجایز وسیلون سے حاصل کریگے یا کسی کو گالی دے یا زد و ضرب کرے یا مظلوم کی فریاد نہ سُنے اور ظالمون کے

پاس آوے جاوے اور اون سے ظلم سے راضی رہے یا اون کی اعانت ظلم پر کرے یا کسی کی سعایت اون پاس لیجاوے چغل خوری کیا کرے الا ینال عہدی الظالمین ؀ دلیل ہے اسبات پر کہ امام حاکم رئیس والی سلطان کا عادل تابع شرع ہونا ضروریات سے ہے۔ عہد سے مراد اس جگہہ امامت سے ہے گویا سلامت ہونا امام کا وصف ظلم سے سب امور مین جن کو کچھہ بھی تعلق امور دین و دنیا سے ہے شرط ہے اضافت عہد افادہ اس عموم کا کرتی ہے ظلم کی برائی و مذمت مین بہت آیات وارد ہین ایک آیت مین یہ آیا ہے کہ اللہ پاک برابر ایک ذرہ کے بھی ظلم نہین کرتا ہے مراد ذرہ سے یا تو نملہ صغیرہ ہے یا راس نملہ یا دانا رائی کا یا وہ ذرہ جو ریت مین چمکتا ہے قول اول موافق لغت کے ہر حال شکر آن ادمی پر واجب ہے۔

معلوم ہوا کہ ذرہ برابر بھی ظلم درست نہین ہے ظالمون کے طرف جھکنے سے بھی منع کیا گیا ہے بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ کہین تمکو دوزخ نہ چھولے۔ آیت مبارک مین اشارہ ہے طرف اس کے کہ ظالم اہل نار ہین بلکہ جب نرے مائل ہونے پر آگ چھوتی ہے تو جو کوئی خود ظالم و ستمگر ہی ہو تو اس کا حال ہوگا۔

کسی کی آبرو ریزی کرنا یا کسی کا مال ناجائز وسیلون سے حاصل کر لینا داخل ظلم ہے اللہ پاک اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جس طرح جان و مال ہر مسلمان کا دوسرے شخص پر حرام فرمایا ہے اسی طرح ہر مسلمان کی آبرو ریزی کو حرام کیا ہے ان تینون امور کو ایک ہی سلک مین منسلک فرمایا ہے یہ تینون کام ظلم صریح فسق قبیح کہلاتے ہین۔

جان ومال کے ظالم تو کم ہوتے ہین بلکہ آبروہی کے ظالم بے گنتی ہوتے ہین اُنسے کسی شخص مسلمان کو نجات ہی حاصل نہین ہوتی ہے ہر شخص کی ایک حیثیت عرفی ہوتی ہے اوسکا ازالہ کرنا منجملہ کبائر کے ہے جسکو لوگ ہلکا جانتے ہین تحسبونہ ھینا وھو عند اللہ عظیم حدیث شریف مین آیا ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان سلامت رہین۔

اور آبروریزی خاص زبان کا کام ہوتا ہے جسطرح ازالۂ مال وجان ہاتھ کا کام ہوتا ہے غیبت وتمہید افترا تہمت بہتان کذب سماعت اخبار وافواہ یہ سب داخل ازالۂ عرض ہین۔

کلام اللہ پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ حکم حاکم حرام کو حلال یا حلال کو حرام نہین کرسکتا ہے ظاہر مین تو وہ حکم چلتا ہے ولیکن باطن مین حکم شرعی کو بدل نہین کرسکتا ہے چنانچہ قاضی شریح کا قول ہے کہ مجکو گمان ہوتا ہے کہ تو ظالم ہے مگر مین ظاہر بینہ پر حکم کرتا ہون میرا حکم حرام کو تیرے لیے حلال نہین کرسکتا ہے اور یہی قول ہے امام احمد ومالک کا حدیث ابی ذر مین آیا ہے کہ رب العزت نے فرمایا ہے یاعبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلتہ بینکم محرما فلا تظالموا۔ رواہ مسلم فی صحیحہ۔

یعنی اے میرے بندو مین نے ظلم اپنی جان پر حرام کیا ہے تمہارے اوپر بھی حرام کیا ہے۔ بہت ڈرایا ہے بڑی وعید فرمائی ہے ظلم کو دن قیامت کے اندھیرا کہا ہے ظالم کی دعا قبول نہین ہوتی ہے اور وہ شفاعت جناب

سلطان الانبیا رسول اللہ صلعم سے محروم رہیگا اور ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دلوائی جائینگی مظلوم کی بدعا سے ڈرو اوسکی دعا بارگاہ رب العزت مین جلد مستجاب ہوتی ہے

چو بر اوج اجابت میرسد آہ ستم دیدہ	صداے اعظم لبیک از عرش عظیم آمد

جس طرح ظالمون کے حق مین وعید آئی ہے اسی طرح حق مین اہل عدل کے وعدہ آیا ہے ملوک عادلین نور کے منبر پر داہنی طرف عرش کے ہون گے اور عرش کے سایہ مین ہیں رہینگے - ایک دن امام عادل کا ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر اور چالیس روز کی بارش سے افضل ہے اور سب سے زیادہ نزدیک احکم الحاکمین کے بروز قیامت امام عادل ہوگا اور ظالم و جابر کو خداوند عالم دشمن رکھتا ہے ساری خلق سے زیادہ تر دور خداے پاک سے ستمگر ہی ہوگا - اور سب سے بدترین قسم ظلم سے وہی کہلاتی ہے جو متعلق آبرو سے ہو جیسے گالی دینا غیبہ کرنا قذف کرنا حدیث رسالت پناہی مین جان اور مال اور آبرو کو ایک ہی حکم مین رکھا ہے اس لئے کہ ہر شخص ہر کسی کے جان اور مال پر ظلم نہین کرسکتا ہے خصوصاً جو کہ والی امرا رئیس نہین ہے رہا ظلم آبروریزی کا سو یہ ہر شخص کے مقدور مین داخل ہے - تلوار کا زخم تو اچھا ہی ہوسکتا ہے بخلاف زبان کے زخم کے وہ اچھا نہین ہوسکتا ہے -

جناب سردار عالم محمد الرسول اللہ صلعم نے آخر عمر شریف مین بروقت حجتہ الوداع خطبہ مین ارشاد فرمایا اسوقت ایک لاکھ چوبیس ہزار آدمی جمع تھے یا کچھہ اوپر ہونگے - ان دماءکم و اموالکم و اعراضکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا فی شھرکم ھذا فی بلدکم ھذا ھل بلغت - یعنی تمھارے خون تمھارے

تمہاری آبرو ویسی ہی تمپر حرام ہے جیسا کہ حرمت اس دن اس مہینے اس شہر کی ہے
یہہ حدیث صحیحین مین ابی بکر سے مروی ہے ۱۲-
اور حدیث ابی ہریرہ مین آیا ہے کہ کل المسلم علی المسلم حرام دمہ وعرضہ وماله
مسلمان کی ہر چیز مسلمان پر حرام ہے خون آبرو اور مال بلکہ آبرو کو اربی الربا فرمایا ہے
یعنی بدترین سودخواری *
غرضکہ ارشادات شارع علیہ السلام مین ان تینون چیزون کا حرام ہونا یکسان آیا ہے
اور جو احادیث اس باب مین وارد ہین اون مین ذکر سب وغیبت اور لعن کا ارشاد
فرما کر سب کو اشد محرمات مین داخل کیا گیا ہے بلکہ مچہر اور پسو وغیرہ ذی روح کے
لعن تک سے منع کیا گیا ہے۔ پس اب غور کر لیا جا سکتا ہے کہ جو کسی مسلمان ہی
کو لعن وطعن کرے اوسکا کیسا حال ہوگا۔
خصوصاً اوس لاعن اور طاعن کا حال جو خیر العباد اصحاب رسول اللہ یا اون کے
اہل بیت کو معاذ اللہ برا کہے کیسا کچہہ بڑا مظلمہ اور گناہ عظیم ہے۔
چنانچہ فرمایا سلطان الانبیا سردار عالم رسول اللہ صلعم نے کہ جو ہمارے صغیر پر
رحم نکرے اور ہمارے کبیر کی توقیر نکرے وہ ہم مین سے نہین یعنے دایرۂ اسلام
سے خارج ہے *
نکتہ - جسطرح تیر پتہر پر لگ کر چلانے والے کی طرف واپس جاتا ہے پتہر مین
گہسنے نہین پاتا اسی طرح بدگو کی بدگوئی نیک آدمی پر اثر نہین کرتی کہنے
والے کی طرف پہر عود کر جاتی ہے۔

بانکوکاران بدی کردن سزا جاہلی ست	کے کند بیشک اثر بر سنگ تیر گر

تنبیہ - چوری اور خون ناحق و لواطت اور زنا و مال یتیم کا ناحق کہانا اور جہوٹی گواہی دینا اور راستہ لوٹنا جہوٹی قسم کہانا اور بے عذر گواہی نہین دینا اور مردون اور عورتون کے درمیان جدائی کی غرض سے جہگڑا اور لڑائی لگانا اور عورتون پر شوہرون کا ظلم کرنا اور عورتین بے خاوندون کے خلاف مرضی چلنا اور عصمت دار عورتون کو زنا کی گالیان دینا گناہ عظیم ہین اور مال رشوت سے حاصل کرنا جسپر حدیث شریف مین لعنت پروردگار عالم کی آچکی ہے راشی اور مرتشی پر یہ لعنت ان دونون ہی پر نہین بلکہ رائش پر بہی آئی ہے۔ راشی رشوت دہندہ کو کہتے ہین اور مرتشی وہ شخص جو لیوے اور رائش وہ جو دلادے دیکہیے اس لینے کے کیسے دینے پڑینگے۔

بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت	که باکه باختۂ عشق در شب دیجور

اور اقسام ظلم سے ایک وہ ہے جسکا ضرر عامہ مخلوق الٰہی کو پہونچتا ہے دوسرے وہ ہوسکتا ہے جس کا ضرر خاص اہل معاملہ کو ہووے۔

قسم اول - کے بہت سے انواع ہین جن مین سے دو اجمالاً ہدیۂ ناظرین کیے جاتے ہین۔

اول - گرانی کی نیت سے غلہ کو روک رکہنا اور بہاؤ کے گران ہونے کا منتظر رہنا اس قسم کا فعل ظلم عام مین داخل ہوتا ہے۔

اور اسی طرح وہ چیزین جو غذا پر مددگار ہوتی ہین جیسے گوشت وغیرہ یا اس قسم کی چیزین جو بعض اوقات غذا کے قایم مقام ہوجاتی ہین گو ہمیشہ اون کو غذا نہین کرسکتے بعض اہل علم نے ان اشیار کو بہی شامل کردیا ہے اور گہی اور شہد

اور شیرہ اور پنیر اور زیتون کے تیل یا جو اس طرح کی چیزین ہون سب کے روکنے کو حرام فرمایا ہے اور بعض کے نزدیک صرف انہین چیزون کے روکنے مین بخلاف غلہ کے قباحت نہین خیال کی گئی ہے۔

مگر ایام خشک سالی مین ان چیزون کا روک رکھنا بھی ضرر عام خیال کیا جا سکتا ہے تو یہ بھی ایک قسم ظلم کی متصور ہوتی ہے جیسے خود ضرر رسانی ممنوع ہے اسی طرح جو چیز اسکی تمہید اور آغاز پڑے ممنوع ہے۔

دوم۔ انواع ضرر عام کے نقد مین کہوٹے روپیون کا رواج دینا بھی قسم ضرر عام کے ظلم سے ایک مظلمہ ہے اور وہ روپیہ کہوٹا جسوقت تک چلتا رہیگا اور ضرور فساد برابر پہیلتا رہیگا اوسوقت تک سب کا وبال اور بار گناہ اوسی کے گردن پر ہوگا جس نے کہوٹے دام بنایا اور جان بوجھ کے چلایا۔

قسم دوم۔ ظلم کی وہی ہوسکتی ہے جسکا ضرر خاص اہل معاملہ کو پہونچتا ہے تو جتنی باتون سے اہل معاملہ کا نقصان ہوتا ہو وہ ظلم مین داخل ہین۔

عدل اسکا نام ہے کہ اپنے سے کسی شخص کو ضرر نہ پہونچایا جائے قول سے ہو یا فعل سے اور اس امر مین قاعدہ کلیہ یہی ہے کہ دوسرے کے واسطے بھی وہی بات چاہیے جو اپنے لئے چاہتا ہو۔ ہرچہ بر خود نہ پسندی بر دیگران مپسند۔

اور حصول معاش کیلئے عقلا کے نزدیک تین ذرایع اعلی ہین۔

اوّل زراعت۔ دوم تجارت۔ سوم۔ صناعت۔ ان تینون مین سے اعلی تر زراعت ہے۔ پھر تجارت اور پستر صناعت ان کے پیدا کرنے اور حصول اموال کے لیئے انسان کو تین قسم کے اموال سے اجتناب کرنا ایک امر لازمی ہے

اول - وہ مال جو حیلہ اور مکر و فریب و دغابازی اور رشوت ستانی و دزدی اور دروغ حلفی قماربازی ظلم یا امداد ظلم سے حاصل ہو -

دوم - ایسی دولت سے ہاتھ اوٹھانا چاہیئے جو حرکات مسخر اور خدمات ارازل سے فراہم ہو -

سوم - ایسے مال کی خواہش نکرنا چاہیئے جو صنایع نا ملایم سے میسر آئے اور صنایع نا ملایم کی تین قسمین ہین -

قسم اول - کسی ایسی صنعت کا عمل مین لانا جو باعث ایذا اور ضرر رسانی عوام ہو مثلاً سحر اور پیشہ کیمیاگری و ٹھگی اور شعبدہ بازی - عربدہ جوئی وغیرہ -

قسم دوم - ایسی صنعت جو تہذیب اور متانت انسانی مین داغ لگاتی ہو مثلاً مسخرگی - اور قماربازی و مطربی اور رقاصی و زنا و لواطت وغیرہ -

قسم سوم - وہ جسکے عمل کرنے سے دل و دماغ اور طبیعت کو نفرت ہو مثلاً سیندہی فروشی و شراب و تاڑی وغیرہ جو زیادہ تر قبیح ہوسکتی ہے اور جس کا خراب اثر مخلوق الٰہی کو مضرت رسان ہوتا ہے -

اسی طرح صناعت شریفہ جو شرفا اور عقلا کیلئے ہے اسکی بھی تین قسمین ہین -

پہلی قسم - حسن فکر جس کے ذریعہ سے انسان دوراندیشی و صواب رائے سے تمام اپنے کام عمدہ طور پر نکال سکتا ہے مثلاً وزارت اور امارت وغیرہ -

دوسری قسم - حسن عقل جسکو باعتبار فضل و ادب عقل سے تعلق ہے لیکن بدن کو اسکے ظاہر کرنے مین دخل ہے مثلاً کتابت و مساحت و درس و تدریس نظم و نثر وغیرہ

تیسری قسم - حسن قوت جسکو شجاعت و قوت اعضا سے تعلق ہے مثلاً

سپاہگری لشکر کشی و ضبط حد مملکت وغیرہ۔

آئے جو دُنیا و دین مین اوسکے کام	کام وہ کرتا ہے دانا اختیار
نیک خوئے و نیک رو و نیک مرد	جس سے کہلائے سدا وہ نیک مرد

اور تمامی پیشون مین بعض ضروری اور بعض غیر ضروری ہین۔

غیر ضروری مثل زرگری اور نقاشی و مصوری وغیرہ۔

اور ضروری مثل پارچہ بافی و طباخی اور کفش دوزی و خیاطی اور زراعت و تجارت و آہنگری و نجاری وغیرہ یہ سب صنعتین امور عالم کے نظام کے لیئے ضروری ہین۔ بہر حال انسان اپنے ایام زندگانی خوش معاملگی سے بسر کرے۔

خوش معاملگی

انسان کی صفائی طینت کا ایک آئینہ ہے جسکی آب و تاب ایسی پایدار اور ترقی پذیر ہے کہ روز بروز اسکی جلا بڑہانے کی کوشش کیا کرتی ہے جو انسان اپنے باہمی معاملات کو صفائے اور ایمانداری کے ساتھ طے کر دینا اخلاق و منعداری و راستبازی سمجھتا ہے اُس کا یہ طریقہ تمام عالم مین مشہور ہو جاتا ہے اور وہ اپنی اس نیک شہرت کی وجہ سے ہر ایک معاملہ دار کے دل مین اپنی نیک نامی کا مسکن دیکھتا ہے اور تمام لوگ اسکی بہبودی کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے نظر آتے ہین۔ جو شخص اپنے اہل معاملہ کو اپنی راستبازی اور خوش معاملگی سے راضی رکھتا ہے وہ شخص اسکی نظر مین ہمیشہ ایک بزرگ اور قابل تعظیم نظر آتا ہے اور اپنی مصیبت کے وقت مین اسکو ایک سچے ہمدرد کے مانند اپنی شریک حال پاتا ہے۔ خوش معاملگی ایک ایسی شیرینی ہے جسکا مزہ ہر وقت زبان و دلکو یاد رہتا ہے اور اس

لطف اُٹھانیوالا شخص کبھی بدمعاملگی کے جانب جھکنے کا نام ہی نہیں لیتا کیونکہ ایک صفائی پسند دل کدورت آمیز خیال کی طرف جھکنا ہی نہیں چاہتا جیسے صاف بہتا ہوا پانی کسی گندگی کے پڑجانے سے خود گندہ نہیں ہوتا بلکہ اُسی گندہ چیز کو بہاکر دور پھینکدیتا ہے اور اور آپ بذات خود ویسا ہی صاف سُتھرا اس سے الگ ہو جاتا ہے خوش معاملگی کی قدر وہی شخص خوب جان سکتا ہے جسکا دل انصاف پسند ہے اور اہل زمانے کی نباوٹون کو اچھی طرح پہچان سکتا ہے۔ جن ملکون کے باشندے اپنے باہمی معاملات مین خوش معاملگی کا برتاؤ عمل مین لاتے ہین وہان اس دستور کی مدد سے اتفاق ملکی وہمدردی وقومی اتحاد کو روز بروز ایک نمایان ترقی حاصل ہوتی جاتی ہے اور ہمیشہ آتش رشک وحسد پر اوس پڑی رہتی ہے اور کبھی دو معاملہ دارون کے مابین صورت مناقشہ پیدا ہی نہین ہوتی۔ دیکھو خوش معاملگی ایک ایسی عمدہ چیز ہے جو آدمی کو ایک ادنیٰ درجہ سے اعلیٰ درجہ پر پہونچادیتی ہے۔ دیکھا اور سُنا گیا ہے کہ اکثر کم حیثیت اور کم آمدنی والے اشخاص نے اپنے ذرا ذرا سے چھوٹے کارخانون کو ایسا عظیم الشان اور قابل تعریف بنا دیا کہ سبحان اللہ آخر اسکا سبب کہان سرمایہ قلیل کی ابتدائی حالت کہان قلیل ہے زمانے کے بعد نفع کثیر کی صورت سے یہ مین تفاوت رہ از کجا ست تا بکجا اس ترقی وکامیابی کا باعث اگر تدبیر کوئی چیز سمجھی جاتی ہے تو صرف اونکی خوش معاملگی ہی تھی جسنے ایک عالم کو انکی طرف جھکنے کی ترغیب دی اور جسنے داد وستد کا معاملہ پیدا کرنیکے لیے ایک دنیا کو رجوع کر دیا۔ جس کارخانہ کی طرف ایک زمانہ جھکتے ہوے نظر پڑتا ہے پھر اوسکی بلند رتبگی وترقی مین کون شک کر سکتا ہی دیکھتے اور سُنتے ہین کہ زیادہ تر کارخانے بامید نفع کثیر قائم کیے جاتے ہین مگر جہان خوش معاملگی کو کم دخل دیا جاتا ہے

وہ آخر کو ایک کم حیثیت کارخانون مین شامل ہوجاتے ہین اور بجاے نفع کثیر
نقصان کبیر اوٹھاتے اوٹھاتے کالعدم ہوجاتے ہین - فی الواقع خوش معاملگی دنیاوی
کاروبار کو ترقی کی حالت مین لانے کے لئے ایک جزو اعظم ہے - کچھ یہی ضرور نہین
ہے کہ انسان اپنے لین دین ہی کے حساب مین خوش معاملگی کا برتاو کرے بلکہ یہ
بہی ضرور ہے کہ وہ اپنے ہر قول و فعل مین اوسی عمدہ خصلت کا پیرو رہے کیونکہ
خوش معاملگی کی ہر کام مین ضرورت ہے - جو لوگ خوش معاملہ ہین وہ ہمیشہ مکر و فریب
سے دور رہنے کی کوشش کیا کرتے ہین اور اونکے مزاج مین انصاف پسندی
و حق شناسی کی پاکیزہ خصلت ہر وقت موجود پائی جاتی ہے انتظام دنیاداری
کے کام مین ایک سے دوسرے کو باہم معاملہ اور برتاو رکھنے کی ضرورت ایک
امر لابدی ہے اور جہان دو فریق مین سے ایک کو بہی بدمعاملگی کی طرف رجحان
ہوا تو سمجھ لینا چاہیے کہ انتہا کی بے لطفی پیش آجاویگی اور بجاے اسکے کہ انسان ایسی
معاملہ داری سے خوش ہو اپنی حالت اور اپنی تشخیص پر خود تاسف کرے گا کہ مین
نے ناحق کو ایک ناحق کوش انسان سے معاملہ پیدا کیا جسنے میری خوش معاملگی کی
بہی اولٹی قدر کی - جہان انسان کی بدمعاملگی ایک مرتبہ جانچ ہوجاتی ہے بار ثانی
اوسکی طرف کوئی خیال اور لوگون کے دلون مین جو معاملہ سے واقف ہوتے جاتے
ہین جاگزین ہوجاتا ہے اور پہر ایک وقت ایسا در پیش آجاتا ہے کہ اوس خاص
شخص کو تمام لوگ نفرت کی نگاہون سے دیکہتے ہین اور کبہی اوسکے ساتھ کوئی معاملہ
کرنا عار سمجہتے ہین اس سے ثابت ہوسکتا ہے کہ انسان بدمعاملگی سے عمر بہر کیلیے نام کا
رہ جاتا ہے اور خوش معاملگی سے تمام حیات مستعار کا زمانہ بخوشی بسر کرسکتا ہے -

الغرض انسان کو چاہیے کہ اپنی قوت تمیز اور شہوت و غضب کا استعمال جو عدل اور انصاف کے برخلاف ہو نکرے۔

اور قوت خیال باتمیز کے ذریعہ سے انسان کو نیک اور بد کی تمیز اور حصول علم کا شوق ہوتا ہے اور باعتبار اسی قوت کے انسان کا نفس نفس ناطقہ کہلاتا ہے اور جسکی تحریک اور ذریعہ سے انسان کہانے پینے اور نکاح کی طرف مائل ہوجاتا ہو انکا نام قوت شہوت یا خواہش طبعی ہوتی ہے قوت غضبی کی حرکت سے اسکو اپنے رتبہ کے بڑہانے اور مخالف پر غالب آنے کی طرف رغبت ہوتی ہے پروردگار عالم نے ان تینون مین سے دو قوتین خواہش و غضب کے حیوانون کو دین بجز قوت تمیز کے کہ وہ حضرت انسان کو عطا فرمائی ہے قوت تمیز کے ذریعہ اوسط کے استعمال سے علم کی فضیلت اور حکمت پیدا ہوتی ہے اور قوت غضبی کی اصلاح سے شجاعت اور قوت شہوت کی صفائی سے عفت حاصل ہوتی ہو اور فاضل کو شجاع اور عفیف و حکیم کہتے ہین اور ان تینون قوتون کے اصلاح کرنے والون کو عادل اور انکے فعل کو عدل یا عدالت بولتے ہین اسلئے کہ عدالت کے معنی برابر کرنیکے ہین جب تک کہ یہہ تینون قوتین برابر نہون گے تب تک عدالت کا حق پورا ادا نہو سکے گا اور عدل و انصاف کی میزان مین نہ تولا جائیگا۔

بیشک انجام پاتے ہین مدام	قوت شہوی سے تیرے کاروبار
عقل سے ہر نیک و بدکی ہی تمیز	اور غضب ہی باعث عزو وقار
لیکن استعمال انکا چاہیئے	عدل اور انصاف سے ابھی نامدار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصہ پنجم

تاریخ جدولیہ شاہان عرب و عجم و ہند و دکن

مخفی نرہے کہ بعد واقعہ شہادت امیر المومنین سیدنا حضرت علی علیہ السلام کے
مسند خلافت کو حضرت امام حسن علیہ السلام سے رونق دی شہر کوفہ کے عام و خاص
بعد شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ ۲۲ ماہ رمضان سنہ ہجری مسجد کوفہ مین جمع ہوگے
اور جناب امام حسن علیہ السلام نے ایک خطبہ پڑہا اسی درمیان مین حضرت عبد اللہ بن
عباس رضی اللہ عنہ اوٹھ کہڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے مسلمانو یہہ نبیرہ رسول اللہ
اور فرزند خلیفہ چہارم ہین تمکو لازم ہے کہ انکی خلافت قبول کرو چار ہزار کوفیون نے
جو اوسوقت موجود تھے بلا توقف بیعت کی جسکی تعداد رفتہ رفتہ چالیس ہزار ہوگی

مگر آپ کو اپنے نانا کی وہ حدیث یاد تھی جس مین ذکر تھا کہ خلافت حقہ تیس برس تک
رہیگی آپ نے غور کیا تو چھ مہینے بعد وصال حضرت علیؓ کے باقی رہگئی تھی اسلیے چھ
مہینے خلافت کرنیکے بعد بار امارت امیر معاویہؓ کے سپرد رکھکر کنج عافیت و زاویہ تنہائی
اپنے لیے پسند فرمایا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب خبر شہادت امیر المومنین
سیدنا حضرت علی علیہ السلام اور بیعت لینے حضرت امام حسن علیہ السلام کی امیر معاویہؓ کو پہونچی
امیر معاویہ نے بمقتضاے بشریت خلیفہ وقت پر لشکر کشی کی ادہر جناب امام حسن علیہ السلام
معہ چالیس ہزار لشکر اسلام دار الخلافت کوفہ سے باہر تشریف لاے اور اس گروہ پرشکوہ
کے علاوہ حاکمان عجم و عرب کو بہی جمع کیا جانبین سے لشکر صف آرا ہوے ہنوز آتش
قتال بلند ہونے پائی تھی کہ امیر معاویہؓ نے بصلاح عمرو بن عاصؓ حضرت امام حسن علیہ السلام
کی خدمت مین بوساطت سفرا عرض کیا کہ اب زمانہ خلافت باطنی کا موجب اس حدیث
رسالت پناہی کے گذرگیا الخلافة ثلاثون عاماً ثم یکون بعد ذالک الملک یعنے
خلافت کا زمانہ تیس برس کا ہے پہر ہو جائیگا بعد اسکے ملک (یعنے سلطنت ظاہریہ)
اسلیے آپ حکومت ظاہریہ براہ کرم مجھکو مرحمت فرماوین جب یہہ پیام جناب امام حسن علیہ السلام
نے سنا اوسیوقت آپکو وہ حدیث سردار عالم رسول اکرم کی یاد آگئی جو آپکی شان مین
اپنے اصحاب سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ یہ میرا فرزند دو بزرگ گروہ مسلمانون مین صلح
کرائیگا چنانچہ اوسکے مطابق عمل فرمایا۔

جناب امام حسن علیہ السلام نے ہنگام تفویض سلطنت ظاہری امیر معاویہؓ کو لکھا کہ اے
امیر ہم نے تم سے اس شرط پر صلح کی ہے کہ تم ہمیشہ عامل کتاب اللہ و سنت رسول اللہ
و سیرت خلفاء الراشدین رہنا اور بعد اپنے امر حکومت مسلمانون کی راے پر چھوڑنا

امیر معاویہ نے بطیب خاطر ان شرایط کو قبول کیا اور حضرت امام حسن علیہ السلام کوفہ
سے مدینہ منورہ مین تشریف لاسے اور استحکام بنیان شریعت مصطفویؐ اور اشاعت
احکام طریقت نبویؐ مین سعی بلیغ فرمائی اور طریقہ معرفت و سلوک جسکو اہل حقیقت تصوف
کہتے ہین کثرت سے لوگون کو تعلیم و تفہیم فرمایا ہمیشہ قرآن پاک و حدیث صاحب لولاک
کے معنی بیان کرتے اور گمراہان کوی ضلالت کو ہدایت فرماتے الحاصل اللہ پاک
نے واسطے برارت دامن نبوت کے لوث تہمت سے اہل بیت رسالت مین سلطنت
ظاہریہ کو نہ رکہا کہ اہل بیت بسبب سلطنت چند روزہ دنیا کے مراتب عالیہ سے
محروم رہین انکا پورا حصہ اوسی دن کے لیے رکہا گیا ہے جس دن سارے روے
زمین کے بادشاہ حقیر اور یہ عزیز ہونگے چنانچہ سید الشباب اہل الجنۃ اس
پر دلیل روشن ہے۔

المختصر اسلام مین سب سے پہلے جس نے تخت شاہی پر جلوس کیا اور امور سلطنت کو رونق
دی وہ امیر معاویہؓ ہین آپ دراز قد گورے چٹے خوبصورت ہیبت ناک آدمی تہے
چنانچہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ انکی طرف دیکہکر فرماتے تہے کہ یہہ شخص
عرب کا کسریٰ ہے اور امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت
ہے کہ آپ اکثر فرماتے تھے کہ معاویہ کی امارت کو برا نہ جانو اگر تم نے اوسکو ہاتہہ سے
کہو دیا تو بیشک لوگون کے سرون کو اونکے کہندہون سے گرتے ہوے دیکہوگے
اور مقبری کا قول ہے کہ تم ہرقل اور کسریٰ کی زیرکی کو دیکہتے ہو اور معاویہؓ کو چہوڑ
دیتے ہو امیر معاویہؓ بردباری مین ضرب المثل تھے۔ ابن عون کہتے ہین کہ آدمی امیر
معاویہؓ سے کہہ لیتا تہا کہ واللہ یا تو تم خود ہمارے ساتہہ سیدہے ہو جاوگے یا ہم تمکو

ہم سید ہاکر لینگے آپ کہتے کس چیز سے سید ہاکر لوگے وہ کہتا لکڑی کے بل آپ کہتے ہان تو ہم ضرور سید ہے ہو جائینگے۔ الغرض جب امیر المومنین یار غار سلطان انبیا حضرت رسول اللہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لشکر جانب شام روانہ فرمایا تہا امیر معاویہ بہی اپنے بہائی یزید بن ابو سفیان کے ہمراہ گئے جب اون کے بہائی نے انتقال کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دمشق پر آپ ہی کو اپنے طرف سے عامل مقرر فرمایا اور زمانہ خلافت امیر المومنین حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما مین بہی بحال و برقرار رہے۔ اور کعب الاحبار کا قول ہے کہ اس امت مین ایسا بادشاہ کوئی ہرگز نہوگا جیسے امیر معاویہ ہوئے اور ذہبی کا قول ہے کہ امیر معاویہ بیس برس امیر رہے اور روی زمین پر کوئی اون کا مقابل نہ تہا چنانچہ ۳۱ھ مین رحج وغیرہ بلاد سجستان اور روان اقلیم سرقد اور کوزائی ممالک سوڈان فتح کیا اور ۴۳ھ مین قیقان اور ۴۴ھ مین قہستان فتح ہوا اور آپکے وفات کے بعد خاندان بنی امیہ سے جتنے بادشاہ گذرے اور اونکی اختتام کے بعد جو خاندان آل عباس سے مسند خلافت پر متمکن ہوئے اسما بقید تاریخ ولادت و جلوس و وفات و عمر و مدفن و سبب علیحدگی وغیرہ ذیل مین ہدیہ ناظرین ہین۔

نقشہ اول نامہاے خلفاء دمشق خلفاء بنی امیہ

نشان سلسلہ	نام ہاے شاہان	تاریخ ولادت	مدت عمر	سنہ جلوس	مدت سلطنت	سنہ وفات	سبب مرگ	جاے دفن	کیفیت
١	٢	٣	٤	٥	٦	٧	٨	٩	١٠
١	امیر معاویہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد المناف		٧٨ سال و ١ ماہ ١ یوم	٢٥ ربیع الثانی سنہ ٤١ ہجری	١٩ سال ٣ ماہ	رجب سنہ ٦٠ھ	مرض الموت	دمشق باہر باب جابیہ و باب صغیر	صحابہ رسول اللہ صلعم ہیں۔
٢	یزید بن معاویہ	سنہ ٢٣ تا سنہ ٢٦	٣٩ سال	رجب سنہ ٦٠ھ	٣ سال ١٢ یوم	١٤ ربیع الاول سنہ ٦٤ھ	عارضہ ذات الجنب	دمشق مقبرہ باب صغیر	یہ بڑا ظالم تھا اسکے عہد ضلالت مہد میں حضرت امام حسین علیہ السلام نے شہادت پائی
٣	معاویہ بن یزید		٢١ سال	ربیع الاول سنہ ٦٤ھ	٣ ماہ ٢٢ یوم	سنہ ٦٤ھ	مرض الموت	ایضاً بیرون باب جابیہ	مدت سلطنت میں اختلاف ہے کوئی ٤٠ کوئی ٩٠ روز کہے ہیں بڑا نیک بخت تھا
٤	مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف		٦٣ سال	رجب سنہ ٦٤ھ	٩ ماہ ٢٩ یوم	سنہ ٦٥ھ	طاعون	ایضاً	یہ بڑا ظالم و ستمگر تھا چنانچہ اسکے عہد ضلالت مہد میں خانہ کعبہ پر چڑھائی ہوئی اور عبد اللہ بن زبیر صحابہ نے شہادت پائی۔
٥	عبد الملک بن مروان	رمضان سنہ ٢٦ھ	٦١ سال	رمضان سنہ ٦٥ھ	٢١ سال ٨ یوم	شوال سنہ ٨٦ھ	.	ایضاً	اسکے عہد میں عموریہ شہر قصقفوریہ ساوہ کبری نہر سیحیا اور پوشن کے شہر وغیرہ بلاد روم فتح ہوئی اور آٹھوں بادشاہ روم مطیع ہوئے
٦	ابو العباس ولید بن عبد الملک	سنہ ٤٨ تا ٤٩	٤٩ برس	شوال سنہ ٨٦ھ	٩ سال ٨ ماہ ٢ یوم	١٥ جمادی الثانی سنہ ٩٦ھ	مرض الموت	ایضاً باب صغیر	ہندوستان کے اکثر شہر اور اندلس قسطنطنیہ کے ممالک مفتوح ہوے مسجد جامع اور دمشق کو درست کرایا حجاج بن یوسف امیر تھا اسی کے ہاتھ سے حضرت سعید بن جبیر نے شہادت پائی

نقشہ دوم نامہا خلفاءِ اسپین

اسپین مین اہل اسلام کے چار عہد ہوئے عہد اول ۲۱۱ و ۲۱۳ طارق سے شروع ہوا جو پنجم رجب سنہ ۹۲ھ مطابق ۲۳ اپریل سنہ ۷۱۱ء سے نہایت سنہ ۷۵۶ء رہا اس عہد مین (۲۱) امیر بمنظوری والیان افریقہ و مصر ہوئے اور انکو استحکام خلیفہ کی منظوری سے ہوتا تہا عہد دوم دسمبر سنہ ۷۵۶ء سے سنہ ۱۰۳۶ء تک رہا بموجب کتاب سیلکو پنڈیا۔ جس مین حسب ذیل خلیفہ یکی بعد دیگرے جانشین ہوا کیے ہین۔

۱	عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک	•	•	[illegible]	۳۳ سال ۱ ماہ	[illegible]	[illegible]	•	یہہ بڑا عمدہ اور منتظم تہا اسنے بڑی جامع مسجد بنوائی اور شہر قرطبہ آباد ہوگیا علوم و فنون کی ترقی ہوی۔
۲	ہشام بن عبدالرحمن ملقب بہ راضی	•	•	۱۷۲ھ	[illegible]	[illegible]	〃	•	اسنے ڈیوک ولیم کو شکست دی اور شاہ فرانس کا مال غنیمت مین لایا
۳	حکم بن ہشام بن عبدالرحمن کنیت ابوالعاص	•	•	سنہ ۱۸۰ھ	۲۶ برس ۱۰ ماہ ۱۵ یوم	سنہ ۲۰۶ھ	〃	•	یہہ بڑا سخت مزاج تہا اور رعایا تمام ناراض تھی۔
۴	عبدالرحمن بن حکم بن ہشام	•	•	سنہ ۲۰۶ھ	۳۳ سال کچھ اوپر	سنہ ۲۳۹ھ	〃	•	یہہ عمدہ انتظام کیا لباس طرح ایجاد کیا دارالضرب جاری کیا اور علوم و فنون کو ترقی ہوی فلسفانہ کا رواج ہوا
۵	محمد عبدالرحمن دوم بن حکم	•	•	سنہ ۲۳۹ھ	۳۴ سال ۱۱ ماہ	سنہ ۲۷۳ھ	〃	•	اسکے وقت اکثر ممالک غیر منتظم ہوگئے اور بسبب غدر و فساد اندرونی رعایا رعایا کی عیسائیوں کو موقع ملا انہوں نے خوب [illegible] پھیلائے۔
۶	منذر بن محمد بن عبدالرحمن ثانی	•	•	سنہ ۲۷۳ھ	ایک سال ۱۱ ماہ ۱۰ روز	سنہ ۲۷۵ھ	قتل کیا گیا	•	انتظام سلطنت نہ ہو سکا۔

۶	محمد امین بن ہارون رشید	•	۲۷ سال	سنہ ۱۹۳ھ	۴ سال ۷ ماہ ۸ یوم	سنہ ۱۹۸ھ ۲۵ محرم یکشنبہ	قتل کیے گئے	بستان موسیٰ متصل بغداد	حکمرانی میں متدین شخص تھا مگر بزدل اور تھا ایک شیر کو گلوا کے جنگل میں مارا
۷	مامون بن ہارون رشید	شب جمعہ ۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۷۰ھ	۴۸ سال	محرم سنہ ۱۹۸ھ	۲۰ سال ۵ ماہ ۱۳ یوم	پنجشنبہ ۱۸ رجب سنہ ۲۱۸ھ	قضا	طرسوس	
۸	ابو اسحاق محمد معتصم بن ہارون رشید	سنہ ۱۸۰ھ	۴۸ سال	سنہ ۲۱۸ھ	۸ سال ۸ ماہ ۲ یوم	۲۲ ربیع الاول سنہ ۲۲۷ھ	"	سر من رائے	
۹	ابو جعفر ہارون الواثق باللہ بن معتصم	۲۰ شعبان سنہ ۱۹۶ھ	۳۶ سال	۲۹ ربیع الاول سنہ ۲۲۷ھ	۵ سال ۹ ماہ ۵ یوم	چہار شنبہ ۲۴ ذی الحجہ سنہ ۲۳۲ھ	•	"	
۱۰	ابو الفضل جعفر المتوکل بن معتصم	سنہ ۲۰۶ھ	۴۳ سال	۲۴ ذی الحجہ سنہ ۲۳۲ھ	۱۴ سال ۹ ماہ ۹ یوم	۵ شوال سنہ ۲۴۷ھ	قتل ہوئے	•	
۱۱	ابو جعفر المنتصر باللہ بن متوکل	•	۲۶ سال	چہار شنبہ شوال سنہ ۲۴۷ھ	۶ ماہ ۲ یوم	۵ ربیع الثانی سنہ ۲۴۸ھ	قضا	•	
۱۲	ابو العباس احمد المستعین باللہ بن معتصم	سنہ ۲۲۱ھ	۳۱ سال	۴ ربیع الثانی سنہ ۲۴۸ھ	۳ سال ۹ یوم	۳ شوال سنہ ۲۵۲ھ	قتل ہوئے	•	
۱۳	ابو عبداللہ محمد المعتز باللہ بن متوکل	سنہ ۲۳۲ھ	۲۴ سال	سنہ ۲۵۲ھ	۴ سال ۶ ماہ ۵ یوم	شعبان سنہ ۲۵۵ھ	"	دجلہ	
۱۴	ابو اسحاق محمد المہتدی باللہ بن واثق باللہ	سنہ ۲۱۹ھ	•	۲۷ رجب سنہ ۲۵۵ھ	۱۱ ماہ ۱۷ یوم	رجب سنہ ۲۵۶ھ	"	سر من رائے	
۱۵	ابو العباس احمد المعتمد علی اللہ بن متوکل	سنہ ۲۲۹ھ	۵۲ سال	۱۶ رجب سنہ ۲۵۶ھ	۲۳ سال ۶ یوم	۱۹ رجب شنبہ سنہ ۲۷۹ھ	مرگ مفاجات	بغداد	

۱۶	ابو العباس احمد المعتضد باللہ بن موفق بن متوکل نمبر ۱۰	ذیقعدہ سنہ ۲۴۲ھ	۴۷ سال	رجب سنہ ۲۷۹ھ	۹ سال ۹ ماہ ۲ یوم	۲۲ ربیع الاول سنہ ۲۸۹ھ	قضا	•	
۱۷	ابی محمد علی المکتفی باللہ بن معتضد نمبر ۱۶	یکم ربیع الاول سنہ ۲۶۴ھ	۳۳ سال ۶ ماہ	۱۹ ربیع الثانی سنہ ۲۸۹ھ	۶ سال ۷ ماہ ۲۰ یوم	۱۳ ذیقعدہ سنہ ۲۹۵ھ	قضا	•	
۱۸	ابو الفضل جعفر المقتدر باللہ بن معتضد نمبر ۱۶	رمضان سنہ ۲۸۲ھ	۳۸ سال ۵ ماہ	ذیقعدہ سنہ ۲۹۵ھ	۲۴ سال ۱۱ ماہ	۲۷ شوال سنہ ۳۲۰ھ	جنگ میں قتل ہوا	بغداد	
۱۹	ابو المنصور محمد القاہر باللہ بن معتضد نمبر ۱۶	•	۵۳ سال	۲۹ شوال سنہ ۳۲۰ھ	۱ سال ۶ ماہ ۷ یوم	۶ جمادی الاول سنہ ۳۲۲ھ	•	•	
۲۰	ابو العباس الراضی باللہ بن مقتدر نمبر ۱۸	سنہ ۲۹۷ھ	۳۲ سال ۱۱ ماہ ۹ یوم	۶ جمادی الاول سنہ ۳۲۲ھ	۶ سال ۱۰ یوم	۱۶ ربیع الاول سنہ ۳۲۹ھ	مرض الموت	بغداد	
۲۱	ابو اسحاق ابراہیم المتقی للہ بن مقتدر نمبر ۱۸	سنہ ۲۹۵ھ	۶۰ سال	۲۰ ربیع الاول سنہ ۳۲۹ھ	۳ سال ۱۱ یوم	۲۰ صفر سنہ ۳۳۳ھ خلع کر دیا گیا	•	•	
۲۲	ابو القاسم الفضل المطیع للہ بن مقتدر	سنہ ۲۹۲ھ	۵۴ سال چند ماہ	۲۰ صفر سنہ ۳۳۳ھ	۱ سال ۴ ماہ	۱۲ جمادی الثانی سنہ ۳۳۴ھ [illegible]	•	•	
۲۳	ابو القاسم الفضل المطیع للہ بن مقتدر	سنہ ۳۰۱ھ	۶۳ سال	۲۲ جمادی الثانی سنہ ۳۳۴ھ	۲۹ سال ۴ ماہ ۱۱ یوم	سنہ ۳۶۳ھ میں ترک سلطنت	•	•	
۲۴	ابو عبد الکریم الطائع للہ بن نمبر ۲۳	•	•	۲۳ ذی قعدہ سنہ ۳۶۳ھ	۱۷ سال ۹ ماہ ۶ یوم	سنہ ۳۸۱ھ	•	•	
۲۵	ابو العباس احمد القادر باللہ بن اسحاق بن مقتدر	سنہ ۳۳۶ھ	۸۶ سال	۱۷ شعبان سنہ ۳۸۱ھ	۴۱ سال ۳ ماہ	۱۱ ذی الحجہ سنہ ۴۲۲ھ	قضا	•	

۴	ابراہیم بن محمد بن نمبر ۲	۰	۰	شعبان سنہ ۷۶۳ھ	۱ سال ۴ ماہ	۲۳ ذی حجہ سنہ ۷۶۴ھ	معزول ہوئے	۰	
۵	احمد حاکم بامر اللہ بن نمبر ۳	۰	۰	یکم محرم سنہ ۷۴۲ھ	۱۱ سال چند ماہ	سنہ ۷۵۳ھ	قضا کر	۰	
۶	ابوبکر المعتضد باللہ بن نمبر ۳	۰	۰	سنہ ۷۵۳ھ	۹ سال	جمادی الاول سنہ ۷۶۳ھ	؍؍	۰	
۷	ابو عبد اللہ محمد المتوکل علی اللہ بن نمبر ۶	۰	۰	سنہ ۷۶۳ھ	۴۵ سال	شب چہار شنبہ ۱۸ رجب سنہ ۸۰۸ھ	؍؍	۰	
۸	ابو الفضل العباس المستعین باللہ بن نمبر ۷	۰	۰	چہار شنبہ ۱۲ رجب سنہ ۸۰۸ھ	۱ سال چند ماہ	سنہ ۸۱۶ھ	خلع ہوئے	۰	
۹	ابو الفتح داؤد المعتضد باللہ بن نمبر ۷	۰	۰	سنہ ۸۱۶ھ	قریب ۳۰ سال	۴ ربیع الاول سنہ ۸۴۵ھ	قضا کی	۰	
۱۰	ابو الربیع سلیمان المستکفی باللہ بن نمبر ۷	۰	۶۳ سال	۴ ربیع الاول سنہ ۸۴۵ھ	۹ سال ۱۰ ماہ	جمعہ ۲ محرم سنہ ۸۵۵ھ	؍؍	۰	
۱۱	ابو البقا حمزہ القائم بامر اللہ بن نمبر ۷	۰	۰	۳ محرم سنہ ۸۵۵ھ	۴ سال چند ماہ	سنہ ۸۵۹ھ	؍؍	۰	
۱۲	ابو المحاسن یوسف المستنجد باللہ بن نمبر ۷	۰	۰	سنہ ۸۵۹ھ	تقریباً ۲۵ سال	شنبہ ۲۴ محرم سنہ ۸۸۴ھ	فالج کر گئے	جوار مشہد	

۱۳	ابو العز عبد العزیز المتوکل علی اللہ بن یعقوب بن متوکل نمبر ۷	[illegible]	.	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	.	

تذکرہ ابتداے سلاطین عثمانیہ ترکیہ جنہون نے سنہ ۶۹۹ ہجری سے ہند و فرنگستان وغیرہ مین سلطنت اسلام قایم کیاہے۔

مخفی نرہے کہ سلیمان شاہ ابن قیا الب بلدہ ماہان مین جو قریب بلخ کے واقع ہے بادشاہ تھا جب چنگیز خان ہند اور بلخ کو جلا کر خاک سیاہ کرکے سلطان علاء الدین خوارزم شاہ کو وہان سے نکال دیا وہان کے چھوٹے چھوٹے سلاطین وحکام مین پراگندگی و تفرقہ پڑگیا اوسوقت سلیمان شاہ خاندان ترکمان کے پچاس ہزار آدمیون کو ہمراہ لیکر بلدہ ماہان سے ارض روم مین آئے اور وہان سے حلب ہوتے ہوئے دریائے فرات سے عبور کا ارادہ کیا اور کل ہمراہیون نے دفعتاً گھوڑے دریا مین ڈالدیے تاکہ پیرکے پار ہوجاوین ولیکن باتفاق تقدیر سلیمان شاہ اپنے گھوڑے سمیت اوس مین غرق ہوگیا اور بڑی تلاش سے انکا لاشہ دریا سے نکالا گیا اور قلعہ جبر کے سامنے دفن کیا گیا اور جسقدر ترکمان اونکے ہمراہ تہے وہ چارونطرف منتشر ہوگئے اور جسکو جہان موقع ملا سکونت و بود و باش اختیار کرلی چنانچہ اون سب کی اولاد اسبتک اون اطراف مین موجود ہے۔

سلیمان شاہ کے چار بیٹے تہے سنقر و اور یقدار تو بلاد عجم کو لوٹ گئے مگر ارطغرل اور دھوندار بلاد روم مین آئے اور سلطان علاء الدین سلجوقی سے

ملاقات ہوئی جو بلاد قرمان کے بادشاہ تھے اور شہر قونیہ کو انہون نے اپنا دار السلطنت قرار دیا تھا سلطان نے انکی بے نہایت تعظیم اور توقیر کی اور یہ دونون بہائی قرہ حصار و بیلجک کے درمیان اقامت گزین ہوئے چونکہ مرد دلاور اور سپاہ منش و بہادر تھے خصوصاً جنگ و جدال مین ارطغرل نے سنہ ۶۸۰ ہجری مین وفات پائی اور انکے فرزند عثمان جو سنہ ۶۵۶ ہجری مین پیدا ہوئے تھے شاہ علاؤالدین سلجوقی کے یہان بسبب سرداری لشکر پر مامور ہوئے اور رفتہ رفتہ سلطنت کے جزئی و کلی امورات کا اختیار بھی انکے سپرد ہوگیا اور وہ اپنے آقا و ولی نعمت کے ہمراہ بہت بڑے معرکون مین ثابت قدم اور مستقل رہے اور اپنی شجاعت و وفاداری و قابلیت سے روز بروز سلطان کے منظور نظر ہوتے گئے اور عثمان غازی کے خطاب سے مخاطب ہوئے سنہ ۶۹۹ مین علاؤالدین سلجوقی نے تاتاریون سے شکست کہائی اور اوسی زمانہ مین وہ راہی آخرت ہوئے چونکہ سلطان کا کوئی ولیعہد نتہا اور کل رعایا و سپاہ عثمان غازی سے نہایت رضامند تھے سب نے بالاتفاق انکو تخت نشین کیا اور سلطان علاؤالدین کی دختر سے بہی انکے ساتھہ شادی ہوگئی۔ چنانچہ اب تک تبادہ سلطنت عثمانیہ بفضل اللہ قسطنطنیہ مین قایم اور بلا زوال ہے اور مربع دین اسلام ہے۔ جنکے اسماء درج نقشہ ذیل ہین۔

نقشہ پنجم متعلقہ سلاطین عثمانیہ قسطنطنیہ

۱	عثمان بن ارطغرل ابن سلیمان ابن قیا الپ	سنہ ۶۵۶	۶۹ سال	سنہ ۶۹۹	۲۶ سال	۲۱ رمضان ۷۲۶	[illegible]	[illegible]	یہہ بادشاہ بڑا دیندار خداترس تہا۔

۹	سلطان سلیم خان اول ابن نمبر ۸	سنہ ۸۷۲ھ	۵۴ سال	سنہ ۹۱۸ھ	۹ سال	۸ شوال	۰	۰	اس نے حلب وحمص ودمشق وشام ومصر کو فتح کیا اسمعیل بادشاہ ایران کو شکست دی اور بڑا صاحب غصہ تھا۔
۱۰	سلطان سلیمان خان ابن نمبر ۹	سنہ ۹۰۰ھ	۴۷ سال	سنہ ۹۲۶ھ	۴۸ سال	سنہ ۹۷۴ھ	وجع مفاصل	قسطنطنیہ	یہہ بڑا عالی ہمت عادل تھا چودہ قلعہ فتح کیا بغداد پر قبضہ کیا امام ابوحنیفہ کے مقبرہ کی تعمیر کرائی
۱۱	سلطان سلیم خان ثانی ابن نمبر ۱۰	اختلاف سنہ ۹۲۹ھ	۵۰ سال اختلاف	سنہ ۹۷۴ھ	۸ سال	۲۴ شعبان سنہ ۹۸۳ھ	[illegible]	مسجد امام صوفیہ	یہہ بادشاہ انتظام مملکت سے غافل تھا مگر اسکا وزیر محمد صقلی بڑا نیک تدبیر تھا ملک مین فتور نہوا
۱۲	مراد خان ثالث ابن نمبر ۱۱	۰	۰	سنہ ۹۸۲ھ	۲۱ سال	باختلاف روایات سنہ ۱۰۰۳ھ	۰	۰	مرد نیک تھا گرجستان کو فتح کیا اور چار سو عیسائیوں کو قید خلاصی دی اسکے محل مین پانسو لونڈیاں تھین۔
۱۳	سلطان محمد خان ثالث ابن نمبر ۱۲	سنہ ۹۷۴ھ	۳۷ سال	سنہ ۱۰۰۳ھ	۹ سال	سنہ ۱۰۱۲ھ	۰	۰	اس بادشاہ نے شرابخانہ اجڑوا دی۔ اور شاہ [illegible] کو شکست دی۔
۱۴	سلطان احمد خان اول ابن نمبر ۱۳	باختلاف سنہ ۱۰۰۰ھ	باختلاف ۲۵ سال	سنہ ۱۰۱۲ھ	۱۴ سال	سنہ ۱۰۲۶ھ			یہہ بادشاہ جوان طبیعت تھا [illegible] کوکب دری روضہ مبارک پر چڑھوایا تمباکو اسکے وقت مین رواج ہوا

۱۵	مصطفی خان اول بن نمبر ۱۳	.	.	سنہ ۱۰۲۶ھ	۲ سال	[illegible]	.	.	اسکو سلطنت کا حوصلہ نہ تھا امرا دولت نے قید کر دیا۔
۱۶	عثمان خان ثانی بن نمبر ۱۴	.	.	سنہ ۱۰۲۷ھ	۴ سال	۱۰۳۱ھ	[illegible]	.	اسکی طبیعت عورتون کے طرف مائل تھی آخرش فوج بدلگئی اور اسکو قتل کر ڈالا۔
۱۷	سلطان مراد خان چہارم بن نمبر ۱۴	سنہ ۱۰۱۱ھ	۳۵ سال	سنہ ۱۰۳۲ھ	۱۶ سال	[illegible] ۱۰۴۹ھ	[illegible]	.	اس بادشاہ نے شاہ عباس صفوی کو شکست دی انکو گھوڑے کی سواری کا بڑا شوق تھا۔
۱۸	ابراہیم بن نمبر ۱۴	.	.	سنہ ۱۰۴۹ھ	۹ سال	۱۸ رجب ۱۰۵۸ھ	[illegible]	.	یہہ بادشاہ عیش دوست تھا امرائے دولت بگڑ گئے آخر قتل ہو گئے۔
۱۹	محمد خان چہارم بن نمبر ۱۸	.	.	۱۸ رجب ۱۰۵۸ھ	۴۱ سال	[illegible] ۱۰۹۹ھ	.	.	ان کے عہد مین ارکان دولت مین جنگ و جدال رہا آخر خود ہی ترک سلطنت کی۔
۲۰	سلیمان ثانی بن نمبر ۱۸	سنہ ۱۰۵۲ھ	۵۰ سال	سنہ ۱۰۹۹ھ	۳ سال ۹ ماہ	۲۶ رمضان ۱۱۰۲ھ	[illegible]	.	اسکے عہد مین انتظام سلطنت اچھا تہا اور اسکو تعمیرات کا بھی شوق تہا۔
۲۱	سلطان احمد بن نمبر ۱۹	[illegible] ۱۰۵۴ھ	[illegible] ۴۸ سال	سنہ ۱۱۰۲ھ	۴ سال ۸ ماہ	[illegible] ۱۱۰۶ھ	〃	.	یہہ بادشاہ خوش خو دلیر اور عاقل تھا سیر و شکار کا بھی شوق تھا۔

۲۹	سلطان مصطفیٰ خان چہارم بن نمبر ۲۷	سنہ ۱۲۲۲ھ	.	سنہ ۱۲۲۳ھ	.	سنہ ۱۲۲۳ھ [illegible]	.	.	اس بادشاہ کے وقت انتظام بگڑا ہوا تھا لہذا معزول کردیا گیا۔
۳۰	محمود خان ثانی بن نمبر ۲۷	.	۵۵ سال	سنہ ۱۲۲۳ھ [illegible]	۸ سال	سنہ ۱۲۵۵ھ	[illegible]	سلطان [illegible]	یہہ بادشاہ اولوالعزم گذرا ہے اکثر سرکشوں کی سرتابی کی گوشمالی کی محمد علی خدیو مصر کے لقب سے مشہور ہوگیا
۳۱	عبدالمجید خان بن نمبر ۳۰	[illegible] سنہ ۱۲۵۵ھ	.	[illegible] سنہ ۱۲۷۷ھ	.	[illegible] سنہ ۱۲۷۷ھ	.	.	یہہ بادشاہ کے وقت بڑے معرکہ جنگ رہے اور خدیو مصر بھی مغلوب ہوا اور بہت سے نصرانی بادشاہ مغلوب بھی ہوئے۔
۳۲	عبدالعزیز خان بن نمبر ۳۰	[illegible] سنہ ۱۲۷۷ھ	.	سنہ ۱۲۹۳ھ	.	.	.	.	اس بادشاہ کے وقت سلطنت کا عمدہ انتظام ہوا مگر خزانہ کی نازک حالت تھی آخر اہلکاران دولت نے دیا نامنظور کیا اور فوجی ترتیب اچھی ہوگئی
۳۳	سلطان مراد خان خامس	.	.	[illegible] سنہ ۱۲۹۳ھ	.	.	.	.	یہہ بادشاہ علالت کیوجہ سے شیخ الاسلام وارکان دولت کے مشورہ پر خلع کیے گئے۔
۳۴	سلطان عبدالحمید خان خلداللہ ملکہ وسلطنتہ	[illegible] سنہ ۱۲۹۳ھ	.	[illegible] سنہ ۱۲۹۳ھ	.	.	.	.	یہہ بادشاہ ایسی حکمت وعقل والے ہیں کہ سلطنت اسلامیہ ہیں انشاءاللہ انکو دشمنوں کی نظر بد سے محفوظ رکھے

ہندوستان مین سلطنت اسلامیہ کے اوّل زمانہ کا اجمالاً تذکرہ

اب تاریخ ہندوستان کے اوس زمانہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے جس مین مسلمانون نے ہندوستان پر حملہ کرکے سرزمین ہند مین رایات اسلامی بلند کرکے اسکو فتح کرنا شروع کردیا۔

اہل اسلام مین سے اول ہی اول جس نے سرزمین ہند پر قدم بڑہایا وہ ابوالعاص عامل یمن تھے انہون نے خلیفہ دوم جناب رسالت پناہی امیرالمومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک مہد مین ۱۵ھ مطابق ۶۳۶ عیسوی کے اندر بمبئی کے قریب مقام تہانہ پر فوج کشی کی۔ اور لوٹ کا کچھہ مال لیکر واپس چلے گئے۔

پھر خلیفہ سوم رسالت پناہی کے زمانہ مین عبداللہ بن عامر فتح خراسان کیلئے سپہ سالار لشکر اسلام کے تعینات ہوا اس سپہ سالار لشکر نے تہوڑے ہی عرصہ مین ہرات۔ بادغس غور۔ نیشاپور۔ بلخ۔ طوس وغیرہ فتح کرکے دین اسلام کو رواج دیا اور جابجا حاکم اسلام مقرر کئے جب عبداللہ عامر حج کیلئے چلا گیا تو قارن امیر عجم یعنے ایران نے ۳۲ھ مین چالیس ہزار فوج ہرات و غور وغیرہ سے جمع کرکے عربون سے ازادی حاصل کرنیکے لیئے بغاوت کی۔

اور ۴۴ھ ۶۶۴ع مین جب مسلمانون کا کابل مین فتحیابی کا نقارہ بجا تو عرب کا ایک شخص مہلب نامی امیر نے اس راستے سے بڑا تھا ہند مین ملتان تک قدم بڑہایا

اور بہت سے لوگون کو قید کر کے لے گیا اسکے بعد پھر کئی بار مسلمانون نے ہندوستان پر حملے کئے اور یہان کی لوٹ سے مالامال ہوکر اولٹے پھر گئے آخر ۷۱۲ء کے اندر خاندان بنو امیہ کے خلیفہ ولید کے عہد مین عراق کے عامل حجاج بن یوسف کا بھیجا محمد بن قاسم بہت سی فوج لیکر ہند پر چڑھ آیا اور سندھ کو فتح کر لیا اس حملہ کا باعث یہہ ہوا کہ راجہ داہر والی سندھ نے اہل عرب کے کچھہ جہاز لوٹ لئے تھے اسلئے مسلمانون نے سندھ پر حملہ کر کے راجہ داہر کو شکست دی اور ملک پر قبضہ کر لیا مگر سندھ کچھہ زیادہ مدت تک مسلمانون کے تصرف مین نہین رہا

اسکے بعد خاندان بنی عباس سے مامون ابن ہارون الرشید نے ہند پر لشکر کشی کی اور راجپوتون سے جنگ کا ارادہ کیا اسکے بعد ڈیڑھ سو برس تک اہل اسلام کا پھر کوئی نیا حملہ نہین ہوا اس وجہہ کہ انکے وفات سے خلفاء عباسیہ کی حکومت مین خود ہی ضعف آگیا اور ہوتے ہوتے یہ نوبت پہونچی کہ ہر ایک صوبہ منحرف ہوکر خودمختاری کا دم بھرنے لگا اور آخر خلیفہ کے پاس صرف دارالخلافت بغداد ہی رہگیا۔

اسمعیل سامانی

اسی زمانہ مین اسمعیل سامانی صوبہ دار ماوراءالنہر و خراسان بھی خلیفہ سے باغی ہوکر بخارا کا بادشاہ بن بیٹھا اس خاندان کے ایک بادشاہ کے یہان الپتگین نام ایک ترکی غلام تھا جس نے اپنی عقل و دانائی کے

سلہ تاتار یونکی آوارہ گروہ گروہ جو وسط ایشیا مین بحیرہ خزر سے لیکر چین کے شمال تک بستی تھی وہ تین بڑے بڑے قبیلون مین منقسم کئے گئے تھے۔ اوّل منچو جو اس خطہ کے انتہائے مشرق مین یعنی چین کے شمال کی طرف رہتی تھی دوم منگول یا مغل جو اس خطہ کے وسط مین تبت کے شمال مین [illegible] سوم ترک جو [illegible] کی طرف رہتے تھے۔

بدولت رفتہ رفتہ یہان تک عروج پکڑا کہ خراسان کا حاکم بن گیا جب بادشاہ نے وفات پائی تو اس کی جانشینی کے نسبت ارکان سلطنت مین اختلاف ہوا بعض تو یہ چاہتے تھے کہ شاہ متوفی کے کم سن بیٹے منصور کو بادشاہ بنائین اور بعض یہہ کہتے تھے کہ بادشاہ کا چچا تخت پر بیٹھے - الپتگین منصور کے خلاف تھا مگر ارکان سلطنت نے اسی کو تخت نشین کر دیا اسوجہ سے بادشاہ اور الپتگین کے باہم رنجش ہوئی - اس بنا پر الپتگین خود سر ہو گیا اور کابل و قندہار پر قبضہ کر کے اس نے غزنی کو اپنا دار السلطنت قرار دیا -

ذکر سبکتگین

الپتگین کی وفات کے بعد اس کا بیٹا اسحاق دو برس سلطنت کر کے مر گیا اور سبکتگین تخت نشین ہوا سبکتگین اصل مین یزدجرد شاہ فارس کی نسل سے تھا مگر زمانہ کی گردش سے [illegible] وقت ہو کر ایک سوداگر کے ہاتھ پڑا اور وہ اوسے بخارا سے آیا - یہان الپتگین نے اسکو ہونہار دیکھ کر لے لیا اور اس کی عقل و دانائی کے سبب ترقی کرتے کرتے سپہ سالاری کے رتبہ تک پہنچا دیا غرضکہ سبکتگین نے الپتگین کی بیٹی سے شادی کر کے غزنی کے تخت پر جلوس فرمایا -

اسوقت لاہور مین راجہ جیپال جو ذات کا برہمن تھا راج کرتا تھا اس نے دریاے سندھ سے اوتر کر سبکتگین پر حملہ کیا اور جب [illegible] سبکتگین نے پنجاب پر دو دفعہ یورش کی اور جیپال نے دو بار [illegible] راجپوت [illegible] ان کو [illegible] دہلی و اجمیر و قنوج و غیرہ کے راجا جو اسکی مدد کے لیئے جمع ہوے [illegible] ان تمامی [illegible] کو شکست دیکر اور بہت سامان [illegible] لیکر غزنی کو [illegible] کیا -

ذکر سلطان محمود

اور امیر سبکتگین اور راجہ جیپال مین جو لڑائیان ہوئین انمین
سلطان محمود بہی شریک تہا اسلئے اسکو خوب یقین ہو گیا
تہا کہ ہندوستان ایک بڑا دولت مند اور زرخیز ملک ہے اور وہان کے راجپوت
سپاہی کیسے ہی بہادر کیون نہون مگر کوہستانی کابل کے زبردست و زحمت
کش حملہ آورون کے سامنے ہرگز نہین ٹہر سکتے اسلئے سلطان محمود نے سنہ ۹۹۶ء مین
غزنی کے تخت پر جلوس فرماکر پہلے تو ماوراءالنہر کا ملک جو بحیرہ خزر سے
لیکر دریاے اٹک تک پہیلا ہوا تہا اس مین اپنا سکہ بٹہایا اور پہر عنان توجہ
سرزمین ہندوستان کی طرف پہیری اور اسکو آرزو تہی کہ بڑے بڑے بانکے
راجپوتون کو تلوار کے زور سے دین اسلام مین داخل کریون اور اسکا سبب
زیادہ تر یہہ ہی کہا جاتا ہے کہ خلیفہ بغداد نے اسکے مذہبی جوش کو دیکہہ کر ایک
گران بہا خلعت اسکے پاس بہیجا تہا اور امین الملۃ یمین الدولہ خطاب
دیا تہا پس سلطان محمود نے یہہ عہد کر چکا تہا کہ مین دین اسلام کے پہیلانے کیلئے
ہر سال ہندوستان پر حملہ کیا کرون گا جسکا مجملاً تذکرہ حصہ اول کتاب ہذا مین
کر دیا گیا ہے جس سے اسکی قوت اور وسعت سلطنت کا اندازہ ہو سکتا ہے
پہر سلطان محمود کے بعد ملک پنجاب ایک سو چالیس برس سے کچہہ زیادہ اسکی
اولاد کے قبضہ مین رہا کیونکہ وسط ایشیا مین جو سلطنت غزنی کا علاقہ تہا وہ اس سے
پہلے ہی انکے ہاتہہ سے نکل گیا تہا انجام کار غور جو افغانستان مین غزنی اور ہرات
کے مابین ایک کوہستانی علاقہ ہے اسکے بادشاہون نے خاندان غزنی کو
مغلوب کر لیا تہا اور جب محمد غوری نے ہندوستان کو فتح کر لیا تہا اس کے

کچھ پیشتر خاندان غزنی کا آخر بادشاہ قید خانہ مین منتقل ہو چکا تہا اس زمانہ مین -
اجمیر - دہلی - قنوج - میواڑ اور انہلواڑہ یعنی گجرات کے راجے
شمال ہند مین حکمران تھے اور چونکہ ان مین سے ہر ایک چاہتا تھا کہ مین
سب پر غالب ہو جاؤن اسوجہ سے ان مین باہم لڑائی جھگڑے رہتے تہے -

ذکر پرتھی راج

اور آخر چھٹی صدی [illegible] مین جس قدر راجے شمالی ہند مین
حکمرانی کر رہے تھے ان سب مین پرتہی راج جسکو راجے
پتوارا ہی کہتے ہین نہایت زبردست اور نامور راجہ اور راجپوتون کے بہادر
قوم کی ناک تہا -

ہندؤن مین جن نامی گرامی سورماؤن کے افسانہ زبان زد خلائق ہین
انہین پرتہی راج بہی داخل ہے چند بردی جو ایک نامی ہندی شاعر گذرا ہے
اس راجہ کا مداح اور دوست تہا چنانچہ اس نے اپنے اشعار مین اسکی بڑی
تعریف لکھی ہے - اور پرتہی راج کے بڑے زبردست راجہ ہونیکی وجہ
یہ بہی کہی جاتی ہے کہ وہ اجمیر اور دہلی دونون سلطنتون کا راجہ تہا - اجمیر کی
سلطنت تو اوسکو اپنے باپ سوامیشور سے جو راجپوتون کی قوم چوہان کا راجہ
تہا میراث پہنچی تہی - اور دہلی کی سلطنت ہاتھہ لگنے کی یہہ کیفیت ہے کہ اسکا
نانا اننگ پال جو راجپوتون کی قوم توار کا راجہ دہلی تہا اسکا کوئی بیٹا تو تہا ہی
نہین صرف بیٹیان ہی تہین جن مین سے ایک کی اولاد تو جے چند راجہ
قنوج تہا اور دوسری کی پرتہی راج - اسکو اننگ پال نے متبنی کر لیا تہا
یہہ بات جے چند کو نہایت ناگوار گذری اور اس نے پرتہی راج کے راجہ دہلی

ہوسے مین بہت کچھہ مزاحمتین کین پیش نہ گئی آخر دہلی کا راج بھی پرتھی راج کے ورسے مین آیا اور اسیطرح وہ دونون سلطنتون کا راجہ ہوگیا۔

ذکر سلطان شہاب الدین عرف محمد غوری۔

اس راجہ کو گدی پر بیٹھے ابہی بہت عرصہ گذرا ہی نہ تہا کہ اس پر ایک زبردست غنیم چڑہ آیا جو کبھی اسطرح پیشتر ہندوستان پر حملہ آور ہوا ہی نہتہا۔ یہہ غنیم سلطان شہاب الدین غوری تھا جو ایک بڑا جوان مرد بہادر اور مستقل مزاج سردار تھا غور کا بادشاہ تو درحقیقت شہاب الدین کا بڑا بہائی غیاث الدین تھا مگر وہ اسکی نسبت نرم مزاج تھا اسلیے جب اس نے غور کے تندخو اور قوی ہیکل افغانان بہادران دلاور کی مدد سے غزنی کو فتح کرلیا تو شہاب الدین کو وہان کا بادشاہ مقرر کرکے آپ غور کو چلا گیا شہاب الدین جب غزنی کی سلطنت سنبہال چکا تو اس نے ہندوستان کا قصد کیا اور سناکہ۔ دہلی قدیم سے راجگان عظیم الشان کا دارالسلطنت چلا آتا ہے چنانچہ اسپر فوج کشی کی اور جنگ عظیم کے بعد فتحیاب ہوا اور سب ہندو لستون سے فارغ ہوکر ایک روز دربار عام کیا سا امیر و وزیر سپہ سالار بخشی سب اپنے اپنے عہدون پر حاضر تھے اور گفتگو یہہ ہورہی تھی کہ دارالخلافت کو چلنے کے لیے کونسی تاریخ مقرر کیجاے دفعتاً سرحد کے سردار کا عرضہ پہنچا کہ راے پتھورا والی اجمیر اپنے بہائی کہانڈے راو حاکم دہلی کو ساتھہ لیکر دولاکہہ فوج جرار اور تین ہزار فیل جنگی سے دہند کے چھڑانے کو آتا ہے اور بہچال کیطرح چلا آتا ہے۔ اقبال خداوندی کی توجہ واجب نہین تو اس ملک ہندمین زن و بچے مسلمانون کے تباہ ہوجاینگے

بادشاہ نے اسیوقت لشکر اسلام مین منادی کرادی کہ جبتک اس مہم کا فیصل
خاطر خواہ نہ ہوجاے مسلمان بارایان کو غزنی کیطرف قدم اٹھانا حرام ہے
ساتھہ ہی لشکر کی تیاری کا حکم اور راستے کے کاردارون کے نام سامان رسد کے
حکمنامہ جاری ہوگئے۔ لشکر جرار بمنزل یلغار کرتا جاتا تھا جو انبالہ کے ڈیرون
مین یہہ خبر لگی کہ لشکر راجہ کا پانی پت کے مقام پر ہے مگر فیل خانہ کرنال مین آگیا
بادشاہ نے وہین مقام کردیا اور فوج کو پس و پیش سے درست کرکے کوچ بکوچ
آگے بڑہا۔ تلاوڑی کے میدان مین دونون لشکرون کا آمنا سامنا ہوگیا۔ دن
سورچون کے درستی مین گذرا شام کو سب نے گہوڑون کے تنگ
ڈہیلے کردیئے۔ دانہ چڑہا زین پوش بچھا کر بیٹھ گئے۔ باگ ڈورین زانوون
سے باندہ لین اور جسقدر جیبون مین روٹیان نکالکر کہانے لگے۔ سلطان شہاب الدین
ابہی شاہ دہی پر پونہچا کہ گشت کے سوارون نے دشمن کی فوج کے گہسیارے
اور لکڑہارے جنگل سے پکڑ کر حاضر کئے۔ سوارون کو انعام دیکر رخصت کیا
اور ان لوگون کو مسعود ہی کے سپرد کیا کہ جو کچھہ مانگین انہین کہلاؤ پلاؤ۔ آدمی
سیدہے سادے بہولے بہالے سب کے سب جنگلی گنوار تھے۔ مگر دو بڈہے ہوشیار اور تجربہ کار
تھے۔ کہ جنہون نے لشکر کے اوتارے کا رنگ فوج کی تعداد توپخانے کی مدد رسد کے بندوبست
غرض ڈیرے ڈیرے کا حال معلوم کرلیا تمام رات فوج کی قسمت اور مورچون کی
تقسیم مین گذری۔ پچھلی رات تھی کہ کمر بندی کا حکم پہنچا صبح ہوتے ہوتے تمام لشکر
[illegible] کا نقشے سے لیس ہوکر میدان مین جم گیا۔ آگے پیچھے دائین بائین ہر ایک
سردار اپنی اپنی فوج کو سنبہالے تہا خود صاحب لشکر زرہ بکتر چار آئینہ سجے سر پر خود فولاد کا

کمر مین شمشیر اصفہانی پشت پر سپر گینڈے کی پر کمان - زین پر گرز گاؤ سر دہرا - کمند
ابریشمی فتراک بند مین آویزان - علم کے سایہ کے نیچے نیزہ تانے کہڑا تہا - اور اسپ
عربی جسپر پوست پلنگ کی پاکہر پڑی تہی زانون مین سے نکلا جاتا تہا - اور اودہر سنگا
کے لشکر مین پہلے ہاتہیون کی قطار - بعد اسکے رتہین - اور رتہین - پیادہ اور سوار
فوج سمجہے کہ جسکا شمار سواے منشی تقدیر کے کسیکو معلوم نہ تہا - ہان سلسلہ
انتظام انکا خاص ایک شخص کی مٹہی مین تہا کہ جدہر چاہے اودہر پہیر دے
بیچون بیچ مین ہند کا سنگا تہی مگر ست پانگ - اونچی بنا ہوا زرد و سنگلے پہ چلتا اور
اوسپر زرہ بکتر - چار آئینہ سجے راجپوتی ایک پیچ پہون پر رکہے کمر مین ایک
طرف سروہی کی تلوار - دوسرے طرف کہانڈا اور کٹار - پشت پر گینڈے کی
ڈہال - سورج مکہی کے سایہ مین ہاتہی پر بیٹہا دونون لشکرون پر نظر غور سے دیکہ
رہا تہا - آخر نہ رہ سکا - اور تڑپ کر ہاتہی سے کود - گہوڑے پر سوار ہوا بہائی
کو ہاتہی پہ بیٹہا دیا آپ دکہنی گہوڑے اوڑاتا سپاہ گری کا بانکپن دکہاتا بہالے
کے ہاتہہ نکالتا ہوا - دائین سے بائین اور بائین سے دائین تک ایک چکر لگایا
اور سامنے ایک لشکر کے کہڑے ہوکر اہل لشکر کے دلون کو اسطرح بڑہایا -
کہ اے راجپوتون کے سپوتو - پہاڑون کے افغان اور تاتار بستے ترکون کا
سامنا ہے یہ سب مسلمان ہین اور ست دہرم کے بہرشٹ کرنے پر کمر باندہ
باندہ کر آئے ہین - ابہی تک تمہاری سرحد پر کہڑے ہین - اگر
تو پہچہال ہین جیسے گرگ شیر کی طرح پہاڑون مین بہگا بہگا کر مار لینگے - اور
قدم تمہارا اٹہا تو پاؤن اونکے تمہارے گہرون مین اور ہاتہہ

ہین۔ آج دہرم گیان کی لاج تمہارے تلوار کی باڑ پہ ہے۔ مارو مارو دم نہ لو اور جانے نہ دو۔ راجہ ابہی یہہ تقریر تمام نہ کر چکا تہا کہ اتنے مین لشکر شاہی کے بائین ہاتہہ پر افغان آجماے کہڑے تہے آگے بڑہے اور خلجیون نے بہی باگین لین۔ اُنہین دیکہہ کر راجپوت بہادرون کے سپوت جنکی تلوارین میانون مین بجلی کیطرح تڑپی جاتی تہین۔ ہاتیون کی صف کو چیر کر نکل کے آئے تیر برساتی ہوئے دوڑے اور ایک دم مین برچہیون پر لے لیا۔ جب یہہ حال دیکہا تو افغان پیچہے ہٹے اور خلجیون کے پرے نے بہی گہونگٹ کہایا مگر سپہ دار بے سپاہ قلب مین اُسیطرح جا ہوا تیر مارے جاتا تہا جو ایک مصاحب نے آکر عرض کی کہ افغان اور خلجیون نے پیٹہہ دکہائی جن نمک خوران سردارون سے پسینے کی جگہہ خون گرانے کی امید تہی وہ جان بچا کر بہاگ گئے۔ دشمن چڑہا چلا آتا ہے۔ حضور اب کس کی راہ دیکہتے ہین براہ خدا گہوڑے کی باگ پہیریئے۔ اب لاہور مین پہنچکر بد اندیشون کا بندوبست قرار واقعی ہوجائے گا یہہ سنتے ہی بادشاہ شعلہ کیطرح بہڑک اوٹہا۔ رہی سہی فوج کو سمیٹ کر للکارا اور گہوڑے کو اوٹہا کر برق کی طرح دشمن پر جا پڑا تیر و نیزہ و شمشیر سے گذر کر فقط خنجر و کٹار کی نوبت آگئی۔ اتنے مین کہانڈے رائو کی نظر بادشاہ پر پڑی فیلبان کو آواز دی کہ خبردار جانے نہ پاوے۔ اسکے ہاتہی کو ریلا سلطان شہاب الدین بہی چمک کر اسطرح جہپٹا کہ گہوڑے کے دونون ہاتہہ ہاتہی کے مستک پر بیٹہے اور اوس کے منہہ مین ایسا نیزہ مارا کہ دانت ٹوٹ گئے۔ مگر خود بہی زخم کاری کہایا۔ ڈگمگا کر گہوڑے سے گرا چاہتا تہا کہ ایک غلام بادفاحبت کر

پیچھے جا بیٹھا اور گھوڑا اڑا کر برق کیطرح نظروں سے غایب ہو گیا غرض کہ بھاگے بھٹکے سپاہی اور ٹوٹا پھوٹا لشکر لاہور مین آیا اور یہان کے ملک کا بندوبست کر کے غزنی کو روانہ ہو گیا۔ اس لڑائی مین تماشا یہ ہو گیا کہ جن جن سردارون کو بہادری و جانثاری کے بڑے بڑے دعوے تھے اور بادشاہ کو بھی ان پر بھروسے تھے وہی میدان جنگ سے بھاگے تھے۔ چنانچہ غزنی مین پہنچکر علمار سے فتوے طلب کیا کہ جو مسلمان جہاد سے بھاگے اُسکے لئے کیا حکم ہے۔ سبنے لکھا کہ وہ گنہگار خدا ہے۔ بادشاہ نے حکم شرع ہاتھ مین لیا اور تمام سردارون کو گرفتار کیا۔ جو اور چنے گھوڑون کے توبرون مین ڈالکر اُنہین چڑھوا دے اور بازارون مین چھوڑ دیا کہ خاص و عام عبرت پکڑین اور جو نہ کھاتا اُسکا سر الگ پھر یہ سزا تو معاف ہو گئی مگر دربار سے بند ہو گئے۔

اسکے دوسرے برس سال نورروزی نے پلٹا کھایا۔ بادشاہ نے اندر ہی اندر سب سامان کر رکھے تھے فہرست منگا کر دیکھی اور ہر کارخانے مین حکم کوچ کا بھیجدیا۔ آٹھوین دن خود سوار ہوا جب لشاور مین پہنچا تو ایک پیر مرد کہن سال کہ غوری کے خاندان مین سے تھا اور خلوت کی صحبتون مین بے تکلف اُس نے عرض کی اس مہم مین سامان تو جنگ عظیم کا نظر آتا ہے مگر کھلتا نہین کہ ارادہ کدھر ہے۔ بادشاہ نے آہ سرد بھر کے کہا کہ اے مرد مسلم عجب ہے کہ اس سن و سال پر تیرا یہ سوال ہے کیا اگلے برس کی شکست سے تجھے یاد نہین زیادہ صدمہ اسلام کے تیشہ عزت کے لئے کچھ چھوٹا پتھر ہے۔ پھر جبا کہ

بند کہوے اور کہاکہ دیکہہ لے اُس دن سے آجتک نہ مین نے کپڑے بدلے
ہین نہ حرم سرا مین بستر پر سویا ہون۔ اُس پیر مرد نے دعا سے خیر دی اور
کہاکہ اگر یہہ بات ہے تو اب مصلحت وقت کے بموجب کام کرنا چاہیئے۔ یعنے
جو سردار کہ غضب سلطانی مین دربار سے بند ہوئے ہین انہین پہر دربار مین بلاکر
انعام دیجئے اور ترقی کے وعدون سے دل بڑہائیے کہ جان لڑاکر پہلے داغ کر
دہوئین۔ چنانچہ ملتان مین آکر چند مقام کئے۔ دربار عام کرکے سب سردارون کو
بلایا اور کہاکہ اے مسلمانون سال گذشتہ مین جو داغ دامن اسلام پر آیا سب
پر روشن ہے اور تدارک اسکا ہر مومن مسلمان پر واجب ہے وہ اگلی ندامت
کے سبب سے کچہہ کہہ نہ سکے مگر سب نے تلوارون پر ہاتہہ رکہکر سامنے سر جہکادئے
غرض وہان سے روانہ ہوکر لاہور پہنچا اور رسید قوام الملک رکن الدین کو
کہ تدبیر اور تقریر مین بے مثل تہا ایلچی کرکے نامہ کے ساتہہ روانہ کیا۔ نامہ کا
مضمون یہہ تہاکہ مین بموجب حکم اپنے بڑے بہائی کے کہ میرے باپ کی جگہہ
ہے اور خراسان سے پنجاب تک مسلمانون کا بادشاہ ہے فوج لیکر اسطرف
آیا ہون راے پرتہی راج کہ راجگان ہندوستان مین مہاراجہ ہے۔ اُسے
لکہا جاتا ہے کہ اسلام کی اطاعت کرکے اتفاق کا طریقہ قایم کرلے تاکہ خلق
خدا کی آسایش مین خلل راہ نہ پاے۔ نہین تو ملک خدا کا ہے اور حکم خدا کا
تلوار دونون کا فیصلہ کرے گی۔ جب یہہ مراسلہ راجہ کی نظر سے گذرا تو بہت
پیچ وتاب کہایا اور خفا ہوکر ادہر تو ایک جواب کہ پتہر اور لوہے سے کہرا تہا
لکہکر روانہ کیا اور ادہر راجگان ہندوستان کو جمع کرکے تین لاکہہ راجپوت

کا شکر جنکی تلواروں سے خون ٹپکتا تہا ہمراہ لیکر چلا۔ پہلے فتح کے بہروسے پر بہت سے راجہ بہادرانہ رفاقت کے دم بہرتے مدد کو آئے سلطان شہاب الدین بھی ادہر سے آگے بڑہا اور نہر سرسوتی کو بیچمین ڈالکر دونوں لشکر اوتر پڑے۔

پرتھی راج۔ نے اول ایک خط اس مضمون کا لکہا کہ حال اس فوج بے شمار کا شہدار لشکر اسلام کو معلوم ہوا ہوگا مگر اسکے علاوہ اور بہی ہندوستان سے بہا یہ فوجین چلی آتی ہین۔ ایک ایک راجپوت وہ منچلا بہادر ہے جنکی تلوار کی کابل وقندہار تک پناہ نہین۔ یہ چند نامراد ترک بچے اور افغان زادے جنہین لوٹ کہسوٹ کا لالچ دے دیکر گہرون سے یہان لایا ہے۔ چاہیے کہ اونکی جوانی اور ماں باپ کے بڑہاپے پر رحم کرکے یہین سے پہر جائے۔ ہمین جوانمردی کی قسم ہے کہ پیچہا نکرینگے۔ اور نہین تو دیکہہ لو کہ آتشبازی کے سامان بے شمار ہین اور جنگی ہاتھی کچھ اوپر تین ہزار ہین اگر اس تحریر پر خیال کیا تو بہتر ہے نہین تو یاد رہے کہ ایک جاندار اس میدان سے جیتا نہ جائیگا۔

ادہر سلطان شہاب الدین اس موقع پر دہیما ہوا اور درجواب اوسکے مصلحتاً یہ لکہا کہ راجہ نے جو نیک صلاح دی عین شفقت سے ہے مگر سب پر روشن ہے کہ اس لشکرکشی مین مجھے کچھ اختیار نہین۔ بہائی کے حکم سے اس مہم کا بوجہ سر پر لیا ہے جبتک وہان سے حکم نہ آئے مین کچھ نہین کرسکتا اسقدر مہلت ہو کہ وہانسے جواب آجائے اسوقت صلح اس عہد پر ہوجائیگی کہ

ملک پنجاب سرہند تک ہمارے پاس رہے - باقی کل ہندوستان تمہارا
جب یہ ہیبتناک جواب راجہ کے پاس پہنچا - تمام اہل دربار ہنسنے لگے - اور
اور لشکریون مین فتح کی سی خوشیان ہوگئین بلکہ بخت ہوکر ڈیرے ڈیرے
مین ناچ رنگ شروع کردیئے یہان سلطان شہاب الدین نے سر شام فوجکو کمر بندی کا
حکم دیکے خیمے ڈیرے سب قائم رکھے - اور راتون رات کئی کوس کا چکر دیکر دریا
پار اوتر گیا صبحکو راجہ کے لشکر مین ابھی کوئی بستر پر تھا کوئی اشنان کو گیا تھا
کہ دفعتہً پہلو مین آرامستگی پر چوٹ لگایا اس ونائے سے کرناسے پہونکی کہ سوتے
جاگتے اوچھل پڑے اور تمام فوجمین کھلبلی پڑگئی وہ لشکر بے شمار ایسا دریا
تھا کہ ایک طرف کی ہل چل کی دوسری طرف خبر بھی نہ ہوئی تھی مگر راجہ نے
اسوقت ہوش وحواس کو جمع کیا ذرا نہ گھبرایا ایک فوج تو تیار کرکے سامنے
کی اور باقی سارے لشکر انبوہ کو سمیٹ کر پھر میدان مین لا جمایا - ادہر سلطان
شہاب الدین نے فوج کے چار حصے کرکے چار سپہ سالاروں کے ماتحت
قائم کردئے کہ باری باری سے جائین اور اس لشکر کثیر کے مقابل مین جان
لڑائین - راجپوت بہادر بھی اس میدان مین دائین بائین سے درست
ہوکر اس خوبصورتی اور بندوبست سے لڑے کہ مسلمانون کے جی چھوٹ
چھوٹ گئے - تب سلطان شہاب الدین بمصلحت وقت صورت شکست
بناکر پیچھے ہٹا دشمن نے پیچھا کیا اور جب جمعیت اونکی بے انتظام ہوئی تو دو دہم
مقول سے تازہ دم حملہ کیا مگر جمعیت ہندوون کی بے شمار تھی اسلئے اوس سے
بھی مطلب نہ حاصل ہوا جب ٹھیک دوپہر ہوئی تو راای پرتھی راج

ایک سو پچاس راجہ اور مہاراجہ کو لیکر ایک درخت کے سایہ مین آیا سب نے
تلوارون کے قبضون پر ہاتھ رکھکر قسم کہائی اور ایک ایک پیالہ شربت کا
پی۔ پان کا بیڑہ منہ مین تلسی کی پتی زبان پر رکھہ۔ کیسر کے ٹیکے پیشانیون پر
دئے۔ اوہر سلطان شہاب الدین بھی بارہ ہزار غلام خاص جنکے سرون پر
فولادی خود جواہرات سے مرصع دہرے ہوئے تھے اونہین لیکر جدا ہوا۔
اول خود تاج شاہی اوتار کفن سر سے باندہا۔ پہر شمشیر اصفہانی کیسٹ میان
اوسکا توڑ کر پہینک دیا۔ بادشاہ کا یہ حال دیکھتے ہی سب نے خود خود جین
مین ڈال کفن سرون پر لپیٹ لئے اور الماسی تلوارین کہینچے داڑھیان منھ
مین لے اسطرح جوش مین آکر تکبیر بلند کرکے حملہ کیا کہ یا تو اپنی جگہ جمے کھڑے
تھے یا پلک مارتے ہی خاص راجہ کے قلب لشکر مین جاکر دہمادہار ہو گئے
اور جو سرلشکر ادہر ادہر لڑ رہے تھے وہ بہی دائین بائین زور دیکر
گئے۔ اِس گہمسان کا رن پڑا کہ دم کے دم مین ہزارون کا کہیت پڑ گیا۔
اگرچہ راجپوت تلواریون نے بڑا ساکا کیا مگر انجام شکست کہائی۔ کہانڈی راو
میدان جنگ مین بہادری کا حق ادا کرکے زندگی کے بوجہ سے سبکدوش
ہوا۔ راے پتہورا دریاے سرسوتی کے کنارے گرفتار لشکر سلطانی
ہو کر مارا گیا۔ تمام فوج دشمن پریشان ہو گئی فتحیاب سپاہی شام تک قتل و
غارت مین ہاتھ رنگتے رہے بادشاہ نے راتون رات لاہور اور غزنی
فتحنامہ روانہ کیے اوسکے دوسرے دن لشکر کا انتظام کیا اور آگے روانہ
ہوا بعد ازان اجمیر کو جو دارالسلطنت راجہ کا تہا فتح کرتا ہوا دہلی مین آیا

مگر ادہر ہی کے راجاؤن کو تاج بخشیان کرتا کیچہ اپنی حاکم اسلام بٹہاتا ہوا دہلی مین آکر
اپنی طرف سے قطب الدین ایبک جو غلام باوفا اور اسوقت فوج شاہی کا
سردار اعظم تہا شہر مین نائب سلطنت کرکے دہلی سے لاہور اور لاہور سے
غزنی پہونچا- اسکے بعد کوہ جود کے مفسدون نے فساد برپا کیا سلطان بذات خود
وہان گیا اور اونکو سزا دہی جب وہان سے واپس آیا راستے مین بمقام دمیک
چند مفسد قوم کہکر رات کے وقت شاہی خیمہ مین قابو پاکر چہپ رہے
اور سلطان کو بحالت خواب جام شہادت پلا دیا تیس سال سلطنت کی
سنہ ٦٠٢ء مین شہادت پائی ہندوستان کی تاریخون مین اسکا نام علاؤالدین غوری
ہی درج ہے مگر دراصل معزالدین نام تہا اور شہاب الدین خطاب-
غرض کہ اس ایک ہی لڑائی سے سلطنت اسلامیہ ہندوستان مین قائم اور
اور مستحکم ہوگئی-
اور خاندان غزنویہ و خاندان غوریہ کے جتنے بادشاہ گذرے ہین اور اونکے
بعد جتنے بادشاہ ہند مین گذرے ہین اونکے اسماء ذیل مین ہدیہ ناظرین
کردئے جاتے ہین-

نقشہ ششم اسمائی سلاطین خاندان غزنویہ

نمبر سلسلہ	نام بادشاہ	تاریخ ولادت	مدت عمر و سنہ جلوس		مدت سلطنت تاریخ وفات		[illegible]	جائے مدفن	کیفیت
			مدت عمر	سنہ جلوس	مدت سلطنت	تاریخ وفات			
١	٢	٣	٤	٥	٦	٧	٨	٩	١٠

۱	امیر الپتگین								
۲	امیر ناصر الدین سبکتگین				[illegible]	[illegible]			
۳	امیر اسمٰعیل بن ناصر الدین سبکتگین				[illegible]				
۴	سلطان محمود بن ناصر الدین سبکتگین		[illegible]				[illegible]	[illegible]	
۵	سلطان محمد سلطان محمود								
۶	سلطان مسعود سلطان محمود								
۷	مودود بن سلطان مسعود								
۸	عبد الرشید بن مسعود بن محمود								
۹	فرخ زاد بن مسعود بن محمود								
۱۰	ابراہیم بن مسعود بن محمود								
۱۱	مسعود بن ابراہیم بن محمود								
۱۲	ارسلان شاہ بن مسعود بن ابراہیم								
۱۳	بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم بن مسعود								
۱۴	خسرو شاہ بن بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم								
۱۵	خسرو ملک بن خسرو شاہ بن بہرام شاہ								یہ آخری فرمانروای خاندان غزنین تھا۔ [illegible] و حصار تھانیسر وغیرہ لے لیا۔ سلطان محمود کے زمانہ سے اسکے آخری [illegible] سال شمار [illegible] شہاب الدین غوری نے قید کر لیا تھا

نقشہ سلاطین غوریہ کے متعلق جنہون نے ہندستان فتح کی غزنی وغیرہ مین سلطنت کی ہے

۱	سلطان علاؤالدین حسین جہانسوز								اسنے غزنین مین قتل عام کیا شہر کو آگ لگادی اور بعوض خون سید محمد وزیر جو قتل ہوا تھا کئی ایک علما قید مین لایا۔
۲	ملک سیف الدین محمد بن علاؤالدین جہانسوز				۲ سال		ایک سال ہوا		یہ بادشاہ رحم دل نرم مزاج تھا مگر دو ہی سال کی حکومت کے بعد ابو العباس سپہ سالار شنگرام نے قتل کیا۔
۳	ملک غیاث الدین ابوالفتح بن محمد سام	.	.	.	.	۵۹۹ھ	[illegible]	ہرات	علاقہ غرجستان و داور و گرم سیر و بادغیس و ہرات و سیستان و خراسان تک قبضہ کیا اور سپہ سالار شنکرام کو قتل کر دیا۔
۴	سلطان معزالدین بن سام الملقب شہاب الدین	.	.	.	۳۲ سال	۶۰۲ھ	[illegible]		اسنے [illegible] ہند پر چڑھائی کی پہلے ملتان پر قبضہ ہوا پھر لاہور اور پھر پتھی راج عرف رائے پتھورا سے لڑا اور مفتوح ہوا راجہ مطیع ہوا۔ اور ہندوستان مین سلطنت اسلامیہ قائم ہوئی۔
۵	سلطان غیاث الدین محمود بن غیاث الدین محمد سام			۶۰۲ھ		۶۰۲ھ	[illegible]		بعد انتقال شہاب الدین فیروز کوہ کے تخت پر بیٹھا تھا غور و خراسان و غزنین و ہندوستان مین خطبہ و سکہ اسکا جاری رہا۔
۶	سلطان بہاؤالدین سام بن محمود بن غیاث الدین								والی ہرات نے پکڑ کے خوارزم شاہ پاس بھیجا تھا وہان دریا مین غرق کرایا گیا۔

۷	علاؤالدین بن سلطان علاؤالدین حسین جہانسوز								خوارزم شاہ کی مدد سے سلطنت پائی چار سال حکومت کی تاج الدین شاہ غزنین کی لڑائی مین قتل ہوا اور غور کا ملک خوارزمیون نے لے لیا۔
۸	سلطان تاج الدین یلدوز غزنوی								یہ زرخرید غلام شہاب الدین غوری ہے اور کرمان و نگرال دیوران وغیرہ علاقہ جات غرب دریای سندھ پر حکمران تھا اور رسد رسانی سفر شہید اسکے ذمہ ہے اسکے بعد غزنی بھی عملداری خوارزمی ہو گئی ۔

نقشہ ہشتم سلاطین غوریہ کا جو بامیان مین سلطنت کرتے رہے

۱	فخرالدین مسعود غوری								سلطان غیاث الدین محمد بن سام کا چچا تھا اور طخارستان کا علاقہ بھی اسکے تحت تھا شمس الدین محمد و تاج الدین زنگی و علاء الدین حسام الدین علی اسکے بیٹے تھے
۲	ملک شمس الدین محمد بن فخرالدین مسعود۔								اسنے ملک کو وسیع کیا بلخ وطالقان و بدخشان کو لیا جب غوریونکی مہم سلطان شاہ ابن ایل ارسلان پر ہوئی تو مرو مین جا کر بہاؤالدین طغرل کو جو سنجری امراء مین تھا قتل کیا غیاث الدین سے خطاب سلطانی لیا۔
۳	ملک بہاؤالدین بن ملک شمس الدین محمد			۶۱۲ھ	.		[illegible]	×	یہ بادشاہ مہربان علما وفضلا کا قدر دان تھا امام فخرالدین رازی نے علم صرف مین رسالہ بہائیہ اسکے نام پر لکھا جسکو صرف بہائی کہتے ہین۔

۴	ملک علاء الدین علی بن شمس الدین محمد غوری۔				۴ سال				بہاؤالدین کے لڑنیکے بعد یہ بادشاہ ہوا اور بعد انتقال شہاب الدین غوری کے جو غزنین کا خزانہ غوری خاندان میں تقسیم ہوا تو پنجاہ شتر بار اشرفیوں و جواہرات سے اسکے حصہ میں آئے پھر اسنے غزنین پر لشکر کشی کی و شکست کھا کر گرفتار ہو گیا اور اسکا بھتیجا مسعود بامیان میں آیا اور تمام خزانہ اور لے گیا چند ماہ کے بعد جب چھوٹا تو مسعود پر حملہ کیا اور اسکو قتل کیا پھر اسکے باپ کے وزیر کا پوستہ اوتروا آخر سلطان محمد خوارزم شاہ نے گرفتار کر لیا اور مقتول ہوا

نقشۂ نہم سلاطین غلامان غوریہ کے متعلق جو ہندوستان میں فرمانروا رہے ہیں

۱	ملک ناصر الدین قباچہ	.	.	.	.	۶۲۲ھ	[illegible]	.	غلام زر خرید سلطان شہاب الدین غوری ہے بعد انتقال آقا کے پہلے ملتان پر قابض ہوا اور سندھ کا علاقہ بھی لیا پنجاب و دریائے ستلج تک قبضہ پایا تھا اور دہلی پر چڑھائی کی تھی آخر شکست کھا کر چلا آیا۔
۲	سلطان قطب الدین ایبک	.	.	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	[illegible]	یہ بادشاہ غلام زر خرید شہاب الدین غوری ہے پہلا بادشاہ دہلی کا ہوا چوگان کھیلتا ہوا گھوڑے سے گر کے مر گیا۔
۳	آرام شاہ قطب الدین ایبک	.	.	[illegible]	۱ سال	.	.	.	بوجہ نالیاقتی معزول کیا گیا۔
۴	سلطان شمس الدین التمش	.	.	.	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	بعد معزولی آرام شاہ یہ تخت نشین کیا گیا قطب الدین ایبک کا غلام و داماد تھا اور خواجہ قطب صاحب کا مرید چنگیز خان اسکے عہد میں تھا قطب مینار بہت اونچا بنایا گیا جسکی صورت مشکل سے توڑا۔

۵	سلطان رکن الدین فیروز بن شمس الدین التمش	۰	۰	۶۳۳ھ	۶۱۲	۰	۰	۰	بدچلن عیاش و شرابی تہا معزول ہوکر رضیہ بیگم بنت سلطان شمس الدین کی قید مین مرگیا۔
۶	سلطانہ رضیہ بیگم	۰	۰	۰	۳ سال ۶ ماہ ۶ دن	۶۳۴ھ	۰	دہلی	یاقوت نامی حبشی کے ممتاز کرنے سے امراء و دولت ناخوش ہوگئے لہذا مقتول ہوئی۔
۷	معز الدین بہرام شاہ بن سلطان شمس الدین	۰	۰	۰	۲ سال ۱ ماہ ۱۵ دن	۰	۰	۰	مہذب الدین نظام الملک وزیر نے کہ حرامی بطمع سلطنت قتل کر ڈالا۔
۸	سلطان علاء الدین مسعود بن رکن الدین فیروز شاہ	۰	۰	۰	۴ سال ۱ ماہ ۱ دن	۰	۰		بعد معاودت پنجاب کے عیاشی مین ایسا مستغرق ہوگیا کہ سلطنت سے بے خبر ہوگیا آخر مقید ہوکر معزول کیا گیا
۹	ناصر الدین محمود بن سلطان شمس الدین التمش	۰	۰	۶۴۴ھ	۲۰ سال ۳ ماہ ۱۲ دن	۶۶۴ھ	بمرض الموت		مرد نیک فقیر مزاج تہا۔ تاتاریون کے حملہ کئی کی عمدہ عمدہ تجویز کی غزنی کالنجر وغیرہ ملک بوسیلہ وزیر کے فتح ہوی۔
۱۰	سلطان الغ خان الملقب سلطان غیاث الدین بلبن۔	۰	۲۰ سال	۰	۲۲ سال ۱ ماہ ۱۳ دن	[illegible] ۶۸۶ھ	بمرض الموت	دہلی	غیاث الدین بن شمس الدین التمش کا غلام و داماد تہا سلطنت کو رونق دی نرم مزاج و نرم دل نمازی علم دوست تہا اسکے عہد مین طغرل خان باغی مارا گیا چند بار مغلون پر فتحیاب ہوا۔

	معز الدین کیقباد بن بغراخان بن سلطان غیاث الدین	٠	٠	٠	سنہ ۶۸۹ھ	٠	٠	٠	بلبن کی وصیت کے برخلاف امرا نے کیقباد بن بغراخان کو بادشاہ بنایا مگر یہ عیش و عشرت مین پڑ گیا اسلئے اسکا باپ جو دکن کا حاکم تہا دہلی مین آیا اور اسکا انتظام کرنا چاہا مگر اسنے باپ کو دخیل ہونے نہ دیا بلکہ اوسکو قتل کرنے پر آمادہ ہوا اسلئے وہ واپس چلا گیا دو برس کے بعد کیقباد کو فالج ہو گیا امرای مغل نے کیومرث اسکے بیٹے کو تخت نشین کیا اور امرای خلجی نے اسکو مع بیٹے کے مار ڈالا۔

نقشہ دہم سلاطین خلجیہ سے متعلق جو ہندوستان مین فرمانروا رہے

١	سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی	٠	٠	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	٠	کیقباد آخری بادشاہ غوریہ غلامونکی سلطنت کا جب قتل ہوا تو سنہ ۶۸۹ھ مین دہلی کے تخت پر ستر برس کی عمر مین بیٹھا۔ پہلے یہ شمالی کا نائب ناظم تہا ملک چھجو دیوگڈھ کا راجہ دہلی پر چڑھ آیا تہا شکست کہا کر بھاگ نکلا سنہ ۶۹۳ھ مین چنگیزی لشکر نے تاتار مین آکر غارت شروع کی بادشاہ خود جا کر انکو شکست دی مغلون کا سردار سلطان پاس آکر مسلمان ہوا علاؤ الدین اپنے داماد کو دیوگڈھ کی مہم پر بہیجا اوس نے جا کر بہت راجونکو لوٹا اکثر تہ تیغ کئے انتہ سو بارہ من موتی و الماس [illegible] بہت سونا چاندی ملا آخرش علاؤ الدین نے بطمع سلطنت بحالت تلاوت قرآن شریف اسکو شہید کر ڈالا مرد نیک بخت حلیم و رحیم تہا۔

نقشہ یازدہم سلاطین تغلقیہ کے متعلق جو دہلی کے تخت پر فرمانروا ہوئے

۱	غازی الملک غیاث الدین تغلقشاہ	۰	۰	۰	۴ سال [illegible]	۷۲۵ھ	[illegible]	۰	یہ بادشاہ غیاث الدین بلبن کا ترکی غلام تہا خسرو خان مبارکشاہ کے قاتل پر غالب آکر اسنے سلطنت پائی جب بنگال کے سفر سے واپس آیا ایک کوشک تو تیار کی چہت کے نیچے دبکر مرگیا۔ بد دعا سے حضرت نظام الدین محبوب الٰہی کے۔
۲	الغ خان محمد شاہ المعروف بہ فخر الدین جونا سلطان تغلق	۰	۰	۷۲۵ھ	۲۶ سال	۷۵۲ھ	۰	دہلی	یہ مسرف فضول خرچ متزلزل مزاج تہا دکن وغیرہ ملک پر قابض رہا اور چین پر بھی چڑہائی کی تہی۔ دہلی کو ویران کرکے دکن میں دیوگیر آباد کیا اور اسکا نام دولت آباد رکھا۔
۳	ملک فیروز بن ملک رجب المخاطب بسلطان فیروز شاہ تغلق	۰	۷۵۲ھ	۰	۳۸ سال [illegible]	۷۹۰ھ	۰	دہلی	سلطان محمد تغلق کا برادر زادہ لبیب لاولدی سلطان کے یہ بادشاہ ہوا۔ قلعہ فیروز آباد و حصار وغیرہ تیس قلعہ بنوائے ۴۰ جامع مسجد ۳۰ مدرسہ ۲۰ خانقاہیں ۱۰۰ پل ایک سو نہریں ایکسو کوشک۔ ایکسو پچاس حمام پانچ دار الشفاء (۱۵۲) قیصریہ (۵) بڑی مینار (۲۵۰) مسجد (۲۰۰) کوئیں ڈہائی سو باغ بنوایا۔
۴	سلطان تغلق خان بن فتح خان بن فیروز شاہ بادشاہ تغلق المخاطب بغیاث الدین	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	یہ فیروز شاہ کا پوتا حسب الوصیت اسکے بادشاہ ہوا محمد خان اپنے چچا مفرور پر فوج کشی الٰہی بلکہ اپنے بہائی کو قید کر لیا مبارک وزیر پر کل مدار حکومت چہوڑ دیا خود عیش عشرت میں لگ گیا اسلئے امراء دولت ناراض ہوگئے اور سب نے ملکر ۷۹۱ھ میں اسکو قتل کر ڈالا۔

۵	ملک ابو بکر بن فتح خان بن فیروز شاہ بادشاہ برادر غیاث الدین تغلق								رکن الدین امیر الامرا نے قید سے لا کر بادشاہ کیا مگر اسنے چند روز کے بعد ہی رکن الدین کو قتل کر دیا اسپر امیر صدہا حاکم سامانہ نے اسکے برخلاف ملک محمد فیروز کو جالندہر مین تخت نشین کیا اور دہلی مین آ کر محاصرہ کر لیا اوسکے مقابلہ سے شکست کہا کر بہاگ گیا
٦	محمد شاہ بن فیروز شاہ باربک تغلق	.	.	.	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	ملک صدہا وغیرہ غلامان فیروز شاہی کے سعی سے اسنے سلطنت پائی مگر چند ماہ کے بعد انکے ساتھ اسکی رنجیدگی ہو گئی اور بہت سے امیر بہاگ کر کوٹلہ مہوات مین ابو بکر کے پاس چلے گئے باقیماندونکے لئے حکم دیا کہ تین روز مین چلے جائین ورنہ قتل ہونگے چنانچہ اکثر چلے گئے اور باقیماندہ قتل ہوئے اور شہزادہ ہمایون ابو بکر کے مقابلہ کو روانہ ہوا عند المقابلہ ابو بکر پکڑا گیا فوج کے مفسدونکو بھی اسنے سزا دی پنجاب کے مفسدوں کی سرکوبی کی ۔
۷	سلطان ہمایون المخاطب علاؤ الدین سکندر شاہ بن محمد شاہ	.	.	.	[illegible]	٠	[illegible]	.	اس بادشاہ نے تخت نشین ہو کر صرف ایک ہی ماہ سولہ روز سلطنت کی پہر انتقال ہو گیا ۔
۸	سلطان ناصر الدین محمد شاہ بن سلطان محمد شاہ تغلق	.	.	.	[illegible]	[illegible]	//	.	۸۱۵ھ مین سلطان محمود مر گیا تو اوسکا بیٹا دولتخان تخت نشین ہوا اوسپر خضر خان ناظم دیپالپور وغیرہ غالب آیا اوسکو تخت سے اوتار کر خود بادشاہ ہو گیا اور سلطنت تغلقیہ کی ختم ہو گئی ۔

نقشہ دوازدہم شاہان خضر خانیہ کے متعلق جو دہلی مین بادشاہ رہے تھے

۱	خضر خان بن سلیمان	·	·	·	۷ سال ۲ ماہ	[illegible]	[illegible]	·	یہ بادشاہ قوم کا سید تھا ملک مردان خان امیر دربار فیروز شاہی نے اسکو متبنٰی بنا لیا تھا امیر تیمور نے اوسکی حسن خدمات پر خوش ہوکر پنجاب کا ملک اوسکو دیا آخر یہ دولتخان بن محمود شاہ تغلق پر غالب آیا اور دہلی کے تخت پر بیٹھا خطبہ وسکہ شاہرخ میرزا ابن تیمور کے نام جاری کیا اسکے وقت انتظام سلطنت اچھا رہا۔
۲	مبارک شاہ بن خضر خان	·	·	·	۱۳ سال ۳ ماہ	ایضاً			اسکے وقت جسرت کھکر سکھا کھکڑ کے بہائی نے پنجاب کا ملک لے لیا دہلی کا ارادہ کیا سلطان شاہ لودی حاکم سرہند کو مغلوب کرکے آگے بڑھا سلطان خود برسر مقابلہ گیا اور شکست دیکر کھکڑونکے علاقہ مین پہونچا و تمام دکمال اوجاڑ دیا پھر لاہور مین آیا اور دوبارہ آباد کیا چونکہ جسرت کے غارت سے شہر ویران ہو چکا تھا سلطان کے جانیکے بعد جسرت پھر آیا اور راجہ بہون کو مارڈالا لاہور دیپالپور پر قابض ہوگیا شیخ علی مغل حاکم کابل بہی معہ لشکر جسرت کیلئے آیا اور تمام علاقہ پنجاب لوٹکر برباد کردیا سلطان پھر آیا اور شیخ علی کو شکست دی اور جسرت بہاگ گیا اور بعد انتظام دہلی کو معاودت کی مگر جانیکے بعد پھر امیر دونون پھر آئی تو سلطان پھر آیا امیر علی کی تعاقب مین پشاور تک گیا اور برادر شیخ علی کو قلعہ پشاور مین قید کردیا اور اسکے لڑکے کو ہمراہ لیکر دہلی آیا آخر جمعہ کے روز مبارک آباد کی جامع مسجد مین ملک سرور وزیر کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

۳	سلطان محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان	.	.	.	.	۸۳۷ھ	.	.	ابتداء سلطنت مین یہ بادشاہ برائے نام تہا ملک سرور وزیر الملک مختار عام تہا اور بہت سے امرا اوسنے قتل کئے اکثر قید کر لئے آخر سب نے ملکر اوسکو مار ڈالا اور سلطنت کا اختیار سلطان نے پایا ۸۳۸ھ مین سلطان پنجاب مین چلکر جسرت کہکہر کی تخریب مین سخت کوشش کی اور علاقہ اوسکے لوٹا اوسکی قوم کو مار ڈالا انہین دنون قوم لنگاہ مین ملتان مین خروج کیا اور سلطنت علیحدہ قائم کر لی اور سلطان محمود والی مالوہ لشکر دہلی پر چڑہ آیا بہلول لودی کے مقابلہ سے شکست کہائی چلا گیا اس خدمت کے عوض سلطان نے نظامت پنجاب کی بہلول کو دی اوسنے جسرت کہکہر سے صلح کر لی اور افغانی فوج بہرتی کرکے بطمع سلطنت دہلی پر حملہ آور ہوا ناکامیاب رہا مگر کل صوبہ سلطنت سے منحرف ہوگئے بادشاہ ۸۴۹ھ مین مر گیا۔
۴	سلطان علاء الدین شاہ عالم بن سلطان محمد شاہ	.	.	.	.	۸۴۹ھ	.	.	اس بادشاہ کی سلطنت نے کچہ رونق نپائی بجز دہلی و بداون کے قبضہ مین کوئی ملک نرہا حسام الدین و حمید الدین وزیر کی نفاق سے گہبرا کر دہلی چہوڑ دیا بداون مین سکونت کی اسکے پیچہے اوسنے بادشاہ کا خزانہ لیا شہزادیونکو ننگے سر قلعہ سے نکالدیا حمید خان نے بہلول لودی کو پنجاب سے بلایا جب وہ آیا چند روز حمید خان کی متابعت مین رہا پہر اوسکو قید کر لیا اور بادشاہ کو دہلی مین آنیکے لئے لکہا اوسنے جواب دیا کہ مجکو پرگنہ بداون ہی کافی ہی سلطنت جانے اور تم جانو چنانچہ بادشاہ اپنے زیست تک بداون مین رہا ۸۸۳ھ مین مر گیا سلطنت خاندان سادات خضر خانیہ ختم ہوگئی۔

نقشہ سیزدہم سلاطین افغانان لودیہ کے ذکر مین جو دہلی مین تخت نشین تہے

۱	سلطان بہلول لودی	.	.	.	۳۸ برس ۸ ماہ	سنہ ۸۹۴ھ	.	بمقام [illegible] مرگیا دہلی	فیروز شاہ بارک کے وقت اسکا دادا بہرام ملک مردان حاکم ملتان کے پاس نوکر تہا اوسکے پانچ بیٹے تہے سلطان کالا محمد فیروز خواجہ۔ بہرام کے مرنے کے بعد ملک سلطان خضر خان کے پاس نوکر ہوا اور اسلام خان خطاب پاکر سرہند کا حاکم بنا اوسکی عورت جب بہلول کے حمل سے حاملہ ہوئی تو نوین مہینے چہت کے نیچے دبکر مرگئی اور اور ملک کالا نے اوسکا پیٹ چاک کرکے بچہ نکالا بہلول نام رکہا جب کالا شیخ امیر علی کی لڑائی مین مارا گیا تو بہلول یتیم رہگیا اور اپنے چچہ کے پاس پرورش پائی اور اپنی لیاقت سے پنجاب کا حاکم بنگیا پہر دہلی کا بادشاہ ہوا چند مرتبہ سلاطین شرقی کے ساتھ لڑا اور فتحیاب ہوا جونپور کی سلطنت بہی اسنے لے لی۔ اور اڑتیس سال سلطنت کی سنہ ۸۹۴ھ مین مرگیا۔
۲	نظام خان الملقب بسلطان سکندر لودی بیٹا بہلول لودی	.	.	سنہ ۸۹۴ھ	۲۸ برس	سنہ ۹۲۳ھ	.	.	بہلول کے بعد یہ تخت نشین ہوا اور اپنے بڑے بہائی باربک پر جو جونپور مین حاکم تہا فوج کشی کی اور مطیع کرکے پہر وہ ملک اوسیکو دیدیا اور بہ کمال استقلال اٹہائیس سال سلطنت کی آخر سنہ ۹۲۳ھ مین مرگیا۔

۳	سلطان ابراہیم بن سلطان سکندر لودی۔								سکندر کے بعد یہہ بادشاہ ہوا اور جونپور کی حکومت اپنی چھوٹی بھائی جلال خان کو دی مگر پہر ناراض ہو گیا اور اوسپر فوج کشی کی وہ بکرماجیت والی گوالیار پاس بھاگ گیا اعظم ہمایون معہ لشکر اوسکے گرفتار ہو گیا تو اوس نے مالوہ کا رستہ لیا آخر حاکم گونڈوانہ نے اوس کا سر کاٹ کر بھیجدیا جب کوئی مدعی نرہا تو سلطان بڑے غرور مین آیا پہلے اپنے خیر خواہ وزیر میان بہوا کو قتل کیا اور چند امراء کو قید کردیا اعظم ہمایون کو گوالیار سے بلایا اسپر اسلام خان بن اعظم ہمایون نے مانکپور اور بہادر خان ولد دریا خان نے بہار مین اور دولت خان لودی نے پنجاب مین بغاوت کی اور حسب الطلب دولت خان کے شاہ بابر والی کابل نے پہلے پنجاب پر تصرف کیا پہر دہلی کو آیا سلطان ابراہیم ایک لاکھ فوج کے ساتھ پانی پت کے میدان مین بابر کے مقابل ہوا اور باوجود کثرت فوج شکست کھائی اور قتل ہوا سنہ ۹۳۲ مین اس خاندان کی سلطنت تمام ہوئی

نقشہ چہاردہم شاہان افغانی کے ذکر مین جو ہند مین بادشاہ رہے

۱	شیر شاہ سور افغان				۱۵ سال امارت ۔ ۵ سال بادشاہت	۹۵۲	[illegible]	[illegible]	پہلے اس سنے پنجاب مین جاکر قلعہ رہتاس کا بنوایا پھر راجہ پورن چند پر لشکرکشی کی پھر راجہ مالدیو حاکم اجمیر وجودہ پور و میرٹھ پر فوج لے گیا اور غالب آیا چوری اور رہزنی کی بیخ نکلوادی ہندوستان مین سرائین بہت بنوائین مہمان خانے تعمیر کرائے مسافرون کیلئے اخراجات خزانہ شاہی سے مقرر کیا ملک کو رونق دی ۔ پندرہ سال امارت ۔ پانچ برس بادشاہت کی ۔
۲	جلال خان الملقب سلیم خان بن شیر شاہ افغان			۹۵۲	۸ برس ۱۰ ۔ ۱۰	۹۶۰			شیر شاہ کے مرنیکے بعد عادل خان بڑا بیٹا اسکا رنتھنبور مین تھا امراؤ نے مصلحتاً اس کو کہ چھوٹا بیٹا تھا تخت نشین کردیا جب وہ آیا تو اوس نے بھی اسکے تخت نشینی پر رضامندی ظاہر کرکے بیانہ کیطرف چلا گیا مگر اسکے تسلی نہوئی اوسکی گرفتاری کو فوج مامور کی عادلخان نے خواص خان حاکم میوات کو مدد پر بلایا اور جنگ کیا آخر شکست پائی ۔ اسبات پر امراء شاہی اس سے ناراض ہوگئے پہلے ہیبت خان و اعظم ہمایون حکام پنجاب کے بغاوت کی

									اور معرکہ ذقوع مین آئے پہر شجاعت خان مالوہ مین ہنگامہ پرداز ہوا سلطان آدم خان رئیس کہکڑون کا بھی سرپرسر بغاوت آیا۔
۳	فیروز شاہ بن سلیم شاہ افغان			۹۶۱					یہہ پادشاہ خورد سالی مین تخت پر بیٹھا ہوا لیکن تین روز کے بعد مبارز خان المخاطب بعادل شاہ بن نظام خان افغان اسکے ماموں نے اس کو پکڑکر قتل کرڈالا۔
۴	مبارز خان المخاطب بعادل شاہ بن نظام خان افغان								یہہ شخص اپنے ہمشیرہ زادہ کو قتل کرکے خود بادشاہ ہوا اور شمشیر خان غلام زادہ کو وزارت دی۔ ہیمون ایک ہندو کو مدار المہام بنایا اسپر امراء دولت وحکام اس طرز عمل سے ناخوش ہوگئے تھے۔ پہلے احمد خان برادر زادہ وداماد شیر شاہ کا تہا پنجاب مین سکندر شاہ خطاب پاکر پادشاہ ہوا ابراہیم خان خسر پورہ عادل شاہ کا بہی متمرد ہوگیا اور یہہ نوبت پہونچی کہ سکندر شاہ دہلی پر قابض ہوگیا دریاے سندہ سے لیکر گنگ تک اوسکی عملداری ہوگی اور آگرہ پر بہی دخیل ہوا بالآخر ہمایون بادشاہ نے کابل سے پندرہ ہزار سوار کے ساتھ آکر ہند پر قابض ہوگیا۔

ہندوستان مین اسلام کے دوسرے زمانہ کی خاندان مغلیہ کا اجمالا تذکرہ

مغلون کے مورث اعلی کا مختصر حال

مورث اعلی اس قوم کا مغل خان اولاد یافث ابن حضرت نوح علیہ السلام سے گذرا ہے۔ مغلون کی سلطنت کی ابتدا، اور اس قوم کا جلد ترقی پذیر ہو کر بہت پھیل جانا تاریخی واقعات مین سے ایک بڑا ماجرا عجیب ہے جس زمانہ مین کہ غزنیکی سلطنت پر زوال قدم بڑھاتے چلا آتا تھا اوسی عرصہ مین ملک تاتار سے جو قدما مین اوسکا نام تھیا مشہور تھا اس جنگجو قوم نے خروج کیا اوسمین سنہ ۱۲۱۰ء مین تموزخان جسکو کوراثام بڑے پیر اوس قوم نے چنگیزخان یعنے خان اعظم تمغے شہنشاہ کا خطاب دیا تھا اپنی دانائی اور شجاعت سے قوم کا سردار ہوا اور تمام تاتار مین اوس کا تسلط ہو گیا اوس نے بارادہ تسخیر دوسرے ملکون کے اپنے فوج کو سپاہ گری کے فنون سے واقف اور آگاہ کیا جب فوجکی تعداد چھ لاکھ سے بھی زیادہ ہو گئی تب فتوحات ملک پر کمر باندھی بعد فتح ملک خطا جو چین کی شمالی اقطاع مین ملی ہے اس سبب سے کہ محمد شاہ خوارزم مالک افغانستان کا اور خراسان نے مغلون کے وکیل اور چند سوداگران تاتاری کو قتل کیا تھا چنگیزخان اپنی فوج لیکر انتقام لینے آیا شاہ خوارزم نے بہمراہی ایک لشکر قلیل کے سرحد پر چنگیز سے مقابلہ ہوا باہم سخت لڑائی ہوئی اور دیر تک دونو پلے مساوی رہے آخر جب چنگیزخان کے حکم سے فوج مغلون کی ایک تازہ دم گروہ نے جو کمک کیلئے رکھا تھا غنیم کے بازوے راست پر حملہ کیا تب خوارزمی مقابلہ مین تاہم ترسکے الا پھر بھی با انتظام صف بندی پیچھے کو ہٹے اور بہت سپاہ کام آئے اس شکست کے

بعدہ سلطان محمد شاہ کی ہمت ٹوٹ گئی تھوڑی تھوڑے سے مقابلہ کے بعد چنگیز خان چھوٹے مقامات مفتوح کرتا ہوا شہر بخارا کے قریب جا پہونچا۔

حال قتل غارت بخارا

اور سنہ ۶۱۷ ماہ محرم الحرام مین چنگیز خان اور تولے خان فرزند خود نے بخارا کا محاصرہ کیا اور شہر والون نے اس شرط پر امان پائی کہ وہ کل اپنا مال چنگیز خان کو دیدین مکانات چھوڑ جاوین خوارزم شاہی نوکرون کو پکڑ دین مگر بوقت دریافت ظاہر ہوا کہ لوگون کے تہہ خانون مین خوارزمی چھپے ہوتے ہین اس لئے تمام شہر مین آگ لگادی گئی جب جل چکا تو خاکستر کھود کر دفینے نکلواتے گئے قلعہ گرا یا گیا کوک خان وغیرہ امراے خوارزم شاہی قتل ہوسے اس صدمہ کے بعد بخارا مدت تک ویران رہا اوکتائی خان اس کے فرزند کے عہد مین دوبارہ آباد ہوا۔

حال قتل وغارت جند خجند

اوگتائی خان وچغتائی خان فرزندان چنگیز خان انزار پہونچکر شہر کا محاصرہ کیا غایر خان جس نے تاتاری سوداگر قتل کئے تھے محصور ہوا جب دس ہزار سوار اور قراجہ حاجب خوف کے مارے تاتاریون سے جاملا اور قتل ہوا جب شہر فتح ہوا پانچ لاکھ آدمی شہر کے قتل ہوئے مکانات جلائے گئے غایر خان بیس ہزار فوج کے ساتھ قلعہ مین محصور ہوا اون مین سے ہر روز پچاس پچاس ہزار آدمی قلعہ سے باہر آتے اور لڑکر جام شہادت پیتے جب سب مر چکے تاتاری قلعہ مین داخل ہوتے اور غایر خان ایک برج کی چھت پر گھر گیا عورتین وکنیزکین اوسکی اینٹون اور پتھرون کے ساتھ کئے روز تک لڑتے رہین آخر غایر خان گرفتار ہوکر جام شہادت پلایا گیا اور قلعہ گرادیا تاتاری سمرقند کو گئے۔

حال وقتل وغارت جند وخجند

جوجی خان جب لشکر لیکر استشاق مین پہونچا پہلے مسمی

حسن حاجی سوداگر کو شہر والون کے نہمایش کے لئے بہیجا انہون نے حسن کو بلوا کر مارڈالا
اسپر جوجی خان غضب مین آیا اور بہت جلد شہر کو فتح کر کے شہر والون کو مار کر عمارتین
جلادین اسباب لوٹ لیا پہر یہہ لشکر آذرکند کو بڑہا انہون نے اطاعت مان لی تو امان
پائی پہر تاتاری اسناس کو گئے قتلق خان حاکم جُند کا بھاگ گیا شہر والے باوجودیکہ
حاکمی کے متمرد ہوئے تاتاریون نے شہر لے لیا اور اہل شہر کو ایک جنگل مین لیجاکر
قتل کر کے مکانات کو آگ سے پہونک دیا اسی مقام سے الاق نویان خجند کو مامور
ہوا وہ پہلے فناکت پہونچا ملک منگو وہان کا حاکم تھا تین روز لڑتا رہا چوتھے روز
شہر فتح ہوا مکانات جلائے گئے اہل شہر قتل مین آگئے پہر الاق نویان خجند مین
آیا یہان تیمور ملک بڑا پہلوان خوارزم شاہی دربار کا حاکم تھا وہ اپنے قلعہ مین جو
دریا کے دو شاخون کے اندر بنا ہوا تھا قلعہ بند ہوا مغلون کی ستر ہزار فوج نے
قلعہ کو گہیر لیا تیمور ملک کشتیون مین جنپر نمد کے پردہ تھے بیٹھ کر مغلون سے لڑا
کرتا رہا مغلون کی گولیان اور تیر بہیگے ہوئے نمدون مین کارگر نہوتے اور نہ
ہزارون ہی مغل قتل کئے آخر ش تہک گیا اور دریا کے رستے سے بہاگ گیا تو جان بسلامت
لے گیا ادہر اسکے پیچہے مغلون نے شہر کو جلا دیا رعایا کو قتل کر ڈالا مال لوٹ لیا

حال قتل وغارت سمرقند — چنگیز خان جب بذات خود سمرقند پہونچا ایک لاکہ دس
ہزار ترکمانی خوارزم شاہی فوج وہان موجود تہی دو روز تک وہ میدان مین
لڑتے رہے تیسرے روز شہر مین محصور ہو کر لڑنے لگے اہل شہر اسوقت تین
فریق تہے ایک خواہان جنگ تہے دوسرے اطاعت پسند تہے تیسرے بدحواسی
مین مبتلا تہے آخر قاضی و شیخ الاسلام دو نو ملکر چنگیز خان کے روبرو گئے اور

اطاعت ظاہر کئے اور اپنے تابعینون کی جان بخشی کرائے اوسوقت محمد الپ خان
حاکم سمرقند کا ایکہزار آدمیون کے ساتھہ چل نکلا اور مغلون کا لشکر داخل شہر ہوگیا
بائیس لاکھہ آدمی قتل مین آیا اور مکانات جلاکر خاک کر دئے گئے صرف پنجاہ ہزار
آدمی قاضی و شیخ الاسلام کے تابعین جان بر ہوئے دو لاکھہ روپیہ نذرانہ دیا قلعہ
ڈہا دیا گیا تیس امراء خوارزم شاہی گرفتار ہوکر قتل کئے گئے۔

حال تاتاری لشکر کا جو ایران وغیرہ کو مامور ہوا ۔ بعد فتح مہم سمرقند امیر جبتہ نویان
وسویداے بہادر و امیر توقچر کی ماموری ایران کو ہوئی اور حکم ہوا کہ وہ سلطان
خوارزم شاہ کو پکڑین اور رعایا مین سے جو با طاعت پیش آوے امان پاوے
ورنہ قتل کیا جاوے پس یہہ فوج بلخ و اسحاق ہوتی ہوئی ہرات مین آئی حاکم ہرات
بتابعت پیش آیا جبتہ نویان و سویداے بہادر نے نذرانہ لیکر امان دی جب وہ
چلے گئے تو توقچر آیا اور اوس نے ہرات لوٹنے کا حکم دیا ناچار لوگ مستعد جنگ
ہوئے اور لڑائی مین توقچر مارا گیا فوج اوسکی بہاگ گئی جبتہ نویان کے لشکر مین
پہر یہہ لشکر شامل ہوگیا اور نذرانہ معقول لیکر امان دی پہر جبتہ نویان اجوبین کے
راستے مازندران گیا اور سویداے نے طوس کا رستہ لیا طوس مین پہونچکر اوس نے
قتل و غارت سے ایک دقیقہ نہ چھوڑا پہر رادگان گیا اور سبزوار کی
امان دی پہر خبوشان مین پہونچا اور خوب لوٹا پہر اسفرائن کو تہہ و بالا کیا پہر
جاکر قتل و غارت کی اور جبتہ نویان نے مازندران پہونچکر لاکہون آدمیون کو
انکی شہر کو لوٹا اور جس قلعہ مین خوارزم شاہ کی والدہ اور اہل و عیال تہا وہ فتح کیا
معہ والدہ و اہل و عیال بادشاہی کے ملیدین سے لے آیا یہ انتہا تاتاریون سے خوارزم کا

پہر رے مین گیا وہان سو بداے کا لشکر بھی اوس کو آملا رے مین شافعیہ وحنفیہ
مذہب والے اہل اسلام بین آپس ہی مین عداوت تھی شافعیہ حاضر آے اور
نذرانہ دیکر درخواست کی کہ حنفی سب قتل کئے جائین چنانچہ نصف شہر قتل ہوا
پہر شافعیہ کو بہی اس خیال سے کہ یہہ قتل پسند لوگ ہین ان کو بھی قتل کرڈالا اور
شہر کو آگ لگادی دونون فریق ایک لاکہ سے زیادہ تہے پہر جبتہ نوبان
ہمدان گیا اور سوبداے قزوین کو آیا پہلے جبتہ نوبان نے شہر قم کا محاصرہ کیا اور
با طاعت امان دی اور سوبدای نے قزوین پہونچکر پچاس لاکہ آدمی مارا پہر
آذربائیجان مین پہونچکر شہر زنجان کے تین لاکہ آدمی قتل کرڈالا پہر دبیل کے
لوگ مارے گئے اور شہر جلا دیا سرائی والون پہ بھی عادثہ برپا کیا تبریز کا
حاکم جہان پہلوان نے لڑائی مین شکست کہائی مگر نذرانہ دیکر رہائی پائی پہر یہ لشکر
گرجستان گیا مراغہ شہر اور اہل شہر کو نیست و نابود کیا پہر مظفر الدین کوکری پر درش
کی ولیکن وہان دال نگلی اور وہان سے ہٹ کر سنا کہ جمال الدین ایبہ نے ہمدان
والون کو اپنے ساتہہ ملا کر فساد برپا کیا ہے اسلئے جبتہ نوبان عراق مین آیا اور
جمال الدین کو باوجود اطاعت ظاہر کرنے کے قتل کرڈالا اور ہمدان کو آگ لگادی
اہل شہر کو مارڈالا مال لوٹ لیا پہر دوبارہ تبریز پہونچا اور نذرانہ معقول اتابک
ازبک جہان پہلوان کے بیٹے سے لیا پہر یہہ لشکر ممالک جوئی وسلماس ودیقان
ونخجوان مین گیا اور قتل وغارت حسب دلخواہ کے پہر شہر گنجہ سے نذرانہ لیا دو
بارہ ثانی گرجستان کا فتح کیا اور ۳ لاکہ آدمی گرجی کے مارا پہر شروان کو لوٹا اور
شیروان شاہ کو جو ایک قلعہ مین قلعہ بند تہا کہلا بہیجا کہ ہم تیرے ملک کے مزاحم

نہین ہونے چاہتے ہین کہ دربند کے راستے مغولستان کو چلے جایئن تم اپنے
دو معتبر دوستی کے عہد نامہ کیلیئے ہمارے پاس بھیجدو معتبر آئے تو ایک کو تو قتل کردیا اور
دوسرے سے کہا کہ اگر تو ہمکو دربند کا راستہ بتلاتا ہے تو جان سے امان پائیگا وہ بیچارا ہمراہ ہو لیا
اور ایسے سخت راہ سے جہان سے بجز اسکندر رومی کے کسیکا گذر نہین ہوا تہا یہ بہ آسانی گذر گئے
راہ مین بھی لاکھون آدمی قتل کیئے کوئی آبادی باقی نچھوڑی قبچاق کے لوگ جو بمقابلہ پیش آئے اون سے
تاتاریون نے شکست فاحش کہائی آخر یہ فریب کیا کہ تم اور ہم ایک جنس آدمی ہین اگر تم الانیو نکا ساتھ
چھوڑ دو تو ہم تم کو دو لاکھ روپیئے دیتے ہین قبچاقیون نے دو لاکھ روپیہ لے لیا اور الانیو نکا ساتھ
چھوڑ دیا جب دو قومون مین نفاق ہوگیا تو یہ بہیت مجموعی دونو پر جا پڑے اور قتل کر ڈالا پھر شہر سوداق
مین جو خلیج قسطنطنیہ کے دریا کے کنارے ہے پہونچے اور شہر کو لوٹ لیا وہان سے گزر کر یہ لشکر چنگیزخان کے
لشکر کے ساتھ ہوگیا۔

حال قتل و غارت خوارزم

سمرقند کے مقام سے جوجی خان و چغتائی خان معہ لشکر خوارزم کو مامور ہوا اور خود چنگیزخان
خراسان کو آیا جوجی خان شہر جرجانیہ دار الخلافت خوارزم کو محاصرہ کیا خمار تگین امیر اور شہر کے لوگ بمقابلہ پیش
آئے اور ایک لاکھ سے زیادہ اہل اسلام قتل ہوئے جب تاتاری شہر مین داخل ہوئے تو شہر والے دوبارہ مستعد ہوئے اور تاتاریون
کو شہر سے نکالدیا پانچ مہینے کے بعد پھر شہر فتح ہوا اور چھ لاکھ آدمی قتل ہوئے تمام مکانات اور عمارتین جلا دین
اور کوئی دقیقہ ظلم و ستم سے باقی نچھوڑا چنانچہ شیخ نجم الدین کبری نے جو ایک نامی گرامی بزرگ تھے اسی جنگ مین
شہادت پائی۔

احوال نخشب و ترمذ و بلخ

چنگیزخان بھی نخشب سے سمرقند آیا اور شہر کو گرایا لوگون کو قتل کرایا پھر ترمذ پہونچا
وہان بھی یہی حال گذرا پھر لکارست و سامان و بدخشان گرگیا اور آبادی کا نام نچھوڑا پھر بلخ مین پہونچا بلخ کی آبادی
اور رونق اس سے معلوم ہوسکتی ہے کہ شہر کے اندر بارہ سو جامع مسجد اور بارہ سو حمام اور پچاس ہزار گھر سادات

علما و مشائخ کے تھے بلخ والون نے اطاعت مان لی مگر بطمع غارت کے وہ اطاعت نا منظور ہوئی آخر چوبیس
لاکھ آدمی مارے گئے شہر لوٹا اور جلایا گیا اس مقام سے تولے خان خراسان کے قتل پر مامور ہوا اور خود چنگیز خان
طالقان کو گیا چونکہ وہ قلعہ کوہ نقرہ پر بڑا مضبوط قلعہ تھا پانچ مہینے تک فتح نہوا وہان خبر پہونچی کہ
سلطان جلال الدین کے جنگ مین مغلون نے شکست کھائی اور ہزارون مارے گئے ہین اسلیے چنگیز خان
غزنین کو روانہ ہوا پہلے اندراب مین پہونچا اور شہر والون سے ایک متنفس کو نہ چھوڑا پھر بامیان مین آیا
شہر کے لوگ بمقابلہ پیش آئے جسمین ایک شہزادہ چغتائی خان کے بیٹون مین سے مارا گیا اسپر چنگیز خان سخت
غضبناک ہوا اور شہر کو فتح کر کے حکم دیا کہ اس شہر مین سے کوئی ذی روح باقی نہ چھوڑا جاے بکری کتے بلی چوہے
وغیرہ تک سب مارے جائین جب یہ تعمیل ہو چکی شہر کو گرا کر میدان کر دیا اور چند روز یہان ٹہر کر غزنے کیطرف
مراجعت کی اور سلطان جلال الدین کو شکست دی وہ دریاے سندھ سے اتر کر ہند کو چلا گیا چنگیز خان نے بلا
نویان امیر کو اوسکے تعاقب مین بھیجا اوس نے دریا سے اتر کر پنجاب و لاہور وغیرہ کو خوب لوٹا اور مراجعت کی

حال قتل و غارت خراسان

تولے خان خراسان مین داخل ہو کر پہلے مرو مین آیا ملک الملک وہان کے حاکم
نے ایک لڑائی مین شکست کھا کر اطاعت منظور کی مگر منظور نہوئی اور اتنے بڑے شہر مین سے صرف چار سو آدمی
اہل ہنر و کمال منتخب کر کے باقی ایک کروڑ تین لاکھ آدمی قتل کیگئے پھر شہر مین بذریعہ منادی ندا کیگئی کہ
اب باقیماندون کی جان بخشی ہے یہ ندا سنتے ہی ہزارون آدمی چھپے نکل آئے اور سب چالیس ہزار کے قریب دوبارا
قتل ہوے جب مغلونکا لشکر وہان سے چلا گیا امیر کوشتکین خوارزمی جو اپنی جان چھپاے پھرتا تھا اپنی جمعیت
کے ساتھ اور امرا جمع ہوے شہر مین آرہا یہ خبر سنکر ہزارون آدمی اور شہرون کے بھاگے
ہوے وہان آموجود ہوا اور شہر دوبارا آباد ہو گیا یہ حال سنکر مغل پھر مرو پر چڑھ آئے اور ایک لاکھ
آدمی پھر گرفتار کر لے گئے اہل تواریخ کا قول ہے کہ مرو کل رہنے والون مین سے صرف چار ہزار
آدمی باقی بچ رہے باقی سب قتل ہو گئے

واقعہ قتل و غارت نیشاپور — اس بڑے شہر کے تخریب کے لئے تغاچار داماد چنگیز خان کا مامور ہوا
تھا عین المقابلہ وہ مارا گیا اور تولے خان مرو سے نیشاپور میں آیا اور آتے ہی قیامت بپا کی اگرچہ اہل
شہر مدت تک لڑتے رہے آخر تنگ آکر اطاعت منظور کی قاضی رکن الدین علی بن ابراہیم کو بہت مال دیکر
بھیجا تولے خان نے مال لے لیا قاضی کو شہید کردیا پتھروں سے خندق بھر کر بذریعہ نردبان شہر کی دیوار پر
چڑھ آئے اور داخل شہر ہوکر کسی ذیجان انسان یا حیوان کو قتل سے نہ چھوڑا چنانچہ بتعمیل حکم کُل
قتل کردیئے گئے اور شہر ڈھا دیا گیا اور پانی چھوڑا گیا غلہ کاشت کرایا گیا بارہ روز تک نیشاپور کے
کشتوں کا شمار ہوتا رہا سوا عورتوں اور بچوں کے ایک کروڑ سینتالیس ہزار آدمی مرد بالغ شمار میں آئے

واقعہ قتل ہرات — شمس الدین محمد جرجانی خوارزم شاہی ایک لاکھ فوج کے ساتھ ہرات میں تھا تولے خان
جب یہاں آیا پہلے لڑائی میں ایک ہزار سات سو مغل قتل ہوئے دوسرے لڑائی میں خود شمس الدین نے شہادت
پائی اہل اسلام شہر میں محصور ہوکر لڑتے رہے آخر تولے خان لڑائی سے تنگ آیا اور اہل شہر کو
امان دی مگر شہر پر قابض ہوکر صرف بارہ ہزار آدمی ملازمان خوارزم شاہی قتل کئے گئے اور شہزادہ
ابوبکر کو اس نے حاکم شہر بنایا اور منگتائی تاتاری کو شحنہ مقرر کیا اور خود چلدیا چند ماہ بعد جب
تاتاریوں نے سلطان جلال الدین کے معرکہ سے شکست کھائی اہل ہرات کا خون پھر جوش میں آیا
حاکم اور کوتوال دونوں کو قتل کر ڈالا اور باغی ہوگئے چنگیز خان نے ایلچیکدائی امیر کو بھیجا ہرات پہنچکر
شہر کا محاصرہ ہوا چھ ماہ تک برابر جنگ ہوا لاکھوں مسلمان ہزاروں تاتاری کام آئے آخر فصیل
پچاس گز لمبی ایکطرف سے گر گئی مگر محصوران شہر نے دو طرف سے مغلوں کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا چنانچہ
جمادی الثانی ۶۱۹ھ جمعہ کے بعد خاکشری برج تاتاریوں نے اڑا دیا اور شہر لے لیا سات روز میں
ایک کروڑ چھ لاکھ مسلمان شہید ہوئے شہر کو آگ لگا دی اس کام سے فارغ ہوکر ایلچیکدائی قلعہ کالیون کو گیا اور
پیچھے شہر کے بھاگے ہوئے لوگ پھر آموجود ہوئے اور صورت آبادی شروع ہوئی ...

ایلچیکدائی نے پھر دس ہزار فوج کا دستہ ہرات پر بھیجا اونہون نے اگرچہ شہری اور پہلے دہقانی لوگون کو گرفتار کر کے ایک لاکھ کی تعداد نباہی اور قتل کر دیا غرض کہ ہرات کے رہنے والون مین سے صرف سولہ آدمی کہین چھپے چھپاتے بچے جنہون نے پندرہ سال تک اوسی ویرانہ شہر مین سکونت رکھی اور کُل شہر کے مکانات سے صرف سلطان غیاث الدین کا مقبرہ مسماری سے بچا ہوا تھا اور اسی مین وہ رہتے تھے سولہ برس کے بعد اس شہر کو اوگتائی خان چنگیز خان کے پوتے نے پھر آباد کیا —

ذکر معاودت چنگیز خان تباتار — خوارزم شاہیون اور اونکی سلطنت کو جب چنگیز خان ویران کر چکا چاہا کہ اب وطن کو جاوے معاودت کے وقت چغتائی خان و اوگتائی خان دونو شہزادون کو حکم دیا کہ غزنین و کابل و قندہار و سیستان و کیچ مکران وغیرہ شہرون کو جو سلطان جلال الدین کی جاگیر مین تھی ویران کر دو پس اوگتائی خان غزنین و کابل و ماورا النہر و سیستان وغیرہ مین دوڑا گیا صدہا شہر ہزارون قصبے گرا دئیے لاکھون آدمیون کے خون بہائے اور چغتائی خان مکران کو جا کر کالنجر تک پہونچا تمام ملک و جاڑ دیا قیدیون کے اوسکے لشکر مین یہہ کثرت ہوئی کہ ایک ایک سپاہی کی تحویل مین بیس بیس۲۰ قیدی تھے آخر وہ لاکھون قیدی بحکم چنگیز خان قتل کئے گئے سنہ ۶۲۱ھ کے آغاز مین چنگیز خان اپنے وطن مین پہونچا اور سنا کہ شتدرقو حاکم تنگت و قاشین نے پانچ لاکھ فوج جمع کر کے مستعد جنگ ہے یہہ خبر پاتے ہی چنگیز خان ناگہان اوسپر جا پڑا اور تین لاکھ آدمی قتل کئے اوسکا ملک لوٹ لیا پھر خود تنگتاش کو گیا اور وہان کے حاکم کو مطیع کیا اس مہم مین جوجی خان شہزادہ مر گیا چغتائی خان و اوگتائی خان باقی رہے اونمین سے اوگتائی خان کو ولیعہد بنایا اور خود ماہ رمضان سنہ ۶۲۴ھ مین مر گیا تہتر برس کی عمر پائی پچیس ۲۵ سال سلطنت کی یہہ بادشاہ کسی دین یا مذہب کا پابند نہ تھا شہر قراقرم یعنی کوہ اران تاتار مین اوسکی —

دار الحکومت بھی خونریزی وسفاکی مین اسقدر نام پایا کہ قیامت تک اسکی خونریزی کا داستان

اہل جہان کے ورد زبان رہیگا۔

فائدہ - شوکانی نے عقد الجمان مین لکھا ہے کہ سب سے پہلے جس نے قوانین کفریہ ممالک اسلامیہ مین

داخل کیا ہو وہ چنگیز خان بادشاہ تاتار تھا یہ لوگ کوئی دین یا مذہب کے پابند نہ تھے اپنی جی سے ایک کتاب

بنائی اور اوسکا نام یاسا رکھا اور اوسمین بہت سے تدبیرات خاصہ عامہ مراسم ملوک ورعیت کے ذکر کیا

اور خلق کو مار مار کر اون قوانین پر چلایا پھر بعض ذریت اوسکی مسلمان ہوگئے پھر جراکتہ وغیرہ بطون تتار

مالک بن بیٹھے اگرچہ مسلمان ہوگئے مگر امور متعلقہ مملکت مین اسی کتاب یاسا پر عمل کرتے رہے

اور باقی امور مین شریعت پر چلتے تھے پھر اہل مصر نے یاسا پر ایک سین بڑھا کر سیاسا نام رکھا پھر

بعض نے الف آخر کو حرف ہا سے بدلکر سیاسہ رکھا پھر اس سیاسہ کا یہ زور ہوا کہ کوئی قطر وملک باقی

نرہا جہان اس قانون کا رواج نہ ہوا ہو۔

یورش شیرخان - بعد وفات چنگیز خان کے ایک نومسلم شیرخان نے جو سلطان محمود ابن شمس الدین التمش

شاہ ہند کا امیر الامرا ملتان وسندہ کا صوبہ دار تھا یورش کرکے تھوڑے عرصہ کیواسطے غزنیکو

مغلون کے قبضہ سے نکال کر سکہ وخطبہ بنام شاہ ہند جاری کیا الا ابھی کامل استقلال ہونے بھی

نہین پایا تھا کہ ہلاکو خان نبیرہ چنگیز خان نے بزور شمشیر واپس لی مغلون کے خاندان سے

وہ شخص جس نے پہلے دین اسلام قبول کیا ہلاکو خان تھا اور اسی نے خلفاء عباسیہ المعتصم باللہ

خلیفہ اخیر کو تخت بغداد سے خارج کرکے اوسکی سلطنت پر بھی قبضہ کرلیا ہلاکو خان کی نبیرہ ارغوانی

کے عہد سلطنت مین تیمور خان امرا اعظم چنگیزی صوبہ افغانستان نے ملتان پر حملہ کیا محمد خان

شہید فرزند رشید غیاث الدین بلبن شاہ دہلی نے جو ملتان کا حاکم تھا اوس کے لشکر کو شکست دی

الا خود بھی تعاقب کرنے مین مارا گیا اوسکے بعد سلطنت افغانستان وہند پانسو برس تک مغلونکی

قبضہ میں رہے جو قابل ذکر و لایق تحریر ہے ۔

تیمور شاہ گورگانی — اسکا شجرہ نسب چنگیز خان کے شجرہ کے ساتھ تومنائے خان کے نام پر ملتا ہے
اسطرح پر کہ تیمور بن ترغائی نویان بن توکل نویان بن ایلنگز نویان بن ایچل نویان بن قراجار
نویان بن ایبر سوغان چیچن بن قاچولی نویان بن تومنائی خان اور قراجار نویان چغتائی خان
بن چنگیز خان کے دربار میں امیر الامراؤ تھا جب چغتائی خان کی اولاد کی حکومت بسبب عداوت
باہمی کے جاتی رہی قراجار کی اولاد شہر سبز اور کش میں آباد رہے اور تھوڑے سے علاقہ میں
اپنا گذارہ رکھا سہ شنبہ کی رات پانچویں شعبان سنہ ۷۳۶ھ میں تیمور پیدا ہوا بچپن کی عمر میں اسکا
باپ مرگیا یتیمی کی حالت میں اس نے پرورش پائی سنہ ۷۶۱ھ میں تغلق تمور ماوراء النہر پر دخیل
ہوا تو اوس نے شہر سبز و علاقہ کش اسکا وطن و مولد اس کو دیدیا پھر یہ امیر حسین پاس گیا اور
سامان امارت کا جمع پہونچایا پھر اوسکے قتل کے بعد بارہویں رمضان سنہ ۷۷۱ھ میں تخت
نشین ہوا شہر سمرقند دار الحکومت تہا یا جب سلطنت اسکے ہاتھ لگی تو چنگیز خان سے بڑھ کر کشت
و خون میں قدم رکھا اگر اسکے جملہ واقعات مشرح لکھے جاویں تو طوالت کا خوف ہے مختصر یہ
کہ اس نے اپنی اولوالعزمی اور دلاوری سے افغانستان ایران کو زیر کرکے اصفہان میں قتل عام
کیا اور بغداد میں قتل کرکے غارت کیا اور روس کے ملک میں لشکر لے گیا بعد ان فتوحات
کی اوس نے ہندوستان کے تسخیر پر کمر باندھی اور کابل و پشاور کے رستہ افغانستان کا رستہ
سیدھا کرتا ہوا ہند میں داخل ہوا ملک کو لوٹتا جلاتا ہوا سنہ ۱۳۹۸ء میں دہلی تک پہونچا
سلطان محمود بادشاہ دہلی نے مغلوب ہوکر قلعہ خالی کردیا فوج تیمور نے خاطر خواہ شہر کو
تاراج کیا اور لاکھ سے زیادہ پھونک دیا تیمور تخت دہلی پر اجلاس کرکے اپنے تئیں بادشاہ
ہندوستان مشہور کیا صرف پندرہ روز دہلی میں رہکر شمالی اضلاع کو تاراج کرتا ہوا اور میرٹھ کے قلعہ کو

خاک سیاہ کرکے مع قیدیان اہل ہند دار السلطنت کو روانہ ہوا دسوین شعبان سنہ ۸۰۷ ہجری
امیر بیمار ہوا سترہوین شعبان کو وفات پائی اس بیماری مین امیر نے شہزادہ پیر محمد کو ولیعہد کیا
چھبیس ۲۶ بیٹے اور پوتے باقی چھوڑے مگر اونمین اتفاق نرہا جہان کوئی تھا وہان ہی قابض ہو
بیٹھا اس امیر نے اکہتر برس کی عمر پائی چھتیس ۳۶ سال سلطنت کی سمرقند مین دفن ہوا اسکے انتقال کے
بعد اوسکا فرزند شاہرخ جوہرات کا مالک تھا افغانستان وخراسان وسیستان کو شامل کرکے مسند آرا ہوا
جب وہ بھی اپنی نوبت بھگت کر عالم آخرت کو سدہارا تب افغانستان کے علیحدہ ملکومین چند بڑے
بڑے سردار خودسر حاکم ہوگئے جیسا کہ ہرات مین مرزا بالسنقر فرزند شاہرخ اور پھر شاہ حسین مالک ہوا
اور قندہار مین امیر ذو النون حاکم تھا وہ کابل وغزنی پہلے مرزا عمر شیخ کے تحت مین تھا ان بعد مرزا الغ بیگ
بیٹا ابو سعید مرزا کا تخت نشین کابل ہوا اسکے عہد مین قوم یوسف زئی اور دیگر اولاد خشی افغان کابل کے
علاقہ سے خارج ہوکر پشاور کیطرف آئے سنہ ۹۰۶ مین مرزا الغ بیگ فوت ہوا جسکے بعد مرزا عبد الرزاق
فرزند خورد سال اوسکا تخت نشین کابل ہوا اور ایک شخص زرکی نام اوسکے ملازمون سے
صاحب اقتدار ہوگیا لیکن زرکی کے نخوت وتکبر سے امراء تنگ آکر عبد الرزاق کے روبرو قتل کرکے
اوسکے تواضع کی گئی بعد اسکے بھی بباعث بے اتفاقی ارکان ریاست وکم سنی حاکم احوال کابلیونکا
نہایت پریشانی پر تھا ایسے وقت مین محمد مقیم چھوٹا بیٹا امیر ذی النون کا جو سلطان حسین بادشاہ
خراسان کے جانب سے حاکم ملک گرمسیر تھا بمعیت لشکر ہزارہ ونکدری متوجہ کابل ہوا اور مرزا عبد الرزاق
طاقت لڑائی نہ سمجھ کر افغانون مین بعلاقہ لغمان بھاگ گیا اور وہ کابل پر محمد مقیم نے قبضہ کرکے
دختر مرزا الغ بیگ سے نکاح کرلیا مگر رعایا کو راضی نرکھ سکا یہ حال سنکر محمد بابر بادشاہ جو سنہ ۹۹ مین

بابر کا حال بعد وفات اپنے والد کے بابر بارہ برس کی عمر مین فرغانہ اور اندجان کے تخت کا مالک ہوا اور بالآخر شیبانی
خان اوزبک کے تسلط اور اپنے بھائیون کی بے اتفاقی سے باوجود محنت اور ہوشیاری کے

سلطنت مین استقلال نہین رکھتا تھا آخر اوس طرف سے مایوس تو تھا ہی حسب صلاح امیر محمد باقر
بامید حصول قبضہ افغانستان کو ہندوکش سے گذر کر کابل کیطرف روانہ ہوا محمد مقیم تاب مقابلہ
نہ لاکر اول حصاری ہوا اور آخر کو طالب امان ہوکر قلعہ خالی کر دیا ظہیر الدین محمد بابر نے تخت نشین
افغانستان ہوکر کابل مین قبل از فتح ہندوستان بائیس برس حکومت کی چند سال قندہار کے
مہم پر صرف ہوئے جہان شاہ بیگ ارغوان اور محمد مقیم نے شکست کھا کر قندہار سے ہاتھ اوٹھایا
قوم ہزارہ اور مغربی افغانستان کو جہان تک ہو سکا درست کر کے مشرقی حصہ کیطرف توجہ کی
افغانان میہمند اور یوسف زئی سے لڑائیان ہوتی رہین ملک باجوڑ فتح کر کے قوم یوسف زئی
پر خراج مقرر کیا پھر ہندوستان کے واقعات موجودہ کو خیال مین لا کر حسب اشارہ دولتخان
لودہی بمعیت پندرہ ہزار سپاہ دہلی کی سلطنت پر دعوی کر کے روانہ ہوا دوسری طرف سے ابراہیم شاہ
لودہی ایک لاکھ سوار اور ایکہزار ہاتھی لیکر بمقام پانی پت مقابلہ کیا سخت لڑائی ہوئی چونکہ ابراہیم
فن جنگ سے واقف تھا ایک ہی جگہ فوج کھڑی کر دی تھی اور بابر ایک جری سپہ سالار سے بھی بہتر خود
اپنے لشکر کو کمان دیتا تھا معقولیت سے فوج غنیم کے انبوہ کثیر سے اپنی فوجکو لڑایا فوج مغلیہ کے اون دو
دستون نے جن کو تولقمہ کہتے تھے ہر دو جانب سے نکلکر سپاہ مخالف پر جا پڑے اور اونکا تعاقب
مارا جب اونکی فوج مین تزلزل ہوا تب بازو راست و چپ والون نے بھی ہلہ کیا اوس خونخوار جنگ
مین ابراہیم شاہ مع پانچ چھ ہزار سپاہ خاصہ ایک موقع معرکہ مین مارا گیا اور باقی فوج منتشر ہو گئی بابر
فتح کے جھنڈے اڑاتا ہوا آگرہ تک پہونچا سنہ ۱۵۲۶ع مین اوس نے دار السلطنت ہندوستان
پر قبضہ کر کے تخت نشین دہلی کا ہوا اٹھائیس سال متفرق ملکونمین سلطنت کر کے سنہ ۹۳۷ھ مطابق
سنہ ۱۵۳۰ع مین بعمر پنجاہ سال کی آگرہ مین فوت ہوا اور اسکی نعش بموجب وصیت کابل مین لا کر
دفن کی گئی باپ کیطرف سے سلسلہ نسب تیمور شاہ تک اور مان کیطرف سے چنگیز خان تک

پہونچتا ہی۔ بابر کو ابتداے جوانی مین شراب کا بہت شوق تہا چنانچہ کابل سے باہر بہو ... سبزہ زار مین ایک چہوٹا سا حوض پتہر مین کہدوایا گیا اور وہ مئے ارغوانی سے بہر دیا جاتا تہا اور بابر اوسجگہ بزم نشاط کیا کرتا تہا چنانچہ یہ بیت اوسکی طبعزاد حوض کے کنارہ پر کندہ کی ہوئی تہی۔

نوروز و نوبہار و مے و دلبر خوش است	بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

مگر ہندوستان کی تخت نشینی کے بعد بابر نے شرابخواری سے توبہ کی اور سب سونے چاندی کی پیالیان جنمین بابر شراب پیا کرتا تہا اونکو گلواکے فقرا و مسکینونکو خیرات کردین گیلن و بابر ہمیشہ کے لیے تائب رہا اور اسکے انتقال کے بعد اسکے خاندان مین شاہان مغلیہ کے بادشاہ جو ہندوستان مین تخت نشین رہے اونکے اسما نقشہ ذیل مین ہدیہ ناظرین ہین۔

نقشہ پانزدہم سلاطین مغلیہ خاندان بابریہ چغتائی جو ہند مین فرمانروا ہوے

نشان سلسلہ	نامہاے سلاطین اسلامیہ ہندوستان	تاریخ ولادت	مدت عمر و سنہ جلوس		مدت سلطنت و تاریخ وفات		سبب مرگ	جاے دفن	نامہاے ہمعصر شاہان انگلشیہ
			مدت عمر	سنہ جلوس	مدت سلطنت	سنہ وفات			
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
۱	نصیر الدین محمد ہمایون بن ظہیر الدین بابر بادشاہ	۴ ذیقعدہ سنہ ۹۱۳ھ	۴۹ سال ۳ ماہ پنج یوم	۹ جمادی الآخر سنہ ۹۳۷ھ	۲۵ سال ۱۰ ماہ ۵ یوم	۱۱ ربیع الاول سنہ ۹۶۳ھ	چہت سے گر کے مرگیا	سواد دہلی	پہلے ہنیری ہشتم دوسرے ایڈورڈ ششم تیسرے ملکہ میری معاصر شاہان انگلستان مین تہے
۲	جلال الدین محمد اکبر بن ہمایون	۵ رجب سنہ ۹۴۹ھ امرکوٹ	۶۳ سال ایک ماہ ۸ یوم	۲ ربیع الثانی سنہ ۹۶۳ھ لاہور	۵۱ سال ۲ ماہ ۱۱ یوم	۱۳ جمادی الثانی سنہ ۱۰۱۴ھ	مرض الموت	سکندرہ اکبرآباد	پہلے ملکہ میری دوسرے ملکہ الزبتہ تیسرے جیمس اول معاصر شاہان انگلشیہ تہے

۳	محمد سلیم نور الدین محمد جہانگیر بن جلال الدین اکبر بادشاہ	۱۷ ربیع الاول ۹۷۷ھ	۵۹ سال ۱۱ ماہ ۲ یوم	۲۴ جمادی الثانی ۱۰۱۴ھ	۲۲ سال ۱۱ ماہ ۲۳ یوم	۲۷ صفر ۱۰۳۶ ہجری	ضیق النفس	شاہدرہ لاہور	پہلے جیمس اول۔ دوسرے چارلس اول ۔معاصر شاہان انگلشیہ تھے۔
۴	ابو المظفر شہاب الدین محمد شاہجہان بن نور الدین جہانگیر بادشاہ	غرہ ربیع الاول ۱۰۰۰ھ	۷۶ سال ۵ ماہ ۳۰ یوم	۸ جمادی الثانی ۱۰۳۷ھ	۳۱ سال ۴ ماہ ۲۲ یوم	۲۶ رجب ۱۰۷۶ھ	مرض الموت بقید عالمگیر	اکبر آباد	پہلے چارلس اول دوسرے جمہوریہ۔
۵	ابو مظفر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بن شاہجہان	۱۱ ذیقعدہ ۱۰۲۷ھ	۹۰ سال ۷ یوم	غرہ ذیقعدہ ۱۰۶۸ھ	۵۰ سال ۲۷ یوم	۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ	مرض الموت	اورنگ آباد در خلد آباد	پہلے جمہوریہ دوسرے چارلس دوم تیسرے جیمس دوم چوتھے ولیم سوم پانچویں ملکہ این۔
۶	محمد اعظم شاہ بن اورنگ زیب عالمگیر	در ۱۰۶۳ھ در دکن	۵۵ سال ۴ ماہ چند روز	۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ	ایکسال ۲۰ روز	در ۱۱۱۹ ہجری	جنگ میں زخمی ہوکر	قریب متصل ندی کے [illegible]	ملکہ این
۷	محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ بن اورنگ زیب عالمگیر	سلخ رجب ۱۰۵۳ھ دکن	۷۰ سال ۶ ماہ	غرہ ذیحجہ ۱۱۱۸ھ	۵ سال ایک ماہ	۲۶ محرم ۱۱۲۴ھ		دہلی بدرگاہ قطب صاحب	ملکہ این
۸	معز الدین جہاندار شاہ بن بہادر شاہ	۱۰ رمضان ۱۰۷۱ھ دکن	۵۲ سال ۳ ماہ	۲۶ محرم ۱۱۲۴ھ	۱۰ ماہ ۸ یوم	۲۲ ذیقعدہ ۱۱۲۴ھ و بقول دیگرہ محرم ۱۱۲۵ھ		مقبرہ ہمایون در دہلی	ایضاً
۹	جلال الدین محمد فرخ سیر بن عظیم الشان بن بہادر شاہ	۱۷ رجب ۱۰۹۵ھ دکن	۳۵ سال ۸ ماہ ۲۰ یوم	۲۳ ذیقعدہ ۱۱۲۴ھ	۶ سال ۳ ماہ ۱۱ یوم	۹ ربیع الاول ۱۱۳۱ھ		ایضاً	پہلے ملکہ این دوسرے جارج اول
۱۰	رفیع الدرجات محمد ابو البرکات بن شاہزادہ رفیع الشان بن بہادر شاہ	۷ جمادی الثانی ۱۱۱۱ھ دہلی	۲۰ سال ایکماہ ۱۳ یوم	۹ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ	۳ ماہ گیارہ یوم	۲۰ رجب ۱۱۳۱ھ		ایضاً	جارج اول
۱۱	شمس الدین رفیع الدولہ بن رفیع الشان بن بہادر شاہ بادشاہ	۵ صفر ۱۱۱۳ھ در دہلی	۱۸ سال ۹ ماہ ۱۲ یوم	۲۰ رجب ۱۱۳۱ھ	۳ ماہ ۲۸ یوم	۱۷ ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ		ایضاً	ایضاً

دارالخلافت دہلی کے معاصر سلاطین اسلامیہ کا مختصر حال

اب ہم تاریخ دکن کی اوس زمانہ کو پیش نظر کرتے ہین جبکہ دارالسلطنت دہلی کے سلاطین افغانیہ کے عہد مین کئی جگہ اور اسلامیہ خودمختار سلطنتین قائم ہوگئین تھین -
چنانچہ مظفرشاہ گجراتی کے خاندانکی بنیاد سلطنت ۷۹۳ ہجری کو ملک گجرات مین اور سلطان حسین المخاطب یہ دلاور خان شاہان خلجیہ کے خاندانکی سلطنت ملک مالوہ اور مندو مین اور محمد بختیار خلجی کی سلطنت بنگال وستار گانون ولکھنوتی وبہار وغیرہ مین اور ملک سرور خان جہان المخاطب بسلطان الشرق کے خاندان کی سلطنت جونپور مین اور امیر شجاع بیگ ارغون بن امیر ذوالنون کی سندھ و ٹھٹھہ مین اور شاہ میر المخاطب بسلطان شمس الدین کی کشمیر مین خودمختار سلطنتین قائم ہوئین -
ان سب مین دکن کی سلطنت ملقب بہ بہمنیہ بڑی مشہور تھی جسکا بانی ایک افغان سردار ظفر خان نامی گذرا ہے جو محمد تغلق کے عہد مین تھا - دارالخلافت دہلی سے جو سپاہ کم فوج لیکر اس سے لڑنے آیا اون سبکو اس جری اور سردار نے مغلوب کیا اور گلبرگہ اپنا تختگاہ قرار دیکر اوسکا نام حسن آباد مقرر کرکے سلطنت دکن کا خودسر بادشاہ بنگیا -

بانی سلطنت بہمنیہ ظفر خان کا مختصر حال -

یہ شخص پہلے ایک مفلس و نادار آدمی تھا کانگوے نامی ایک برہمن منجم ملازم شاہزادہ محمد تغلق کے پاس دارالخلافت دہلی مین رہا کرتا تھا اور اوسی زمانہ مین ایک روز سلطان المشائخ حضرت نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ شریف مین عام و خاص کی دعوت تھی شاہزادہ محمد تغلق بھی اس دعوت مین شریک تھا

جب یہ شاہزادہ رخصت ہوا تو ظفر خان بھی اوسی مفلسانہ حالت مین بیرون خانقاہ آکر
کھڑا ہوگیا حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ رح نے ارشاد فرمایا کہ (سلطانی رفت و سلطانی آمد)
اور ایک روٹی جو افطار خاص کیلئے طاق مین رکھی ہوئی تھی انگشت مبارک پر رکھکر اسکو دی اور
فرمایا کہ یہ چتر شاہی ہے غرضکہ اس بشارت کامل البشارت کے تھوڑے ہی زمانہ بعد خان موصوف
کانگو برہمن کے ذریعہ سے جو اس پر مہربان رہا کرتا تھا شاہزادہ محمد تغلق کی سرکار مین اپنی امانت
و دیانتداری کے باعث ملازمان شاہی مین شریک ہوگیا اور جب شاہزادہ محمد تغلق مالک تاج و
تخت ہوا تو اوس نے تغلق خان حاکم دکن کے ماتحت اسکو بھیجدیا تغلق خان کے قتل کے بعد
بادشاہ خود اسطرف متوجہ ہونیوالا تھا مگر اسکو خبرداروں نے خبر دی کہ گجرات مین طغی نام غلام نے
بغاوت کی اور وہان فساد برپا ہوگیا ہے اسلئے بادشاہ نے پہلے گجرات کیطرف رخ کیا اور عماد الملک
ترکمان کو لشکر دیکر دکن کے مہم پر مامور کیا آخر گروہ متمردین نے اسمعیل فتح خان کو بادشاہ بنا کر
عماد الملک کا سخت مقابلہ کیا نتیجہ جنگ شاہ دہلی کے خلاف ہوا اور ملک دکن شاہی تصرف سے نکل گیا
اور اسکے بعد اسمعیل فتح خان امور سلطنت سے خود ہی علاحدہ ہوگیا اور باتفاق اعیان دکن
بادشاہت ظفر خان کو ملی ٭

اس نے بعد تخت نشینی سلطنت دکن کو زینت دی اور اپنے پرانے آقا کے یادگار مین اپنا
لقب حسن علاؤ الدین کانگوی بہمنی مقرر کرکے تخت شاہی پر قدم رکھتے ہی سب سے پہلے
یہی حکم دیا۔ کہ پانچ من طلا اور دس من نقرہ حضرت مولانا برہان الدین غریب
قدس سرہ کے معرفت ترویح روح پرفتوح حضرت سلطان نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے
یہان پہونچا دین المختصر گیارہ سال دو ماہ نیکنامی سے سلطنت کرکے سنہ ۵۹ ہجری مین دنیا ہل وا
کو چھوڑ کر عالم عقبیٰ کا راستہ لیا ستر سال کی عمر پائی ٭

سلطان محمد شاہ بن سلطان حسن کانگوے بھمنی کا حال

اور اسکے انتقال کے بعد سلطان محمد شاہ اسکا بیٹا تخت نشین ہوا یہ شخص حنفی مذہب کا پابند تھا اس نے احکام شرع کو رونق دی اور اپنے باپ کے وقت کا تمام خزانہ خیرات کیواسطے اپنی والدہ کے ہمراہ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ زادوا اللہ شرفا وتعظیما مین بھیجدیا اور راے تلنگ اور بیجانگر کے ساتھ اس نے بڑے بڑے معرکے کئے اور فتحیاب رہا اور اوسکو فرمان بردار و باجگذار بنایا دکن کے بتخانون کو توڑدیا اور بت پرستی موقوف کیا اور عبادت حق کے واسطے مسجدین بنوائین حضرت شیخ زین الدین چشتی قدس سرہ کا مرید تھا سترہ برس اس نے بکمال دینداری و استقلال سلطنت کی آخر نوین ذیقعدہ سنہ ۷۷۶ھ مین وفات پائی ۔

سلطان مجاہد شاہ بن محمد شاہ بھمنی کا حال

اور اسکے وفات کے بعد انیس برس کی عمر مین سلطان مجاہد شاہ اسکا بیٹا سریر آرا ہوا اس نے مملکت کو وسعت دی اور راے بیجانگر کو مطیع کیا مگر آخر سترھوین ذیحجہ سنہ ۷۷۹ھ مین اسکو داود خان اسکے چچا نے قتل کر ڈالا کل تین سال سلطنت کی ۔

سلطان داود شاہ بن علاء الدین حسن بھمنی کا حال

اور بعد قتل سلطان مجاہد شاہ کے داود شاہ تخت نشین ہوگیا لیکن اسکو تخت شاہی نامبارک ہوا کل ایک ہی مہینہ اس نے حکمرانی کرنے پایا آخر اسکو مجاہد شاہ کے غلام نے قتل کر ڈالا ۔

اور اس واقعہ کے بعد سلطان محمود بن حسن بھمنی تخت شاہی کا مالک ہوا ۔

سلطان محمود بن حسن بھمنی کا تذکرہ

یہہ بادشاہ سلیم النفس حلیم الطبع کم آزار خوش طبع خوشخط خوش الحان و شاعر تھا اس نے اپنی تمامی عمر مین ایک ہی نکاح کیا علما کی صحبت مین رہا اور خواجہ حافظ شیراز کو ہزار اشرفیان روانہ کرکے پیغام طلب بھیجا

وہ ہیں آئے آخر اونیس سال نیکنامی کے ساتھ سلطنت کر کے تپ محرقہ سے الکیسوین رجب
۷۹۹ھ مین یہہ نیکنام بادشاہ رحلت کر گیا اور سیف الدین غورے اسکا وزیر تھا ایک سو
سات برس کی عمر پا کر یہہ بھی اوسی روز وفات پائی۔

حال سلطان شمس الدین بن محمود شاہ۔

محمود کے وفات کے بعد اول غیاث الدین اوسکا بیٹا بادشاہ بنا اور سکو تغلچین
امیر الامرا نے اندہا کر کے سلطان شمس الدین کو تخت نشین کر دیا اور خود
وزیر بنا اس سے فیروز خان اور احمد خان شہزادگان داود شاہ ناراض ہو گئے اور مسمی
سدھو ساغر کے حاکم سے مدد لیکر اس پر چڑھ آئے اور معرکہ آرا ہوئے آخر صلح ہو گئی مگر اسکے
دو ہفتہ بعد ہی اوںھون نے اسکو گرفتار کر کے اندہا کر دیا اور یہہ پہر مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ زاد اللہ شرفاً
و تعظیماً کو چلا گیا اور وہین رہا آخر ۸۱۶ھ مین انتقال کیا۔

سلطان فیروز شاہ بن داود شاہ کا حال

اور اسکے بعد فیروز شاہ تخت نشین ہوا۔ یہہ بادشاہ بڑا مالدار اور صاحب حشمت
و جاہ و جلال گذرا۔ اسکے عہد مین سلطنت ترقی پر آئی اور راے بیجانگر کو
اس نے شکست فاش دی اور اوسکی لڑکی نکاح مین لی اور چوبیس جنگ اس نے ہندوؤن کے ساتھ
کئے اور اون سب مین یہہ فتحیاب رہا قرآن شریف یہہ شخص خوشخط لکھتا اور فارسی شعر موزون
و پر مضمون کہتا اور ایک ہفتہ مین تین روز یہہ بذات خود مدرسہ مین جایا کرتا تھا اور
طلبا روزنکو پڑھاتا اسکو ہر ایک زبان کا لغت یاد تھا زبان دانی مین استاد تھا اس نے سنا
کہ حضرت سید محمد گیسو دراز بندہ نواز چشتی قدس سرہ نے اسکے بھائی احمد خان کو از روے
کشف بشارت سلطنت دی ہے اسلئے یہہ برہم ہو گیا اور اپنے فرزند حسن خان کو ولیعہد
کیا اور بھائی احمد خان کا دشمن بن گیا اور اوسکے قتل مین کوشش کی مگر کوئی تدبیر اسکے
پیش رس نگئی اور دیکھا کہ کل امراء دولت اور رعایا احمد خان کی حکومت پر راضی ہین

آخر چند عہد پر ہوگیا اور بروز دوشنبہ بست و پنجم شوال ۲۵ پچیس سال سلطنت کرکے انتقال کیا
جنت آشیانی اسکی تاریخ ہے ملا داود بیدری نے کتاب تحفۃ السلاطین اسکے نام پر لکھی ہے

سلطان احمد شاہ بن داود شاہ بہمنی کا حال

اور فیروز شاہ بہمنی کے انتقال کے بعد سلطان احمد شاہ نے بادشاہت
پائی اور حضرت سید محمد گیسو دراز اپنے مرشد کیلئے اس نے لاکھوں
روپیہ خرچ کرکے خانقاہ و گنبد وغیرہ بنوایا اور راجہ کرناٹک پر لشکرکشی اور اوس کو
مغلوب کیا و ہوشنگ والی مالوہ کے ساتھ جنگ کرکے فتحیاب رہا اور شاہ نعمت اللہ ولی رح کے
فرزند میر نورالدین کو اس نے اپنے پاس بلایا اور اپنی لڑکی اونکے نکاح میں دی آخر تیرہ برس
بالاستقلال سلطنت کرکے ۲۶ ماہ رجب ۸۳۸ھ میں وفات پائی اسکو درویشوں و خدا پرستوں سے
کمال محبت تھی اسلئے سلطان احمد شاہ ولی البہمنی سے مخاطب ہوا ۔

سلطان علاؤالدین بن احمد شاہ بہمنی کا حال

اور اوسکے وفات کے بعد اسکا فرزند علاؤالدین بادشاہ ہوا یہ شخص
عالم اور فاضل و خدا پرست گذرا و پورا سے راجہ کرناٹک نے اطاعت کا
جھنڈا اکھڑا کیا تھا اوس پر لشکرکشی کی اور غالب آیا تمام بتخانہ توڑ دیا اور عبادتخانہ بنوایا
اور دارالشفائیں و مدارس اشاعت علم کے لئے تعمیر کروایا بڑا متقی و پرہیزگار و دیندار
شخص تھا اتقا کے سبب سے یہ بادشاہ مشرکوں سے ہم کلام نہیں ہوا تئیس سال اس نے کمال دینداری سے
سلطنت کی آخر ۸۶۲ھ میں وفات پائی ۔

سلطان ہمایون ظالم بن علاؤالدین بہمنی کا حال

اور اسکے وفات کے بعد سیف خان اور ملو خان امرا اور شاہ خلیل و
حبیب اللہ نعمت اللہ ولی کے پوتوں کی تجویز سے حسن خان اس کا
چھوٹا شہزادہ تخت نشین ہوا مگر امیر ہمایون نے یورش کی اور حسن خان کو قید و جلال خان
و سکندر خان سلطان مرحوم کے پوتے اور سیف خان اور ملو خان امیرالامرا اور حبیب اللہ

دشاہ خلیل کو قتل کر کے خود تخت نشین ہو گیا اور حسن خان کے ملازموں کو پکڑ کے زندہ آگ
مین جلا دیا اور بعضون کو ابلتے ہوئے پانی مین ڈالکر مار دیا اسکی زبان سے بجز قتل کے اور کوئی
حکم خیر جاری نہین ہوتا تھا آدمیون کے سرون سے یہہ گیند کھلتا اور جب تیراندازی کا اس کو
شوق ہوتا تھا تو دو سو بیچارے رستے کے چلنے والے لوگ پکڑوا منگاتا اور تیرون سے اون کا
نشانہ بناتا تھا اہل دربار جب اسکے پاس جاتے تو پہلے اپنے گھر والون سے رخصت ہوتے
اور اوسکے رُوبرو دم بخود رہتے کہ ہر ایک پہلے دم کو دم آخری تصوّر کرتے اور زنا و بدکاری کا
یہہ حال تھا کہ جو کوئی شادی کرتا اوسکی دولھن پہلے اسکی خوابگاہ مین بھجوائی جاتی اور خود جس
عورت سے نکاح بھی کرتا تھا تو چار روز کے بعد اوسکو مار ڈالتا آخر یہہ ایک رات شراب
کی نشہ مین مست و بے خود سو رہا تھا ایک لونڈی اسکے سرہانے گئی اور بیخبر پاکر ایک بڑی لکڑی
اوٹھا لائی اور ایسی زور سے ماری کہ اسکا سر پھٹ کر مغز نکل پڑا آخر تین سال ظلم کے ساتھ
سلطنت کر کے ۸۶۵ھ مین مر گیا۔

نظام شاہ بن ہمایون کا حال

اور اسکے بعد سلطان نظام شاہ اسکا فرزند چودہ برس کی عمر مین تخت نشین
ہوا اور ملک التجار محمود گاوان اسکا وزیر مقرر ہوا اس نے راجہ اوڑیسہ
اور سلطان محمود خلجی بادشاہ مالوہ سے جنگ آزما رہا اور فتحمند ہوا اور گیارھوین شوال ۸۶۷ھ
مین اسکی شادی ہوئی اور یہہ بسبب زفاف دفعتاً مر گیا۔

ذکر شمس الدین محمد بن ہمایون۔

اور بعد انتقال سلطان نظام شاہ کے شمس الدین محمد نو برس کی عمر مین تخت نشین
ہوا اور خواجہ جہان ترک اسکا وزیر بنا اور ملک التجار محمود گاوان نے
امیر الامرائی پائی اور چند روز کے بعد خواجہ جہان بادشاہ کی والدہ کے اشارہ سے قتل ہوا
پھر محمود گاوان نے وزارت پائی اور بادشاہ نے جب سن بلوغ کو پہونچا اور ہوش سنبھالا تو

اور قلعہ اودسہ اور قلعہ کلیان اور قندہار اس سے چھین لیا اور اس کے بعد اس کا جانشین علی بن علی
بر بد مسند حکومت پر بیٹھا اس کی حکومت آخر ۱۰۱۸ ہجری بن بیتوقعی کے ساتھ رہے آخر عادل شاہ
کا کل ملک پر تسلط ہو گیا اور حکومت بریدون کا خاتمہ ہوا۔

خاندان عادل شاہیہ کا مختصر حال۔

دوم سلطنت عادل شاہیون کا بالاجمال تذکرہ جن کا پایہ تخت بیجاپور تھا
خاندان عادل شاہیہ کا بانی یوسف عادل شاہ نامی ایک شخص گذرا ہے
مذہب اسکا شیعہ تھا پہلے یہ بہمنیہ سلطنت کا امیر تھا بیجاپور کی نظامت اسکے سپرد تھی جب
سلطنت بہمنیہ بن ضعف آیا تو یہ منحرف ہو کر خود مختار بادشاہ بن گیا اس نے ابتداء سلطنت
بیجاپور مقرر کر کے ملک کو وسعت دی اور راے بیجانگر و امراء نظام شاہیہ سے معرکہ آرا رہا
اور فتحیاب ہوا آخر ۲۰ برس حکومت کر کے ۹۱۶ھ ہجری میں مر گیا۔

سلطان اسمعیل عادل شاہ کا حال۔

اور اسکے بعد اوسکا بیٹا سلطان اسمعیل شاہ کم عمری میں بادشاہ ہوا
اور کمال خان دکھنی اس کا وزیر تھا اس نے چاہا کہ بادشاہ کو قتل کر کے
خود تخت نشین ہو مگر یہ منصوبہ اوسکا پیش نگیا اور سلطان اسمعیل شاہ عادل کی ماں کو یہ حال معلوم
ہو گیا تو اوس نے ایک غلام کے ہاتھ سے وزیر کا کام تمام کرا دیا اور اسکے بعد صفدر خان وزیر کا بیٹا
بر سر فساد ہوا آخر یہ بھی مارا گیا اور ان واقعات کے بعد سلطان اسمعیل عادل شاہ کے راے بیجانگر
و نظام شاہ سے کئی بار جنگ آرا ہوا اور فتحمند رہا آخر ۹۴۱ھ ہجری میں چھبیس ۲۶ سال سلطنت کر کے مر گیا

ابراہیم عادل شاہ بن اسمعیل عادل شاہ کا حال

اور اوسکے انتقال کے بعد پہلے ملو عادل بڑا بیٹا دعویدار
سلطنت ہو کر بادشاہ بنا مگر امراء نے اوسکو عیاش نکما اندھا کر دیا پھر ابراہیم عادل شاہ چھوٹا بیٹا تخت نشین
ہوا اور اس نے تخت سلطنت پر جلوس کر کے ملک کا انتظام کیا اور راے بیجانگر سے معرکہ
آرا ہوا اور اوسکو شکست دی ۲۴ سال سلطنت کر کے آخر ۹۶۵ھ ہجری میں مر گیا۔

علی عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ کا ذکر۔

اور اسکے انتقال کے بعد اس کا بیٹا علی عادل شاہ مالک تاج و تخت ہوا اس نے رام راج والی بیجانگر سے ارتباط بہم پہونچایا اوس سے دوستی قایم کی اور اوسکو اپنے ملک کیلئے بلوایا اور باتفاق اوس کے سلطنت نظام شاہیہ پر یورش کی اور فتحیاب ہوا مگر اس معرکہ جنگ مین طرفہ تر یہہ ہوا کہ ہندو لشکریون نے اپنے مذہبی جوش مین آکر اہل اسلام کے مقابر مقدس اور مساجد کی سخت بے حرمتی کی اور توڑ پھوڑ ڈالا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بیسوین جمادی الآخر سنہ ۹۷۳ ہجری بروز جمعہ علی عادل شاہ نے باتفاق اور سلاطین دکن یعنی ابراہیم قطب شاہ والی گلکنڈہ و نظام شاہ و علی بریدشاہ وغیرہ ریاست بیجانگر پر یورش کی اور رام راج کے راج کو غارت کردیا آخر راجہ بمقام تلی کوٹ واقع دریا کرشنا قتل ہوا اور اوس کا کل مال و دولت نصیب غازیان ہوا المختصر اس بادشاہ نے سنہ ۹۸۸ مین ایک خوبصورت غلام لیا اور ایک روز شراب کی مستی مین اوسکو خلوت مین بلاکر اس سے وطی فی الدبر کا ارادہ کیا چونکہ وہ نیک سیرت صاحب غیرت تھا اس نے اسکو چھری سے مار ڈالا

سلطان ابراہیم عادل شاہ ثانی بن طہماسپ بن ابراہیم عادل شاہ اول کا حال۔

اور اس کے قتل کے بعد سلطان ابراہیم عادل شاہ نو برس کی عمر مین سریر آرا ہوا اور وزارت کامل نامی دکھنی نے پائی اور تربیت و پرورش اسکی چاند بی بی والدہ علی عادل شاہ کے سپرد تھی اسکے چند سال کے بعد وزیر نے چاہا کہ اسکو مار کر تخت نشین ہو مگر یہہ تجویز اسکی پیش نہ گئی اور وزیر کے اس بد ارادہ پر آگاہ ہو کر امیر کشور خان نے وزیر کو قتل کر ڈالا آخر اس پر سلاطین نظام شاہیہ و قطب شاہیہ چڑھ آئے اور ایکبارگی ایک

محاصرہ رہا بالآخر ابوالحسن بن شاہ طاہر کے حسن تدبیر سے اس نے دشمنون کے پنجہ سے رہائی
پائی اور اسکے بعد اس نے جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی کے حمایت لی اور اوسکے متابعت مین رہا
اور آخر سنہ ۱۰۳۳ء مین مرگیا اور اسکے انتقال کے بعد محمود عادل شاہ تخت نشین ہوا مگر یہہ شاہجہان بادشاہ

محمود عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ اور اوسکے بیٹے کا حال

ھندوستان کے زیر حمایت فرمان بردار رہا آخر سنہ ۱۰۶۹ ہجری مین انتقال کیا
اور اسکے انتقال کے بعد سکندر عادل شاہ اسکا بیٹا سریر آرا ہوا اس کی
بے عنوانیان دیکھکر عالمگیر نے اسکے طرف متوجہ کی چنانچہ لشکر عالمگیری بسرکردگی شاہزادہ محمد اعظم معہ غازی الدین
بہادر فیروز جنگ سنہ ۱۰۹۷ مین اسپر چڑھہ آیا آخر یہہ چند ماہ محاصرہ مین رھکر سلطنت سے بیدخل ہوکر
قلعہ دولت آباد مین قید کردیا گیا اور سلطنت عادل شاہیہ کا اسپر خاتمہ ہوا اور ملک بیجاپور شاہی تصرف
مین آگیا اور بندوبست ملک کے لئے روح اللہ خان بخشی و سید عبداللہ خان مقرر ہوئے۔

سوم سلاطین نظام شاہیہ کا مختصر حال جنکا دار السلطنت احمد نگر تھا

نظام الملک احمد شاہ بحری کا حال

بانی اسکا نظام الملک احمد شاہ بحری گذرا ہے۔ اسکا اجداد برہمن نام قوم کا برہمن
تھا سلطان احمد شاہ بہمنی جب بیجانگر پر حملہ کیا اور راجہ کو مغلوب کرکے کئی ایک ہندوؤن کو قید کرکے لایا اونمین
اسیر وہین اسکا باپ بھی تھا اور حسن نام پاکر غلامان شاہی مین داخل ہوا اور یہہ شاہزادہ کا
ہم عمر تھا شہزادہ کی خدمت مین رھکر اس نے لیاقت پیدا کی اور جب شاہزادہ مالک تاج و تخت ہوا تو
اس کو نظام الملک حسن بحری کا خطاب بخشا اور تلنگ کا انتظام اسکے سپرد کیا۔ اور محمود شاہ بہمنی
کے عہد سلطنت مین جب بے انتظامی ہوئی تو اس نے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور منحرف
ہوگیا اور خود مختار بادشاہ بن کر ہمت سے قلعہ گرد نواح کے مفتوح کیا اور ایک شہر آباد کیا اوسکا
نام احمد نگر رکھا اور اسکو اپنا دار السلطنت قرار دیا آخر اس نے سلطنت کا ٹھاٹھہ جماکر سنہ ۹۱۴ مین
اس جہان فانی سے ملک عقبی کا رستہ لیا۔

سلطان برہان نظام الملک بحری کا حال

اور اس کے بعد سلطان نظام الملک بحری تخت نشین ہوا یہ شخص پہلے مہدویہ مذہب پر تھا لیکن اسکے عہد مین مُلا شاہ طاہر یزودی اسمعاعیلیے ایران سے آیا اور اُس نے اسکے پاس حکمت عملی سے رسائی پیدا کی اور رفتہ رفتہ اسکی مزاج مین درآیا اور اس کو شیعہ مذہب کے طرف رجوع کر لیا اور یہہ شیعہ ہو کر اہل تسنن کا دشمن جانی بن گیا طرفین مین لڑائی چھڑی رہی آخرش سنہ ۹۶۱ ہجری مین مر گیا۔

سلطان حسین نظام شاہ بن برہان نظام شاہ کا حال

اور اسکے بعد سلطان حسین نظام شاہ اسکا بیٹا تخت سلطنت پر متمکن ہوا۔ اسکے وقت پہلے شاہزادہ عبد القادر اور تخجر خدا بندہ شاہ علی اور شاہ حیدر دعویدار سلطنت ہوئے آخر معرکہ جنگ مین اسیر ہوگئے۔ اور ان کے بعد سلطان علی عادل شاہ اور رام راج والی بیجانگر نے اسپر یورش کی اور شاہی اسباب و خزانہ لٹ گیا تاہم اس نے اون سے ایک مدت تک جنگ و پیکار رکھا بالآخر صلح ہو گئی اور لڑائی کا خاتمہ ہو گیا آخر یہہ بادشاہ بیماری مین ماخوذ ہو گیا اور سنہ ۹۷۲ مین مر گیا۔

مرتضی نظام شاہ بن مرتضے نظام شاہ کا ذکر۔

اور باتفاق امرا دولت مرتضی نظام شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا اسکے عہد مین اسکے بھائی برہان الدین و جمال الدین دعویدار سلطنت ہوئے آخر قید کر دیئے گئے۔ اور یہہ بھی خلل مزاجی کے باعث دیوانہ مشہور ہوا بالآخر اس کو سنہ ۹۹۶ مین اسکے بیٹے میران حسین نے قتل کر ڈالا۔

میران حسین بن مرتضے نظام شاہ کا ذکر

اور باپ کو قتل کر کے میران حسین تخت نشین ہوا یہہ شخص نہایت بدکار اور ظالم بھی تھا۔ اسلئے مرزا جان امیر الامرا نے چاہا کہ شاہ قاسم اسکے چچا کے سر پر تاج شاہی رکھے یہہ خبر پا کر اس نے شاہ قاسم کو مار ڈالا بالآخر بلوہ عظیم ہوا آخرش کل امرا دولت نے متفق ہو کر باتفاق مرزا جان کے اسکو قتل کر دیا کل دو مہینے تین روز اس نے بادشاہت کی۔

برہان نظام شاہ بن حسین نظام شاہ کا حال

اور اسکے بیٹے اسمعیل شاہ کو امرا نے ملک بارہ برس کی عمر مین تخت نشین

کردیا اور جمال خان اس کا وزیر بنا۔ اور یہہ وزیر ہو کر مہدویہ مذہب کو رواج اور شیعہ مذہب والون کو نیست و نابود کر دیا۔ مگر برہان نظام شاہ مرتضی نظام شاہ کے وقت سے اکبر بادشاہ پاس چلا گیا تھا اور اس نے یہہ خبر سنکر اکبر بادشاہ سے مدد لیکر اسپر لشکر کشی کرکے احمد نگر مین آیا اور فتحیاب ہو کر اول جمال خان کو قتل کر دیا اور خود بادشاہ بن کر شیعہ مذہب کو سرسبز کیا اور ہزارون مہدوی مذہب والون کو قتل کر دیا آخر اس نے چار سال سلطنت کرکے سنہ ۱۰۰۳ مین مر گیا

ابراہیم نظام شاہ بن برہان نظام کا حال

اور بعد انتقال برہان نظام شاہ کے ابراہیم نظام شاہ مالک تاج و تخت ہو کر سلطنت عادل شاہی پر فوج کشی کی اور سلطنت عادل شاہیہ پر چڑھ آیا طرفین سے مقابلہ ہوا اور لڑائی شروع ہوئی آخر اس یورش مین یہہ پسپا ہو گیا اور عند المقابلہ قتل ہوا کل چار ماہ سلطنت کی۔

بہادر شاہ اور احمد نظام شاہ وعلیشاہ وغیرہ کا بالا جمال حال

اور اس واقعہ کے بعد احمد نظام شاہ جو ایک شاہزادہ نظام شاہی خاندان کا تھا میان منجھو امیر کی سعی سے قلعہ اوسہ مین تخت نشین ہوا۔ اور دوسرے چاند بی بی شاہزادی نے بہادر شاہ نام ایک شہزادہ کو قلعہ احمد نگر مین بادشاہ بنایا تیسرے امیر اخلاص خان موتی شاہ نامی ایک لڑکے کو دولت آباد مین بادشاہت دی جو تھے ابہنگ خان حبشی نے پرنڈہ کے علاقہ مین شاہ علی بن نظام شاہ اسی سالہ کے سر پر حکومت کا تاج دھرا۔ ان چارون مین فساد پڑا اور انھین ایام مین عبد الرحیم خان خانان اکبر بادشاہ کے حکم سے احمد نگر مین آیا اور چاند بی بی نے اسکے ساتھ مردانہ جنگ کی بالآخر صلح ہو گئی اور بہادر شاہ بادشاہ قرار پایا اسکے بعد سنہ ۱۰۰۸ھ ہجری مین شاہزادہ دانیال بن اکبر بادشاہ نے احمد نگر پر چڑھ آیا اور یورش کی اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا جب محصورین تنگ آگئے تو چاند بی بی کا یہہ منصوبہ ہوا کہ اس قلعہ کو چھوڑ کر دولت آباد جا تا عین مصلحت ہے لیکن یہہ تجویز

اوسکی پوری کچھ نہین پائی آخر چنیہ خان امیرالامرا نے اس بات کو دوسرے قالب مین کل امیرون سے ظاہر کیا کہ چاند بی بی کی آمیزش شاہزادہ دانیال کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے اور اس بہانہ سے یہ قلعہ اوس کو دینا چاہتی ہے صرف اس وہم و گمان پر سب نے بلوا کر کے اوس شیر دل عورت کو مار ڈالا اور بہادر شاہ پکڑا گیا۔

مرتضیٰ نظام شاہ بن شاہ علی خلیفہ خان کا۔ اور ملک عنبر حبشی جو اسی سلطنت کا ایک بڑا منتظم اور بہادر سردار تھا اس نے باتفاق سرکردہ بیرالمخاطب بچنگیز خان کے سر پر بعد وفات شاہ علی کے دولت آباد مین تاج حکومت کا دہرا اسکے وقت اسکی حکومت مین رونق ہوئی شہر کہڑکی اس نے دولت آباد کے پاس آباد کیا آخر چند روز کے بعد مر گیا۔

برہان نظام شاہ بن مرتضیٰ نظام شاہ بن علیشاہ وغیرہ کا حال اور اسکے بعد برہان نظام شاہ نے تخت سلطنت سنبھالا اور اس نے تخت نشین ہو کر امرائے شاہان چغتائی دہلی کو بالاگھاٹ سے نکال دیا اسپر جہانگیر بادشاہ کے حکم سے شہزادہ خورم نے لشکرکشی کی آخر ملک عنبر حبشی نے خراج مان لیا اور صلح کر لی۔ اور جب ملک عنبر مر گیا تو اوس کے بیٹے فتح خان کی برہان نظام شاہ کے ساتھ عداوت ہو گئی اور اوسکو قتل کر کے اوسکے کمسن لڑکے کو حاکم بنایا آخر سنہ ۱۰۴۳ ہجری مین مہابت خان خانان بحکم شاہجہان برہانپور سے دولت آباد مین آیا فتح خان محصور ہوا اور یاقوت حبشی مہابت خان سے معرکہ آرا ہوا آخر قتل کیا گیا اور فتح خان وغیرہ قید ہو گئے اور سلطنت نظام شاہیہ کا خاتمہ ہو گیا اور اسکا کل ملک بعد فتح شاہجہان نے دارالخلافت دہلی مین ملا لیا۔

خاندان عماد شاہیان کا مختصر حال

چہارم سلطنت عماد شاہیہ واقع ملک برار جسکا دارالحکومت ایلچپور تھا اس سلطنت کا بانی فتح اللہ عماد الملک نامی گذرا ہے یہ شخص پہلے خواجہ جہان حاکم برار کا غلام تھا اوسکے انتقال ہوئے بعد محمد شاہ بہمنی نے اسکو حکومت برار کی عنایت کی اور عماد الملک خطاب بخشا آخر سنہ ۸۹۵

مین اس نے شاہان بہمنیہ سے متمرد و منحرف ہوکر خود مختار حاکم بن بیٹھا - اور اسکے انتقال کے بعد
علاءالدین اسی کا فرزند جانشین ہوا اور اوسکے بعد دریا عماد شاہ اوسکا بیٹا مسند آرا ہوا - پھر برہان
عماد شاہ کم عمری مین اسکا جانشین ہوا اور تفال خان غلام مختار کل تہا اوس نے ابراہیم قطب شاہ کے
اتفاق سے برہان عماد شاہ کو معزول کرکے خود مالک بن بیٹھا یہہ حال سنکر نظام شاہ بحری نے اس پر
لشکر کشی کی اور ۹۹۰ھ مین قتل ہوا اور سلطنت عماد شاہیہ کا خاتمہ ہوگیا -

پنجم سلطنت قطب شاہیہ جن کا پایۂ تخت گول کنڈہ تھا -

سلطان قلی قطب شاہ کا حال - سلطان قلی اس سلطنت کا پہلا بادشاہ خاندان قطب شاہ کا بانی ہے
یہہ شخص موضع سعد آباد سلطنت ہمدان مین ۸۷۰ھ مین پیدا ہوا اور بیس سال کی عمر مین ملکی دشمنون کے
ڈر سے اپنے چچا اللہ قلی بیگ کے ساتھ عراقی گھوڑون پر بارادہ سوداگری دار السلطنت بیدر مین
آیا اور بوساطت امراء کے سلطان محمود بہمنی کے دربار مین باریاب ہوا اور چند روز ٹھہر کر اللہ قلی بیگ
خلعت انعام و اکرام پاکر دربار سلطانی سے رخصت ہوا اور یہہ سلطان کے پاس ہکر پرورش
و تربیت پایا اور آخر مین بعہد وصول پیشکش قلعہ گولکنڈہ پر مامور رہا اور ملک تلنگ کا ناظم تہا اور قطب الملک کا
خطاب دربار بہمنیہ سے حاصل کیا سولہ سال تک طاعت کا دم بھرتا رہا لیکن جب سلطان محمود بہمنی انتقال کیا
اور سلطنت بہمنیہ مین ضعف آگیا تو اس نے منحرف ہوکر خود مختار بادشاہ بن گیا اور قلعہ گول کنڈہ اپنا
تخت گاہ قرار دیا - اور سرحد گولکنڈہ سے دریا شور شرقی تک اور قلعہ پانگل و مچھلی پٹن اور راجمندری
درانج کنڈہ و کونڈپلی و دیلور وغیرہ وغیرہ سترہ قلعہ اپنے قبضہ تصرف مین لایا اور راجہ ہرچند کو قید اور تلنگانہ کو
مفتوح کیا بت خانجات توڑ پھوڑ ڈالا مملکت کو وسعت دی اور یہہ پہلا بادشاہ ہے جس نے ملک دکن مین مذہب شیعہ کو
شایع کیا اور خطبہ اثنا عشریہ کا پڑہوایا جمشید خان اسکے فرزند کو از دیاد سلطنت تھی اور اپنے باپ کی زیادہ عمر ہونے
سے رنجیدہ خاطر ہوکر اس نے خفیہ میر محمود ہمدانی ملازم کو تولی کو اسکے قتل پر آمادہ کیا اوس نے ایک دن قابو پاکر

بادشاہ کو بحالت نماز نین زخم ایسے مارکہ جس سے اوسکی روح پرواز ہو گئی یہہ واقعہ پیر کے دن دوم جمادی الثانی سنہ ۹۵۰ھ مین واقع ہوا نوے سال کی عمر پائی لنگر فیض اثر مین مدفون ہوا جسکا گنبد اجتک موجود ہے

جمشید قطب شاہ بن سلطان قلی قطب شاہ کا حال۔

اور جب میر محمود ہمدانی نے سلطان قلی کا اسطرح سے کام تمام کیا اور شہزادہ جمشید خان کے پاس اکر اوس کو خردہ سنایا اور بعض اہل فتنہ کے اتفاق سے حویلی پہ ملک زادہ قطب الدین کی جو بڑا فرزند سلطان قلی اور جانشین باپکا تھا جاکر زہر آلود سلائی اوسکے آنکھہ مین پہیر دی جس سے وہ اندھا ہو گیا اور بے کھٹکے جمشید خان تخت سلطنت پر بیٹھا۔ اس نے تخت نشین ہوکر خطبہ سکہ اپنے نام کا جاری کیا اور بعد اسکے اس نے اپنے چھوٹے بھائی شہزادہ ابراہیم کے نام اوسکی طلبی کے لئے دیورکنڈہ کو فرمان روانہ کیا چونکہ وہ پہلے ہی کل حقیقت اس کی سن چکا تھا اس نے جلد اپنے لوگون کو لیکر دار السلطنت محمد آباد بیدر چلا گیا اور جب وہان پہنچا امیر ملک برید نے اس کو مہمان رکھا اور اپنے متفرق فوج جمع کرکے شہزادہ ابراہیم کو ہمراہ لیکر بارادہ جنگ قلعہ گولکنڈہ کا رخ کیا اور یہان اکر قلعہ کا محاصرہ کیا جمشید قطب شاہ نے بھی دشمن سے مقابل آرا ہوا۔

قریب تھا کہ امیر ملک برید اور اوسکا بھائی خان جہان برید قلعہ کو فتح کرلے مگر اس اثنا مین شاہ طاہر برہان نظام شاہ جو جمشید قطب شاہ کی مدد کیلئے چلا آتا تھا اوس نے مقام کوہیر مین آکر بسبیل جنگ ڈالی اور وہان کا قلعہ قطب شاہ کے نام سے اپنے تصرف مین لیا۔

ملک برید نے جب یہہ خبر سنی قلعہ گولکنڈہ کا محاصرہ چھوڑکر اٹکی و بیٹرم سے ہوتے ہوئے دار السلطنت بیدر کی طرف روانہ ہوا۔ اوس نے راہ مین شہزادہ ابراہیم سے اوس کا عمدہ قیمتی گھوڑا و ہاتی مانگا تو شہزادہ ملک برید سے آزردہ خاطر ہوکر بیجانگر مین چلا گیا۔ رام راج والی بیجانگر نے اسکی خاطر و مدارات کی۔ اور یہہ وہین رہا۔

اور اس واقعہ کے بعد جمشید قطب شاہ ایک لخت عیش و عشرت و شراب و کباب مین ڈوبگیا آخر کار عارضہ سرطان مین مبتلا ہوکر سنہ ۹۵۷ مین دار البقا کا رستہ لیا اور اپنے باپ کے مقبرہ کے پاس سپرد خاک ہوا یہہ بادشاہ شعر بھی کہتا تھا چنانچہ ایک دو ابیات اسکے طبعزاد حوالہ قلم این۔

اے تبو ختم ملک زیبائی ؛ گاہ عشق تو یافت بالائی ؛
کاکل و چین زلف خال لبت ؛ ہر یکے در کمال رعنائی ؛

ولہ

بے لب لعل بتان بادہ حرام است مرا ؛ لب میگون چہ سر جام حرام است مرا
با سر زلف تو سودا اے سیاہی دارم ؛ این چہ سودا است کہ باز زلف چو شام است مرا

سلطان ابراہیم قطب شاہ بن سلطان قلی قطب شاہ کے سلطنت کا حال

اور جب جمشید قطب شاہ مرگیا تو تخت نشینی مین جھگڑا پڑا بعض نے سبحان قلی قطب شاہ ہفت سالہ بچہ کو تخت سلطنت پر بٹھا دیا مگر اس کی کم عمری کے نظر کرتے جگدیو راو نایکواڑی مع دیگر نایکواڑیان قلعہ محمد نگر کا باہم مشورہ ہوا کہ شہزادہ دولت خان کو قلعہ بھونگیر سے لاکر تخت نشین کردیوین یہہ مشورہ ہنگر والدہ سبحان قلی نے سیف خان عین الملک کو مدار المہامی سلطنت کے لئے تجویز کیا اور اوسکو احمد نگر کو بلوا بھیجا۔ اور جگدیو راو نایک واڑی مصطفیٰ خان اور جگپت راو کی مخالفت کیوجہ سے مع اپنے فوج کے دار السلطنت گلکنڈہ سے بھونگیر چلا گیا اور وہان پہونچکر عہدہ دارون سے ملکر شہزادہ دولت قلی کو قلعہ سے نکال کر تخت نشین کردیا اور بہت سے تعلقات اپنے تصرف مین لایا۔

اتنے مین سیف خان عین الملک گلکنڈہ مین پہونچکر عنان مدار المہامی اپنے ہاتھہ مین لی اور بندوبست ملک مین مشغول ہوا۔ اور جگدیو راو کی گرفتاری کی فکر کی یہہ خبر سنکر جگدیو راو بارسال تحایف و ہدایا تفال خان والی برار سے امداد چاہی وہ بر سر کمک آگیا اور تعلقہ سیرم مین سیف خان عین الملک کے لشکر سے مقابل آرا ہوگیا اور لڑائی شروع ہوئی آخرش لشکر دشمن کو شکست ہوئی اور عین الملک

غالب آیا اس نے قلعہ بھونگیر تک تعاقب کرکے اوسکا محاصرہ کیا آخر شہزادہ و جگدیو راؤ سے
صلح ہوئی اور ان ہر دو کو قید کرکے قلعہ گلکنڈہ میں چلا آیا اس معرکہ کے بعد عین الملک کا
غرور و تکبر حد سے زیادہ گذر گیا اور جمیع امرا کو اس نے بیدخل کردیا۔ اسکا ارکان دولت نے
یہہ حال دیکھکر باہم مشورہ کیا کہ شہزادہ ابراہیم کو بیجانگر سے طلب کرکے اوسکے سر پر تاج
شاہی دہریں اور اوسکے طلب میں عرضیاں بھیجیں یہہ حال سنکر شہزادہ ابراہیم سید حاجی و خان اعظم
کو لیکر روانہ ہوا اور دریا گنگل پہونچا تو اسکے پاس تین ہزار سوار و پانچ ہزار پیدل کی جمعیت فراہم
ہوگئی اور آگے بڑھا تو بہت سے لعیان و ارکان دولت قطب شاہی گلکنڈہ سے اسکے پاس چلے آئے
عین الملک نے جب یہہ کیفیت سنی متفکر ہوکر صبری خان و جگپت راو اور حاجی خان کو قلعہ گلکنڈہ
میں چھوڑا اور خود خداوند خان حبشی اور عالم خان و اخلاص خان حبشی و قبول خان و تاج خان
کو ساتھ لیکر ابراہیم قطب شاہ کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوکر قلعہ کہن پورہ تک جا پہونچا۔
اتنے میں ابراہیم قطب شاہ کا فرمان نایک واڑیوں کے نام آپہونچا اور نایک واڑیان جگدیو راؤ
کی اشارہ پر ابراہیم قطب شاہ کے مطیع ہوکر بحیلہ قلعہ گلکنڈہ کے بندوبست میں شرکت ظاہر کرکے
جگپت راو کو قید اور جگدیو راؤ کو رہا کرلئے اور صبری خان و اخلاص خان و حاجی خان خیرخواہان
عین الملک کو قتل اور ان کے سروں کو نیزے پر چڑھا کر تشہیر کردیا اور شہزادہ سبحان قلی کو معہ
تمام خزانہ و اسباب ضبط کرکے ایک عرضی ہمراہ امین خان منشی معہ سرہائے خیرخواہان عین الملک کے
ابراہیم قطب شاہ کے پاس روانہ کئے۔ یہہ خبر سنکر عین الملک کے ہوش اڑ گئے اور پریشان
ہوا آخر بہت سا نقد و جنس لیکر معہ پانچ ہزار سواروں کے براہ کولاس ممالک محروسہ کی حد سے
باہر بھاگ نکلا۔ اور ابراہیم قطب شاہ داخل قلعہ ہوکر تخت نشین ہوگیا۔ بروز دوشنبہ
بارہویں رجب ۹۵۷ھ میں بڑی شان و شوکت سے قلعہ گولکنڈہ میں جلوس فرما ہوکر [illegible]

خلعت اور انعام و اکرام سے سرفراز اور ملک کا بندوبست کیا اور اس بادشاہ کا یادگار تالاب ابراہیم پٹن و تالاب لنگر و کتبوہ بندو پل و کالا چبوترہ گلکنڈہ و تالاب حسین ساگر بصرف دو لاکھ ہون[ف] باہتمام حضرت حسین شاہ ولی بنا اور پل قدیم ہے۔ پل قدیم کے تعمیر کی وجہ مورخین نے یون لکھی ہے کہ اسکا بیٹا محمد قلی مسماۃ بھاگمتی نام ایک طوایف پر عاشق تھا اور وہ موضع چچلم جہان اب آبادی شہر حیدرآباد واقع ہے رہا کرتی تھی اس سے ایک روز حسب عادت قلعہ گولکنڈہ سے نکل کر ندی پر آیا اور اوسوقت ندی طغیانی پر تھی اسکو غلبہ عشق نے بیچین و بیخود کردیا ندی مین گھوڑا ڈالدیا اور پار ہوگیا خفیہ نگار نے اس سانحہ کی اطلاع بادشاہ کو دی حکم ہوا کہ بہت جلد پل تیار ہوجائے بیتعمیر اوسکی تعمیر مین متوجہ ہوا اور دوسرے موسم بارش تک تقریب دو لاکھ ہون کے صرف ہوئے اوسمین چار ہزار روپیہ باقی رہگئے تھے حکم دیا کہ اسکا کھانا پکواکر غریبون کو کھلوادیا جائے۔ ایک شخص نے بنا پل کی تاریخ صراط المستقیم لکھکر بادشاہ کے نذر گذرانی تو دیکھکر خوش ہوا اور پانسو اشرفیان اوسکے صلہ مین مرحمت کین اور اسی بادشاہ کے عہد مین ایک پہاڑ کوہ مولا کے نام سے مشہور ہوا۔ اسکا قصہ مورخین نے یون لکھا ہے کہ اس پہاڑ پر ایک بت خانہ تھا۔ ایک روز بادشاہ اتفاقاً چاندنی رات مین تفریحاً بالاحصار پر سے ادہر ادہر دیکھ رہا تھا شمال کے جانب ایک روشنی سی نظر آئی پوچھا کہ یہہ روشنی کیسی ہے اور رامی راو نامی ایک برہمن اسکے ہمنشین نے عرض کی کہ حضور اس پہاڑ پر جناب مولا علی کا علم ہے۔ لہذا انہیون نے روشنی کی ہے۔ بادشاہ نے کہا ہم بھی جمعرات کو چلین گے صبح ہوتے ہی برہمن نے جاکر بت کو نکلواکے ایک علم استادہ کروایا اور اطراف مین اوسکے سبز کپڑا بندھوایا اور بادشاہ جب وہان گیا چونکہ حضرت علی علیہ السلام کی تیرہوین رجب مین ولادت ہوئی ہے اسلیے اس نے اس روز ایک پرتکلف جشن حیدری ترتیب دیا اور غریبون کو کھانا پکواکر کھلوایا اوس روز سے پہاڑ پر ایک بڑی دہوم دہام سے میلہ ہوا کرتا ہے ؞

ربیع الثانی کو اسکا وصال ہوا قلعہ گلکنڈہ کے قریب اسکا گنبد و زیارت گاہ خلق اللہ ہے دیکھو مخازن الاعراس ۱۲ منہ

ف۲ ہون روپیہ آٹھ آنہ کا ہوتا ہے اوسوقت کا سکہ تھا ۱۲ منہ

اور اسی بادشاہ کے عہد مین بیجاپور سے تبرک نعل صاحب کا آیا۔ اور لنگر بارا امام تعمیر ہوا اور تیس سال نو مہینے اس بادشاہ نے سلطنت کی آخر اکاون برس کی عمر پاکر ۹۸۸ھ سنہ ف ۱ کو رحلت پائی مرد شجیع دلیر اور معاملہ فہم و قدر دان علم و ہنر تھا گنگ تقصبل اثر مین مدفون ہوا۔

محمد قلی بن ابراہیم قلی قطب شاہ کا حال

اور اسکے انتقال کے بعد اسکا بیٹا محمد قلی قطب شاہ تخت نشین ہوا۔ اور میر محمد امین اسکا وزیر تھا۔ اسی بادشاہ کا یادگار شہر حیدر آباد ہے۔ اور اسکی آباد ہونیکی وجہ مورخین نے یون لکھی ہے کہ جاگتی طوایف جو اس کی دشتہ تھی اوسکا خیال تو نہ تھا ہی حکم دیا کہ قلعہ گولکنڈہ جاہ و حشمت کے شایان نہین ہے و نہ امرا اور دولت دارکان سلطنت کو جیسا کہ چاہئے آرام ہے مین چاہتا ہون کہ ندی کے اوسطرف ابوانھائی شاہی کی بنیاد ڈالی جائے اور آبادی شہر چار راستون و چار بازارون پر قرار پائی جسمین چار طاق و چودہ ہزار دوکانین اور بارا ہزار محلے ہون چنانچہ ان تعمیرات کے بکمال رکھنے کے لئے ایک بڑی رقم جمع ہوئی میر ابو طالب خزانہ دار نے لکھا ہے کہ ان تعمیرات کی تیاری مین دو کڑور روپیون سے زیادہ صرف ہوئے۔

وسط شہر مین چارکمان رفیع الشان اور ہر کمان کے محاذی راستہ کشادہ ترتیب پاگیا۔ راستہ شمال کے طرف ایک بڑا دار الشفا اور اوسکے پہلو مین حمام۔ و شمال و غرب کے جانب خاص محل شاہی پر تکلف اور چارکمان کے مابین میدان چھوڑ کر ایک حوض بنایا گیا۔ و کمان شرقی پر نقارخانہ اور کمان غربی دروازہ خاص محل شاہی کا تھا جسمین لکڑی صندلکی اور میخین سونیکی نصب تھین نزاکت ذخیرہ اسکی اسی سامان پر قیاس کرنا چاہئے اور رخاص بلدہ مین جامع مسجد اور اوسکے پہلو مین ایک حمام متصل کمان جنوبی۔ اور ندی کے کنارے پر ندی محل اور نبی باغ آخر چارشنبہ کے جلسے کے لئے اور ایک وزوبا کا ظہور ہوا تو اوسکے دفع کرنے کے لئے دولت خانہ کے قریب ۱۰۰۳ سنہ مین خرچ سات لاکھ ہزار روپیہ امام باڑا بنوایا جسکو اب بادشاہی عاشور خانہ کہتے ہین ادھر اسکے متصل ایک مسجد

ایک مسجد بنوائی جو اب موتی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ اسکے سوا چند محل اور رنگین محل و عدالت
کے لیے داد محل و عمارات کوہ طور و محمدی محل و حیدری محل و حسنی و حسینی و جعفری محل غرضکہ اس بادشاہ کو
منظور تھا کہ آبادی شہر مثل مشہد مقدس صورت پکڑے چنانچہ اس لیے اس نے بجائے روضہ حضرت
امام ضامن علی موسی رضا کے چار مینار تعمیر کروایا جسکی تیاری میں قریب دو لاکھ ہن کے صرف ہوا یہہ چار مینار
سنہ ۱۰۰۰ ہجری میں تیار ہوا چونکہ یہہ بادشاہ عمدہ تعمیرات و صنعت معماری سے اسکو
زیب و زینت کی کوشش کرتا رہا اور اسکی سعی سے امرا و عمائد بھی اسکی پیروی کرنے لگے اور ہر ایک امیر اپنی حویلیوں
و باغوں کو آراستہ کرنیکے لیے کام میں ایک دوسرے پر سبقت لیگیا غرض قصبہ نرکھوڑہ و ابراہیم پٹن و بہمن
وپن چیرو اور شہر کے اطراف چار سمت دس دس کوس تک باغات و عمارات کی تعمیر ہوئی۔ اور بھاگ نگر
کے نام سے مشہور ہو گیا۔ جسکا چار لاکھ ہن محاصل وصول ہوتا تھا وہ کل رقم غریب لوگوں پر تقسیم و
علما و سادات کو تسلیم کر دیتا اور ساٹھ ہزار روپیہ لنگر امام میں اور بارہ ہزار ہن زوارین و مجاورین
کو دیا جاتا تھا اسکے عہد میں عاشور خانجات عشرہ محرم میں تمام ممالک محروسہ میں آباد اور لوگ تعزیہ
پرست ہو گئے اگرچہ شیعہ مذہب تھا مگر اس نے یہہ بھی حکم دیا تھا کہ جو شخص اصحاب ثلاثہ کی
نسبت تبرا کہیگا اوسکی زبان کاٹی جائیگی۔ ایک سائل اسکی سواری کے نزدیک آیا اور عرض کی یہہ ہاتھی معہ ہودج
جسپر بادشاہ سوار ہے بارہ امام کے نام سے مجکو دیدے اس نے فی الفور دیدیا۔

الحاصل اس نے تیس سال ۹ مہینے بکمال نیکنامی اور عیش و عشرت کے ساتھہ سلطنت کر کے آخر شراب
خواری میں مبتلا ہو گیا جسکے سبب سے روز بروز انواع اقسام کے بیماریوں میں مبتلا ہو کر آخرہ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ ہجری
اڑتالیس برس عمر پا کر مر گیا اور لنگر فیض اثر میں سپرد خاک ہوا۔

سلطان محمد قطب شاہ ابن محمد امین ابن ابراہیم قطب شاہ کا حال

اور اسکے انتقال کے بعد اسکا بیٹا سلطان محمد قطب شاہ تخت نشین ہوا۔
یہہ بادشاہ تخت پر متمکن ہو کر مثل اپنے چچا سلطان محمد قلی قطب شاہ کے

ایک نیا شہر بسانا چاہا۔ چنانچہ شہر کے مشرق طرف قلعہ کی بنیاد ڈالی اور نو لاکھ ہُن کی منظوری دی اور اوسمین عمدہ عمدہ عمارتین وعالیشان محل تیار کئے جسکا نام سلطان نگر رکھا۔

اور خاص شہر مین بھی اوسکا ارادہ ہوا کہ ایک عمدہ مسجد بنائی چاہئے۔ چنانچہ سنہ ۱۰۲۷ھ مین جمیع علما اور فضلا کو بلوا کر فرمایا کہ جس شخص کی نماز تہجد قضا نہوی ہو وہ اس مسجد کی بنیاد کا پہلا پتھر رکھے چنانچہ کسی نے نہ رکھا پھر بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے پتھر رکھکر بنیاد مسجد کی قایم کی۔ قریب تیس ہزار ہن اوس کی تیاری مین خرچ ہوے اور وہ مسجد اسکے بعد سلطان عبد اللہ و سلطان ابو الحسن تانا شاہ کے عہد تک تیار ہوتی رہی آخر بعہد دولت عہد عالمگیر مین باقی تعمیر اس مسجد کی سنہ ۱۱۰۴ھ مین عمل مین آئی۔ اب وہ مسجد مکہ مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ اور قلعہ گلکنڈہ کے باہر متصل گنبدون کے اور ایک دوسری عمارت سلطان پور کے نام سے بنوائی۔ مگر ہنوز سلطان نگر آباد ہونے نہین پایا تہا کہ اس عرصہ مین بیمار ہوگیا اور حال رحلت سلطان محمد قطب شاہ کا مورخین نے یون لکھا ہے کہ جسوقت اسکو شہزادہ عبد اللہ عزیز اپیدا ہوا تو نجومیون نے باتفاق یہہ بیان کیا کہ اس شہزادہ کا دیکھنا بادشاہ کو منحوس ہے بارہ برس تک دیکھنا چاہئیے ورنہ بادشاہ کیواسطے جان کا اندیشہ ہے چنانچہ شہزادے کی بارہ برس تک علیحدہ پرورش ہوتی رہی اور جب بارہ برس گذرے تو شہزادے کو آرزوے قدمبوسی شاہ ممدوح کی ہوئی اور بادشاہ کی شفقت پدری نے بھی جوش کیا چنانچہ ایک روز تاریخ نیک تجویز کرکے دیدار فرزند سے مسرت حاصل کی اور جشن شاہانہ ترتیب دیا گیا اوسی سال یہہ عارضہ تپ محرقہ مین بیمار رہا ہر چند علاج کیا گیا مگر کچھہ فایدہ مترتب نہوا آخر چودہ سال چہہ روز سلطنت کرکے بروز چہارشنبہ ۳ جمادی الاول سنہ ۱۰۳۵ھ مین ۳۴ سال ایک مہینہ بیس روز کی عمر مین یہہ نیک نام بادشاہ انتقال کرگیا۔ اور گنبد واقع لنگر فیض اثر مین مدفون ہوا۔

سلطان عبد اللہ قطب شاہ کا حال	اور اسکے انتقال کے بعد اسکا بیٹا سلطان عبد اللہ قطب شاہ سریر آرا ہے

نصب شاہیہ ہوا۔ یعنے بادشاہ ہوکر امراو دولت کا عزل و نصب شروع کیا۔ چنانچہ مندور خان کو
منصب میر جملگی پر سربلندی بخشی اور خواجہ افضل ترک کو جاگیر چار لاکھ ہن پر برقرار رکھا اور تا ہم بیگ
کوتوال شہر اور اوسکی نیابت مین حسن بیگ کو مقرر کیا۔ اور ایلچی بیگ کو سپہ سالار کرکے زمیندار اکلبکو
پر مامور کیا۔ اور حیات بخشی کو خلعت مصاحبت سے سرفراز کیا۔ مگر اس بادشاہ کی مدت عمر سیر و تماشہ
و عیش و عشرت و تعمیر عمارات مین گذری چنانچہ اس نے سیر و تماشہ کیواسطے باغ لنگم پلی بنوایا اور
گوشہ محل تیار کروایا تیس ہزار روپیہ کی بنیاد ڈالی اور اوسکے پاس ایک بڑا حوض سیر و تماشہ کے
لئے بنوایا۔ اور اسی بادشاہ کے عہد مین مصوران چین نے آکر بادشاہی عاشور خانہ کی آئینہ بندی
کی اور اسی بادشاہ نے ایک حکم جاری کیا کہ عشرہ محرم مین تمام قلمرو کے اندر نقارہ نہ بجے اور تنبولی
پان و قصاب گوشت نہ بیچین اور تمامی لذات سے امیر و غریب باز رہین چنانچہ طریقہ ہندو اور
مسلمان دونون مین جاری ہوگیا۔

اور اسی بادشاہ کیوقت سے رسم لنگر شاہی کا عشرہ محرم مین رواج پایا جسکا قصہ مورخین نے
یون لکھا ہے کہ سلطان عبداللہ قطب شاہ ایک روز بسواری ہاتھی پندرھوین ذیحجہ کو قلعہ کیطرف
جا رہا تھا اتفاقاً ہاتی بسبب مستی جنگل کیطرف چلا اور جو لوگ اسکے ہمراہ تھے وہ درہم برہم ہوگئے یہ حال
سنکر حیات بخشی بیگم اسکی والدہ روئی اور صحرا کے درختون مین ایک ایک صراحی و کھانیکا توشہ
بندھوا دیا اور ایک روز بہت گڑ گڑا کر بواسطہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے منت مانی کہ آٹھوے
اگر میرا فرزند صحیح و سالم مجھسے آملا تو مین سونیکی زنجیر فیل تیار کروا کر اپنے فرزند کے پاؤن مین
باندھکر لنگر نکالونگی اور وہ فقرا کو تقسیم کردونگی اتفاقاً ہاتی گرفتار ہوآیا اور ساتویں ذیحجہ مین سلطان
خیر و خوبی سے داخل محل ہوا فی الفور بیگم مذکور نے راتون رات زنجیر تیار کروائے اور بار ہویں
بجنت کرکے اوسکے دوسرے روز جلوس شاہانہ سے لنگر حسینی علم کو روانہ کی چنانچہ اجتک یہ رسم

دکن مین جاری ہے - اور ۱۰۴۵ھ مین اسی بادشاہ کے نام شاہجہان نے فرمان صادر کیا کہ ملک دکن مین تبرا ہوا کرتا ہے اور اُسکے علاوہ خطبہ مین شاہ ایران کا نام پڑھا جاتا ہے یہہ دونون طریقے مذموم ہین اگر موقوف نکرینگے تو تمہارا ملک ضبط و شاہی تصرف مین شامل کر لیا جائیگا -
غرض جب یہہ فرمان بصحبت عبداللطیف گجراتی کے صدور پایا تو ہردو طریقون کی سخت ممانعت کردی گئی اور ایک عمدہ پیشکش شاہجہان پاس بھیجی -

عالمگیر کا سلطان عبداللہ پر لشکرکشی کا باعث -

ایک روز میر محمد امین فرزند میر محمد سعید عرف میر جملہ المخاطب بہ معظم خانخان نشہ بادہ جوانی و دولت مین مست ہو کر مسند شاہی پر حالت نشہ شراب مین سوگیا اور تی کی سلطان عبداللہ قطب شاہ کو اوسکی یہہ حرکت ناگوار گذری تو دسبار نہ کردیا اسلیے میر جملہ بہ دل شکستہ خاطر ہو کر اورنگ آباد چلا گیا اور شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر سے جا ملا اور اوسکے وساطت سے دربار شاہجہانی مین بہ امر کی عرضداشت لکہی اور رستدعا یہہ تہی کہ فرمان شاہی میر جملہ کے طلب مین بنام سلطان عبداللہ قطب شاہ صادر ہو اور اوسمین یہہ بھی ذکر رہے کہ میر جملہ اور اوسکے متعلقین سے سلطان عبداللہ قطب شاہ تعرض نکرین غرضکہ فرمان شاہی ہمراہ قاضی محمد عارف کشمیری صدور پایا - سلطان عبداللہ قطب شاہ نے اس کا کچھ خیال نکیا ملکہ میر جملہ کا گہر بار ضبط اور اوسکے فرزند محمد امین کو قید کردیا - یہہ خبر سنکر شاہجہان نے عالمگیر کو سختی سے حکم دیا اور عالمگیر یہہ چاہتا تہی تہا اوس نے ایک حکمنامہ اس مضمون کا سلطان عبداللہ کے نام روانہ کیا کہ میرا فرزند سلطان محمد چاہتا ہے کہ اوڑیسہ کی راہ سے اپنے چچا شہزادہ شجاع پاس بنگالہ جاوے مگر اوسکا گذر حیدرآباد پر سے ہوگا پس لیاقت و بندوبست اور انتظام رہے کہ وہ تمہاری سرحد سے بحفاظت و آرام سے عبور کر سکے -

سلطان عبداللہ نے صاف دلی سے اس پیام کو یقین سمجھکر تیاری سامان ضیافت مین مشغول ہوا القصہ عالمگیر نے آٹھوین ربیع الاول ۱۰۶۶ھ مین پہلے اپنے فرزند سلطان محمد کو

حیدر آباد کے طرف روانہ کیا اور خود بھی سوم ربیع الثانی کو اوس کے پیچھے کوچ کیا۔ سلطان عبد اللہ قطب شاہ نے جب یہ سنا تو جلد محمد امین اور اوسکی والدہ کو رہا کرکے روانہ کیا اور محمد امین معہ اپنے والدہ کے بارہ کوس کے فاصلہ پر شہزادہ سلطان محمد سے ملاقی ہوا اور اپنی سرگذشت عرض کی شہزادہ نے یہ سنتے ہی حیدر آباد کا کوچ کیا ادہر سلطان عبد اللہ قطب شاہ نے بمجرد سننے اس خبر کے پنجم ربیع الثانی کو نقد و جنس لیکر داخل قلعہ گلکنڈہ ہو گیا۔ اور شہزادہ سلطان تالاب حسین ساگر کے کنارہ خیام پذیر ہوا۔ المختصر فوج قطب شاہیہ نے سنہدی سے مقابلہ کیا اور لڑائی شروع ہوئی ادہر شہزادہ نے بھی دلیرانہ خوب لڑا آخر فوج قطب شاہیہ نے پیٹھ دکھائی اور میدان جنگ شہزادہ کے ہاتھ رہا حیدر آباد کو فتح کرکے کارخانجات پر قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ کے بعد سلطان عبد اللہ قطب شاہ نے قلعہ گلکنڈہ سے جواہر نفیس و زنجیر فیل شہزادہ سلطان محمد کو پیشکش کیا مگر باطن میں تیاری جنگ و استحکام قلعہ میں مشغول ہو محمود عادل شاہ سے خواہان کمک ہوا اور اتنے میں عالمگیر بھی پہنچا اور شاہزادہ سلطان محمد سے ملحق ہوکر قلعہ گولکنڈہ کے روبرو مورچے قایم کرکے طرح جنگ ڈالی قلعہ سے بھی گولہ پر گولہ برستا تھا اور ہر یکی حملہ کا جواب مستعدی سے دیا جاتا تھا طرفین کے بہادران دلاور نے داد جوانمردی دئے اور بڑا کشت و خون ہوا المختصر مصلحت وقت سلطان عبد اللہ قطب شاہ نے ناگذیر اپنے داماد میر احمد کو عالمگیر کے حضور میں روانہ کیا اور زر بقایا پیشکش با ضمیمہ معمولی رحال و رسال و اسباب نفیسہ مرزا محمد امین پیش کیا اور خود بھی عالمگیر کے پاس چلا آیا اور خواہان صلح ہوا۔ آخر صلح اس شرط پر واقع ہوئی کہ سلطان عبد اللہ قطب شاہ اپنی لڑکی شہزادہ سلطان محمد کے قید نکاح میں دیوے اور اسکے سوا ایک کڑور روپیہ نقد داخل کرے چنانچہ ان شرطوں کو سلطان عبد اللہ نے قبول و منظور کر لیا اور عالمگیر نے بعد اس صلح کے مراجعت فرمائی الحاصل سلطان عبد اللہ قطب شاہ نے ساٹھ سال کی عمر اور چالیس برس

سلطنت کرکے بروز یکشنبہ تیسری محرم سنہ ۱۰۸۳ ہجری مین کاروبار سلطنت کو چھوڑ کر عالم عقبی کا رستہ
لیا اور لنگر فیض اثر مین مدفون ہوا۔

سلطان ابو الحسن تانا شاہ کا حال۔

اور اسکے انتقال کے بعد سلطان ابو الحسن تانا شاہ اسکا داماد
سید مظفر کی سعی سے پنجم محرم سنہ ۱۰۸۳ مین تخت نشین ہوا اور سید مظفر نے خدمت وزارت پائی
یہہ بادشاہ خاندان قطب شاہیہ کا ڈوبتا ہوا آفتاب اور سلطنت شمعہ کا گل ہوتا ہوا چراغ ہے
اس نے تخت پر بیٹھتے ہی حکم دیا کہ فرد گوشوارہ خزانہ عامرہ مرتب ہوکر جلد پیش ہو۔ میر مظفر
وزیر نے پیش کی اور بعد ملاحظہ حکم دیا کہ اس کو چار حصون پر منقسم کرین ایک حصہ ہمارے عیش و
عشرت کیلئے اور دوسرا حصہ خیرات کردیا جائے اور تیسرا حصہ تنخواہ سپاہ مین پیشگی تقسیم
ہونا چاہیے اور حصہ چہارم ضرورت کیلئے خزانہ مین جمع رہے۔
وزیر آداب بجالایا اور عرض کی کہ مملکت دکن مین ہمیشہ معرکہ جنگ رہا ہے اور لڑائیان در پیش
رہے ہین اگر شاہی خزانہ اسطرح خالی رہیگا تو ان مہمات عظیم کا کیونکر بندوبست ممکن ہوسکیگا
سلطان ابو الحسن نے یہہ سنکر کہا کہ شاہان سلف نے جمع کرکے بحفاظت رکھا آخر چھوڑ گئے
مگر ہم اپنے ساتھ لے جائینگے۔
الغرض اسکے تھوڑی ہی زمانہ بعد سلطان ابو الحسن سید مظفر وزیر نیک تدبیر سے ناراض ہوگیا
اور اس کو معزول کرکے مادنا پنتلو کو وزارت سے سرفراز کیا اور اسنے اپنے بھائی اکنا کو
اپنا پیشکار بنایا۔ یہہ دونون رفتہ رفتہ سلطنت کے مختار کل ہوگئے اور شاہی اہلکاران قدیم کو
موقوف اور اپنے ہمقومون کو بڑے بڑے کامون پر مامور کئے اور اہل اسلام کو بنظر حقارت
دیکھنے لگے بیرون شہر پنت گھیرہ مین ایک دیول تھا اسکے اکثر اوقات سوار ہوکے وہان
جاتے تھے اور جس وقت ہنود کا تہوار آتا حشمت وجلوس سے سوار ہوکر [illegible] کو

اپنی سواری کے ہمراہ لیجاتے تھے غرضکہ ابوالحسن رات دن شرابخواری و عیش و عشرت مین غرق رہا کرتا تھا اور یہہ دونون کل امور سلطنت پر مقتدر تھے عدل و انصاف کا نام نہ تھا سادات و مشایخ و فضلا و شرفا کو انہون نے تنگ کر رکھا تھا اور عالمگیر کو بھی اس کی خبر لگ رہی تھی آخر سلطان ابوالحسن کو تین چار مرتبہ نصیحتنامہ لکھا کہ اپنی بُری عادتون سے باز آؤ اور رعایا کی استمالت کرو اور خوش و خرم رکھو لیکن اسپر اس نے کچھ بھی خیال نکیا۔

القصہ عالمگیر نے پہلے تسخیر بیجاپور کا ارادہ کیا چنانچہ شہزادہ محمد اعظم اور غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ معہ لشکر جرار بیجاپور کے طرف روانہ ہوئے۔ مہم مین طوالت ہوئی خود عالمگیر نے اورنگ آباد سے نکلکر احمد نگر ہوتے ہوئے شولاپور کا رخ کیا اس اثنا مین سلطان ابوالحسن تاناشاہ کا ایک خط عالمگیر کے نظر سے گذرا جسمین لکھا ہوا تہا کہ مین مراسم بندگی ٹہیک بجالایا مگر تم نے سکندر عادل شاہ کو یتیم جانکر بیجاپور کا محاصرہ کرکے اوسکو تنگ کیا ہے اب مجہپر بھی واجب ہو گیا ہے کہ جیسے لشکر راجہ سنبھاجی مرہٹہ کا سکندر عادل شاہ کی مدد کر رہا ہے مین بھی اوس کی کمک کرون اسلئے اپنے سپہ سالار خلیل اللہ خان ہنگ جملہ کو معہ چالیس ہزار سوارون کے مامور کیا ہون دیکہون کہ تم کس کس سے مقابل آرا ہو سکتے ہو بعد ملاحظہ اس خط کے عالمگیر پہلے بذات خود سلطان ابوالحسن کے طرف متوجہ ہوا پہلے شہزادہ عالم شاہ بہادر شاہ اور خان جہان بہادر وغیرہ کو روانہ کیا۔ انہون نے جاکر سرحد کے قلعون سے چہیڑ چہاڑ شروع کردئے۔ اور سلطان ابوالحسن کے طرف سے خلیل اللہ خان نے باتفاق شیخ منہاج و رستم راو چچازاد برادر مادنا کے قصبہ سیڑم و ملکہیڑ پر مقابل آرا ہو گیا۔ دونون جانب کے سپاہ نے داد مردمی و شجاعت دی مگر میدان جنگ لشکر سلطانی کے ہاتھ رہا اسپر بھی شہزادہ نے کہلا بہیجا کہ سیڑم و ملکہیڑ و پرگنہ اڑگی وغیرہ جس پر فوج شاہی نے قبضہ کرلیا ہے سلطان ابوالحسن اگر اس سے دست بردار ہو جائے تو مین

یہین سے تمہاری سفارش حضور سلطانی مین عرضداشت روانہ کرکے صلح کرواتا ہون ۔
اس بات کو خلیل اللہ خان نے قبول کر لیا مگر شیخ منہاج اور رستم راو نے نامنظور کی آخر پھر
لڑائی شروع ہوئی اور اوسی روز ابوالحسن کے طرف سے ان کی کمک کے لئے اور بھی لشکر آ
پہونچا طرفین سے رزمگاہ گرم ہوئی بیکرو مکابرات بسیار شیخ منہاج و رستم راو مجروح ہو گئے اور دکہنیو نکے
پانون میدان کارزار سے اکھڑے اور راہ فرار لی اور لشکر سلطانی نے برابر انکا تعاقب کیا
ہوا چلا آیا اس لڑائی مین صورت یہہ ہوئی کہ اکثر سردارون مین نفاق پڑ گیا اور دکہنی فوج منتشر
ہو گئی ۔ چنانچہ دکہنیون کا لشکر پسپا ہو کر سلطان ابوالحسن پاس پہونچا تو خلیل اللہ خان کی شکایت
کی کہ اسکے سبب سے ہمکو شکست ہوئی اور رماد نانے بھی سلطان ابوالحسن کے ذہن نشین کیا خانموصوف
عالمگیر سے ملگیا ہے ۔ اس پر ابوالحسن بدظن ہو گیا اور اوس کے قتل کے درپے ہوا خلیل اللہ خان نے
یہہ سنکر بخوف جان خود سنہ ۱۰۹۶ ہجری مین شہزادہ سے جا ملا اور شش ہزاری منصب چہہ ہزاری سوار
و خطاب مہابت خانی سے سرفرازی حاصل کی ۔ یہہ حال سنکر ابوالحسن پوشیدہ مع تمام محل شاہی سے
نکلکر تمام صنادیق جواہرات و من و اشرفیون کے ساتھ لیکے قلعہ گلکنڈہ مین داخل ہو لیا ۔
اور جب ابوالحسن کا اسطرح قلعہ مین چھپکے سے چلے جانیکی خبر مشہور ہوئی تو تمام رات شہر مین حشر
برپا ہو گیا کئی ہزار شرفا پریشان حال اپنا اپنا مال و اسباب گھرونمین چھوڑ کے صرف عیال و اطفال
لیکر قلعہ مین چلے گئے ۔ اوباشان شہر نے قابو پاکر شہر کی غارتگری مین دست درازی شروع
کی ۔ اور بیشمار مال و دولت و محلات شاہی کا غارتگرون نے لوٹ لیا یہہ خبر سنکر شہزادہ نے
بے کھٹکے محلسرائے ابوالحسن مین داخل ہوا اور احکم الحاکمین کا شکریہ بجا لایا اور تاراجی شہر کا حال سنکر
چوبدارون کو مامور کیا جب غارتگرون نے نہ سنا تو کوتوال لشکر کو با تفاق اپنے دیوان کے
پانسو سوار دیگر گرداوری و بندوبست شہر کیلئے مقرر فرمایا اور خلایق کو اوباشون کی دست

درازی سے امن ملی - القصہ شہزادہ نے قریب اسی ہزار ہن نقد جنس پر ابو الحسن تانا شاہ
کے قبضہ کر لیا تو سلطان ابو الحسن تانا شاہ نے ایک معذرت نامہ عفو قصور کیلئے شہزادہ پاس
روانہ کیا اور جب معذرت نامہ شہزادہ کے نظر سے گذرا تو صورت صلح اس امر پر قرار پائی کہ ابو الحسن ایک کرور
جنس لاکھہ روپیہ اب دین اور اسکے سوا جو سالانہ مقرر ہووے دیا کرین اور مادنا اور اکنا جو باعث
بسبب خرابی سلطنت حیدر آباد ہین اون کو بید خل کر کے قید کر دین اور گڑھی سیڑم وکہیر
و دوسرے محالات مفتوحہ جو فوج شاہی کے تصرف مین آچکے ہین اون سے ہمیشہ کیلئے
دست بردار ہو جائین صلح کی یہہ شرطین قرار پائین مگر تانا شاہ کو مادنا و اکنا کا جدا ہونا گوارا
نہ تھا اس کے نسبت ابھی پوری طور پر گفتگو صاف ہونے نہین پائی تھی کہ شہزادہ بصدور
فرمان شاہی بیجاپور کے طرف رخ کیا - اور اس اثنا مین اتفاقاً ایک مرتبہ مادنا و اکنا جسکے
سر پر قضا آگئی تھی تبخانہ کے نزدیک جو متصل دیوار قلعہ کے تھا کچھہ مشورت کر رہے تھے
دشمنون نے قابو پا کر سر تن سے جدا کر کے شہزادے شاہ عالم پاس روانہ کر دیا -
الحاصل اورنگ زیب عالمگیر بعد فتح بیجاپور گلبرگہ شریف مین آکر زیارت حضرت خواجہ بندہ نواز
سید محمد گیسو دراز قدس اللہ سرہ سے مشرف ہوا - اور وہان سے پہلے ایک حکمنامہ بنام
سعادت خان صادر کیا کہ بہت جلد ابو الحسن تانا شاہ سے زر نذرانہ وصول ہو - تانا شاہ نے
جب یہہ سنا مجبور ہو گیا اور زر نذرانہ کے عوض نایاب جواہرات دیا - اس نے وہ جیسے
عالمگیر کے پاس بھیج دیا - لیکن جب تانا شاہ کو معلوم ہو گیا کہ اورنگ زیب عالمگیر خود ہی
اس طرف آنے والے ہین تو سعادت خان سے استرداد جواہرات کیلئے لکھا - خان موصوف
نے وہ لطیفہ تقریب کی کہ یہہ سنکر چپ ہو رہا - المختصر تانا شاہ نے ایک عرضی لکھی -
خلاصہ اسکا یہہ تھا کہ اختیار یا بی اختیار ہی سے جو کچھہ خطا ہوی فدوی اس کی سزا کو پہونچا

اب امیدوار معافی کا ہون - عالمگیر نے بعد ملاحظہ عرضی فرمان صادر فرمایا کہ تمہارے سے
تقصیرات بے گنتی صادر ہوتے رہے ہین منجملہ اون کے پہلے یہہ کہ کافر کو اقتدار دیا -
اور فضلا کو بے اختیار علانیہ بادہ خواری کی نہ اسلام سے کام رکھا نہ عدل اور ظلم مین
فرق سمجھا نہ فسق وعبادت سے واقف ہوے کافر حربی کی اعانت کی سمجھانے پر بھی ایک لاکھ
ہُن سمجاجی کے حوالے کیگئے اب ان تقصیرات پر امید لطف وکرم دنیا مین تو کیا عقبی مین بھی ناممکن
ہے - پس جب تاناشاہ نے یہہ جواب سنا پریشان ہو کر شیخ منہاج اور شرزہ خان و مصطفے خان
عرف عبدالرزاق خان مع دیگر نامور سردارون کو مقابلہ کیلئے روانہ کیا -

اور حیدرآباد سے دو منزل کے اوپر دونون لشکرونکا آمنا سامنا ہو گیا اور لڑائی شروع
ہو گئی - اس اثنا مین غازالدینخان فیروز جنگ کا عریضہ عالمگیر کے نظر سے گذرا کہ بعد تسخیر
بیجاپور قلعہ ابراہیم گڑہ پر بھی خاطر خواہ قبضہ ہو گیا ہے اور جان نثار بھی حسب الحکم سلطانی ایلغار
پہونچتا ہے - چنانچہ یہہ خبر لشکریان تاناشاہی مین مشہور ہوئی تو رہی سہی ہمت پسپا ہو گئی
الغرض لڑتے بھڑتے شاہ فتح نصیب نے اگر قلعہ گلکنڈہ کے روبرو دمدمے اور مورچے
قائم کر کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا -

مگر تاناشاہی فوج نے بھی لشکر شاہی سے دلیرانہ مقابلہ کیا اور قلعہ سے بھی برابر آتش
برستی رہی اور لشکر شاہی سے بھی پے در پے دلاورانہ حملہ ہوتے رہے اس زور
وشور سے فوج شاہی کے حملون کو دفع کیا کہ سب کے منہ پھیر گئے بیگڑون ہی کا
کھیت پڑا اور خواجہ عابد قلیچ خان بہادر نے داد شجاعت دی اور اس جوانمردی سے
دلاورانہ حملہ کیا لیکن بتقدیر آلہی ایک گولہ آلگا تو بازو جدا ہو گیا آخر جام شہادت نوش
فرمایا - اگرچہ شاہی لشکر اور سلطنت کے سامان کے سامنے ایک صوبہ کی کیا بساط تھی

تاہم نو مہینے کے قریب طول کھینچا - بالآخر تدبیرون کے جال پھیلائے گئے اور خفیہ سازشون کے
سبز نگلین لگائین گئین اور اکثر سرداران تاناشاہی مثل شیخ منہاج اور شیخ نظام وغیرہ بہت سے
اُدھر کے بے وفا اِدھر آن ملے اور شاہ مصلحت پناہ نے بھی اون دل شکنون کے دل بڑہانے
کے لئے کسیکو پنجہزاری اور کسیکو ہفت ہزاری منصبدارون مین شریک فرما لیا چنانچہ شیخ نظام
شش ہزاری منصب اور پنجہزار سوارون سے بخطاب مقرب خانی سے سربلند ہوا الغرض ۲۴ ذیقعدہ
سنلہ ہجری کی رات کے وقت شہزادہ محمد اعظم اور رکنی سپہ سالار معہ لشکر شاہی قلعہ کے ایک دروازہ
پر گئے جہان عبداللہ خان پنی سردار کے ماتحت فوج کا مورچہ قایم تہا وہ ملگیا اور پیچھے سے
دروازہ کہولدیا - فصیلون مین بھی معرکہ جنگ کیوجہ سے سوراخین پڑگئی تہین اُدہر سے
بھی روح اللہ خان و ممتاز خان و رنست خان و جان نثار خان و صف شکن خان وغیرہ سرداران لشکر
شاہی معہ فوج کے سیلاب کیطرح قلعہ مین گہس گئے اور دفعتہً قلعہ مین ایک غل اُٹھا اور ہلچل
پڑگئی - جو جانثار تمام دن توپ و تفنگ سے سینہ بسینہ رہے تھے پھر برسر مقابلہ ہوئے
اور باقی رات تلوارین مار مار کر کاٹی کہ وفاداری کے چہرے گلنار اور جان نثاری کے
پہول شاداب ہوگئے مگر مصطفےٰ خان عرف عبدالرزاق کی نمک حلالی و رفاقت ابوالحسن کی شہرہ کے
داد جوانمردی دی ۱۲ زخم کاری کہاکے بیہوش گر پڑا - غرض جب صبح نے اپنا گریبان چاک کیا
اور تارون نے آنکہون مین آنسو ڈبڈبا کر دامن سحر مین منہ چھپایا تو فتح یابون نے اور
بھی زور دیا - اور تاناشاہ کو موت سامنے دکہائی دی - ساتھ ہی حرم سرا سے رونے دہاری
کا غل اٹھا - سیفقت دیوان خاص سے اُٹھکر گھر مین گیا - اور دیوارون پر [illegible]
سے کہ آنسو سوگواری برس رہی تھی ہر طرف حسرت بھری نگاہون سے [illegible]
دیکھا اور ہر ایک کو سامنے بلا کر تشفی و دلاسا دیا اور ایک ایک سے عذر [illegible]

اور باہر آکر پھر مسند شاہی پر بیٹھ گیا۔ اتنے مین اس کو خبردارون نے خبر دی کہ حضور چند سرداران شاہی شہزادہ کے دربار سے رخصت ہوکر ادہر آرہے ہین۔ چونکہ اسکے کھانیکا بھی وقت تھا بکاول کے نام حکم بھیجا۔ اس عرصہ مین سرداران شاہی ہتیار دال مین اونچی بہنے اور تلوارین علم کئے ہوے آہی پہونچے اس نے سلام علیک مین سبقت کی اور اتنے مین بکاول نے آکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہے تاناشاہ نے اجازت لی اور سرداران شاہی بھی شامل ہوگئے ایک سردار نے طعن سے کہا کہ یہہ کیا وقت کھانیکا ہے تاناشاہ نے کہا کہ ہان مین اسیوقت کھانا کھایا کرتا ہون اس نے کہا کہ یہہ تو مین جانتا ہون۔ مگر اس حال مین آپ کا جی کھانیکو کیونکر چاہتا ہے کہا البتہ علی العموم تو لوگون کا بھی حال وخیال ہے۔ مگر انسان کو خدا پر نظر رکہنی چاہیئے جو شاہ وگدا دونون کا خالق ہے باپ دادا نے نہایت فارغ البالی سے عمر گذاری ہین نے چند روز نہایت فقیری بد تنگدستی اٹھائی۔ پھر خدا کی عنایت ہوئی تو اس ہیچمدار کو درجہ شاہی پر پہنچا دیا کہ جسکا وہم گمان بھی نہ تہا۔ الحمد للہ کہ اب کوئی آرزو باقی نرہی۔ لاکھون ہی حاصل کئے اور کروڑون ہی دیے ڈالے۔ عالم سلطنت مین جو تاناشاہ سے عمل ہوسکے اس کی تنبیہ وتادیب کے لئے خداوند عالم نے بادشاہت لے لی۔ اور اب مین بار گران سلطنت سے سبکدوش ہوا اور امر سلطنت خلیفہ عادل کے سپرد ہوئی۔

پھر کہکر بعد فراغ طعام آن بان سے سوار ہوکر چلا۔ قلعہ کے دروازہ پر شاہزادہ محمد اعظم ایک خیمہ مین کرسی نشین تھا اور دم دم کی خبرین اوس کو پہونچ رہین تھین اس کے پاس لے آئے شاہزادے نے اس کی خاطر جمعی کی اس نے اپنے گلے سے نایاب موتیون کی ایک مالا اتار کر شاہزادہ کو نذر کی۔ القصہ شاہزادہ نے تاناشاہ کو دربار شاہی مین

لے آیا۔ عالمگیر نے تعظیم و توقیر کی اور شاہی خیام میں نظر بند رکھا اور تھوڑے ہی روز بعد اس کو مع اہل و عیال ہمراہ جان سپار خان بہادر قلعہ دولت آباد میں روانہ کر دیا اور حکم دیا کہ جو کچھ مبلغ ابوالحسن کے کھانے اور پینے و لباس وغیرہ میں مطلوب ہو بفراغت تمام دیا جائے اور اس کو کسی بات کی تکلیف ہونے نہ پائے۔ سلطنت قطب شاہیہ کا نقش مٹ گیا اور ملک شاہی تصرف میں آگیا۔

مورخین نے ابوالحسن تاناشاہ کی مدت عمر یوں تقسیم کی ہے کہ چودہ سال طفلی میں اور چودہ سال تحصیل علم میں اور چودہ سال سید راجو حسینی رح کے حلقہ مریدین میں اور چودہ سال حکومت میں اور چودہ ہی سال قید میں گذار کر کے آخر اسہال کبد سے شب پنجشنبہ بارھویں ربیع الثانی سنہ ۱۱۱۲ ہجری میں انتقال ہوا اور حسب وصیت متصل روضہ مقدس حضرت سید راجو قتال حسینی والد ماجد حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہما اورنگ آباد میں مدفون ہوا۔

رستم دل خان صوبہ دار کا حال — الغرض اورنگ زیب عالمگیر نے فتح دارالسلطنت قطب شاہیہ اپنا خطبہ و سکہ بٹھا کر رستم دل خان کو صوبہ داری حیدرآباد پر سرفراز کر کے خود بدولت بڑے دبدبہ و جاہ و حشمت سے فتحیابی کے نقارہ بجاتا ہوا بیدر سے ہوتے ہوئے روانہ ہو گیا اور رستم دل خان تئیس سال تک حیدرآباد کا مستقل صوبہ دار رہا۔ اس نے ملک کا عمدہ انتظام کیا اور بے چراغ گاؤں کو از سر نو بسایا اور مالگذاری کا بندوبست کیا۔ انہیں اس عرصہ میں شاہ فتح نصیب عالمگیر اورنگ زیب مرہٹوں کی گوشمالی میں مصروف ہوا۔ چنانچہ سنہ ۱۱۱۱ بالکنڈہ والا مقرب خان دکنی کی کوشش سے سنبھاجی مرہٹہ مائہ فساد گرفتار ہو کر قتل ہوا اور قلعہ ستارہ جو مسکن و ملجاء مرہٹوں کا تھا مفتوح ہو گیا۔ مگر پھر بھی مرہٹے ہر طرف لوٹ مار میں مصروف تھے جن سے لشکر شاہی بھی تنگ تھا۔

المنتصر شاہ فتح نصیب اورنگ زیب عالمگیر بعد تسخیر بیجاپور و حیدرآباد و دکن سے مراجعت فرمانے احمد نگر ہوکر قیام کیا اور دکن کے ملکون کا انتظام در پیش تھا کہ بڑہاپے کے سبب سے بیمار ہوا اور جب وقت قریب آپہونچا تو ملک کو تین حصون پر منقسم کرکے شاہزادون کو تقسیم کیا ۔ چنانچہ شاہزادہ بہادر شاہ کو ہند اور شاہزادہ اعظم شاہ کو دکن اور شاہزادہ کام بخش کو بیجاپور رہا اور ان تینونکو وصیت نامہ لکھدیا ۔ اور آپ ۲۸ ذیقعدہ بروز جمعہ

عالمگیر کی وفات کے بعد شاہزادون کا باہم لڑ جھگڑ کے مر مٹ جانا ۔

۱۱۱۸ ہجری مین اس ملک فنا سے بچاس سال ، ۲ مروز پیرانے و ینداری مین سلطنت کرکے رخصت ہوا ۔ بڑا شجاع متقی دیندار و دانائے روزگار اور معاملات مالی و ملکی مین کار آزمودہ شخص تھا ۔ روضۂ شریف خطۂ حضرت شیخ زین الدین چشتی قدس سرہ اورنگ آباد مین سپرد خاک ہوا ۔ عالمگیر از جہان رفت ۔ اس کی تاریخ رحلت ہے اور اسکے وفات کے بعد زیب النسا شاہزادی نے بعجلت تمام شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو بذریعہ قاصد اس حادثے کی اطلاع دی اور لکھا کہ جسقدر جلد ممکن ہو یہان پہونچو ۔

یہ خبر سنتے ہی فوراً اعظم شاہ لشکر شاہی سے ملحق ہوا اور بعد ادائے مراسم ماتم داری دہم ذیحجہ بروز عید تخت پر جلوس فرما ہوکر لشکر شاہی اور رعیت کی استمالت وخاطر داری شروع کی اور خزانہ پر قبضہ کر لیا امرا دولت و ارکان سلطنت کو حکم دیا کہ دربار عام مین حاضر ہون ۔ ہر ایک کو رتبے کے موافق سرفراز کیا آصف الدولہ اسد خان کو بدستور عہدۂ وزارت پر بحال اور اسکے فرزند ذوالفقار خان کو حسب سابق سپہ سالاری پر برقرار رکھا ۔ اور بہادر شاہ بڑا فرزند عالمگیر جو صوبہ دار بنگالے پہ تھا اس لئے جب خبر انتقال شاہ مغفور کی سنی تو یکم ماہ محرم بروز شنبہ ۱۱۱۹ ہجری کو اکبر آباد مین جلوس فرما ہوا ۔ اور

اور اعظم شاہ کو لکھ بھیجا کہ ملک دکن وسیع ہے لہذا تمکو مناسب ہے کہ بحسب وصیت مغفرت پناہ کے اسپر
اکتفا کرو اور ملک ہندوستان کی سلطنت ہمارے سپرد رہے صلح بہتر ہے جنگ سے۔ اتحاد باہمی مین فوائد
بیشمار ہین۔ اعظم شاہ نے اسکے جواب لکھا کہ دو بادشاہ ایک ولایت مین نہین رہسکتے ہین۔ یہہ سنکر
بہادر شاہ نے اسباب جنگ فراہم کرکے آمادہ جنگ ہوا۔ ادہر اعظم شاہ نے مع سامان جنگ کوچ کیا اور
گوالیار پہونچا۔ اور اسد خان کو مع دیگر امرا ساتھہ لیا اور دہول پور پر قیام پذیر ہوا۔ بہادر شاہ یہہ سنکر
بذات خود اسطرف چلا اور دھاجو کے قریب مقام کرنیکا قصد تھا ہنوز اسکے خیام ایستادہ ہونے نہین پائے
کہ بیدار بخت شہزادہ اعظم شاہ مع چند امرا نامور مثل ذوالفقار خان وغیرہ کے آپہونچا اور دکنیون نے
جو اسکے ہمراہ تھے لوٹ مار شروع کی اور خیمون مین آگ لگادی یہہ سنکر بہادر شاہ نے طرح جنگ کی
ڈالی طرفین سے معرکہ جنگ گرم رہا قریب تھا کہ میدان جنگ سے بہادر شاہ کے قدم اکھڑے
اتنے مین اسکا بڑا فرزند جہاندار شاہ عین موقع جنگ پر بسر کمک آپہونچا اعظم شاہ کے دونون
فرزند اس معرکہ جنگ مین کام آئے اور اعظم شاہ نے بھی داد شجاعت دی مگر فوج مخالف سے
کسی ایک کی گولی اسکے ماتھے پر لگی فوراً ہاتی سے گر کے جان بحق تسلیم کی اور بہادر شاہ اس واقعہ کے
بعد خود تخت سلطنت پر جلوس فرما ہوگیا۔

ادہر بیجاپور مین شاہزادہ کام بخش کو جب خبر رحلت فرمائی عالمگیر بادشاہ مغفور کی پہونچی تو اسنے
دو ہی مہینے کے اندر بیجاپور کے بندوبست سے فراغ حاصل کر کے امرا کو منصب و خطابات سے
سرفراز و ممتاز کیا اور بیجاپور مین شاہانہ جلوس کر کے اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا۔

در دکن زد سکہ خورشید و ماہ		بادشاہ کام بخش دین پناہ

اور اسکے بعد کام بخش نے سات آٹھ ہزار سوار فراہم کر کے قلعہ حسن آباد گلبرگہ شریف پر آکر قبضہ کر لیا

حیدرآباد پر کام بخش کی یورش اور اسکا قبضہ

اور قلعہ واکن کیرا کو مفتوح کر کے حیدرآباد کا رخ لیا اور یہان آکر

حیدر آباد پر دفعتہ یورش کی اور رستم دلخان صوبہ دار کو پکڑ کے قید اور حیدر آباد پر اپنا قبض و
دخل کر لیا یہہ سنکر بہادر شاہ نے سنہ ۱۱۲۰ھ مین کام بخش کے نام پہلے ایک خط بمضمون
کا لکہا کہ اے عزیز مین تم اپنے حد سے قدم بڑہایا۔ حیدر آباد پر یلغار یورش کر کے رستم دلخان
خیر خواہ سلطنت کو ناحق قید کر لیا ہے بات اچھی نکی خیر جو کچھہ ہونا تہا سو کیا مگر اب بھی بہتر اور
مناسب وقت ہے کہ سکہ اور خطبہ دکن مین ہمارے نام کا جاری ہے اسکے سوا پیشکش معمولی ہر سال کا
ارسال کرتے ہین تو بھی اختیار دونون صوبون کا مین نے تم کو بخشا اچھی طرح سے ملک کا انتظام اور
بندوبست کر کے رعایا کی استمالت کرو اور خوش و خرم آسودہ حال رکہو۔ کام بخش نے اسکا کچھہ جواب
نہ دیا بلکہ رستم دلخان کو سختی سے مار ڈالکر اہلی محل مین دفن کروا دیا اور معتبر خان ایلچی بہادر شاہ
کو خفت کے ساتھہ قید کر کے جواب خط خصومت آمیز لکھکر روانہ کیا الغرض جب یہہ خط بہادر شاہ
کی نظر سے گذرا۔ اس نے باوجود موسم برشکال دکن کے طرف لشکر کشی کی اور منزل بمنزل کوچ
کرتا ہوا قصبہ نانڈیر جو شمال رویہ گوداوری ندی پر واقع ہے وہان پر اواخر شوال سنہ ۱۱۲۱ھ
مین آپہونچا۔ اس مقام پر گوبند سنگ نامی سکہون کے گرو کو جو تین سو جمعیت سکہون کے سات
ہمرکاب بہادر شاہ آیا ہوا تہا اوسکو کسی پٹہان نے مار ڈالا چنانچہ اسکی سمادہ اب تک نانڈیر مین
واقع ہے۔ غرضکہ بہادر شاہ نانڈیر سے کوچ کر کے اونتیسوین ذیقعدہ سنہ ۱۱۲۱ھ مین حیدر آباد سے
تین کوس کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوا اسوقت کام بخش کی فوج متفرق اور پراگندہ تہی صرف
اسکی رفاقت مین پانچ چہہ سو سوارون کی تعداد تہی وہ بھی برگشتہ خاطر۔ اور بہادر شاہ کے
ہمرکاب اسی ہزار جمعیت کی تعداد تہی۔ بہادر شاہ نے پہلے شاہزادہ رفیع الشان جہاندار شاہ کو
رنگ ہنگ بگاڑنیکے لئے روانہ کیا۔ اور اسکے پیچہے خانخانان اور ذوالفقار خان کو دس ہزار
سواران جرار دیکر بھیجا۔ کام بخش باوجود تہوڑے سے فوج ہونیکے خود ہی مقابل آ راہو گیا

اور طرح جنگ کی ڈالی - اور بان اندازون کو حکم دیا کہ ایک بارگی لشکر مخالف پر بان چھوڑین ادہر سے
بھی ذوالفقار خان نے مقابلہ کا حکم دیا اور خانخانان بھی وسکا شریک حال ہو گیا اور توپخانہ شاہی
سے بھی آتش برسانا شروع ہو گئی - کام بخش نے پینتیس ہزار سے دلاورانہ مقابلہ کیا مگر اس لڑائی
کا نتیجہ اُسکے خلاف اور میدان شاہی جنگ آوروں کے ہاتھ رہا آخر شہزادہ کام بخش مع
اپنے دونون فرزند محی السنہ اور فیروزمند کے زخموں مین چور ہو کر گرفتار ہو گیا اور یہ تینون
بہادر شاہ پاس لائے گئے لیکن تین چار پہر کے عرصہ مین کام بخش اور فیروزمند کا انہین زخمون
سے کام تمام ہو گیا ان دونون کی نعشین دہلی بھیجی گئین اور مقبرہ ہمایون مین سپرد خاک
کر دئے گئے - اس واقعہ کے بعد ذوالفقار خان المخاطب نصرت جنگ کی سفارش سے دلاور خان
نے صوبہ داری دکن پر سرفرازی پائی اور بہادر شاہ نے دار الخلافت دہلی کی طرف
مراجعت فرمائی مآثر الامرا مین لکھا ہے کہ دلاور خان کے بعد دار السلطنت حیدرآباد کی صوبداری پر ابو المنصور خان
مامور ہوا - اور اس کے بعد فرخ سیر کے عہد مین نواب آصفجاہ نظام الملک بہادر نور اللہ مرقدہ نے کل دکہن کی صوبداری کی
مستقلانہ سند حاصل کی - الی اصل مطلب ان واقعات کے تہوڑے ہی زمانہ بعد محمد شاہ بادشاہ ہندوستان کے
عہد سلطنت خاندان مغلیہ کے زوال سے مرہٹون کی ریاست تو خودسر ہو ہی گئی تھی - اسکے علاوہ اور کئی
صوبہ بھی دار الخلافت دہلی سے الگ ہو کر اون کی ریاستین علیحدہ علیحدہ قایم ہو گئین اور سلطنت دہلی مین ضعف
آگیا بادشاہ کی حکومت صرف نام ہی نام کی رہگئی چنانچہ راجپوتانہ اور صوبہ اودہ
اور صوبہ بنگالہ وغیرہ خودمختار بن بیٹھے ان سب سلطنت حیدرآباد دکن کے رئیسان مین

دار الخلافت دہلی سے صوبونکا علیحدہ اور خودسر ہو جانا -

سب سے پہلے رئیس نواب نظام الملک آصفجاہ فتح جنگ بہادر مغفرت مآب نور اللہ مرقدہ گذشتہ صدی کی تیسری دہائی مین انگریزون
کے کاروبار ملکی مین مداخلت کرنے کے زمانہ سے پہلے خودمختار ہو گئے گو مقابلتاً اس خاندان کے بعد خاندان آصفیہ بعد عروج
کو پہونچا یا - اب زمانہ حال مین بھی ایک سلطنت زبردست اسلامیہ ہندوستان مین ملجاو ماوا اہل اسلام جسکا حال ہم ناظرین کے
روبرو پیش کرتے ہین فقط
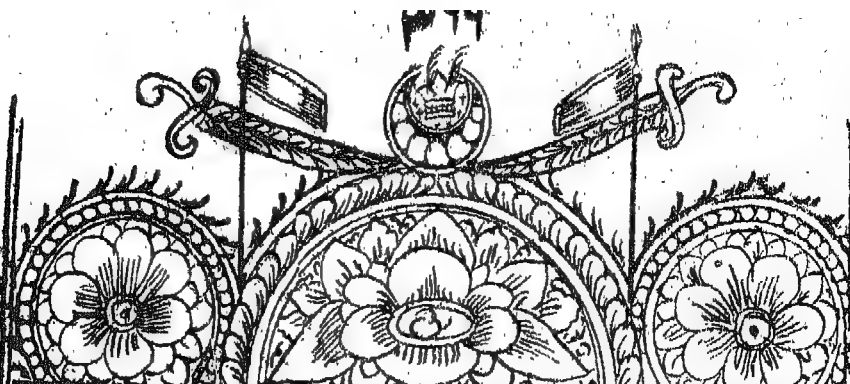
بسم اللہ الرحمن الرحیم

حال سرپرآرایان دولت آصفیہ فرمانروایان سلطنت حیدرآباد دکن صانہا اللہ عن الشر والفتن

ذکر خیر نواب نظام الملک آصف جاہ فتح جنگ بہادر مغفرت مآب نور اللہ مرقدہ

انکا اسم گرامی میر قمر الدین خان ہے اور آپکے نانا نواب سعد اللہ خان بہادر صاحبقران ثانی شاہجہان
بادشاہ ہند کے وزیر اعظم تھے اور جد امجد خواجہ عابد خان بہادر اور اون کے پدر بزرگوار عالم متبحر اور سمرقند
کے مشائخین اور بزرگون مین نامآور تھے اونتیسوین ۲۹ سال جلوس شاہجہانی مین سنہ ۱۰۶۵ھ کو خواجہ عابد خان
بہادر نے ہندوستان مین آکر شاہی ملازمت اختیار کر لی اور اوسکے بعد زیارت حرمین شریفین
کے لیے تشریف لیگئے اور بعد مراجعت سفر حرمین شریفین شاہزادہ محمد اورنگ زیب کے ملازمان شاہی مین
شریک ہوکر بڑی بڑی کارہا نمایان کے مقتدر ہوے اور جب اورنگ زیب تخت سلطنت پر بیٹھا تو آپ کو محکمہ
صدارت کی صدر نشینی سے سرفراز فرمایا اور اوسکے تھوڑے ہی زمانہ بعد (قلیج خان بہادر) کے خطاب
اور پنجہزاری منصب سے ممتاز فرمایا جس زمانہ مین عالمگیر قلعہ گولکنڈہ کا محاصرہ کیے ہوے سلطان ابوالحسن تانا شاہ خاندان
قطب شاہیہ کے بادشاہ سے نبرد آرا تھا ایک گولہ توپ کا عین معرکہ جنگ مین اس رستم دوران قلیج خان بہادر
کے سینہ پر لگا جس نے اس فرد میدان کی بہادری اور رستمانہ دلیری کے نشانہ اس دلاور کے صفحہ ہستی کو بھی الٹ
دیا۔ غرہ ربیع الاول سنہ ۱۰۹۰ ہجری کی چوتھی تاریخ دولت آصفیہ جد اعلے اس خرابہ
ہستی سے فضائے عالم قدس کیطرف رہگذر ہوا۔ آپ کا مقبرہ قلیج خان کے
نام سے نواح قلعہ گولکنڈہ مین موجود ہے اور قلیج خان کی درگاہ سے بلند آوازہ
[illegible] مے نوشین کے خلف الرشید میر شہاب الدین خان اوسی زمانہ مین ملازم شاہی تھے

سنہ ۲۳ جلوس عالمگیری میں باضافہ منصب خطاب خانی و بہادری مع فیل و نرکش بین لامثل ممتاز ہوئے اور سنہ ۲۴ جلوسی میں جب شاہزادہ محمد اکبر عالمگیر بیٹے اولوالعزم اور بلند اقبال بادشاہ سے قسمت آزمانا ہوا تو بعد فیصلہ مہم جنگ اس بہادر یکہ و الاحسبی اور عالی نسبی کے صلہ میں ہفت ہزاری ہزار سوار کے منصب سے ممتاز فرما کر (نواب غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ) خطاب گرانمایہ خلعت مرحمت فرمایا اور بعد فتح مہم بیجاپور فرزند ارجمند بے ریو رنگ خطاب صدر پر اور زیادہ کیا گیا۔

جب بہادر شاہ بہادری تخت مالک دیہیم و تخت ہوا تو پہلے ہی سال جلوسی میں ملک مالوہ کی صوبہ داری نواب محتشم کی نام نہاد ہوئے مگر چار سالہ حکمرانی کی بعد بفرمان قضا و قدر سنہ ۴ جلوسی میں رہگرائے عالم جاودانی ہوئے آپ کے متعلقین آپکا جنازہ دارالخلافہ دہلی میں لائے اور متصل اجمیری دروازہ اونہیں کے بنائے ہوئے خانقاہ میں سپرد خاک کیا چنانچہ آپ کا مقبرہ ابتک مشہور عام و خاص ہے۔

آپکے خلف ارشد میر قمرالدین خان بہادر آصفجاہ مغفرتمآب ہین سنہ ۱۰۸۱ میں ملک عدم سے کشور وجود میں تشریف لائے چہرۂ انور سے آثار امارت اور ریاست ہویدا تھے تھوڑے ہی زمانہ بعد دربار سلطانی سے چین قلیچ خان بہادر کے خطاب اور چار ہزاری منصب سے سربلند ہوئے اور بعد وفات عالمگیر بادشاہ غازی انار اللہ برہانہ جب بہادر شاہ تخت نشین ہوئے تو آپ کو خان دوران خان بہادر کا خطاب عنایت کیا اور صوبہ داری اودہ اور فوجداری لکھنو پر سرفرازی ہوئی مگر آپنے دارالسلطنت کو چھوڑا اور جب فرخ سیر بمعاونت بخت تاج و تخت کا مالک ہوا تو سنہ ۱۱۲۴ ہجری اول سال جلوس میں نظام الملک بہادر فتح نواز جنگ اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور صوبہ داری دکن سے بین الاقران

ممتاز ہوئے صوبہ داری دکن پر تین ہی سال گذرے تھے کہ صوبہ داری دکن سید
حسین علیخان امیر الامرا کے سپرد ہوئی اور نواب آصفجاہ بہادر کو بہ سبب برہمی اعیان
سلطنت و ارکان دولت کے فوجداری سنبل مرادآباد پر بادل ناخواستہ ہو جانا پڑا اور
بحکم شاہی زمینداران کوہ شوالک کی تادیب قرار واقعی کی گئی چند روز بھی نہ گذرے
تھے کہ سید حسین علیخان حاکم بہار اور اسکا بھائی سید عبداللہ خان حاکم الہ آباد جو اثنا عشری
مشرب اور متعصب فی المذہب تھے فرخ سیر کو شطرنج کا بادشاہ بنا رکھا تھا اور تمام ارکین
کا عزل و نصب بلکہ تمام امرائے ہند کے قسمت انھین دونون بزرگون کے ہاتھ مین تھے
چھ برس تک تو فرخ سیر انھین دونون کے اشارے پر چلتا رہا آخر بادشاہی نے حرکت
مین آئے اور آہستہ آہستہ ان دونون انجنون کے بزور قوت کو گھٹانا شروع کیا جب ان
بزرگون نے اسکے برلئے نام بادشاہ کے یہ در رونی رفتار دیکھی حق نمک اور پاس ملازمت کو
بالائے طاق رکھکر جابرانہ حکومت اور غاصبانہ قوت سے کام لیا اور تاج سلطنت فرخ سیر سے
چھین کر رفیع الدرجات کے سپر رکھدیا مگر یہ تاج مبارک ہوا تین ہی مہینے اس پر بھی یہی
معاملہ گذرا بہادر شاہ کا دوسرا بیٹا رفیع الدولہ تخت سلطنت پر بٹھایا گیا وہ مہینے کے
بعد اوسکے قسمت نے بھی پلٹا کھایا اور مثل یوسف اسیر چاہ زندان ہوا۔
تیسرا بادشاہ جسکو سیدون نے تخت نشین کیا بہادر شاہ کا پوتا روشن اختر تھا جو محمد شاہ
لقب سے ملقب ہوا سادات باریہ جو سلطنت کے کلیہ اور بادشاہ کے نفس ناطقہ تھے نواب
آصفجاہ کی دانش اور ہمت اور دلیری زور و جرات کو ہمیشہ رشک کی نظر سے دیکھتے تھے اور ڈرتے
رہتا نواب کا مصلحت نہ سمجھا مالک مالوہ کے صوبہ داری پر روانہ کیا سنہ ۱۱۳۲ میں بسبب ارکان
سلطنت و اعیان دولت عارضہ رشک و حسد و مرض نفاق سے مادہ فاسد غیر قابل شائستہ

اور سادات بارہ نے کار پردازان دولت کے استقبال کی فکر کرنے لگے نواب آصف جاہ بہادر
جو منتخب روزگار اور عقل و دانش مین غیر منتخب تھے ایسی حالت مین کہ آتش فتنہ و فساد ہر طرف بھڑک
رہی تھی اور ہر متنفس اسی آتش نے زینہار مین گرفتار تھا دہلی مین اپنا قیام پچاس سالہ عزت و آبرو کا کھونا
تھا اور بزرگون کے پیدا کی ہوی عزت کا خاک مین ملانا تھا بادل ناخواستہ عین موسم برشکال مین
براہ ملک مالوہ قلعہ اسیر پر قابض ہوے اور ناصر جنگ اور نصیر جنگ اپنے دونون فرزندون کو مع
متعلقین قلعہ مین چھوڑ کر بہ ہدایت خاص معہ توپخانہ دارالسرور برہان پور کا ارادہ کیا اور لال باغ
مین خیمہ زن ہوے محمد انور خان بہادر قطب الدولہ ناظم برہان پور نے ملازمت حاصل کی اور آپ کے
سایہ عاطفت و ظل دولت مین رہنا قبول کیا۔ اسی اثنا مین خبر آمد آمد سید دلاور خان بخشی فوج کی
باشارہ امیر الامرا سید حسین علیخان نواب آصف جاہ بہادر کے گوش زد ہوی نواب محتشم اوسیوقت
مردان کار سپاہ جنگ آزما کو ہمراہ لیکر دریای نربدا کے اوس طرف خیمہ زن ہوئے اور آتش جنگ
جدال طرفین سے بھڑکا اوٹھی سید دلاور خان عین معرکہ جنگ مین مردانہ مارا گیا اور نواب محتشم
مظفر و منصور برہان پور پر قابض ہوے امیر الامرا نے جب دار السلطنت مین یہ خبر دلخراش
سنی اوسیوقت اپنے ہمشیرزادہ سید عالم علیخان مبارز نامور و سید عالی گہر کو تاکیدی فرمان
بھیجا کہ بہادران جرار و نامورانِ آزمودہ کار کو ہمراہ لیکر اورنگ آباد سے بعزم مجادلہ آصف جاہ
مقابل صف آرا ہو ہر چند نواب قمر رکاب نے چاہا کہ سید مرتضوی گہر کے خون مین شمشیر خون
آشام کو رنگین نکرے گرچہ وہ بہادر کب مانتا تھا زبان تیغ سے جواب دینا چاہا کہ دونون طرف
فوجین بہ حرف مدغم کیطرح مل گئین اور تیغ وسنان نے اپنے جوہر دکھانے شروع کی چونکہ نصرت
و ظفر روز ازل سے نواب سپہر علم کے خانہ زاد تھی اور دولت و اقبال پرستار
فوج حریف نے شکست کھائی اور سید عالم علیخان مردانہ شہید ہوا نواب قمر رکاب مظفر و منصور

داخل اورنگ آباد ہوئے اور ملکی انتظام کیطرف مصروف تھے مگر جب امیر الامرا نے یہہ حادثہ جانگزا سنا بادشاہ کو ساتھ لیکر بارادہ مقابلہ دکن کیطرف روانہ ہوا اگرچہ بادشاہ سیدون کے ہاتھ مین تھا مگر اون سے بالکل غافل بھی نہ تھا اور انکی قید حکومت سے آزادی کا خواستگار تھا ادہر سیدون کے دشمن بھی تاک مین لگے تھے جب عظیم الشان فتح پور سیکری پہونچا اور سید حسین علیخان امیر الامرا سوار ہوگیا تھا اور ہنوز بادشاہ سوار ہونے نہ پایا تھا کہ باشارہ محمد امین خان بخشی میر حیدر کاشغری نے سید حسین علیخان کو پالکی مین تنجہ ہیبر قتل کرڈالا یہہ واقعہ سنہ ۱۱۳۲ھ ۶ ذیحجہ مین ہوا اور عزت خان امیر الامرا سید حسین علیخان کے بھانجے نے بادشاہ کے قتل مین کوشش کی مگر ناکام مارا گیا پھر بادشاہ دار الخلافت دہلی کیطرف متوجہ ہوا ۔

قطب الملک سید عبد اللہ خان نے جب اپنے بھائی سید حسین علیخان کے مارے جانیکی خبر سنی تو اوس نے ایک تیموری شاہزادی کو بادشاہ بنا کر دہلی اور آگرہ کے درمیان شاہ پور کی لڑائی مین شکست کھائی جس سے ان سیدونکا بقیہ تقیہ زور و بل بھی ٹوٹ گیا مورخین ان دونو سیدون کو جو شیعہ مذہب تھے ہندوستان کا بادشاہ گر کہتے ہین ۔

الغرض بادشاہ نے اعتماد الدولہ کو اپنا وزیر کیا یہی اعتماد الدولہ وہی امین خان بخشی تھا جسکے اشارہ سے میر حیدر کاشغری نے سید حسین علیخان کو قتل کیا تھا سید کے خون ناحق نے اوسکو بھی وزارت سے متمتع ہونے دیا اجل نے اوس کا کام بھی تمام کیا بادشاہ نے بعد مرگ اعتماد الدولہ نواب آصف جاہ کو دکن سے طلب کیا پانچوین جمادی الاول سنہ ۱۱۳۴ھ مین خلعت وزارت و صدارت کل سے ممتاز بین الاقران والاماثل ہوے ۔

سال پنجم جلوسی مین معز الدولہ حیدر علیخان خراسانی ناظم گجرات کی باغیانہ سرکشی بارگاہ شاہی مین مسموع ہوئی نواب آصف جاہ بہادر معہ دس لاکھ روپیہ نقد صوبہ داری مالوہ

اور گجرات پر بقبضہ وزارت و صوبہ داری ملک کن حیدر علیخان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوے
حیدر علیخان رانا سے اُودہپور کی عملداری مین بھاگ گیا نواب آصف جاہ بہادر نے حامد خان
اپنے چچا کو پیشگاہ حضور سلطانی سے معز الدولہ صلابت جنگ کے خطاب سے سرفرازی دلواکر نیابت
صوبہ داری گجرات پر مقرر فرمایا اور نیابت صوبہ داری مالوہ پر عظیم اللہ خان بہادر اپنے
چچازاد بھائی کو مقرر کرکے دہلی کیطرف روانہ ہوے اور بعد باریابی پیشگاہ سلطانی سے
خلعت انعام شاہی سے ممتاز ہوئے ۔

اگرچہ ادھر صوبون مین اب بھی فساد باقی تھا مگر جب دربار شاہی نواب آصف جاہ بہادر کے حسن انتظام سے صاف ہوا تو بادشاہ
کی رنگین طبیعت نے اپنا اصلی رنگ دکھانا شروع کیا خنیاگران زہرہ طلعت کیطرف مائل ہوا نغمہ و سرود کی محفلون کا
دربار عام تھا رعیت بھی پشتون سے عیش و عشرت کی خوگر اور شاہی انعامات سے
مالا مال تھی گھر گھر لولیان حور پیکر سے دن عید رات شب برات ہوگئی ایسی کس مپرسی
کیحالت مین ارباب فضل و کمال کو کون پوچھتا تھا ہزارون آدمی جمع تھے مگر بادشاہ کی طبیعت
کو اسطرف مائل دیکھکر سب اوسی رنگ مین رنگ گئے عالم رقص و سرود مین کبھی کبھی خود بدولت
بھی شعر گوئی کیطرف راغب ہوجاتے فارسی اردو دونون زبان مین طبع آزمائی کرتے چنانچہ
دو شعر ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہین ۔

یار در بر صبح بر سر فکر بر جایش کشید پیری مین نہ کسطرح کرون سیر جہان کی	ولہ	عاشقان شب بہر و روز بجیب در پایش کشید دن ڈہلتے ہی ہوتا ہے تماشا گزری کا

نواب امیر خان ایک قدیم الخدمت از خاندانی امیر زادہ تھا جو بلحاظ ہمت و امیرانہ دماغ
رکھتا تھا ساتھ اسکے لطیفہ گوئی اور بذلہ سنجی کا یہ عالم تھا کہ ہنگام بذلہ سنجی پھلجھری کیطرح منہ سے
پھول جھڑتے تھے خلوت اور دربار مین ایسی گل افشانیان کرتا کہ اہل دربار لوٹ لوٹ

جاتے تھے لطیفہ ایکدن بادشاہ نے پوچھا کہ امیر خان یہ جو پوت۔ سپوت۔ کپوت
زبان زد خلایق ہے اس کی اصل کیا ہے عرض کی کہ حضور اسی دربار مین تینون قسم
کے لوگ موجود ہین۔ بادشاہ نے پوچھا کیونکر کہا پوت تو یہی ہے جیسے حضور یعنے سلطان
ابن سلطان۔ اور سپوت محمد امین نام ایک مغل تھا جو ایران سے آیا یہان حضور کے
تصدق سے وہ مرتبہ پایا کہ باپ دادا کا فخر ہو گیا اور کپوت یہہ خانہ زاد کہ باپ دادا
حضور کے بزرگون کی جان نثار ہین اعلی اعلی عہدونپر ممتاز رہے اور یہ فدوی اسی حالت مین
گرفتار ہے۔ لطیفہ ایک دن امیر خان حضور مین اپنے بزرگون کی جان نثاریان
اور شاہجہان اور عالمگیر کی قدردانیان بیان کر رہا تھا۔ میرا باپ کابل مین ناظم تھا اور
اپنی عقل و تدبیر سے اسقدر مورد عنایت تھا کہ کئی مہمین دکن مین فتح ہوئین اور عالمگیر نے
یہہ فتوحات اوس بہادر کے نام پر لکھے یہہ خاندان اوسی سور بہادر کا ناخلف یادگار اور
پابہ شکست گرفتار حضور شاہی مین حاضر ہے۔
غرض کہ بازاریون اور سوقیون کی صحبت تھی اور عیش و عشرت کے جلسے تھے مہتاب
باغ اور حیات بخش کے باغون کو ہمیا گرارم کا جو ہرا بھر زمین ہند مین بنایا تھا نہرونمین نواڑے
پڑے رہتے بادشاہ اونمین بیٹھتے ناچ رنگ کے جلسے جمتے اور شراب کے دور چلتے جب
برسات آتی تو ان کے ہان بہار آتی قطب صاحب رح کے جنگل ہری سے ہرے بھرے
ہوجاتے ہین یہہ شہر چھوڑ کر وہان جا رہتے حکم تھا کہ ابر سیاہ ہمارا نقیب ہے جب گرجنے
کی آواز آیا کرے اسیوقت کمر بندی ہوجایا کرے۔
شہر اور ہر ایک ملک در علاقہ پر جہین رہتے گر ہمارے دربار کے لطف اٹھانیکو اب اپنے
وہان چھوڑتے اور خود دربار مین چلے آتے تھے ظاہر ہے کہ جہان اہل دربار ایسے ایسے

خیال انکھین ہوئی وہان ملکی انتظام کا کیا ٹھکانا۔ تازہ گل یہ کھلا کہ وزیر اور سپہ سالار سے کہ توڑ نکلے
اپنے اپنے تجویز کی چونکہ نواب آصفجاہ بہادر دیرینہ سال اور عالمگیر کے آنکھین دیکھے ہوئے
تھے بادشاہ کو صلاحیت پر لانا چاہا۔ اور آئین شاہی جاری کرنے شروع کیے خلوت اور جلوت
مین بادشاہ کے وقتون کی تقسیم کی اور کاروبار ملکی پیش کرنے لگے رنگین مزاج مصاحبین
گھبرائے۔ نواب تخت نشین کے فکر مین مصروف ہوئے رنگیلے بادشاہ کو کچھ تو خود ہی یہ کام برے
وبال معلوم ہوتے تھے کچھ امیرون کے بہکانے سے نواب آصفجاہ کے سعی و خدمات پر توجہ نفرمائی
جب نواب معزالیہ نے دربار کا یہ رنگ دیکھا حیدرآباد کی صوبہ داری کو اپنی [illegible] پر ترجیح دی
اور بعذر ناسازی آب و ہوا مرادآباد جانیکی اجازت لیکر خیام پذیر ہوئے اسی اثنا مین اتفاقاً
سنہ ۱۱۳۶ھ مین عماد الملک مبارز خان ناظم حیدرآباد مقرر ہوکر روانہ ہوگیا یہ خبر سنکر نواب
آصفجاہ بہادر مغفور مآب بپاشنہ کوب معہ خدم و حشم اورنگ آباد و پہونچے عماد الملک مبارز خان
جنگ آرا ہوا اور بست و سوم محرم سنہ ۱۱۳۷ھ اپنے دونون فرزند اسد خان اور مسعود خان
کے سمیت جنگ مین کام آیا اور خواجہ محمود خان و حامد اللہ خان فرزندان مبارز الدولہ عماد الملک
اسیر ہوئے نواب فلک رکاب بفتح و فیروزی وارد حیدرآباد ہوئے۔

جلال الدین محمود خان صوبہ داری حیدرآباد سے معزول ہوا اور عماد الملک کے بڑے بیٹے
خواجہ احمد خان کے اشک شوئی کی اور منصب شش ہزاری اور چہ ہزار سوار سے بخطاب
شہامت خان بہادر ممتاز فرمایا اور خواجہ محمود خان فرزند اصغر کو منصب پنجہزاری اور سہ ہزار
سوار و خطاب مبارز خان سے سرفراز کیا اور حامد اللہ خان کو منصب دو ہزاری ایک ہزار سوار
مشرف فرماکر امرا دولت آصفیہ مین داخل کیا اسی اثنا مین فرمان شاہی سنہ ۱۱۳۸ھ مین بخطاب
آصفجاہ اور منصب ہشت ہزاری ہشت ہزار سوار براہ دلجوئی آیا سنہ [illegible] مین حسب خواہش سلطانی

نواب آصفجاہ بہادر نے اپنے فرزند نواب ناصر جنگ بہادر کو اپنا قایم مقام اور انور اللہ خان کو
اون کا مدار المہام کرکے روانہ دار الخلافت ہوئے ۔
انھین دنون مین راجہ جی سنگھ صوبہ دار اکبر آباد اور باجی راؤ صوبہ دار مالوہ خودسر ہو گئے تھے ان
دونون سرکشون کی تادیب کے لئے حضور سلطانی سے نواب آصفجاہ بہادر مغفرت مآب مامور ہوے
اکبر آباد پہونچکر محی الدینصاحب اپنی عزیز کو نیابت صوبہ داری اکبر آباد پر چھوڑکر خود ملک مالوہ
کیطرف نہضت کی الغرض دریاے جمن سے اوترکر اٹاوہ اور مانک پور ہوتے ہوے بندیلکھنڈ
مین جا پہونچے وہان کا راجہ چونکہ باطاعت پیش آیا پھر وہان سے کوچ کرکے نواح بہوپال
مین پہونچگئے باجی راؤ وہان پر جو بے شمار لشکر لئے ہوئے پڑا تھا مقابل آرہا ۔
چونکہ ایکطرف کی دست بردسے سلطنت کے اعضا متزلزل تھے ادہر سے نادرشاہ جیسا
جلاد ہند کے طرف متوجہ تھا اور اسکے کارنمایان اور عجیب فتوحات کے شہرت عام خاص واقفت
تھے اسلئے بادشاہ دہلی کے طلب پر آصفجاہ بہادر کو رجعت قہقری کرنی پڑی ۔ نادر شاہ اصل
نام اوس کا نادر قلی امام قلی کا بیٹا تھا ایک کم پایہ شخص تھا جو بحیرہ خزر کے کنارے پر رہتا تھا مگر
اپنی دلیری اور مردانگی سے ایک نامور شخص ہو گیا اور جب مغربی افغانون کے سردار محمود اور
اوسکے بیٹے سردار اشرف نے ایران پہ حملہ کرکے وہان پر اپنا تسلط کرلیا تہا اوسوقت نادرشاہ
نے شاہ ایران کیطرف سے افغانون کو شکست پر شکست دی اور ملک ایران کو ادسکے
نیچے سے چھڑا یا مگر پیچھے آپ ہی سلطنت فارس کو دبا بیٹھا اور افغانون کے حملہ کا انتقام
لینے مین ہرات اور قندہار کو بھی فتح کرلیا پھر اس لچر حیلے سے کہ ہمارے بعض دشمن سلطنت
مغلیہ مین پناہ گزین ہین کابل پر چڑھ آیا یہان لشکری سے لیکر اہل قلم تک سب ایسی ستی لیکر ایسی
تک ایسے خواب خرگوش مین مبتلا تھے کہ ان متوحش خبرون سے بھی کان پر جون تک نہ رینگی

جب نادر شاہ کے آنیکی خبرین دیتے تھے تو امرائے دربار سنکر خفا ہوتے اور یہ کہتے کہ لڑکون کے کہے
بہت غلط ہیں وہ دور سے نادری لشکر کو کہان دیکھتا ہے اور جب نادر شاہ نے کابل کو آن گھیرا
تو وہان کے حاکم نے نہایت اضطراب سے عرضی لکھی جسوقت خریطہ پہنچا بادشاہ مہتاب
باغ میں عالم آب کا تماشا دیکھ رہا تھا۔ اور سامنے پریپیکر چھوکرون کے قطار کھڑی تھی
طبلہ پہ تھاپ پڑ رہی تھی اور جام مئے ارغوانی گردش مین تھا اوسے عالم مستی مین عرضیان
کابل کی عرضداشت پیش ہوی بادشاہ کو اوسوقت بدمست تھا عرضی کو لیکر گوشہ اسکا
شراب مین ڈبویا اور یہ مصرعہ پڑھا کہ ع این دفتر بیمعنی غرق مئے ناب اولی۔ چونکہ نواب
مغفرت مآب آصفجاہ بہادر کی دانائی و تجربہ کاری کو حریف بھی مانے ہوئے تھے جب
اہل دربار سے کچھہ بن نہ پڑا تو ناگزیر آپ کو بسلسلہ استقبال طلب کیا۔
نواب آصفجاہ بہادر نے بمصلحت وقت باجبر اوسے صلح کرکے دارالخلافت مین داخل
ہوئے۔ ادہر نادر شاہ نے کابل کو فتح کرکے بادشاہ کو نامہ لکھا اور اپنا ایلچی دربار شاہی
مین بھیجا یہان دربار شاہی مین یہہ زیر بحث تھا کہ جواب کیا لکھا جائے اور القاب کیا لکھا جائے
کیونکہ وہ اصل مین نادر قلی ہے کوئی خاندانی بادشاہ نہین ہے اتنے مین خبر آئی کہ اسکا
لشکر اٹک اتر آیا۔ یہان بھی کوچ کی تیاریان ہونے لگی اور چلتے چلتے کرنال پہنچے سب
نہر کے کنارہ برات کیطرح پڑے تھے برہان الملک کا انتظار ہو رہا تھا کیونکہ اسکی فوج کو بچا
کی پشت گرمی سے بہت ناموری تھی اتفاقاً جسدن وہ لشکر مین شامل ہوا اُسدن نادر شاہ بھی
قریب پہنچ گیا تھا اور یہان کسیکو خبر بھی نہ تھی چنانچہ اُسی دن گھسیارے خستہ و فگار بدحواس
دوڑتے آئے کہ ہم جنگل مین گھاس کھودنے گئے تھے نادری قزلباشون نے کئی آدمیون کو گرفتار
کرلیا۔ امرا نے پھر گفتگو شروع کی اتنے مین خبر آئی کہ چند قزلباش نادری برہان الملک سے بھڑ گئے

پر ؟ محمد صادق کر سکتے ہیں برہان الملک تلوار ٹیک کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ صاحب آپ کونسی بات باقی ہے جسکا انتظار کیا جائے یہ کہکر اُسی وقت روانہ ہوگیا۔

اور خان دوران نے بھی برہان الملک کا ساتھ دیا اور آدہ کوس کے فاصلے سے برہان الملک کے پہلو میں اپنی فوج جمادی۔

نادر شاہ بھی سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور فوج کے تین حصے کرکے ایک کو اپنے پاس رکھا اور دو کو دونوں کے مقابلہ میں مقرر کیا قزلباشوں نے برابر حملہ پر حملہ کرنا شروع کیا تھوڑی ہی دیر میں عیش پرورده فوجیں پریشان ہوگئیں بہت سے سردار مارے گئے اور خان دوران زخمی ہوکر میدان سے پلٹا شکست کی خبر اڑتے ہی خان دوران کے خیمے ڈیرے لٹ گئے۔

اُدہر برہان الملک اور اسکے چند رفیق میدان میں رہ گئے تھے وہ جوانمرد ہاتھی پر بیٹھا تیر مار رہا تھا کہ قزلباشوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا ایک جوان نیشاپوری اس کا ہموطن گھوڑا اڑا کر پہنچا - اور آواز دی کہ - اے محمد امین دیوانہ شدہ بکہ جنگ میکنی وبچہ اعتماد جنگ میکنی - یہ سنتے ہی برہان الملک نے ہاتھ روک لیا - قزلباش نے نیزہ زمین پر گاڑ گھوڑی کی باگ ڈور اُس سے باندہی اور جھپٹ کر رسا پکڑا اور ہودج کے اندر جا بیٹھا - برہان الملک ایرانی دستوروں سے واقف تہا - کمان ہاتھ سے رکھدی اور اپنے تئیں پنجہ تقدیر کے حوالہ کیا قزلباشی ہاتھی کو معہ فیل نشین اپنے لشکر میں لیگئے - نادر شاہ نے برہان الملک کی خطا معاف کی اور چونکہ شام ہوگئی تھی مع فوج اپنے خیمہ گاہ کیطرف پھرا اور برہان الملک سے دسترخوان پر مصلحت آمیز گفتگو کا سلسلہ چھیڑا - یہ خرابی لشکر دیکھکر نواب آصف جاہ بہادر دلیرانہ نادر شاہ کے پاس چلے گئے اور اپنی حسن تدبیر و فلسفانہ تقریر سے دو کروڑ روپیہ

لعل بہا لینے پر نادر شاہ کو مجبور کیا اور بعد عہد و پیمان رخصت ہو کر محمد شاہ سے سارا واقعہ
عرض کیا اور اس حسن خدمت کے صلہ مین حضور سلطانی سے خان دوران اور امیر الامرائی کا
خطاب بیش بہا عنایت ہوا دوسرا دن چونکہ ملاقات کے لئے ٹہیرا تھا اسلئے بادشاہ ہندوستان
اوہر سے بڑے تزک و احتشام سے روانہ ہوئے اُدہر سے نادر نے اپنے بیٹے کو استقبال
کے لئے بھیجا وہ رستہ مین آکر ملا بادشاہ نے تخت رواں کو زمین پر رکھوا کر ملاقات کی
اُس نے فرزندانہ طور سے معانقہ کیا۔ اور ہمرکاب ہو کر نادر شاہ کے پاس لیگیا۔ نادر شاہ
تا لب فرش استقبال کو آیا اور اپنی مسند پر نہایت تعظیم سے بٹھایا بعد اسکے برادرانہ اور
دردمندانہ باتین شروع کین بجائے ساغر جام جام چائے خطائی گردش مین آیا۔ نادر شاہ
اسوقت برک کی قبا۔ اسپر قراقلی یعنے سیاہ پوست برہ کا خفتان۔ اُسپر ایک برکی جبہ
پہنے بیٹھا تھا سر پہ کلاہ یا پاخ تھی۔ اودہر محمد شاہ شبنمی کرتہ ڈہاکہ کی ململ کا جامہ پہنے تھے اور
سر پہ چیرہ دستار تھی وہ بھی فرق نازک کو گران تھی گو بادکش مصروف مروہ رانی تہا مگر محمد شاہی
جامہ پسینے سے تر تھا اسنیجاً یا۔ نادر شاہ سے کہا کہ (رخت شما بسیار گرم است۔ برتن
گرانی نمیکند) و نادر شاہ نے جواب دیا کہ برادر جان من وہمین رخت گرم ست کہ مارا از
ایران تا باینجا رسانید۔ لطافت لباس شماست کہ نگزاشت از دہلی تا باینجا حرکت کنید
القصہ بادشاہ نے بطیب خاطر یہان سے مراجعت کی۔ برہان الملک نے جب نواب
آصف جاہ کے خلعت و خطاب کا حال سُنا تو نہایت کشیدہ خاطر ہوا اور یہ امر
اوسکو بہت ناگوار گزرا نادر شاہ سے عرض کیا کہ حضور نے یہ کیا غضب کیا جو ہندوستانی
قارونی خزانہ چھوڑ کر دو کرور روپیہ پر رضامند ہو گئے یہ رقم تو فقط غلام ادا کر سکتا ہے
اور شاہی خزانے دالدود ہاصنون کے گہر انون کے کیا ٹہکانے ہین۔ شہر یہان سے

چالیس کوس ہے حضور وہان تک تکلیف فرمائین۔ نادرشاہ اس فتوح غیبی کا امیدوار ہوکر عہدنامہ کے خلاف دغابازی سے داخل ہوگیا۔

پانچ چار دن کے بعد عید قربان آئی مسجد مین خطبہ نادرشاہ کے نام سے پڑہا گیا چونکہ وہ مادر ریاست تہا اسلئے بڑی دہوم کا تو زک و حتشام ہوا مگر قربانی اس عید کی عجیب و غریب ہوئی یعنی نماز عصر تک تمامی شہر مین امن و آمان سے عیش و عشرت کے جلسہ تھے بازاری سے لشکری تک سرگرم نشاط تھے کہ دفعتہ بہنگیر خانے مین بیٹھے بیٹھے ایک بہنگیر بول اٹہا کہ واہ محمد شاہ رنگیلے۔ آخر بادشاہی پیچ کہل ہی گیا۔ دوسرا بولا کیا۔ اُس نے کہا حرم سرا مین موقع تاک کر ایک قلماقنی سے نادر کو مروا ڈالا یہہ ہوا دفعتہ اڑی اور ہوا کیطرح تمام شہر مین گہوم گئی اتفاقاً نادری سپاہی جو ایک ایک دو دو گلی کوچون مین بے تکلف پہر رہے تھے اُن کو قتل کرنا شروع کردیا نادر کو خبر ہوئی تو حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہ پر قایم رہو اگر تم پر چڑہ آئین تو جواب دو نہین تو خاموش بیٹھے رہو الغرض رات بہر بیرا بر تلوار چلتی رہی۔ صبح تک سات سو آدمی ولایتی شمار ہوا جو جان تیرین نذر اجل کرچکے تھے نادر حیران ہوا کہ کرنال کے معرکہ مین کل تین سو لاتہی مرین اور بیس آدمی زخمی ہون اور شہر مین میرے صدہا سپاہی سطرح ضایع ہوجائین دنیا اُسکے آنکہو نمین تاریک ہوگئی فوراً گہوڑے پر سوار ہوا اور شہر کو دیکہتا بہالتا چلا کہ شاید مجہے زندہ و سلامت دیکہکر یہہ طوفان بے تمیزی ختم جائے اس پر بہی پتہر اور بندوقون کی بارش ہوئی ایک مصاحب زخمی ہوا جدہر نظر اوٹھ جاتے ہی قزلباشون کے نعشین سڑک پر نظر آتی ہین یہہ حال دیکہکر آنکہونمین خون اُتر آیا اور قتل عام کا حکم دیکر تر پولے تک آیا اور روشن الدولہ کی مسجد مین پہونچکر قتل عام کی علامت ظاہر کی یعنی تلوار کہینچکر مسجد مین بیٹھگیا۔ گلیون مین خون کے نالے بہ گئے۔ آگ کے شعلے ہر گہر سے اوٹہتے تھے اور گہر کے ساتھ جلتے تھے۔

نادرشاہ کا غصہ تھا یا خدا کا قہر دلی والون پر نازل ہوا تھا ایک بڈھا خواجہ سرا محمد شاہ کے
پاس رتا ہوا آیا اور عرض کیا کہ حضور کے باپ دادا کی تمام رعیت قتل ہو گئی یہہ سنکر بادشاہ
آبدیدہ ہوا یہہ شعر پڑھنے لگا ؎

دیدہ عبرت کشا قدرت حق را ببین	شامت اعمال ما صورت نادر گرفت

دوپہر کے قریب جب شہر مین کہرام مچ گیا تب نواب آصفجاہ بہادر کو مجبور کیا کہ ایسی حالتین
ہم لوگون کا یاور کوئی نہین ہے نواب معز تلوار حمائل کیے ہوے دیار نادرشاہ کے سامنے
پھونچے اور عرض کیا کہ ؎

کسے نماند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشی	مگر کہ زندہ کنے خلق را و باز کشی

نادر نے شرما کر سر جھکا لیا اور تلوار نیام مین کرلی اور کہا کہ بریش سفیدت بخشیدم ایسوقت
شہر مین ایرانی نقیب و چاوش امان امان کہتے ہوے دوڑے ایکساعت مین وہ ہنگامہ محشر
فرو ہوا سلطنت کے کاروبار کے ساتھہ دونون بادشاہون کی صحبتین پھر بدستور جاری ہوگئین
لطیفہ ایکدن نادرشاہ کے پیٹ مین گرانی معلوم ہوی محمد شاہ سے حال بیان کیا ایسوقت
علویخان حکیم آیا اور نبض دیکھکر دواخانہ کے داروغہ کو اشارہ کیا ایک مرصع کشتی پر زرنگار خوان
پوش پڑا ہوا آیا خوان پوش اٹھایا تو ایک مرصع مرتبان مین گلقند الماس چمچہ برابر دہر اگا جسمین کا
کانٹا رتی ماشے سمیت وزن کے اندازے کے لیے ساتھہ موجود تھا حکیم سوچتا تھا کہ کسقدر
گلقند اسمین سے نکالے اور وزن کرکے کھانے کو دے نادرشاہ نے خود ہی مرتبان
اٹھا لیا اور کھول کر دیکھا اور بعد اسکے دو انگلیان اندر ڈالکر چار نوالون مین مرتبان خالی کردیا
چونکہ اوسمین خوشبودار دوائین ملی ہوئی تھین اچھا معلوم ہوا اور کہا کہ حلوائے خوب و گیرپیار
لطیفہ ایکدن نادرشاہ ہوا کھانے کو سوار ہوا محمد شاہ نے کہا کہ ایران مین ہاتھی نہین ہوتا

آج انہین ہاتی پر سوار کر جب ہو وج مین جا کر بیٹھا تو آگے فیلبان کو دیکھا۔ پوچھا۔ این کیست
لوگون نے کہا کہ فیلبانست این را میراند۔ فیلبان سے کہا کہ عنانش بمن بدہ۔ اُس نے
عرض کیا کہ فیل عنان ندارد و با شارہ سر با ہم راہ میرود۔ ناک چڑھا کر بولا۔ نیشانید کہ ہرگز آنچنان
مرکبی کہ عنانش بدست غیر باشد سواری را نشاید۔

لطیفہ محمد شاہ کے ارباب نشاط مین ایک کنچنی تھی نور بائی اسکا نام تھا اور ناچ گانے
کے علاوہ حاضر جوابی اور لطیفہ گوئی کا یہہ عالم تھا کہ گویا منہ سے پھول جھڑتے تھے ایکدن
نادر شاہ نے بھی اسکا تماشا دیکھا۔ بہت محظوظ ہوا اور کچھہ انعام دیکر کہا کہ نور بائی روی
ہندرا سیاہ کن بیا کہ با ایران بریم۔ یہہ سُنتے ہی بائی جی کا دم بند ہو گیا۔ اور ساری لطیفہ
گوئیان بھول گئین۔ ولیکن ڈر مین کہ خوش ہوکر ساتھہ نہ لیچلے۔ غرض اسیوقت یہہ غزل گائی

من شمع جانگدازم تو صبح دلکشائی	سوزم گرت نہ بینم میرم چو رخ نمائی
نزدیک این چنینم دور آنچنانکہ گفتم	نے تاب وصل دارم نے طاقت جدائی

نادر اُس کا مطلب سمجھکر اپنے ارادے سے باز آیا۔

الغرض دو مہینے دلی کا مہمان رہکر اور خاطر خواہ نقد و جنس مع تخت طاؤسی تیس کرور کی
دولت لیکر روانہ ہوا اور ڈیرہ جات کابل اور پنجاب کے ان علاقون کو جنکا روپیہ
کابل کی فوج مین لگتا تھا ہندوستان سے نکال کر ایران کی سلطنت مین داخل کیا۔
محمد شاہ دولہا۔ پھر بزم نشاط مین آبیٹھا اور پھر روز و شب طبلہ پر تھاپ پڑنے لگے نواب
آصف جاہ بہادر سے نہ دیکھا گیا سوچتے تھے کہ اس مجمع سے کسیطرح نکل چلون کہ اسی عرصہ مین
نواب ناصر جنگ بہادر اپنے فرزند ارجمند کی بغاوت کی خبر گوش گذار کی اسیوقت رخصت
حاصل کر کے حیدر آباد کا رستہ لیا۔ بیسوین جمادی الاول سنہ ۱۱۵۳ھ کو نواح اورنگ آباد

مین آپہونچے ادہر سے نواب ناصر جنگ بہادر عبد العزیز خان کے بھگانے سے منتجاب خان
قلعدار کو ہمراہ لیکر مع چار ہزار سواران ہنود متصل عیدگاہ صف آرا ہوئے چونکہ فوج ناصر جنگی
ناتجربہ کار تھی آصفجاہی لشکر سے تاب مقاومت نہ لاسکی آخر میدان جنگ سے قدم اوکھڑ
گئے لیکن نواب ناصر جنگ نے میدان نبرد سے قدم نہ ہٹایا اور تعاقب لشکر کیطرف متوجہ ہوئے
ادہر سے سرمست خان نبی جمعدار ایلچپوری چارسو پیادون سے مقابل آرا ہوا نواب
ناصر جنگ بہادر شیر غران کیطرح اس جماعت مین در آئے کنور جان چند نے عابد خان کو
کہ ہاتھی کے فیلبان بیٹھا تھا ضرب بندوق سے مار ڈالا القصہ نواب ناصر جنگ بہادر تیرون
کی بارش برساتے ہوئے زندہ و سلامت حضور پدر مین چلے آئے اور تقصیر معاف ہو گیا
اس واقعہ کے بعد سنہ ۱۱۵۶ھ مین نواب آصفجاہ بہادر نے ملک کرناٹک کے تسخیر کا ارادہ کیا اور
قلعہ ترچناپلی راجہ اور گہوڑ بڑی سے خالی کرا لیا اور قوم نوایت سے ملک ارکاٹ نکال لیا۔
اور سنہ ۱۱۵۰ھ مین نصر سبحان دکہنی کے بھائی نبی منور خان سے قلعہ بالکنڈہ لے لیا۔
غرضکہ نواب مغفرت منزل کے اقبال ازل آور سے حیدرآباد نے رونق پائی اور طول و عرض اس کا
بڑے بڑے سلطنتون سے ٹکر کہانے لگا چنانچہ ملک دکن نربدا سے انتہائی صوبہ بیجاپور اور
حیدرآباد سے لیکر دریائے شوربت بندر رامیشور تک آصفجاہیہ عملداری پہیلگئی
اور سنہ ۱۱۶۱ھ مین جب احمد خان ابدالی والی کابل نے شاہجہان آباد پر حملہ کیا اور اوسکی
آمد کی خبر مشہور ہوی تو نواب آصفجاہ بہادر مغفرت مآب اورنگ آباد سے کوچ کرکے
برہان پور تک آئے وہان معلوم ہوا کہ شاہ دہلی کو فتح ہوی اور احمد خان ابدالی نے
شکست کہا کر کابل کا رستہ لیا۔ اسی اثنا مین ناسازی مزاج کے سبب سے اورنگ آباد
جانیکا ارادہ کیا مگر بیماری روز بروز بڑہتی گئی اور ضعف و اضمحلال کو روز بروز ترقی

ہوتی گئی ناچار برہانپور مین توقف کیا آخر اوسی عارضہ مین ۹۸ سال کی عمر ۲۹ برس ریاست کر کے چوتھی جمادی الاخرہ ۱۱۶۱ھ عصر کے وقت انتقال کیا آپ کا جنازہ خلد آباد مین لائے شیخ الشیوخ مولانا برہان الدین غریب کے پائین مزار دفن کیا۔

اور اسی سال محمد شاہ فرمانرواے ہندوستان اور اعتماد الدولہ قمر الدینخان وزیر نے بھی انتقال فرمایا۔ مولوی میر غلام علی آزاد حسینی چشتی بلگرامی نے ان کی رحلت کی تاریخ جو لکھی ہے ہدیہ ناظرین ہے۔

سہ رکن مملکت ہند از جہان رفتند		فتاد حیف سہ در یگانہ از کف دہر
برای رحلت این ہر سہ یافتم تاریخ		نماند شاہ زمان باوزیر وصف دہر
گشت تاریخ چون کشیدہ ام	دلہ	موت شاہ دوزیر واصف جاہ

نواب مغفرت مآب بڑے تجربہ کار تھے جو باتین تجربون سے اون کو ثابت ہوئین اونکا تذکرہ حصہ اول مین کر دیا گیا ہے۔ آپ کی اولاد مین سب سے بڑے فرزند امیر الامرا نواب غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ ہین اور دوسرے نواب نظام الدولہ میر احمد خان ناصر جنگ بہادر اور تیسرے امیر الممالک آصف الدولہ نواب سید محمد خان بہادر صلابت جنگ اور چوتھے نواب آصفجاہ ثانی میر نظام علیخان بہادر اور پانچوین امیر الامرا سید محمد شریف خان شجاع الملک بسالت جنگ اور چھٹے معتقد الدولہ میر علیخان بہادر ناصر الملک المعروف بہ مغل علیخان بہادر ہمایونجاہ مگر ان سب مین ناصر جنگ اور فیروز جنگ شکنی بھائی تھے مغفرت مآب کی یادگار عمارتو نمین شہر پناہ برہان پور جو سنہ ۱۱۳۱ھ مین تعمیر ہوئی اسکے علاوہ آبادی و مسجد اور کاروان سرائے اور دولت خانہ عالی اور پل نظام آباد جسکو نجنٹہ کہتے ہین (جو اس زمانہ مین ویران پڑا ہے) اور شہر پناہ دار السلطنت حیدر آباد

اگرچہ عماد الملک مبارز خان نے اس کی تعمیر شروع کیے تھے جو ناتمام رہگئی اوس کے
عہد کی صرف چند دروازے و چادر گھاٹ اور دبیر پورہ کے جانب جو بلا کنگرہ ہے باقی تمام
فصیل بلدہ نواب مظفر جنگ آصف جاہ کے عہد میں کنگرہ دار تعمیر ہوی اور اورنگ آباد میں عمارت
نو کنڈہ بھی انھیں کے یادگار ہے۔

ذکر سریر آرائی عالیجناب نواب نظام الدولہ میر احمد خان بہادر ناصر جنگ شہید

اب نواب نظام الدولہ آصف جاہ کے بعد سریر آرائی دکن ہوئے آپ کی ہیبت و جلالی نے چنگیزی سطوت
و صولت کو دبا دیا دربار میں امرا صورت تصویر کھڑے رہتے تھے تخت نشین ہوتے
ہی انتظام مالی و ملکی اور تقسیم خدمات کی طرف توجہ کی چنانچہ پورن چند دیوان کو معزول
کر کے نواب صمصام الدولہ شاہ نواز خان صوبہ دار برار کو اپنا وزیر اور مختار کل مقرر فرمایا
اور رگھوناتھ داس پنڈت کو پیشکاری کی خدمت سے سرفرازی بخشی۔
تمام عہدہ داران قدیم خانہ نشین ہو گئے اور نئے نشاط بچھ گئے آپ کو بادشاہ ہندوستان
نے دار الخلافہ میں طلب فرمایا تو صمصام الدولہ کو نیابتاً صوبہ داری دکن پر مامور فرما کر خود
ستر ہزار سوار اور ایک لاکھ پیدل ہمرکاب لیکر دہلی کی طرف روانہ ہوئے اور
دریائے نربدا پر پہونچے تھے کہ دربار شاہی سے مراجعت کا فرمان آپہونچا۔
اسی عرصہ میں مخبروں نے خبر دی کہ ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ ہمشیرزادہ نواب
ناصر جنگ بہادر صوبہ دار بیجاپور نے بغاوت پر کمر باندھی ہے۔ اور مظفر جنگ بہادر
کی بغاوت کا سبب معتبر مورخین نے اسطرح لکھا ہے کہ نواب مظفر جنگ بہادر صوبہ دار
بیجاپور تھے آپ نے جب ان کی بغاوت سنکر اوس طرف روانہ ہوئے اور

پہونچتے ہی ناہی گنڈہ کا محاصرہ کر لیا اور چونکہ حسین دوست خان رگھوجی بہوسلا کی قید سے نجات پا چکا تھا یہہ بھی اون حقین محاصرہ رہنا بین موجود تھا چونکہ یہہ شخص ملک کرناٹک کے حالات سے بخوبی واقف تھا اس نے موقع پاکر ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ بہادر کے پاس اپنا اعتبار پیدا کر لیا اور اونکی مزاج مین کسیقدر دخیل ہوکر اونکو یہ ترغیب دی کہ ملک کرناٹک پر حملہ کرنیکی اشتعال کشی کی اور اوس کے بہکانے پر مظفر جنگ بہادر بھی مستعد ہو گئے۔

یہہ وہ زمانہ ہے جب ہند کے فرانسیسی سردارون مین ڈوپلے بڑا مدبر اور منتظم گذرا ہے جس نے دس سال چندرنگر کی گورنری کے اور پہر سنہ ۱۷۴۱ء مین پانڈیچری کا گورنر اور ہند کے کل فرانسیسی بستیون کے علاقہ کا گورنر جنرل ہو گیا اور یہہ عہدہ پاتے ہی ہند سے انگریزون کو نکالنے اور فرانسیسی سلطنت کی بنیاد قایم کرنے کی تدبیر کرنے لگا پہر چند ہی روز مین ایک ایسا موقع اسکے ہاتھ آگیا کہ اس نے اس خیال کے پورا کرنے کی کوشش کی سنہ ۱۷۴۴ء مین انگریزون اور فرانسیسیون مین لڑائی شروع ہو گئی اور آٹھ برس تک یہہ جنگ قایم رہی۔ مگر انگریزون اور فرانسیسیون مین جو لڑائی سنہ ۱۷۵۱ء مین چھڑی وہ اکثر ملک کرناٹک ہی مین ہوتی رہی اور جب تک انگریزون نے سنہ ۱۷۶۱ء مین پانڈیچری پر اپنا خاطر خواہ قبضہ نہ کر لیا رفع نہ ہوئی۔

اول اول فرانسیسیون کا پادشاہ خوب زبردست رہا کیونکہ آن کے مشہور سردار ڈوپلے اور نامی گرامی جنرل لابورڈنیس نے ملکر سنہ ۱۷۴۶ء مین مدراس پر جو اس علاقہ مین انگریزون کا صدر مقام تھا مستقر کر لیا۔

الغرض نواب مظفر جنگ بہادر اور حسین دوست خان نواب ملک کرناٹک کے طرف بڑہے اور فرانسیسیونکو بھی ہمراہ لے لیا اوسوقت ضلع کرناٹک کی صوبہ داری اور فوجداری

پر نواب شہامت جنگ انورالدینخان نواب ناصر جنگ بہادر کیطرف سے فرمانروا تھا
یہہ سنتے ہی پانچہزار سواروں سے مقابل آراہوا اور مقام امبور پر لڑائی ہوئی تو
انورالدینخان اس جنگ مین کام آیا یہہ واقعہ ۶ شعبان سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین ہوا اور مظفر جنگ
ارکوٹ کو چلا گیا اس مشہور معرکہ مین فراسیسی فوج کا جنرل بوسی تھا جو ایک بڑا مشہور افسر گذرا ہے
اب کچھ عرصے تک مظفر جنگ بہادر صوبہ دار اور چندا صاحب نواب کرناٹک رہے -
یہہ چندا صاحب پہلے ستارا مین مرہٹون کا قیدی تھا مگر اس استحقاق سے کہ دوست علی کا
داماد تھا کرناٹک کی نوابی کے دعوی پر بدستور اڑا رہا آخر انکا عروج بہت عرصے تک نرہا
تھوڑے ہی دن بعد محمد علیخان والاجاہ فرزند انورالدینخان شہامت جنگ نے انگریزون
سے اعانت چاہی اور نواب ناصر جنگ بہادر بھی شیر غران کیطرح انکی سرکوبی کے لیے آپہونچے
ایکطرف تو محمد علیخان والاجاہ اور ان کے حامی انگریز اور نواب ناصر جنگ بہادر تھے
اور دوسری طرف چندا صاحب اور مظفر جنگ تھے جن کے معاون فراسیس ہوے
ان دونون مین نائرہ جدال مشتعل ہوگیا اور لڑائی طول پکڑتے گئی جس کا انجام نواب
ناصر جنگ بہادر کے حق مین مفید ہوا مظفر جنگ کو قید کر کے محمد علیخان والاجاہ فرزند
شہامت جنگ کو زمان فرمانروائی عنایت کیا اور خود بندوبست پھلچری کیطرف
عازم ہوے اور فوجکو بسر کردگی محمد علیخان والاجاہ و بخشیان فوج مثل صف شکن خان
شہامت جنگ میر آتش دکن اور ترک طہماسپ خان وظفر یار جنگ کے آگے بڑھنے کا حکم دیا -
متعاقب خود بھی روانہ ہوے اور پھلچری کے میدانمین طرفین صف آرا اور نبرد آزما
ہوے آٹھ مہینے تک یہہ لڑائیان ہوتے رہین ادھر فراسیسی توپخانہ سے آگ برستی
تھی ادھر ناصر جنگ کی فوج بھی ثابت قدمی سے مستعد بکار تھی ایکدن فراسیسی

۱۷ محرم سنہ ۱۱۶۴ھ مین حالت بارش وطوفان شب تیرہ مین ناصر جنگ کی لشکر پر شبخون مارا نواب ناصر جنگ بہادر نے باتفاق افاغنہ کرناٹک چاہا کہ ان سرکشون کی تادیب کرین بدین غرض قریب صبح صادق فیل خاصہ کو بڑہایا مگر مشیت ایزدی ناصر جنگ کے خلاف حرکتین تھی جب فیل خاصہ ہمت بہادر خان نمک حرام کے ہاتھی کے پاس پہونچا اور یہہ نمک حرام فریق مخالف سے ملا ہوا تھا موقع پاکر ضرب بندوق سے نواب فلک کاب کا کام تمام کیا اس فتح نمایان سے جو خوشی فراسیسون کے گورنر جنرل ڈوپلے اور اوسکے سپہ سالار بوسی کو ہوی اس کا اندازہ اوس بیان سے ہو سکتا ہے جبکو فراسیسون نے تعمیر کی اور ایک شہر (ڈوپلی فتح آباد) کے نام سے آباد کیا۔ اس لڑائی نے تبلادیا کہ آج کل انگریزونکا ستارہ ہبوط مین ہے۔

بہرحال نواب ناصر جنگ شہید کے نعش مبارک اورنگ آباد مین لاسکے اور نواب مغفرت مآب کے پہلو مین سپرد خاک کیا اس ستم جگر نواب کی مرگ ناگہانی سے خاندان آصفیہ خصوصًا دار السلطنت دہلی پر سخت صدمہ پہونچا چنانچہ میر غلام علی آزاد بلگرامی اوستاد شہید نے (آفت بارفت) مین تاریخ شہادت نکالی ہے

۱۱۶۴

آپ کی شہادت کے بعد افغانان کرناٹک نے نواب مظفر جنگ بہادر کے سر پر تاج حکومت رکھا مگر مبارک نہوا انھون نے رام داس پنڈت کو راجہ خطاب دیکر مستقل دیوان کیا اور ایک ہزار سپاہ قوم فراسیس اور بیس ہزار دیسی پلٹن ہمراہ لیکر حیدرآباد کیطرف کوچ کیا اثناے راہ مین متصل ملک کڑپہ قریب مقام راے چوٹی کے ادھین پٹھانون سے چل گئی آخر ۱۷ ربیع الاول سنہ ۱۱۶۴ ہجری روز یکشنبہ کو طرفین مین لڑائی ہوئی۔ مظفر جنگ نمک حرام ہمت بہادر خان کے تیر سے جانبر نہوا اگر یا لکھ کا خون بالا بالا

نکیا ہمت بہادر خان بھی مارا گیا اوسی ساعتمین جہنم وصل ہوا۔ اور میر نظام علیخان بہادر نے
ہمت بہادر خان کے خواصی نشین رستم خان کو قتل کیا اور ہمت بہادر خان کا سر نیزہ پر
چڑھا کر لشکر پو تمین گہوماگیا غرض اس تدبیر سے وہ فتنہ فرو ہوا۔ مظفر جنگ بہادر کی
حکومت دو مہینے رہی۔ بعد اس واقعہ کے ارکان دولت کی رائے ہوئی کہ نواب
میر نظام علیخان بہادر جن کی شجاعت و دلاوری اور رستمانہ جرئت اس معرکہ مین ظاہر ہو چکی
ہے سریر آرائے دولت آصفیہ ہون مگر نسیر جنگ نواب نیر الملک کے جد امجد
کے رائے ہونے سے آخر فراسیسون نے سید محمد خان صلابت جنگ فرزند سوئم
نواب مغفرت مآب کو ۱۱۶۴ھ مین شہر اورنگ آباد مین تخت نشین کیا اور اون کا
سپہ سالار فراسیسی بوسی ہوا۔
جب نواب ناصر جنگ بہادر کے شہادت کی خبر دار الخلافہ دہلی مین پہونچی امیر الامرا
میر محمد پناہ نواب غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر جو سب سے بڑے فرزند نواب
مغفرت مآب آصفجاہ کے تھے۔ اور دار الخلافہ مین رہا کرتے تھے دعویدار سلطنت
ہوی چنانچہ سند صوبہ داری دکن حضور سلطانی سے لیکر حیدر آباد کے طرف
متوجہ ہوئے اور اثنائے راہ مین ہلکر مرہٹہ کو بھی ہمراہ لے لیا ۳ ذیقعدہ ۱۱۶۵ھ کو
اورنگ آباد کے متصل پہونچکر خیام پذیر ہوئے اور دفعتہ عارضہ ہیضہ مین مبتلا ہوئے
اور انتقال کیا آپ کا جنازہ دوش بدوش دہلی مین لائے اور وہین دفن کیا انہین کے
فرزند میر شہاب الدین ہین جو نواب اعتماد الدولہ قمر الدینخان وزیر دار السلطنت
دہلی کے نواسے تھے اور کم عمری کے سبب سے نواب صفدر جنگ وزیر دار الخلافہ
کی سپردگی مین تھے چھ لاکھ کا بڑا ہی بیرک اور فہم و فراست مین یگانہ روزگار تہا

ایک روز نواب صفدر جنگ بہادر کے ہمراہ دربار سلطانی مین چلا گیا بادشاہ اس کی گفتگو سے بہت محظوظ ہوا آخر محل سلطانی مین بادشاہ نے تربیت فرمائے رفتہ رفتہ وزیر الممالک عماد الملک نواب غازی الدینخان بہادر کے خطاب سے ممتاز ہوا جب احمد شاہ ابدالی نے دار الخلافۃ دہلی پر ۱۱۷۵ھ مین حملہ کر کے دہلی مین لوٹ مار کرنیکے بعد نجیب الدولہ روہیلے افغانون کو وزیر سلطنت مقرر کر کے قندہار کو واپس چلا گیا تو اسکے تہوڑے ہی عرصہ کے بعد نجیب الدولہ کو غازی الدینخان نے مرہٹون کی مدد سے نکال دیا انکی فوری ترقی پر صفدر جنگ کو بہی استعجاب ہوا صفدر جنگ کا یہہ شعر اسیطرف اشارہ کرتا ہے ۔

رفتہ رفتہ اشک چشم در گلو زنجیر شد		طفل دو منگیر ما آخر گریبان گیر شد

ذکر سریر آرائی امیر الممالک نواب سید محمد خان بہادر آصف الدولہ صلابت جنگ

آپ فرزند سومی نواب مغفرتمآب آصفجاہ بہادر کے ہین جری اور دلاور تھے شہر خجستہ بنیاد بلدہ اورنگ آباد مین تخت نشین ہوے رگناتہ داس کو دیوانی سرفراز فرمایا اور فرنگیون سے صلح کر کے چند روز کے بعد بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد کا ارادہ کیا بعد پہر اورنگ آباد کیطرف رجعت قہقری کی ۔ چونکہ موسم برشکال تہا برسات کے دن وہین ختم کئے مرہٹون سے ہمیشہ جنگ و جدال کا سامنا درپیش تہا اس لئے بعد اختتام موسم بارش گیارہوین ذیحجہ ۱۱۶۴ھ احمد نگر کیطرف رخ کیا اور احمد نگر مین پہونچکر بالاجی باجی راو پیشوا کی تنبیہ کیلئے پونے کے جانب روانہ ہوئے یہہ خبر سنکر بالاجی باجی راو پچاس ہزار

سواروں سے سخت جنگ ہوا۔ اس لڑائی کا یہ باعث تھا کہ پیشوا نے احمدنگر پر
قبضہ کر لیا تھا آخر ۱۲ محرم سنہ ۱۱۶۵ھ میں بمقام راجاپور لڑائی شروع ہوئی اس معرکہ
میں سپہ سالار لشکر مشہور افسر یہی تھا بالآخر لشکر پیشوا کے میدان جنگ سے
قدم اکھڑ گئے اور صلابت جنگی فوج نے اوس کو شکست دی اور بالاجی راو
بسواری اسپ بے زین بھاگ گیا اوس کا توپخانہ مسمار کر دیا اور میدان کارزار
نواب صلابت جنگ بہادر کے ہاتھ رہا اور مظفر و منصور دارالسلطنت
بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد کیطرف روانہ ہوئے۔

رگناتھ داس دیوان بھالکی کے نواح میں چند مفسدوں کے ہاتھ سے مارا گیا
نواب صلابت جنگ بہادر نے اوسکے بعد رکن الدولہ سید لشکر خان کو خدمت
مدار المہامی سے سرفراز فرمایا۔

جب نواب غازی الدینخان بہادر امیر الامرا فیروز جنگ دار الخلافہ دہلی سے
بحصول سند صوبہ داری دکن آرہی تھی تو ہلکر مرہٹہ بھی شامل ہو گیا تھا اوس کو
انھوں نے ملک خاندیس کی حکومت کیلئے سند لکھدی تھی نواب صلابت جنگ بہادر
نے بھی بحال رکھا۔

اور سنہ ۱۱۶۷ ہجری کے چودہویں صفر کو صمصام الدولہ شاہ نواز خان نے خدمت
دیوانی سے سرفرازی حاصل کی انہیں دنوں میں نواب میر نظام علیخان بہادر کو
بھی صوبہ داری برار پر جانا پڑا اور میر محمد شریف خان بہادر شجاع الملک
صلابت جنگ امیر الامرا کو ملک بیجاپور پر مگر شجاع الملک ذی قعدہ کے مہینے
میں سنہ مذکور کو بیجاپور سے طلب ہو کر خدمت دیوانی پر مقرر کیے گئے

اور صمصام الدولہ قلعہ دولت آباد مین جا رہے تھے ان کو بھی نواب میر نظام علیخان بہادر
نے پڑا رسے واپس کر قلعہ دولت آباد سے طلب کر کے حضور مین پیش کر دیا اسی
عرصہ مین پیشوا اش راؤ فرزند بالاجی راؤ نے حوالی شہر مین آکر فتنہ اور فساد مچا دیا یہہ
خبر سنکر نواب صلابت جنگ بہادر بذات خود اس کی سرکوبی اور رفع شر و فساد کے
لئے متوجہ ہوئے چنانچہ سند کہیڑ تک روانہ ہوئے اور وہان راجہ رام چندران
سے ملگیا اور پیشوا اش راؤ صلح کا خواہان ہوا لہذا صلح ہو گئی اسکے بعد موسی بسی
فرانسیس اور حیدر جنگ مرہٹون سے علیحدہ ہو کر لشکر نواب صلابت جنگ بہادر
مین شامل ہو گئے اور نواب ممدوح الشان مع الخیر بلدہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد
کے طرف روانہ ہوئے۔

اسکے بعد حیدر جنگ جو بسی فرانسیس کا ایک لاڈلا سردار تھا فرانیسون کا ستارہ
عروج دیکھا تو اس نے اپنے ڈھنگ جمانا چاہا جسکا اصلی منشا یہہ تھا کہ آصفیہ خاندان
کی خرابی ہو اور اپنا اصلی مقصود ہاتھ لگے مگر اوسکی بداندیشی اوسکے سامنے آئی
چنانچہ حیدر جنگ نے اسی ارادہ سے ابراہیم خان کاردی اور دوسرے افسران فوج
و سردارون کو ہمراز کیا۔ اور آٹھ لاکھ روپیہ کا خزانہ لیکر اپنا شریک کر لیا سب سے
اول صمصام الدولہ شاہ نواز کو قید کر لیا۔ چونکہ نواب میر نظام علیخان بہادر کا اسکو
کھٹکا لگا ہوا تھا اس لئے ان کو حیدر آباد بھیجنا چاہا تا کہ سمند خیالات اور توسن
فکر کے دوڑانے کے لئے اون کو وسیع میدان ہاتھ آئے مگر اوس کی آرزو پوری
نہونے پائی۔ آخر بہیرا ز طشت بام ہو گیا اور اسی خیمہ مین قتل کیا گیا حیدر جنگ کے
قتل کی خبر دبا کی طرح پھیل گئی مخالفین ہر طرف سے بارادہ فساد اٹھ کھڑے ہوئے

نظام علیخان بہادر خود بدولت اوس مجمع کیطرف تشریف لائے کہ شاید فتنہ فرو ہو جائے
تم مرتضیٰ الپیسی ذوالنیس سے جو حیدر جنگ کا یار غار تھا پانسو جوانون کو ساتھ دفعتہ بندوقون کی
نیر کی چونکہ اقبال یاور تھا اور فتح وظفر ہمرکاب تھے مظفر ومنصور بسالان پور مین داخل ہوے

اس واقعہ کے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر نے قصبہ باسم کے طرف متوجہ ہوے
اور رجاتوجی فرزند رکہوجی بھوسلا کو ادیبانہ گوشمالی دی اور بعد ختم برشکال صلابت جنگ بہادر
امیر الممالک کے جانب نہضت کی۔

چونکہ بوجہ پستی ہمت وکم حوصلگی نواب صلابت جنگ بہادر امیر الممالک سلطنت رانی کی
قابلیت نہ رکہتے تھے باد ل ناخواستہ عنان حکم مدار المہامی اپنے ہاتھ مین لے لی اور امیر الامرا
شجاع الملک بسالت جنگ کو صوبہ بیجاپور کیطرف روانہ کیا۔

اسی اثنا مین مخبر صادق نے خبر دی کہ بالاجی راو والی پونہ کے برادر عم زاد رگہنات راو بہادر
نے قوی جنگ فرزند ترکتاز خان قلعہ دار احمد نگر پر بعوض چند مواضعات جاگیر کے اپنا
قبضہ کر لیا ہے۔

اور دوم جمادی الاول ۱۱۷۳ھ باتفاق ابراہیم خان گاردی برطرف شدہ سرکار نظام فوجین
لیکر پونے سے نواح ادگیر مین آگیا ہے۔

لہذا یہہ خبر سنتے ہی فوج برجستہ بسر کردگی محمد اسمعیل خان مینی کے روانہ کیگئی
جسنے جمعیت مرہٹہ کو تہ تیغ کیا اور مخالف کے گیارہ نشان چہین لئے اس واقعہ کے
بعد نواب نظام علیخان بہادر اوسہ کے قلعہ کے جانب سے دہارور کے طرف متوجہ ہوے
اور ۵ ار جمادی الاول ۱۱۷۳ھ مین دشمن نے لشکر نظام کے ہراول پر موقع پاکر چہاپا مارا
چونکہ غنیم کے مقابلہ مین ان کی تعداد بالکل تہوڑی تھی شکست کہائی اور معین الدولہ بہادر

سردارکبیر بعض بیلان فوج مجروح ہوئے کہ لب تشنہ حوض کوثر پر دم لیا۔

اس واقعہ کے بعد نواب صلابت جنگ بہادر امیر الممالک نے بمصلحت ملک و تقاضائے وقت ساٹھ لاکھ سالانہ کا ملک بکر مرہٹون سے صلح کرلیا اور یہ آتش تیز جو تمام قلمرو مین بھڑکے ہوئی تھی اسطرح فرو ہوئی۔

چند روز کے بعد نواب صلابت جنگ بہادر مع نواب نظام علیخان بہادر اورنگ آباد کیطرف روانہ ہوئے اثنائے راہ مین شاہ گڑھ کے قریب مرہٹون سے پھر لڑائی شروع ہوئی مگر لڑتے بھڑتے اورنگ آباد مین داخل ہو گئے۔

دو سال کے بعد ۲۳ ربیع الثانی ۱۱۷۵ھ مین پونہ کے تاخت و تاراج کرنیکا ارادہ ہوا مع لشکر جرار اوسطرف رخ فرمایا راہ مین قصبہ ٹوکہ کو مع بتکدہ غارت کیا اور پونے پر چڑھائی کی اون دنون مین راجہ رامچندر فرزند چندر سین اور مغل علیخان ہوا خواہان سرکار دولت آصفیہ سے روگردان ہوکر فوج غنیم سے مل گئے تاہم لشکر نظام نے دشمنان دین و دولت کو اسقدر مجبور کیا کہ ۲ جمادی الثانی ۱۱۷۵ھ مین ستائیس لاکھ روپیہ کا ملک مقبوضہ صوبہ اورنگ آباد اور بیجاپور و بیدر دست بردار ہونا پڑا۔

بعد اس واقعہ کے پونے کے متصل تعلقہ پیچ محل متعلقہ خاص رامچندر مین خیمہ زن ہوئے اور پچھلک گہوڑ دوڑ کے ٹاپون سے غارت کر دیا گیا چونکہ موسم برشکال قریب آپہونچا تھا لہذا بیدر کے جانب متوجہ ہوئے اور اوس صوبہ دلکش مین چھاونی ڈالی گئی چونکہ زمانہ پر آشوب تھا اور مرہٹون کی بغاوت فرو نہوئی تہی اور ادہر نواب صلابت جنگ امیر الممالک کی کم ہمتی اور پست حوصلگی نواب میر نظام علیخان بہادر کو ثابت ہو چکی تھی لہذا امیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر کو زادۂ ناکامی مین بٹھنا پڑا از زمانہ سے

نواب میر نظام علیخان بہادر کو قلعہ بیدر مین مسند نشین کیا۔
جنکی بدولت ایک مستقل سلطنت کی بنیاد ملک دکن مین قایم ہوگئی نواب صلابت جنگ بہادر نے
گیارہ سال حکمرانی کئے اور قلعۂ بیدر مین ایک برس تین مہینے نظر بند رہے اخر ۲۰
ربیع الاول ۱۱۷۷ھ مین انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار محمد آباد بیدر مین واقع ہے۔
ع۔ امیر الممالک بجنت شدہ ۱۱۷۷ آپکے رحلت کی تاریخ ہے۔

ذکر سلطنت نواب میر نظام علیخان بہادر فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ غفرانمآب

آپ فرزند چہارمی نواب آصفجاہ مغفرتمآب کے ہین غرہ شوال ۱۱۴۳ھ سنہ ولادت ہے
اور تاریخی نام حفیظ الدین ۱۱۷۵ھ ہجری مین سریر آرائے دولت آصفیہ ہوئے ان کی تاریخ
سلطنت رانی اور وقایع عہد حکومت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک اولوالعزم فرمانروا
مین جو خوبیاں ہونی چاہیے وہ سب اونکی ذات مین مجتمع تہین عزم استقلال حلم اصابت راے
متانت فکر اتقا التزام صوم وصلوۃ انکی فطرت مین تہا۔
اور جب آپ تخت نشین ہوئے تو راجہ پرتاب ونت کو اپنا دیوان مقرر فرمایا اور شولاپور کے
زمینداروں سے پیشکش لیکر حیدرآباد روانہ ہوئے نواب میر نظام علیخان کا بہت بڑا حصہ
مرہٹوں اور حیدر علی اور ٹیپو سلطان سے جنگ وجدال مین گذرا ہے جس زمانے مین
یورپ کی دو نہایت زبردست قومین یعنے انگریز اور فرانسیس دکن کی حکومت کے لئے
کرناٹک مین باہم خونخوار لڑائیاں لڑ رہے تھے جسکا ذکر آیندہ اپنے موقع پر کیا جائیگا

مرہٹون سے لڑائی

تخت نشینی کے دوسرے سال ۱۱۷۶ھ مین دریاے گنگا کے اوسطرف عبور عبور فرمایا تو اودہر سے رگناتھ راو مرہٹہ صف آرا ہوکر شکست خوردہ اولٹا پھر گیا لشکریان نظام چلے گئے اوسکا تعاقب کرتے ہوئے بیڑ اور قصبہ پٹن تک جاپہونچے ۔

اودہر دشمن نے فوج نظام سے میدان خالی پاکر قلعہ حیدرآباد کا رخ کیا اور یہان آکر محاصرہ کرلیا چونکہ اوسوقت حیدرآباد کا نایب ناظم شجاع الدولہ بہادر دلیرخان تھا اوسنے فورًا قلعہ کے برجون پر توپین چڑہادین اور شہر پناہ کی مرمت کرکے مستعد جنگ و پیکار ہوگیا اودہر نواب میر نظام علیخان بہادر نے پونہ پہونچکر اوسکو ایسا لوٹا کہ خانہ مفلس کیطرح بیچراغ ہوگیا الغرض مع متاع قلعہ اوسمین پہونچکر اورنگ آباد کا ارادہ کیا پہر آغاز ۱۱۷۷ھ مین ۲۰ محرم کو معہ نصف لشکر اور چند امراے دولت آصفیہ گنگا پار ہوکر اسطرف خیمہ پیرا ہوئے اودہر سے راجہ پرتاب ونت و ٹہل داس دیوان سرکار نظام بھی مع بقیہ لشکر اور سرداران آصفیہ ندی کے کنارے آپہونچا چونکہ گنگا طغیانی پر تھی اور اوترنے کی فکر درپیش تھی رگناتھ راو موقع پاکر سیل بلا کیطرح آپہونچا اور سخت حملہ کیا اور راجہ پرتاب ونت دیوان سرکار اس لڑائی مین کام آیا طرفین کے لوگ اس معرکہ مین مارے گئے آخر نواب میر نظام علیخان بہادر غرہ صفر مین اورنگ آباد تشریف لائے اور رگناتھ راو بھی تعاقب کرتا چلا آیا اور شہر کا محاصرہ کرلیا آخر کار طرفین مین صلح ہوگئی اور رگہوناتھ راو سیر سنگ پٹن کیطرف چلا گیا ۔

اس واقعہ کے بعد رکن الدولہ میر موسی خان بہادر احتشام جنگ خدمت دیوانی سے سرفراز ہوا ۔ خوشگوار ہیم رکن الدولہ جو جانب مشرق مائل جنوب بلدہ حیدرآباد واقع

نہین کا یادگار ہے۔

الغرض نواب میر نظام علیخان بہادر غرہ ربیع الاول سنہ ۷۷ مراجعت فرمائے بلدہ حیدرآباد ہوکر بہت جلد پیشکش لینے کی غرض سے ارکاٹ کا ارادہ فرمایا اور راستہ مین چند روز تک امیر الامراء شجاع الملک کے علاقہ مین خیمہ زن رہے شجاع الملک بصلاح رمنت جان قلعہ دار تمر نگر کرنول ۵ صفر سنہ ۷۸ مین اکر شرف اندوز ملازمت ہوا پھر وہان سے معہ لشکر جرار تیرپتی کے جانب باگین اوٹھائین آپ کا خبر آمد سنکر سراج الدولہ والاجاہ ارکاٹ سے چینا پٹن کیطرف بھاگ گیا تھا لہذا امیر الملک ظفر جنگ بہادر کو اوسکے پاس روانہ کیا چند روز بعد بارسال زر نقد معہ تحائف والاجاہ خواہان معافی تقصیر ہوا اسکے بعد بسمت بجواڑہ لشکر ظفر پیکر نے رخ کیا چونکہ قطب الدولہ حسین علیخان فوجدار سیکاکول و راجبندری خود ہی چلا آرہا تھا راستہ مین شرف اندوز ملازمت ہوکر سعادت حاصل کی لہذا یہین سے نواب میر نظام علیخان بہادر مراجعت فرمائے بلدہ حیدرآباد ہوئے اور بعد انقضائے ایام برشکال نواب میر نظام علیخان بہادر برار کیجانب روانہ ہوئے اور صوبہ برار مین پیشکش مکاسبہ داری جانوجی سے بخشش وصول کرکے اورنگ آباد کیطرف معاودت فرمائے اور سواد جالنہ پور مین رایات لشکر نظام منصور بے تکلف پھر سنہ ۷۹ مین حیدرآباد پہنچکر انتظام و بندوبست منظمات امور ریاست مین مصروف رہے اسکے بعد سنہ ۸۰ مین نواب میر نظام علیخان بہادر نے سرینگاپٹن تک میسور کیطرف عزیمت فرمائی —

یہ وہ زمانہ ہے جسمین انگریزون کو روپیہ کی اشد ضرورت تھی چنانچہ وارن ہیسٹنگز ہند کا اول گورنر جنرل گذرا ہے جسکے عہد مین چیت سنگہ راجہ بنارس اور بیگمات اودہ پر جبر سختیان کیگئی تھین اوسکی وجہ یہی لکھی جاتی ہے کہ اسوقت انگریزون کو کئی بڑی لڑائیون کے

سبب روپیہ کی سخت ضرورت تھی پہلے مرہٹیون اور سلطان میسور اور فرانسیسون اور ہولنڈیزون کے
ایک ساتھہ لڑائی کا سامنا تھا مسٹر وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل نے سخت تدبیرین فراہمی
خزانہ کے لیے عمل مین لایا اور خاصکر چیت سنگہ راجہ بنارس و بیگمات اودہ کے
ساتھہ بڑی سختی کی اوس کا مختصر حال یہہ ہے کہ بنارس پہلے نواب وزیر والی اودہ کے
علاقہ مین تھا مگر ۱۷۷۵ء سے کونسل کلکتہ کے اکثر ممبرون نے جو گورنر جنرل کے
مخالف تھے اس کے مرضی کے خلاف بنارس کا علاقہ نواب اودہ سے چھین کر سرکار
انگریزی کی عملداری مین شامل کر لیا تہا اس کے بعد یہہ علاقہ ساڑہے بائیس لاکھ روپیہ
سالانہ خراج پر وہان کے ہندو زمیندار کے سپرد کرکے اسکو سرکار انگریزی کے سایہ حمایت
مین لے لیا اور ایک رئیس باجگذار قرار دیا تہا اب ۱۷۸۰ء مین جو سرکار کو سلطان میسور اور
مرہٹون سے لڑائیان درپیش آئین اور مصارف جنگ کیلیے روپیہ کی اشد ضرورت
ہوئی تو گورنر جنرل نے راجہ چیت سنگہہ کو لکھا کہ تم کو ساڑہے بائیس لاکھ سے زیادہ خراج
دینا ہوگا اور سرکار کے ملک کے لیے کچھہ سپاہی بہی بھیجنے پڑینگی راجہ نے اسکے بجا آوری
پہلو تہی کرنی چاہے اسلیے گورنر جنرل اس سے زبردستی اپنے حکم کی تعمیل کرانے کو بنارس
چلا آیا اور آخر اس کو چیت سنگہہ کی ناشکری سے ایسا غصہ آیا کہ اس کو گرفتاری
کرنیکا حکم دیا مگر بنارس کے لوگ راجہ چیت سنگہہ کی نہایت عزت و عظمت کرتے تھے
کہ گورنر جنرل کا حکم سنا فوراً ہتیار باندہ کر اوٹھہ کھڑے ہوئے اور جو سپاہی
راجہ کو گرفتار کرنے آئے تھے ان کو مار ڈالا اور پہر گورنر جنرل کے مکان کو آگہیر لیا
راجہ تو شہر سے نکل بہاگا اور گورنر جنرل نرغہ مین پہنچگیا چون کہ اس کے پاس
اگرچہ اسوقت لڑنے کے قابل سپاہی نہ تھے مگر پہر بھی اوسکے حواس بجا رہے

وہان سے نکل کر میون تونا چنار گڑہ جا پہونچا پہر چار دن طرف سے فوج سمیٹ کر
راجہ کی حمایت سے چہ ہزار آدمی کی بہیڑ بہاڑ تھی خوب جنگ کی اوس کو شکست
دیکر قلعہ بھی گرہ حسین راجہ چھپا تھا فتح کر لیا راجہ یہان سے بہاگ کر گوالیار چلا گیا اور
قلعہ مین راجہ کا جسقدر خزانہ تھا وہ سب گورنر جنرل کی فوج نے منگوا لیا غرض گورنر جنرل
کے ہاتھ نہ راجہ آیا اور نہ خزانہ - اسکے بعد گورنر جنرل چیت سنگہ کے بہتیجے کو راجہ
بنارس مقرر کرکے کلکتہ کو واپس چلا گیا اوس کے ایک برس بعد بیگیات اودہ سے گورنر
جنرل کو روپیہ وصول ہوا اسکی کیفیت یہہ ہے کہ جب نواب وزیر اودہ نے ۱۷۷۵ء
مین انتقال کیا تو بیگیات یعنے اسکی بی بی اور والدہ نے یہہ کہا کہ نواب متوفی وصیت
کر گئے ہین کہ اودہ کا سارا خزانہ ہمکو دیا جائے اسپر وارن ہیسٹنگز کو تو اس امر کا
یقین نہ آیا مگر کونسل کے ممبرون نے اس دعوی کو تسلیم کرکے سارا خزانہ بیگیات کو دلوا
دیا اور نواب جانشین کو فراغت کرنے سے روکا اور نواب کے پاس فوج کی تنخواہ
بانٹنے اور کمپنی کا روپیہ ادا کرنے کو کوڑی نہ رہی اس کے بعد نواب نے گورنر جنرل
سے کہا کہ کمپنی کا جو روپیہ مجکو دینا ہے اس کے ادا کرنے کی مجہہ مین استطاعت
نہین ہے مگر یان بیگیات کے پاس جو خزانہ ہے وہ میرے ہاتھ لگ جائے تو مین ادا کر سکتا
بیگیات پر اس وقت بھی الزام لگایا گیا تہا کہ انہون نے مال و سپاہ دونون سے
چیت سنگہ کو مدد دی - الحاصل گورنر جنرل نے نواب اودہ کو اجازت دیدی
کہ بیگیات سے (۷۶) لاکہ روپیہ چہین کر سرکار کا روپیہ ادا کرے - اگرچہ یہہ تحقیق نہین
کہ بیگیات نے جو سارا خزانہ اپنے تحت مین کر لیا تھا اس کا ان کو کسقدر حق تھا مگر
وارن ہیسٹنگز کا یہہ فعل انصاف پر مبنی نہین خیال کیا جا سکتا - المختصر ملک

میسور کا سلطان حیدر علی

میسور مین جو جنوبی ہند کے اندر واقع ہے وہان پر اوسوقت حیدر علی نام ایک بڑا نامور بہادر سردار تھا جس کی لیاقت کے باعث اوس ریاست کو بڑی قدرت و وقعت حاصل ہوگئی تھی حیدر علی ابتدا مین راجہ میسور کے ہان فوج کا ایک کپتان تہا سنہ ۱۷۶۱ء مین راجہ اور اوس کے وزیر کو اوسکی ریاست سے خارج کر کے آپ میسور کا سلطان بن بیٹھا اس کو دولت آصفیہ سے خطاب بہی ملا تہا اس نے ایک فوج کثیر اور خزانہ خطیر فراہم کر کے قلعہ بیدنور پر جسمین بیشمار خزانہ جمع تہا قبضہ کر لیا یہہ خزانہ آیندہ لڑائیون مین اس کے بڑے کام آیا کچہہ عرصہ بعد مادہو راؤ پیشواے چہارم نے حیدر علی کے علاقہ پر یورش کی اور اُس کو شکست فاش دی اسوجہ سے حیدر علی نے وہ سارا ملک جو شمالی سرحد پر فتح کیا تہا مرہٹون کو واپس دیدیا اور بتیس ۳۲ لاکہہ روپیہ ادا کیا مگر اگلے سال حیدر علی نے اس نقصان کی کچہہ کسر نکال لی کیونکہ وہ ملیبار کے زرخیز ملک پر جو اوس کی ریاست کی مغرب مین تہا فوج لیکر چڑہہ گیا اور اوس کا اکثر حصہ فتح کر لیا اس موقع پر حیدر علی سے ایک ایسی حرکت سرزد ہوئی جو اوس کے شان کے لایق نہ تھی وہ یہہ ہے کہ اس نے زمورن یعنے راجہ کلی کوٹ پر یورش کی تو اس نے قلعہ سے نکلکر اس کی اطاعت منظور کر لی تھی مگر پہر بہی حیدر علی نے اس کے شہر پر یکایک قبضہ کر کے اس کو لوٹ لیا اس پر راجہ نے اس اندیشہ سے کہ مبادا حیدر علی اس سے بڑہکر کوئی اور بدسلوکی کرے اپنے محل مین آگ لگا کر وہین اپنے تئین ہلاک کر ڈالا - اور گورنمنٹ مدراس و حیدر علی کے باہم سنہ ۱۷۶۶ء مین پہلے لڑائی شروع ہوئی اس جنگ مین اول تو مادہو راؤ پیشوا اور سرکار نواب میر نظام علیخان بہادر انگریزون کے حامی اور مددگار تہے مگر پیچہے حیدر علی نے ان دونون سے صلح کر لی اور حیدر علی کا منشا یہہ ہوا کہ سب ملکر انگریزون سے لڑین آخر

معرکہ جنگ طرفین سے گرم ہوا اوسوقت انگریزی فوج کا سپہ سالار کرنیل سمٹ تھا اسکے پاس فقط سات ہزار آدمی تھے اور حیدر علی و سرکار نظام کی فوجی تعداد ستر ہزار تھی المختصر محمد علی والاجاہ نے رکن الدولہ مدار المہام سرکار نظام کو اپنے پاس بلوایا اور بعد گفت وشنید سرکار انگریزی و سرکار نظام کے مابین صلح کرادی۔

تاہم حیدر علی اور انگریزون سے جنوبی ارکاٹ مین دو سال تک برابر لڑائی قایم رہی جسمین نتیجہ جنگ دونون کے حقمین مساوی رہا۔

حیدر علی ایک ایسی چال کھیلا جو اوس کے حق مین مفید ثابت ہوئی یعنے سوارون کا ایک گروہ منتخب کرکے بالا بالا اسکی تیزی سے ہمکا جس سے کونسل مدراس پر اس قدر ہیبت چھا گئی کونسل انگریزیکو اوس سے صلح کرتے ہی بنی مگر اس مین یہہ شرط قرار پائی کہ لڑائی سے پہلے جو صورت تھی وہی باقی رہی جس سے پہلی لڑائی کا یون خاتمہ ہوگیا۔

اسکے بعد مادھو راو پیشوا نے حیدر علی پر چڑہائی کی اور متواتر شکستون سے قریب تھا کہ حیدر علی کا کام تمام ہوجائے مگر اُس نے اوسوقت مرہٹون کو اپنا سارا شمالی ملک اور بہت سا روپیہ دینا منظور کرکے اُن سے اپنا پنڈ چھڑایا مگر مادھو راو کا مرنا تھا کہ مرہٹون مین پھوٹ پڑگئی اس وجہہ سے حیدر علی نے جسقدر ملک و مال دیا تھا اوس سے المضاعف آیندہ چھہ سال کے عرصہ مین حاصل کرلیا۔

میسور کی دوسری لڑائی

سنہ ۱۷۸۰ع مین پھر بار ثانی صرف حیدر علی و انگریزون کے مابین لڑائی شروع ہوگئی اس کی مختصر کیفیت یہہ ہے کہ اسوقت انگریز مرہٹون کی اول لڑائی کے مخصمون مین پھنسے ہوے تھے حیدر علی ایسے موقع کا منتظر تھا سرکار نظام اور مرہٹون کو گانٹھکر انگریزون پر چڑہ آیا اور اول معرکون مین مظفر منصور رہا چنانچہ انگریزون سے کئے بہت سے قلعے فتح کرلیا اور کرنیل

بیلی کو معہ دو سو جوانون کے قید کر دیا پہر حسب تحریر سپہ سالار متر دسکے وارن ہیسٹنگز نے کلکتے سے
کمکی لشکر سمندر کی راہ بہیجا اور وہ مدراس مین سپہ سالار کے پاس اوترآیا اور لڑائی کا رنگ بدل گیا
چنانچہ سر آئیر کوٹ نے جو ایک بڑا بہادر کاردان جرنیل تہا پورٹو نوو نہ پالی پور نہ اور سولن گڑہ
پر تین مرتبہ میدان داری کی اور حیدر علی کو شکست دی مگر اوسی سال یہہ شخص بیمار ہو کر چلا گیا اور
لڑائی بدستور قایم رہی اس عرصہ مین کبہی انگریز فتحمند ہو جاتے تہے اور کبہی سلطان میسور غالب
ہو جاتا تہا آخر ۱۷۸۲ع مین حیدر علی کا یکایک انتقال ہو گیا اور اسکا فرزند ٹیپو اوسکی جگہہ سلطان
میسور مقرر ہوا اس کو انگریزون سے سخت عداوت تہی اور تیزی طبیعت سے برق کی خاصیت
رکہتا تہا سو معرکہ آرائی اور سپہ دارمائی مین حیدر علی کا ہمسر تہا مگر علمیت اور فطرتی شجاعت مین
اوس سے کہین بڑہکر تہا غرضکہ یہہ تخت نشین ہو کر انگریزون سے ڈیڑہ سال تک برابر لڑتا رہا
جب فوج انگریزی کرنل فلرٹن کے ہمراہ اسکے پایتخت سرنگ پٹن کے طرف بڑہنے
لگی تو ٹیپو سلطان نے گورنر مدراس سے صلح کر لی اس طرح دوسری لڑائی کا خاتمہ ہوا۔
القصہ نواب میر نظام علیخان بہادر بعد صلح انگریزون کے ہمیشہ حامی اور معین رہے جسکا
ذکر آیندہ ہوگا اور جس سے ثابت ہو جایگا کہ سرکار نظام سے کسقدر انگریزون کو نفع پہونچا
جسکو آج زمانہ کی آنکہین کس حالت مین دیکہہ رہے ہین - الحاصل ابراہیم بیگ ظفر الدولہ کو جنکی سفارش
والاجاہ نے کی تہی پانسو سوار اور دو ہزار پیدل باضافہ منصب سرفراز فرماکر محالات ملک گنتہ و پالنجیہ
جبہ راجلم پر مامور فرماکر خود بدولت واقبال ۲ ذیحجہ ۱۱۸۱ کو حیدرآباد تشریف لائے چونکہ اس سفر مین لشکر سیاہ ناختہ جا
دوسری شعبان ۱۱۸۳ مین تادیب سرکشان جنوبیہ کے تادیب اور تنبیہ کیلیے روانہ ہوئے
اور دریاے کرشنا سے اوترکر قلعہ گرگنٹہ کو مفتوح کیا اور راجہ رامچندر کو بجرم بغاوت اسیر کرکے قلعہ کلیان
ضبط کر لیا گیا پہر قلعہ نرمل کو تسخیر کرکے ظفر الدولہ اور اعتبار جنگ کے تفویض فرمایا اور خود بدولت

مراجعت فرمائے حیدرآباد ہوئے انہیں دنونمین اسمعیل خان اپنی نائب ناظم برار مقرر کیے گئے اور سنہ ۱۱۷۹ھ مین مرشدزادہ عالیجاہ بہادر کی شادی دختر امیرالامرا شجاع الملک بہادر سے قرار پائی اور اوسکا رسم بڑی دہوم دہام سے ہوا اور انہیں دنونمین بڑا اسنے امراو منصبداروں کی عزل و نصب و تبدیل و تقرر عمل مین آیا۔

اسی اثنا مین مادہو راو کے مرنے پر نرائن راو اوسکا فرزند جانشین ہوا مگر اوس کا چچا رگہوناتھ راو خود سر و خیل ہوگیا تہا کہ گویا خود راجہ بن بیٹہا اور تمام سیاہ و سفید کا مالک ہوگیا مگر ایسا شخص خالی کب بیٹہ سکتا تہا سرکار نظام کے ملک پر فوج کشی کی یہہ سنتے ہی نواب میر نظام علیخان بہادر ۲۳ شعبان سنہ ۱۱۸۷ھ کو معہ لشکر اوس کے سرکوبی کے لئے متوجہ ہوئے اور رستہ مین رکن الدولہ اوسکے دوسرے ہی دن جو تصفیہ معاملات کے لئے باہر گئے ہوئے تھے قریب موکل لشکر مین آکر شامل ہوگئے وہان سے نواب میر نظام علیخان بہادر قلعہ بیدر مین فروکش ہوئے اور رگہوناتھ راو بھی برسر مقابلہ آپہونچا تہا ایک مہینے تک لڑائی کا بازار گرم رہا آخر طرفین مین صلح ہوگئی دوسرے روز رگہوناتھ راو کو نواب میر نظام علیخان بہادر نے باریابی کی عزت بخشی اور وہ اکثر فائدونکا ملاذمت ہوا اس لڑائیکا یون خاتمہ ہوگیا اس کے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر نے ہمنا آباد کا اعادہ فرمایا۔

اسی عرصہ مین فرمان شاہی و خلعت فاخرہ بادشاہ ہندوستان کے پیشگاہ سے آیا چونکہ شاہی زمانہ انحطاط کے عالم مین تہا وہ اکبری شوکت اور عالمگیری سطوت رخصت ہوچکی تھی صرف برائے نام سلطنت کا نام باقی تہا تاہم نواب میر نظام علیخان بہادر نے فرمان شاہی کی قدر فرمائی اور اوس کا استقبال کیا۔

اسکے بعد حسن آباد سے نکلکر حسن آباد گلبرگہ کا ارادہ کیا اور حسن آباد گلبرگہ کیفیت پہونچکر قلعہ کی سیر فرمائی اور حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز بندہ نواز خلیفہ حضرت مخدوم خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کی زیارت سے مشرف ہوکر بارادہ کالا چبوترہ دریاے بہیمرا کے متصل قلعہ ادگیر پر نزول اجلال فرمایا اور اسکے دوسرے ہی روز رائچور کے متصل بہیمرا کے اوس جانب خیام پذیر ہوے اور ناصر الملک جو انتیاز گڈھ ادہونی مین نظر بند تہا بارہ باب ہوکر رائچور کو گیا پہر نواب میر نظام علیخان بہادر بغرض وصول پیشکش موضع کوتورہ مین رونق افروز ہوئے۔

اسی جگہہ حیدر آباد سے صاحبزادہ بلند اقبال کی پیدا ہونیکی خبر پہونچی نواب میر نظام علیخان بہادر نے میر اکبر علیخان سکندر جاہ کے نام سے موسوم فرمایا۔

اسی عرصہ مین مخبرون نے خبر دی کہ رگناتہہ راو نے نقض عہد کیا اور قلعہ محمد آباد بیدر سے بہت سارو پیہ لوٹ لیا مرہٹون کے معاون و مددگار بھی پریشان حال حاضر ہوئے اور استعانت چاہے۔

نواب میر نظام علیخان بہادر نے بعد شجاع و انعرہ ۲ ذیحجہ ۱۱۸۴ھ آئین بعد زیارت مخدوم شیخ علاو الدین انصاری رح دریاے بہیمرا سے عبور کر کے رگوناتہہ راو کیطرف متوجہ ہو اور قلعہ مرغ کے قریب جا پہونچے رگناتہہ راو نواب مستطاب کی آمد سنکر بہاگ کھڑا ہوا پہر آغاز ۱۱۸۵ھ آئین نواب ممدوح الشان معہ لشکر قلعہ پرینڈا ہوتے ہوئے اطراف احمد نگر مین جا پہونچے مگر پہر رگناتہہ راو برہان پور کیطرف بہاگ گیا آخر نواب میر نظام علیخان بہادر احمد نگر ہوتے ہوے کیلنا پر جا پہونچے اور یہان سے ظفر الدولہ اور سا باجی کو نظام آباد کے گہاٹ سے ادہر کر پہلے جانیکا حکم دیا اور اوسکے بعد خود

اوسکے بعد خود بدولت تاپتی ندی کے طرف سے آٹھ باج برہان پور جا اوترے اور
رگھناتھ راو دریاء نربدا کے اوس کنارہ پر بہاگ گیا۔
انہین دنون مین نراین راو کی بی بی کو لڑکا پیدا ہوا اور اوسکا نام سوائی نراین راو
رکہا گیا چونکہ ایام بارش آگئے تھے لہذا اورنگ آباد پہونچکر قیام پذیر ہوے اور بعد
ختم برشکال ضابطہ جنگ بہادر کو رگناتھ راو کی تعاقب مین روانہ فرمایا اوسوقت رگناتھ راو
ملک خاندیس مین رعایا کو لوٹتا پہر رہا تہا۔ اسکے بعد پہر نواب میر نظام علیخان بہادر
سلطان پور و تہالنیر جوتنے ہوئے برہان پور جا پہونچے اور ضابطہ جنگ شب یک [illegible] ہو گیا
اسی عرصہ مین خبر ملی کہ فرزندان رگہوجی بہونسلا مین جھگڑا واقع ہوا اور مدہوجی نے سابا جی کو
مار ڈالا لہذا نواب میر نظام علیخان بہادر آخر ماہ محرم سنہ ۱۱۸۹ہ مین ناگپور تشریف لائے مدہوجی
عاجزانہ پیش آیا اسلئے اوسکے معاملات کا تصفیہ فرمایا اسکے واپسی کے وقت لشکر بسمت
ایلچپور کوچ کر رہا تہا رکن الدولہ مدار المہام سرکار کو فیضو نامی سپاہی نے قتل کرڈالا اور سمعیل خان
پنی کو بہی مخالفت کی وجہ سے فوج نے زندہ نہ چہوڑا ان واقعات کے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر
وہین خیمہ زن ہوے اور صمصام الملک فرزند صمصام الدولہ شاہ نواز خان کو خدمت دیوانی
پیرا و ظفر الدولہ کو باضافہ منصب بخطاب مبارز الملک بہادر اور سید عاقل خان بہرام جنگ وارث
سرکارگان کو منصب پنجہزاری ذات و تین ہزار سوار و خطاب برہان الدولہ و خدمت نظامت
صوبہ بیدار سے سرفرازی بخشی اور خود بدولت وسط جمادی الاول مین اورنگ آباد داخل ہوے
بعد چند روز رگھوناتہ کے تنبیہ کے لئے مبارز الملک کو معہ جمعیت مرہٹہ کے مالوہ کے جانب
روانہ فرمایا اور خود بدولت بغرض وصول پیشکش شولاپور کے جانب متوجہ ہوئے چنانچہ دریائے
مالوہ پر خیمہ زن ہوکر بعد ختم ایام عشرہ محرم سنہ ۱۱۹۰ہ قلعہ کلیان مین فروکش ہوے وہین مبارز الملک کی

دولت ملازمت حاصل کی پھر وہان سے شولاپور کیطرف باگین اوٹھائین راجہ ونکیٹا نایک بحری
بہادر قوم بیڈر حاضر حضور اقدس ہو کر شرف اندوز ملازمت ہوا وہان سے حیدر آباد واپس
ہوئے اور مرشدزادہ عالیجاہ بہادر کی اتالیقی مین صمصام الملک مدار المہام کو مامور کرکے اون کو
حسن آباد گلبرگہ کی جانب رخصت دی ۔

سنہ ۱۱۹۲ھ ذیحجہ مین حیدر آباد سے کوچ کرکے گنگن پہاڑ ہوتے ہوئے کولاپنڈہ تک سیر و شکار کر کے
پھر داخل دار الامارت ہوئے اور مرشدزادہ عالیجاہ بہادر معہ نواب صمصام الملک دیبا پور کرشنا
کے کالے چبوترہ تک دورہ فرما کر ماہ رجب مین داخل حیدر آباد ہوئے ۔

اسکے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر دو سال تک تفریح طبع یعنے سیر و شکار مین مصروف رہے
نواب شمس الدولہ تیغ جنگ بہادر کا اہتمام تہا ۔ شیر و چیتے و ہرن وغیرہ کا شکار فرمایا ۔ چونکہ
موسم گرما تہا لہذا نواب تیغ جنگ بہادر نے جابجا آبدار خانہ تیار فرمائے جسمین لشکریون کو
گلاب پڑا ہوا سرد شیرین پانی ملتا تہا اسی زمانہ مین معین الدولہ سہراب جنگ نے عرض کیا کہ
نواب مبارز الملک ظفر الدولہ بہادر سخت علیل ہوگئے ہین چنانچہ حضور نے حکیم الممالک مسیح الدولہ
حکیم خواجہ محمد باقر خان اور سادنا نامی جراح کو اون کے معالجہ کیلیے نرمل کو روانہ فرمایا ان کو بیچ ہی مین
یہ خبر ملی کہ مبارز الملک کا انتقال ہوگیا لہذا واپس چلے آگئے ۔

چونکہ قلعہ نرمل کو حشمت جنگ فرزند ظفر الدولہ نے خوب مستحکم اور مضبوط کر لیا تہا لہذا نواب
میر نظام علیخان بہادر نے سنہ ۱۱۹۶ھ مین اوسطرف کا عزم فرمایا اور کولاس تک پہونچ کر رونق
افروز ہوئے اس اثنا مین صمصام الملک نے انتقال کیا اور بلحاظ موسم برسات تہوڑا
سا پیشکش لیکر مراجعت فرمائے بلدہ ہوئے ۔ انہین ایام مین شجاع الملک کا بھی انتقال ہوا
اونکی جگہہ اون کے فرزند مہابت جنگ [illegible] بہادر کو تعلقات ادہونی و بیجاپور [illegible]

سنہ ۱۱۹۷ھ مین خود بدولت قلعہ نرمل کیطرف عازم ہوئے اور وہان پہونچکر محاصرہ
کرلیا احتشام جنگ عفوہ تقصیر کا خواہان ہوا بجائے قلعہ نرمل نظامت صوبہ براڑ
پر مامور کیا گیا۔ اور حفاظت قلعہ نرمل وجگتیال برہان الدولہ کے ذمہ قرار پائی اور
مبارز الملک کل مال نقد وجنس داخل سرکار کرلیا گیا بعد اس تصفیہ کے مراجعت فرمائے
بلدہ ہوئے اور صمصام الملک کے خدمت دیوانی پر غلام سید خان بہادر سہراب جنگ
معین الدولہ مشیر الملک کو سرفراز فرمایا۔
اسکے بعد چھ برس تک بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد مین بدولت اقبال قیام پذیر رہے
اور تمام ہمت اصلاح ملک فلاح رعایا مین صرف فرمائے اور انہین دنو نمین میر ابوالقاسم
میر عالم بہادر کی روانگی بجانب کلکتہ عمل مین آئی چنانچہ معہ عاقل الدولہ و میر عباس علیخان
نظام یار جنگ و میر عبدالعزیز خان بہادر اور غلام نبی خان بہادر و مرزا ابوتراب خان بہادر
سو سات زنجیر فیل سواری و ستر مہار شتر و ساٹھ سواران سلحداری براہ جگناتھ کلکتہ تشریف
لے گئے اور سوقت لارڈ کارنوالس گورنر جنرل تہا اوس سے پانچ ملاقاتین بڑی گرم
جوشی سے ہوئین اسیطرح گورنر جنرل بہادر ان کے مستقر پر ملاقات کے لئے آئے
اسکے بعد میر عالم بہادر کے سوا ہمراہین منصبداران سرکار نظام کو تحایف زر و جواہر سے
گورنر جنرل بہادر نے ممنون فرما کر روانہ فرمایا الغرض میر عالم بہادر وہان سے رخصت ہوکر
بعد طے منازل حیدرآباد پہونچکر تحایف مرسلہ گورنر جنرل بہادر حضور مین پیش کئے
جسکے صلہ مین خلعت فاخرہ و خطاب امیر عالم بہادر حاصل کیا اوسوقت سے سرکار نظام و
سرکار کمپنی مین مستحکم سلسلہ محبت و اتحاد قایم ہوگیا۔
اس عرصہ مین ٹیپو سلطان کی حکومت اور دولت بہت بڑھ گئی تھی اس نے بہہ

اندرا اوس نے ایک بار قلعہ اوہوتی پر حملہ کیا مگر مہابت جنگ داراجاہ بہادر
فرزند شجاع الملک کے حسن تدبیر سے محفوظ رہا اودہر مہابت جنگ بہادر نے اس
واقعہ کے حالت سرکار نظام کو بذریعہ عرضداشت مفصل تحریر کیا اودہر ریذیڈنٹ پردہان
نے ٹیپو سلطان کی ظالمانہ کارروائیون کے شکایت کے ایکطرف صاحبان انگریز اوسکے
دشمن ہوگئے اسوجہ سے کہ اوس نے کانڑاکورگ اور ملیبار کے ضلع فتح کرلئے
تھے اور آخر مین اوس نے تراونکور پر جو ہند کے انتہائے جنوب مین واقع ہی حملہ کیا
اور جب وہ تراونکور کی سرحدی دیوار پر جو راجہ نے اپنی ملک کی حفاظت کیلئے
کہینچ لی تہی حملہ آور ہوا تو راجہ کے فوج نے اسکو ہٹادیا ٹیپو سلطان اوسکو معلق
کرنیکی فکر مین تہا مگر راجہ تراونکور انگریزونکا دوست تہا اسلئے لارڈ کالنوالس
گورنر جنرل نے اسکو ٹیپو سلطان کے ہاتہہ سے بچانیکا مصمم عزم کرلیا اور نواب
میر نظام علیخان بہادر بہی ادہر سے اوسکے حامی ہوگئے۔ القصہ حضور نواب
میر نظام علیخان بہادر نے اول تو ٹیپو سلطان کو بخیال حیدر علی نایک کے اوسکو
دوستانہ نصیحت فرمائی مگر جب کچہہ نتیجہ نہ نکلا تو آخر ۱۲۰۵ ہجری مین معہ لشکر
جرار قلعہ پانگل کے طرف ارادہ فرمایا اور وہان سے مرشدزادہ بلند اقبال نواب سکندر
جاہ بہادر کو اور اونکی ہمراہی مین نواب مشیر الملک اور چند سرداران لشکر کو معہ فوج
جرار سرنگپٹن پر حملہ کرنیکا حکم دیا اور خود بدولت اوسی قلعہ مین تین سال تک قیام پذیر
رہے۔ غرضکہ لشکر نظام بسالاری نواب سکندر جاہ بہادر سرنگپٹن کے طرف متوجہ
اور راو پنڈت پردہان وہی پنڈت پہر کچہہ بہی دیر مین انگریزی شریک لشکر سرکاری
ہوگیا۔ اور لارڈ کارنوالس فوج کی سپہ سالاری کیلئے خود ہی کلکتہ سے مدراس

انہیں الغرض بنگلور جو ٹیپو سلطان کی عملداری مین دوسرے درجہ کا مضبوط اور بڑا شہر ہے ۱۷۹۱ء مین مفتوح ہوا پھر دو مہینے بعد ٹیپو سلطان اور اسکی ساری فوج کو مقام اریکیرا پر کامل شکست ہوئی اور اس واقعہ کے بعد میسور کے پائے تخت سری رنگ پٹن کا فتح ہونا کچھ دشوار نہ تھا۔ کیونکہ اسکی بیرونی فصیل تک قبضہ کر لیا گیا تھا لیکن ٹیپو سلطان اور گورنر جنرل کے مابین صلح ہوگئی انگریزون کو تین کڑور روپیہ نقد اور اوسکے مقبوضہ ملک سے ونڈیگل۔ بڑا محال اور ملیبار کے اضلاع انگریزون کے ہاتھہ آئے اور سرکار نظام کو صرف ایک کڑور روپیہ نقد اور ایک کروڑ کا ملک کڑپہ دسا۔ ہوٹ و گنجی کوٹہ ہات لگا اور کورگ کا علاقہ گورنر جنرل بہادر نے اوسکے راجہ کو دیدیا اسطرح میسور کی اس تیسری لڑائیکا ۱۷۹۲ء مین خاتمہ ہوگیا اور نواب سکندر جاہ بہادر مع نواب مشیر الملک و فوج ہمراہی نصرت و فیروزی کے ساتھہ دار السلطنت حیدرآباد کے طرف مراجعت فرما ہوے۔

اور اوس طرف سے نواب میر نظام علیخان بہادر بہ عجلت تمام دار السلطنت حیدرآباد مین آپہونچے۔ چونکہ مزاج نواب میر نظام علیخان بہادر کا ناساز ہوگیا تھا لہذا ایک سال تک اصلاح طبیعت مین مصروف رہے اور سفر مغرب کے طرف توجہ نہ فرمائی۔

قحط سالی کا حال | اور ۱۲۰۸ھ کو ملک دکن مین خشک سالی نمودار ہوئی اور قحط پڑا یہانتک کہ ۱۲۰۹ھ مین ایک سیر جوار ایکروپیہ کو ملنی کی نوبت پہونچی بلکہ تین روز تک بازار بند رہا ایک ایک دانہ گوہر شب تاب بنگیا تھا لاکھون آدمی مرگئے ہزارون ہی جانین ضایع ہوئین ہزارون محتاج دا اس خدائی گروہ کا کہانتک

بندوبست کیا جاتا) حضوری دیوڑہی پر فراہم ہوگئے مجبوراً دروازہ بند کردیا گیا لیکن بلوائیون نے دروازہ کو آگ لگادی اور اندر گہس پڑے بہزار دقت بلوہ منتشر کیا گیا اور اوسی روز نظامت شہر بہت یارخان بہادر سے نکالکر بدیع الدولہ بہادر ناظم جنگ کے سپرد ہوی اور مہاجنون کو حکم دیا گیا کہ غلہ کا ایسا بندوبست کیا جائے کہ بندگان خدا کو تکلیف نہو اور بنی نوع انسان اسطرح ضایع نہونے پائین -

انہین ایام مین سیف الملک مالی میان فرزند مشیر الملک نے عارضہ اسہال سے انتقال کیا چونکہ اونکے گہر کا یہی ایک چراغ باقی رہ گیا تہا اس صدمہ نے اونکو بہی بٹہا دیا -

اسعرصہ مین نواب میر نظام علیخان بہادر کو خبرداروں نے خبر دی کہ مہاجی سندہیا حسب قرارداد صلح نامہ ہر معرکہ جنگ مین شریک لشکر نظام رہنے کے لئے مع فوج آرہا ہے لہذا خود بدولت واقبال محمد آباد بیدر کیطرف متوجہ ہوے اور وہان پہونچ کر بانتظار آمد سندہیا سیر وشکار مین مصروف رہے ایک ہفتہ نہ گذرا تہا کہ مخبرون سے مسموع ہوا کہ مہاجی سندہیا مرگیا اور دولت راو اوسکا بیٹا اوسکی لشکر پر قابض ہوا - اور نانا پہڑنویس اوسکا وزیر اعظم اور نفس ناطقہ ہو گیا ہے چونکہ اسکے رگ وپے مین فتنہ وفساد کا زہر بلا اثر سرایت کر گیا تہا دولت راو کو صلحنامہ کی تعمیل کیطرف کب متوجہ ہونے دیتا چنانچہ دولت راو سندہیا کو اس نے برانگیختہ کرکے آخر سرکار نظام سے جنگ ساے پر مستعد اور آمادہ کردیا -

اور اوس زمانہ مین سر جان شور گورنر جنرل ہند موافق ہدایت کمپنی کے ایسی

لڑائیون مین قدم نہ ڈالتا تہا مگر ان لڑائیون مین اپنا مطلب نکال لیتا تہا لیکن اس
عدم مداخلت کے طریق سے مرہٹون کو اپنے دلکی ہوس نکالنے کی جرأت پیدا
ہوئی وہ موقع یہہ ہوا کہ مرہٹون کو سرکار نظام سے جنگ کرنیکی دلیری پیدا ہوگئی

کہرلہ کی لڑائی کا حال چنانچہ قلعہ کہرلہ کے متصل ایک میدان مین نواب میر نظام علیخان
بہادر تیرہوین شعبان ۱۲۰۹ ہجری کو تشریف لائے ہوے تھے مرہٹون نے
لڑائی شروع کردی اور میدان کارزار پارسیونکا آتشکدہ بن گیا اسوقت
سرکار نظام کی فوجی تعداد ایک لاکھ تہی ۔ پہلے ہی مقابلہ مین میدان جنگ
سرکار نظام کے ہاتہہ رہا مگر دوسرے حملہ مین مشیر الملک کی سوء تدبیرون سے
نتیجہ جنگ سرکار نظام کے حق مین غیر مفید ہوا لشکریون کے قدم اوکہڑ گئے اور
اور سرکار نظام کو بادل ناخواستہ قلعہ مین پناہ گزین ہونا پڑا ۔ اور ایک طرف سے پنڈارے
جو ایک لٹیری قوم اور اونکی بڑی بڑی جمعیتین مدت سے مرہٹون کی فوج کے
پیچہے پیچہے مثل گیدڑون کی طرح رہا کرتے تھے انکو موقع ملا دل کہولکر لشکر
کو لوٹا اور امید سے زیادہ مال و دولت سے بے نیاز ہوگئے ۔

المختصر بائیس دن تک اہل قلعہ اور مرہٹون سے جنگ ہوتی رہی آخرکار پنڈت
پردہان کے ذریعہ سے طرفین مین بدین شرط صلح ہوئی کہ مشیر الملک بانی فساد اونکا
قیدی رہیگا ۔

الغرض نواب میر نظام علیخان بہادر بعد اس واقعہ کے بارہوین رمضان کو دار السلطنت
حیدرآباد کے جانب کوچ فرمایا اور راستہ ہی مین میر عالم بہادر جو بعض امور ضروری
کے لئے پونہ گئے تھے مع راجہ شیام راج اور راجہ رگہوتم راو شرف اندوز ملازمت

اور بشیر الملک کے غایب مین نیابتاً راجہ شیامراج مقدمات مالی و ملکی فیصل کرتے تھے انہون نے رگھوتم راو کے کہنے سُننے سے فوج مین تخفیف کی اور انگریزی فوج جو دار السلطنت مین رہا کرتی تھی وہ بہی بمشورہ میر عالم بہادر روانہ کردی گئی تھی۔ تخفیف شدہ فوج نے میدان خالی پاکر مرشدزادہ عالیجاہ بہادر کو بغاوت پر برانگیختہ کرکے اونکی ملازمت اختیار کرلی۔

مرشدزادہ عالیجاہ بہادر کی باغیانہ حرکت۔

چنانچہ ۹ ذیحجہ ۱۲۰۹ہجری کو مع غالب جنگ و سیف جنگ وغیرہ قلعہ محمد آباد بیدر پر جاکر قابض ہوگئے۔ اور ادہر سے سدّی عبداللہ خان حبشی مع اپنی فوج کے مرشدزادہ بہادر کے تادیب کے لئے پیچھے پیچھے روانہ ہوا لیکن اسپر ایک روز بحالت غفلت سداشیو ریڈی دفعتاً ایسا ٹوٹ کر گرا جس سے یہہ سخت مجروح ہوا اور اسکی جمعیت منتشر ہوگئی اور اسکی اہل و عیال سداشیو ریڈی کے ہاتہہ پڑ گئے۔

یہہ خبر سنتے ہی نواب میر نظام علیخان بہادر نے پہلے تو شفقت پدری کے لحاظ سے ایک عنایت نامہ عالیجاہ بہادر کے پاس بہیجا لیکن مفترین نے اوسکی تعمیل کیطرف اونکو رجوع ہونے نہین دیا۔ پہر ناگزیر فوج انگریزی بسرکردگی میر عالم بہادر اور جمعیت مسیو ریمو فرانسیس وافسران پایگاہ مثل سردار الملک گہاسی میان وغیرہ مرشدزادہ عالیجاہ بہادر کو لے آنیکے لئے مامور کئے گئے۔ اور سید محمد باقر خان تیغ بہیہ اور محمد اعظم خان الپسین وغیرہ جمعداران پایگاہ بہی اونکے شریک ہوگئے اور جب یہہ فوج متصل قلعہ محمد آباد بیدر کے قریب جا پہنچے تو باغیون نے انکا دلیرانہ مقابلہ کیا۔

بالآخر چارون طرف سے لشکر نظام نے باغیونکو ایسا گہیرا کہ سب منتشر و متفرق ہوگئے

ہوگئے اور مرشدزادۂ عالیجاہ بہادر نے قلعۂ بیدر مین پناہ لی اور سدا شیوردی جو
اصل بانی اس ہنگامہ کا تہا قلعہ محمدنگر مین قید کر دیا گیا اوسکو رعد جنگ فرزند سید
عبداللہ خان حبشی نے قتل کرڈالا اور سیف جنگ و غالب جنگ عفو قصور کے
طالب ہوئے جو ایک معقول وظیفہ پر خانہ نشین کر دیگئے مگر بدیع اللہ خان
کا پتہ نملا کہ وہ کدہر بہاگ گیا مرشدزادۂ عالیجاہ بہادر اورنگ آباد کے طرف چلے
گئے تھے وہان سے اونکو لیکر آرہے تھے کہ کہیٹر کی منزل مین دریائے گنگا پر
باتفاق تقدیر سخت بخار آگیا آخر اوسی عارضہ سے قضا کر گئے بعض کا قول
ہے کہ مارے شرم کے زہر کہاگئے اوسی زہر سے انکا کام تمام ہوا بالآخر انکی نعش
میر عالم بہادر و موسی ریمو بکمال حسرت و افسوس دارالسلطنت حیدرآباد مین لے
آئے اور درگاہ سید حسن برہنہ صاحب رحمہ مین مدفون ہوئے ۔
نواب میر نظام علیخان بہادر کو سخت رنج و غم ہوا اور اسکے دوسرے ہی سال خود بدولت
بالائے بام آتش بازی کا تماشہ ماہ شعبان مین ملاحظہ کر رہے تھے باتفاق تقدیر
دفعتًا لقوہ اور فالج عاید حال ہوگیا حکیم حمایت اللہ خان و حکیم عبدالجلیل خان
معالج رہے اور مشیر الملک بہادر بہی پونہ سے آگئے معالجہ مین کوشش کی
آخر کار ۱۲۱۲ھ ہجری مین مزاج اصلاح پذیر ہوگیا ۔
اور اسکے تہوڑے ہی زمانہ بعد ٹیپو سلطان سے جنگ کا سامنا ہوا ۔

میسور کی چوتہی لڑائی کا حال ۔

اوسکا مختصر واقعہ یہہ ہے کہ زمان شاہ درانی جو کابل اور پنجاب
کا بادشاہ اور ہندوستان کے دشمن احمد شاہ ابدالی کا
کا پوتا تہا اس نے ٹیپو سلطان کی حمایت کیلئے شمالی ہند پر یورش کرنیکا قصد کیا

اور فرانس کا بڑا نامی گرامی سپہ سالار نپولین بونا پارٹ اس وقت مصر پر جنگ آیا تھا اور ٹیپو سلطان نے انگریزون کو سرزمین ہند سے نکال دینیکے لئے برملا اس سے مدد مانگی تھی بلکہ یہہ کہا تہا کہ مین فرانس کی جمہوری سلطنت کا جان و دل سے شریک اور متفق ہون۔

الغرض یہہ خبر سنکر لارڈ ولزلی گورنر جنرل بہادر نے سب سے پہلے سرکار نواب میر نظام علیخان بہادر سے استعانت چاہی اور نواب محتشم کو معین و حامی بناکر سب سیڈی اے ری قاعدہ پر عہدنامہ مرتب کرلیا۔

یعنے سرکار انگریزی اور ہندوستانی ریاستون کے باہم ایک رابطہ قایم ہے جو سب سیڈی اے ری سسٹم (امدادی انتظام) کے نام سے مشہور ہے اس موقع پر اس کی کچھ صراحت کرنا مناسب معلوم ہوا۔

اوّل تو یہ ڈہنگ وارن ہسٹنگز گورنر جنرل نے نواب اودہ کے ساتھ برتا تھا پھر لارڈ ولزلی نے کُل ہندوستانی ریاستون کے ساتھ اسی قاعدہ پر رابطہ قایم کیا اس قاعدہ کو جب کوئی ریاست عہدنامے کی رُو سے منظور کرتی تھی تو وہ سرکار انگریزی کی حکومت کو ہند مین سارے حکومتون پر غالب مانتے تھے اور سرکار انگریزی اسکی حفاظت اور سلامتی کی ذمہ دار ہو جاتی تھی پھر اس ریاست کی طرف سے یہہ بھی اقرار ہوا کرتا تھا کہ ہم سرکار انگریزی کی منظوری بغیر نہ کسی سے جنگ کرینگے اور نہ صلح اور اپنے ہان کنٹیجنٹ فوج رکھینگے اور اس سے ضرورت کیوقت سرکار انگریزی کی مدد کرینگے۔ اس انتظام کی یہ بڑی شرطین تھین مگر جیسا موقع و محل ہوتا تھا۔ اسکے موافق تغیر و تبدل بھی ہو جاتا تھا۔

لارڈ کاوالس اور سرجان شور کے عہد مین سرکار انگریزی کا ہندوستانی ریاستون کے ساتھہ جسطرح کا رابطہ تہا اسکی علت غائی یہہ تہی کہ ہندوستانی ریاستون کی قوت آپسمین تُلی رہے کہ ایک دوسرے سے بہت کم یا زیادہ نہو جائے - مگر یہ نیا قاعدہ اس سے عمدہ تہا اور اب جا بجا اسی کے مطابق عملدرآمد ہے -

الحاصل نواب میر نظام علیخان بہادر نے ۱۲۱۳ ہجری مین ایک جنگی برجستہ فوج بسر کردگی نواب میر عالم بہادر ٹیپو سلطان کی استیصال کے غرض سے سرنگاپٹن دار السلطنت میسور کے طرف روانہ فرمائی جسکا حاکم کرنل ولزلی برادر گورنر جنرل مقرر ہوا اور اسکے بعد گورنر جنرل بہادر بہی اسکے اہتمام کیلئے بذات خود مدراس چلا آیا - الغرض ایک فوج بنام زد کرناٹک کمپو جسکا سپہ سالار جنرل ہیرس تہا اور دوسرا کمپو بنام زد احاطہ بمبئی جسکا سپہ سالار جنرل سٹوارٹ تہا پہلی فوج مدراس کے طرف سے اوتری اور دوسری ساحل ملیبار کی جانب سے اوترائی ان لشکریون نے ٹیپو سلطان کی خوب ہی خبر لی اور پے درپے شکست دی اور سدا سیر و ملاولی پر ان دونون میدانون مین ٹیپو سلطان نے شکست کہائی اور یہہ دونون کمپو بڑہتے بڑہتے میسور کے تخت گاہ سرنگاپٹن پر جا پہونچے اور اوس کا محاصرہ کرلیا -

جسوقت لشکر متفقہ نے قلعہ سرنگاپٹن پر حملہ کیا اوسوقت ملازمان ٹیپو سلطان نے انگریزون سے سازش کرکے قلعہ مین داخل کرلیا اوسوقت ٹیپو سلطان علی الصباح حسب عادت قلعہ کی شمالی فصیل کیطرف کہ جہان سے لشکر انگریزی

اور لشکر سلطانی کی جنگ وجدل بخوبی نظر آتی تہی چلے گئے اور اس مقام پر دوپہر
تک ٹہر کر کہانا کہایا اسوقت تک یہہ گمان ہی نتہا کہ لشکر انگریزی اسقدر جلد حملہ آور
ہوگا۔ جب ہرکارے نے خبر دی کہ تمام خندقوں اور کمین گاہوں پر انگریزی فوج آگئی ہے
اسوقت بہی اسکے چہرے سے کوئی ہراس ظاہر نہوا مگر اخباری کو یہہ حکم دیا کہ سید غفار اور فوج
متعینہ سرنگ کو ہوشیار اور خبردار کر دے تہوڑے ہی عرصہ کے بعد ٹیپو سلطان کو
اطلاع پہونچی کہ توپ کے گولے کی ضرب سے سید غفار نے جان بحق تسلیم کی یہہ خبر
وحشت اثر گوش زد ہوتے ہی ٹیپو سلطان اپنے استقلال کو قایم نرکہہ سکا پریشان
ہوا اور خاص حضوری فوج کو حکم دیا کہ فوراً مسلح بجنگ ہوجائے اور اپنے خاص نوکرون
کو یہہ ہدایت کی کہ وہ قرابین جو سلطان کے استعمال کیلیے نزدیک رکہی گئی تہی بار کرین
الحاصل ٹیپو سلطان ایک جماعت منتخب اور مخصوص سردارون کو لیکر بعجلت تمام
فصیل کے طرف جہان نقب لگائی گئی تہی آپہونچا اور وہان اپنی فوج کے ایک
کو لشکر انگریزی کے ہراول کے سامنے مفرور پایا اور دیکہا کہ ہراول بدلو فصیلون
پر چڑھ کر قابض ومتصرف ہوگئے۔
اسوقت ٹیپو سلطان نے مفرور حصہ کو فراہم کیا اور اپنی خاص جماعت مین شریک
کرکے اونکے دلونکو اسطرح بڑہایا کہ اسے بہادر سپاہیو وقت حملہ آوری کا ہے
اور میدان کارزار گرم اور دشمن برسر مقابلہ ہے۔
اور یہہ کہکر ٹیپو سلطان بہادرانہ بذات خاص معرکہ آرا ہوگیا اور کئی ایک یورپین
جو بیرون نقب تہے انکو گولی سے مار گرادیا۔ جب فوج انگریزی ٹیپو سلطان
کی قیامگاہ تک پہونچ گئی اوسوقت سلطان کے پاس کے اکثر لیے و پالوگ

بھاگ نکلے اور ٹیپو سلطان فصیل شمالی کیطرف متوجہہ ہوا اور چند شجیع و جوانمرد بہادران دلاور سرداروں کو ساتھہ لیکر ایک فصیل پر سے جوانمردانہ مقابلہ کیا اور کئی بار لشکر انگریزی کے ہراول کو جو آگے بڑھ رہا تہا روک ہی دیا۔ مگر اوس وقت تھوڑی انگریزی فوج خندق عبور کرکے آگے نہیں آئی ہوتی تو سلطانی جوانمردون سے بہت ہی بڑا کشت و خون کیا ہوتا۔

الغرض چارون طرف سے انگریزی لشکر کی آمد شروع ہوگئی۔ اور گولیونکا مینہہ برسنے لگا اور سلطان بہت سے زخم کھاکر گر پڑے اور اونکے قریب کئی باوفا سپاہی بھی حق نمک سے سبکدوش مقتول ہوگئے۔ اسکے بعد اون کے نوکرون نے سلطان کو سواری میانہ لیجانیکا قصد کیا اتنے مین ایک سوالجر نے اونکی تلوار کی حمایل کو جو بہت قیمتی تہی نکالنا چاہا تو سلطان نے اوسکو زخمی کیا۔ سوالجر نے ضرب بندوق سے اوسیوقت ٹیپو سلطان کو شہید کیا۔ انگریزون نے اون کو لال باغ کے اندر ایک عمدہ مقبرے مین فوجی رسوم و شاہی تعظیم کے ساتھہ دفن کرادیا۔ یہہ واقعہ ۱۲۱۴ ہجری مین ہوا۔

ایک شاعر نے ٹیپو سلطان کی تاریخ شہادت یہہ لکھی ہے۔

شاہ ما چون بملک برتر شد	داخل مجلس پیمبر شد
روح قدسی بعرش گفت کہ آہ	نسل حیدر شہید اکبر شد

۱۲۱۴

الغرض جب اس جنگ چہارم کا یون خاتمہ ہوگیا تو ملک مفتوحہ مین وہ ضلع جو دار السلطنت حیدرآباد کے قریب تھے وہ سرکار نظام کے حصہ رسد آئے اور اضلاع کانڑا۔ کوام۔ بتور۔ اور دنیار۔ انگریزی عملداری

مین شامل کرلئے گئے - اور ریاست میسور کی حکومت کیلئے یہہ تجویز قرار پائی کہ خاندان
کے قدیم - راجہ کی اولاد مین سے ایک لڑکے کو جو گدی کا وارث تہا مسند نشین
کردیا جائے - جسکا راج اب تک اوس خاندان مین چلا آتا ہے - اور ملک میسور
کا انتظام جنرل ولزلی برادر گورنر جنرل کے سپرد کیا گیا -
حقیقت یہہ ہے کہ سرکار نظام کی حمایت و وفاداری اور سلطنت میسور کی
فتحیابی سے انگریزون کی حکومت صرف دکن ہی مین نہین بلکہ تمام قلمرو ہند
مین غالب مان لی گئی جسکو زمانہ کی آنکہین آج اس سرسبزی و شادابی
پر دیکہہ رہی ہین -
اور نواب میر عالم بہادر بعد اس کارروائی کے معہ فوج انگریزی ملازم
سرکار نظام کنٹیجنٹ داخل دار السلطنت حیدرآباد ہوے اور حضور اقدس
و اعلی نواب میر نظام علیخان بہادر مین عزت باریابی کی حاصل کی اور جمعیت
انگریزی ماموره سرکار نظام کیلئے حسین ساگر کے اوس طرف چہاونی ڈالی
گئی جو اسوقت الوال کے نام سے شہرت پذیر ہے اور اوسکی تنخواہ مین ملک
مفتوحہ ٹیپو سلطان سے جو حصہ ملا تہا مقرر کیا گیا -

نواب سکندر جاہ بہادر کے شادی کا حال -

اور اسی ۱۲۱۳ ہجری مین نواب سکندر جاہ بہادر کے ساتھ
جہان پرور بیگم دختر عالی میان سیف الملک فرزند مشیر الملک
ارسطو جاہ بہادر کا عقد ہوا جسمین لاکہون ہی روپیہ صرف کیا گیا -

میر عالم بہادر کے قید کا ذکر -

اور بعد ختم ان جشنون کے میر عالم بہادر ملک مفتوحہ کڑپہ
و کنجی کوٹہ و قلعہ سدہوٹ کے انتظام کیلئے گئے اسی اثنار

مین بوجہ انقلاب زمانہ ارسطو جاہ بہادر نے ایک چال ایسی کہیل گئے کہ میر عالم بہادر کو وکالت سرکار انگریزی کی خدمت سے موقوف کروا کر قلعہ دروہ مین قید ہی کروا دیا اور خدمت وکالت مدار المہامی کا ضمیمہ ہو گئی -

میر عالم بہادر بظاہر اس سزا کا مستحق نہ تہا شاید ٹیپو سلطان کے اسلامی حکومت برباد کرنے کے جرم مخفی مین یہہ سزا نصیب ہوی ہو تو عجب نہین -

وفات حسرت آیات نواب میر نظام علیخان بہادر

اسکے پچہلے برس مرشد زادہ کیوانجاہ بہادر کا جشن تسمیہ خوانی منعقد ہوا تہا کہ عین جشن مین نواب میر نظام علیخان بہادر کا مزاج ناساز ہو گیا ہر چند علاج کیا گیا مگر کوئی سودمند نہوا آخر ۱۲۱۸ ہجری ہفدہم ربیع الثانی کو ستر سال کی عمر پائے چالیس سال حکمرانی کرکے انتقال فرمایا بعد نماز جنازہ اپنی والدہ عمدہ بیگم کے پہلو مین دفن کئے گئے -

تاریخ رحلت

بر روح پاک میر نظام علی مدام
خوانند یا وشنو ہمہ اشخاص فاتحہ

زین مصرع عجیب شود تاریخ انجمن
مستوجب بہشت و با خلاص فاتحہ

۱۲۱۸ھ

نواب غفران مآب کے بہائیونکا حال

چونکہ نواب غفران مآب کے بہائیون ایک امیر الامرا شجاع الملک بسالت جنگ بہادر تہے اور دوسرے معتقد الدولہ میر قلیچ خان ناصر الملک ہمایون جاہ مغل علیخان بہادر تہے جنکی مختصر کیفیت یہہ ہی کہ شجاع الملک بہادر فرزند پنجمی نواب مغفرت مآب آصفجاہ بہادر یعنی امیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر بیجاپور کی صوبہ دار تہی فیروز نگر اد ہونی و رایچور آپ کی جاگیر تہی ۱۱۹۶ ہجری مین انتقال کر گئے اونکے بعد اون کے فرزند مہابت جنگ وارث

بہادر بعہد نواب غفرانمآب اوسی جگہ پر ممتاز رہے چنانچہ اونہون نے سنہ ۱۲۱۸ھ مین ٹیپو سلطان
سے بید ان کارزار گرم کیا ان کے انتقال کے بعد انکی اولاد مین قابلیت حکمرانی نرہی
لہذا تمام جاگیر خالصہ مین شامل کر لیگئی۔

اور نواب ناصرالملک ہمایونجاہ مغل علیخان بہادر فرزند ششی نواب مغفرت مآب آصفجاہ بہادر
قلعہ محمدآباد بیدر مین نظربند تھے جس وقت عالیجاہ بہادر باغی ہو کر بیدر گئے تھے اون کو
قوت دی مگر آخر مین سمجہا یا گرچہ اون کے پند ونصیحت نے کچھہ اثر نہ کیا تو نواب غفرانمآب
نے انکو بعزت تمام دارالسلطنت مین طلب فرمایا چنانچہ ابتک اونکی اولاد عزت کے ساتھ بسر
کرتے ہین۔

غفرانمآب کی اولاد مین سب سے بڑے عالیجاہ بہادر تھے جنکی بغاوت کا پہلے تذکرہ ہو چکا ہے
دوسرے نواب میر اکبر علیخان بہادر سکندرجاہ بہادر جنکا ذکر خیر آیندہ ہونے والا ہے اور
فرزند سوم نواب فریدونجاہ میر سبحانعلیخان بہادر انکا انتقال سنہ ۱۲۳۰ھ مین ہوگیا۔

اور فرزند چہارم نواب جہاندارجاہ میر ذوالفقار علیخان بہادر جو نیک مزاج اور حلیم الطبیعت
تھے اونہون نے سنہ ۱۲۲۳ھ مین ملک بقا کا راستہ لیا۔

اور نواب میر جمشید علیخان جمشیدجاہ بہادر فرزند پنجم غفرانمآب کا پندرہ برس کی عمر مین انتقال
ہوگیا تھا۔

اور ششی فرزند نواب میر تیمور علیخان اکبرجاہ بہادر و ہفتمی نواب میر جہانگیر علیخان سلیمانجاہ بہادر
اور ہشتمی فرزند غفرانمآب کے نواب کیوانجاہ بہادر تھے جو بذل وسخاوت مین شہرۂ آفاق تھے
انکا سنہ ۱۲۴۳ھ مین انتقال ہوا۔

الغرض بعد وفات نواب غفرانمآب کے فرزندون مین سے نواب فلک رکاب میر اکبر علیخان بہادر

سکندرجاہ آصف جاہ ثالث نے مسند حکومت کو رونق دی جنکا حال سلطنت ہدیہ ناظرین ہے

ذکر خیر سلطنت نواب میر اکبر علیخان بہادر سکندر جاہ آصفجاہ ثالث

آپ ۱۲۱۸؁ ہجری میں تخت نشین ہوئے۔ شجاعت سخاوت آپ کے فطرت مین ہتی سپاہ اور رعایا کو بہت دوست رکھتے تھے ہر معرکہ جنگ مین اپنے بھائیون سے نمایان طور پر جرنیلی قابلیت اور شاہی لیاقت کا ثبوت پیش کیا۔ چنانچہ نواب غفرانمآب کے روبرو قابل قدر فتح حاصل کی الغرض بعد وفات نواب غفرانمآب اعیان دولت و اراکین سلطنت نے بصلاح نواب مشیر الملک ارسطوجاہ مدارالمہام سرکار عالی درِ دولت پر حاضر ہوئے اور تخت نشینی کے لیے عرض کیا آپ نے اس بار گران سے بمصلحت انکار کرنا چاہا مگر کارپردازان سلطنت نے سمجھا بجھا کر بٹھا ہی دیا آپکی جلوسی سواری شاہی خدم و حشم کے ساتھ شاہی محل مین داخل ہوئی اوس وقت آپکی خواصی مین رگھوتم راؤ پیشکار رہتا۔

بیسوین ربیع الآخر ۱۲۱۸ھ مین تخت نشین ہوئے اور اون معاہدون کا جو فیما بین سرکار نظام و سرکار انگلشیہ کے قرارداد ہوئے تھے اونکو بلا کم و کاست بحال رکھا۔

فریدونجاہ بہادر کو تین ہزار روپیہ ماہانہ کے عوض چار ہزار روپیہ ماہانہ اور دوسرے بھائیون کو جو تین تین ہزار روپیہ ماہانہ پاتے تھے چھ چھ ہزار روپیہ کی ماہوار مقرر فرمائی۔

چند روز کے بعد مشیر الملک ارسطوجاہ بہادر نے سرورنگر مین ایک مینا بازار قائم کیا جسمین بتقریب ضیافت نواب سکندرجاہ بہادر بھی رونق افروز ہوئے چنانچہ بازار مذکور مین لکھوکھا روپیہ تجارتی مال سوداگروں کے خرید کیا گیا اور اوسی زمانہ مین جشن تسمیہ خوانی کیوانجاہ بہادر کا جو بوجہ رحلت فرمائی نواب غفرانمآب کے ناتمام رہگیا تھا ترتیب دیا گیا اور منجانب حضور پُرنور دس ہزار روپیہ کی فقط مہندی بھیجی گئی ہتی اسی پر اور سامان جشن کا تکلف خیال کرنا چاہیے

۲۸ محرم سنہ ۱۲۱۹ھ مین نواب مشیر الملک ارسطو جاہ بہادر بخار مین مبتلا ہو کر آٹھ ہی روز کے عرصہ مین انتقال کیا رحلت کے بعد راجہ رگہوتم راؤ پیشکار مدار المہامی کا کام دو مہینے تک انجام دیتے رہے اہنین دنون مین سفیر انگریزی نے بہی اُمور سلطنت مین دخل دینا شروع کر دیا۔

میر عالم کی وزارت کا حال

آخر پنجم ربیع الاول سنہ ۱۲۱۹ھ مین میر عالم بہادر جو قید کئے گئے تھے نواب سکندر جاہ بہادر نے اونکو طلب فرما کر خلعت مدار المہامی سے سرفراز کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سفیر نے پھر کبھی معاملات سلطنت مین دخل نہ دیا۔

سنہ ۱۲۲۰ھ مین میر عالم بہادر نے جشن سالگرہ مبارک نواب سکندر جاہ بہادر ترتیب دیا جسمین بہت بڑا تکلف کیا تھا چنانچہ اوسی جشن سالگرہ مین میر جعفر علیخان بہادر و میر حسین علیخان بہادر کو جعفر یار جنگ و اسد نواز جنگ اور تین تین ہزاری منصب و رسالہ سواران صرفخاص اور نظام یار جنگ بہادر کو حسام الملک و محمد قمر الدینخان خوشنویس اوستاد حضور کو اکبر یار جنگ اور منصب سہ ہزاری و رسالہ صرفخاص اور منیر الدینخان قاضی دار السلطنت کو سکندر جنگ و منصب سہ ہزاری و رسالہ سواران و خطابات معزز سے سرفراز فرمایا۔

اہنین دنون مین راجہ مہیپت رام جو بسرکردگی چالیس ہزار فوج بعہد نواب غفرانمآب بسنداد شورش پنڈارون کے لیے روانہ ہوا تھا حسب الطلب نواب سکندر جاہ بہادر دار السلطنت مین واپس آیا چونکہ ان دنون مین خود غرضون کے خلاف واقعہ مخبری سے حضور کا مزاج مبارک میر عالم بہادر کیطرف سے مکدر تھا اس نے موقع پا کر بطمع خدمت مدار المہامی اور بہی برانگیختہ کر دیا بالآخر سریم صاحب وکیل انگریزی نے عزت باریابی حاصل کر کے میر عالم بہادر کی سفارش کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ راز سربستہ کہل گیا اور راجہ مہیپت رام شہر بدر قلعہ سگر شاہ پور کے جانب روانہ کیا گیا اوس نے وہان پر فوج جمع کر کے سرکار سے مقابلہ کیا ادہر سے فوج انگریزی ملازم سرکار نظام

پہر اوسکی سرتابی کے بیلے فوراً روانہ کیگئی آخر بعد جنگ دیپکار و قتل مسٹر گارڈن بہاگ نکلا اور ملہاراؤ ہلکر کے لشکر مین جا گہسا اور راجہ ہبت رام کی جگہ گوبند بخش برادر راجہ چندولعل سرداری لشکر پر سرفرازی پائی۔ اسی زمانہ مین سیندہیا اور دوالی برار سے انگریزون کی لڑائی کے بعد ہلکر اور راجہ بہرت پور سے لڑائی درپیش تہی جس سے مرہٹون کا زور بل ٹوٹ گیا۔

انہین دنون مین میر عالم بہادر نے راجہ چندولعل کے بیلے خدمت پیشکاری کے بیلے تجویز کی مگر راجہ سورج پرتاب معروف راجہ شیر دل جو مختار دفتر مال و پیشدست میر عالم بہادر تہا اوس نے اس تجویز سے باز رکہا آخر میر عالم بہادر نے اپنے اور حضور کے درمیان مین چندولال کو سفیر مقرر کیا۔ اور جب راجہ سورج پرتاب مرگیا تو ۲۲ صفر ۱۲۲۱ھ۔ بروز چہارشنبہ خدمت پیشکاری سے سرفرازی پائی۔

اور ۲ شوال ۱۲۲۳ھ مین میر عالم بہادر نے انتقال کیا یہ شخص نہایت نیک نیت تہا خلق خدا کو بڑا صدمہ ہوا آخر اونکی نعش میر مومن کے دائرہ مین دفن کی گئی۔

میر عالم بہادر نے اپنی وزارت مین مسافرون کے آرام کے بیلے شہر چینا پٹن مدراس سے لیکر اورنگ آباد و پونہ و بمبئی تک کے رستونمین سرائین بنوائین اور دارالسلطنت حیدرآباد مین تالاب میر عالم جسمین تین لاکہہ روپیہ صرف ہوا تہا ابتک موجود ہے اور باغ بارہ دری کنارہ رود موسی اور منڈی میر عالم کی ابتک یادگار ہے اور بعد وفات میر عالم بہادر کے خدمت دیوانی پر اون کے داماد منیرالملک بہادر نے سرفرازی پائی

سرفرازی خدمت دیوانی منیرالملک بہادر

اور ۲ رمضان ۱۲۲۴ھ مین دمدار ستارہ گوشہ شمال و مغرب مین شام سے پہر رات تک ایسا ایک مہینے تک طلوع ہوتا رہا اور اسی سال مین جسونت ہلکر بہی مرگیا اور پونے مین مناقشہ شروع ہوا

پنڈاروں کا قلع قمع

اور ۱۲۲۹ میں پنڈاروں نے تمام ممالک محروسہ سرکار عالی میں
فتنہ و فساد اور لوٹ مار کا ہاتھ دراز کیا راستہ بند اور ہزاروں گانوں بے چراغ ہو گئے
پنڈارے ایک لٹیری قوم تھی اور انکی بڑی جمعیتیں مدت سے سیندھیا اور ہلکر وغیرہ مرہٹوں
کی فوج کے پیچھے پیچھے مثل گیدڑوں کے رہا کرتی تھیں اور ان غارتگروں نے دریائے
نربدا کے متصل کچھہ زمین بھی پیدا کر لی تھی۔ یہ لوگ کئی سال سے وسط ہند کے لیے اور
خاص کر ملک سرکار نظام کے لیے بوجہ اونکی طرفداری انگریزوں کے گویا ایک وبائے
عالمگیر بن رہے تھے چنانچہ باجی راو پیشوا جو پونے میں رہتا تھا مرہٹوں کی اس سازش کا
کا سرغنہ اور اپا صاحب راجہ ناگپور بھی اسمین شریک ہو گیا تھا۔
آخر لشکر نظام اور مسٹر مالکم صاحب معہ فوج انگریزی انسداد پنڈاروں کے لیے متوجہ ہوئے
انجام یہ ہوا کہ سیندھیا نے سرکار انگریزی کی اطاعت قبول کر لی جسکی وجہ سے اسکی اولاد
آجتک گوالیار میں راج کرتی ہے۔ اور امیر خان جو پنڈاروں کا سردار تھا اوس نے بھی ہتھیار
ڈال دیا اسی سبب سے اونکی اولاد ابتک ٹونک میں مسند نوابی پر حکمران ہے مگر باجی راو
برسر مقابلہ ہوا اور پونے میں رزیڈنسی کوٹھی پر حملہ کر کے اسکو لوٹ لیا لیکن کچھہ بہت دم
خم نہ رکھتا تھا اس لیے تھوڑے ہی عرصہ میں میدان جنگ سے بھاگ نکلا اور ہر چند کئی
مقاموں پر مقابلہ کیا مگر اس سے کچھہ نہ ہو سکا آخر گدی سے اوتارا گیا اور اوسکی ریاست سرکار
انگریزی کی عملداری میں شامل ہو گئی صرف ستارہ کے آس پاس کا تھوڑا سا ملک راجہ ستارا کو
جو سیواجی کی نسل میں تھا دیدیا گیا۔
باجی راو کے مغلوب ہونیکے تھوڑے ہی روز بعد اپا صاحب نے ناگپور میں جو انگریز تھے اون پر
حملہ کیا مگر فوراً شکست کھا کر قید ہو گیا پھر چند روز بعد قید سے نکل پنجاب کیطرف بھاگ گیا اور

سکہو نہین کچہہ مدت تک بحالت گمنامی رہ کر مر گیا۔

جب امیر خان نے انگریزون کی اطاعت قبول کر لی تو پہر اور پنڈارے سردار بہی ایک ایک کر کے مغلوب مطیع ہو گئے ان سردارون مین چیتو سب سے آخر مغلوب ہوا تہا اس نے ایک بار ہلکر کی فوج مین پناہ لی اور اس فوج نے راجہ نابالغ کی سرپرست رانی تلسی بائی کو اس شک پر کہ وہ انگریزون کی طرفدار ہے قتل کر کے انگریزون سے مقابلہ کا ارادہ کیا چنانچہ اسوجہ سے ۱۸۱۷ء مین مہدپور کے میدان پر ایک بڑی بہاری لڑائی ہوئی اسمین فوج انگریزی فتحمند رہی اور ہلکر کی فوج کے مرہٹون و پنڈارون نے کامل شکست کہائی اسکے بعد ملہار راؤ ہلکر نے تو انگریزون سے سب سیدہی اسے ری قاعدے پر عہد نامہ کر لیا اور چیتو بہاگ کر آوارہ پہرتا رہا اور اسکا جتہا ٹوٹتا گیا انجام یہ ہوا کہ ملک خاندیس مین اسیرگڑہ کے پاس جنگل مین اسکو ایک شیر نے ہلاک کر ڈالا اس لڑائی کے بعد مرہٹون کے سارے ملک بلکہ سارے وسط ہند مین سرکار انگریزی کا تسلط ہو گیا اور لیٹرون سے امن و چین ہو گیا۔

مبارز الدولہ و سپاہیان انگریز سے لڑائی

اور ۱۲۳۳ھ سترہوین رمضان کو خیا مین مردمان ہمراہی نواب مبارز الدولہ بہادر اور سپاہیان فوج انگریزی کے ایک حیاط پر مناقشہ ہو کر یہ نوبت پہونچی کہ جمعیت انگریزی نے مبارز الدولہ کی حویلی پر چڑہائی کی اور لڑائی شروع ہو گئی چونکہ نواب مبارز الدولہ بہادر ایک مرد دلاور و جری تہے انہون نے بہی انکا جواب دیا اور برابر ثابت قدمی سے لڑتے رہے اس اثنا مین ایک حبشی افسر پلٹن پر حملہ کیا اور اوسکا کام تمام کر کے توپ کو اولٹ دیا یہ خبر سنتے ہی نواب سکندر جاہ بہادر نے معرفت راجہ چندو لال لشکر انگریزی کے افسر کو کہلا بہیجا کہ جلد یہان سے فوج چلی جائے اور نواب سکندر جاہ بہادر نے مبارز الدولہ بہادر کو اپنے پاس طلب فرما لیا اور اونکو مصلحت وقت کے لحاظ سے قلعہ گولکنڈہ

مین نظر بند کیا تہوڑی مدت کے بعد پہر قلعہ سے بلوا لیا اور حویلی عالیجاہ کی اون کے لیے مرحمت ہوئی۔

انہین دنون مین راجہ چندو لال بخطاب مہاراجگی و علم و نقارہ اور منصب شش ہزاری چہہ ہزار سوار سے اسی کارگذاری کے صلہ مین سرفراز ہوے۔

ملاحظہ فوج جعفر یار جنگ بہادر

اور ۱۲۳۲ھ مین پانزدہم ذیحجہ کو نواب سکندر جاہ بہادر باغ قدسیہ مین رونق افروز ہوئے تو نواب جعفر یار جنگ بہادر نے اپنی جمعیت و توپخانہ کو ملاحظہ اقدس و اعلی سے گذرانا چنانچہ بعد ملاحظہ جمعیت کے حضور نے خوشی ظاہر فرمائی۔

بدہوائی مین جہگڑے کا حال

۱۲۳۴ھ مین امساک باران سے گرمی کی زیادہ شدت ہوئی اور وبا کا زور ہوا اس ہیضہ کے زور و شور مین ایک روز ہندو سوانگ بنائے ہوئے پوجا کرنیکے لیے دیول کو جارہے تھے اور اون کے ساتھ سامان پوجا پاٹ بکری و مرغ وغیرہ تہا یہ لیکر بڑی دہوم دہام و بہیڑ بہاڑ سے گاتے بجاتے مکہ مسجد کے سامنے سے گذرے مکہ مسجد کے شہدون نے انکا سب سامان پوجا لوٹ لیا اور ایک جہنڈا مکہ مسجد مین کہڑا کردیا ہندو اور مسلمانون مین یہ فساد شروع ہوا اور تین دیولین توڑ ڈالی گئین قریب تہا کہ تیغ و خنجر سے کام لیا جائے مگر راجہ چندو لال کی فہمایش سے وہ فتنہ فرو ہو گیا۔

عربون کی لڑائی کا حال

پہلے خنجل گوڑہ پر عربون سے وصول زر قرضہ پر لڑائی ہوئی حضرات عیدروسی بعد نواب غفرانماب خنجل گوڑہ مین آباد ہوئے نواب شمس الامرا تیغ جنگ بہادر کے علاقہ پائیگاہ مین دس ہزار سوار بحکم اعلیحضرت غفرانماب مامور کئے گئے اور اون مین دلدار خان عیدروسی جمعدار معہ دو سو سواران عیدروسیہ کے مامور ہوکر خنجل گوڑہ مین قیام پذیر ہوا دلدار خان حضور رس بہی تہا اور رسالہ نواب مشیر الملک بہادر مین بہی رفتہ رفتہ چار ہزار عیدروسی

افغان نوکر ہو گئے اور چنچل گوڑہ ان کے تاجرون اور نوکر پیشہ سے خوب آباد ہو گیا اور
داد و ستد کا سلسلہ بہی جاری ہوا انہین لوگون مین سے ایک پیرزادہ سلطان میان نامی
ارسطو جاہ کی سفارش سے دو ہزار سوار پیادون کا سردار بنا اور محلات کٹک گرہی و کنگاوتی
اوسکو سرکار سے عنایت ہوئی اور بعہد مدار المہامی ارسطو جاہ بہادر میر عالم بہادر انکا ستارہ
چمک رہا تہا بعد انتقال دلدار خان افغانان مہدویہ نے اپنا قرضہ سختی سے وصول کرنا شروع
کیا چنانچہ سلطان میان پیرزادے بہی قرضدار تھے ان سے اوسطرح معاملہ کیا گیا اور بُری
طرح سے پیش آئے آخر ۲۸ رمضان ۱۲۳۱ھ بوقت شب سات شخص قوم سلیمان زئی کے سلطان میان
پیرزادہ کے مکان پر آئے اور اون سے لڑنا شروع کر دیا پیرزادہ صاحب نے بہی اونپر حملہ کیا
اور طرفین سے چند جانین ضائع ہوئین - اس واقعہ کے بعد ۱۲۳۵ھ مین لیسین خان فرزند دلدار خان
جمعدار نے ایک روز مشیر آباد مین ایک معلم سے کہا کہ ہمارا دین کیون نہین قبول کر لیتے ہو

مولوی عبد الکریم صاحب کی شہادت کا حال

اسپر یہ دونون مذہبی تکرار کرتے مولوی عبد الکریم صاحب
پاس مسجد جلوخانۂ میر عالم بہادر مین جسکو اب منڈی میر عالم کہتے ہین آئے اور لیسین خان جمعدار
مہدویہ نے مولوی صاحب سے سوال کیا کہ فضائل مہدی بیان فرمایئن مولوی صاحب نے فرمایا
کہ کس مہدی کے کیونکہ بقول تمہارے ایک مہدی ہین جنکی مہدویت ہمارے نزدیک
ثبوت کو نہین پہونچتی ہے اور دوسرے مہدوی وہ ہین جنکا ظہور ہونے والا ہے یہ بات
سنکر لیسین خان کو مذہبی حرارت سے غصہ چڑہ آیا اور بحالت غضب کہنے لگا کہ ہمارے
مہدی سچے ہین جو انکا قائل نہین وہ برگشتہ مطلق ہے جب مولوی صاحب نے لیسین خان کو آمادہ
فساد دیکہا تو مسجد سے باہر چلے جانے کے لیے کہا اور لوگون نے اوسکو باہر کر دیا مگر اس
کشاکشی مین اوسکے کہین پیشانی پر کہرونچا لگ گیا اور ایک دو قطرے خون کے بہی ٹپک پڑے

وہ حوض جلوخانہ پر بیٹھ گیا استنے مین ایک مہدوی زادے کی نظر اوسپر پڑی اور اوسنے
دیکھکر اپنے ہم قوم مین خبر دی قریب شام بلا تعداد مہدوی لوگ جلوخانہ مین بہر گئے
اور ہنگامہ مچا دیا چونکہ سلخ ذیحجہ ۱۲۳۴ھ تہی اور منیر الملک بہادر چہتہ مین علم استادہ
کرنے چلے آئے تھے جب یہ سُنا تو مہدویوں کو منع کیا چنانچہ حکیم خواجہ احمد خان نے
ان لوگون کو سمجھایا مگر کب باز آتے تھے استنے مین دائم خان بہادر اورحسن خان
بہادر جمعداران مندوزی اہل تسنّن بہی آگئے اور مولوی صاحب سے عرض کیا کہ
اس موقع پر یہان سے اوٹھ چلئے مولوی صاحب نے کہا کہ جب مین مدینہ طیبہ مین مقیم تہا
جناب سلطان الانبیا صلعم نے خواب مین ارشاد فرمایا کہ اسے عبدالکریم توحیدرآباد
جا وہان تیری آرزوے شہادت برآئیگی لہذا مین یہان سے اب اور کہین نہین
جا سکتا اور نہ اس مسجد کو چہوڑ سکتا۔ القصہ عنایت خان پرورزی ناقی پہ سوار تہا مسجد
مین گہسنے کا ارادہ کیا دائم خان اورحسن خان بہادرون سلنے روک دیا اور کہا کہ بہائی
عنایت خان تمکو یہ مناسب نہین ہے کہ مسجد مین فساد برپا کرو اگر فساد کروگے تو یاد
رکہو کہ قیامت تک فریقین مین تلوار چلتی رہے گی مولویصاحب پر اس قدر ظلم کرنا
قرین مصلحت نہین اور نہ یہ فعل جوانمردی مین داخل ہے لیکن عنایت خان نے
نہ مانا آخر نیامون سے تلوارین نکل پڑین عنایت خان مارا گیا اور دائم خان نے بہی
جام شہادت نوش کیا حسن خان نے بہی سخت حملہ کیا اور خود بہی زخمی ہوا چودہ مہدوی
زادے قتل کئے گئے آخر بہت سے مہدوی لوگ اندر گہس آئے اور بندوقون کا
فیر کیا تاج محمد خان اور ایک عرب نے عین نماز سنت مغرب مین شہادت پائی اور
یسین خان اور مہدوی زادے مولوی صاحب کی تلاش مین تھے استنے مین مولویصاحب نے

نہایت استقلال سے آواز دی کہ ادہر آؤ مہربان مین یہان منتظر وقت ہون یہ سُنتے ہی یسین خان مولوی صاحب کے سینہ بے کینہ پر چڑہ بیٹھا اور خنجر سے اونکو شہید کر ڈالا اور اپنے چودہ مقتولونکی لاشے اوٹھا لیگئے۔ اور سید نصرت مہدوی زادہ مدار وغیرہ ہر کارگان نے بہت جلد حضور مین جاکر اس واقعہ کو ظاہر کرکے عرض کیا کہ مولوی صاحب خود ہی اپنی جہالت سے مار گئے۔

دوسری محرم بروز چہارشنبہ سید نورالاولیا صاحب نے علمار دارالسلطنت کو اطلاع دی کہ ایک رکن رکین مذہب سنت وجماعت کا ناحق خون ہو گیا جسکا انسداد فی الوقت نہو سکا اس لیئے جایز ہو سکتا ہے کہ اس واقعہ کا بالاتفاق تدارک کیا جائے چونکہ ایک ایسا عالم جید اسطرح شہادت پا چکا ہے تو ایسا ہی دوسرے کی بھی نوبت آنے والی ہے یہ سنتے ہی ذوالفقار خان بہادر شریعت پناہ بلدہ وقاضی شیخ حیات اللہ ومولوی حافظ میر شجاع الدین صاحب اور مولوی غلامی صاحب مکہ مسجد مین جمع ہو گئے اور بروز جمعہ جہاد کا وعظ پکار دیا یہ سنتے ہی راجہ چندولال نے غوث خان جمعدار کی زبانی کہلا بھیجا کہ گو آپ صاحبون کا جمع ہونا درست ہے مگر مکہ مسجد شاہی محلات کے قریب ہے اس سے بہتر ہوگا کہ جامع مسجد مین فراہمی کی صورت ہو اور ہم بھی آپ کے ہمراہ ہین المختصر ایک لاکھ آدمیون کا ہجوم ہو گیا اور ایک نشان محمدی بھی استادہ کیا گیا اب ہجوم عام وبلوۂ عظیم مین کون کسکی سنتا تہا اودہر مہدوی زادے بھی تیغ وبندوق وساز وسامان جنگ سے بہادرانہ مستعد ہو گئے اور ادہر سے نیاز مند خان بہادر اور مصور خان بہادر وصالح محمد خان وعبدالرحیم خان ومیر احمد خان ومحمد خان گلیانی وغیرہ جمعدار بھی اوٹھ کھڑے ہوے

اور دروازہ یاقوت پورہ سے نکل چنچل گوڑہ جا پہونچے اوسوقت فریقین سے گفتگو
یہ ہوئی کہ مہدوی زادے یسین خان کے دینے پر رضامند ہوگئے مگر اودہر سے قصاص
مین روشن میان طلب کئے گئے چونکہ نواب میر نظام علیخان بہادر غفرانمآب کے عہد مین
یہ لوگ ہمیشہ جنگ مین رہے تھے اب انکو ہاتھ پر ہاتھ رکھے ہوئے بیٹھا رہنا کب
گوارا تھا قصہ کوتاہ لڑائی چھڑ گئی پہلے نیاز بہادر خان اور شمشیر خان مہدوی سے
لڑائی ہوئی نیاز بہادر خان نے شمشیر خان کا کام تمام کردیا اور خود بھی زخم اوٹھاکر
شہید ہوا پھر سترہ میان بھانجہ مظفر خان نے مہدویون پر سخت حملہ کیا اور بعد قتل کئی
ایک مہدویون کے خود بھی شہید ہوگیا مظفر خان نے بھی بہت سے مہدوی زادون
کو قتل کرکے شربت شہادت نوش کیا اور مرزا نصیر بیگ ولایتی نے بھی مہدوی زادون
کو تہ تیغ کرکے خود بھی شریک شہدا ہوا محمد خان گگیانی اور غلام جیلانی خان فرزند
کلو میان جمعدار و شیخ حیات اللہ اصل بانی قصہ نے سیکڑون لاشین میدان جنگ مین
گرادین اور خود زندہ رہا اس عرصہ مین جمعیت عرب بھی آپہونچی اور اونہون نے بھی
مہدویون کو نشانہ بندوق بنالیا بچارے اکثر مہدوی زادے میدان لڑائی سے
نکل اپنے اپنے گھرون مین جاکر پناہ لی اور رات بھی ہوگئی تھی لیکن اتنے مین اس قصہ
کی خبر نواب سکندر جاہ بہادر کے گوش زد ہوئی دفعتاً غضب سلطانی جوش زن ہوا آدھی رات
گذری تھی کہ بنام راجہ چندولال حکم صادر ہوا کہ مع جمعیت انگریزی مقیمہ الوال کو حکم
دیا جائے کہ وہ فی الفور آکر چنچل گوڑہ کو صبح تک خاک مین ملادین چونکہ راجہ چندولال
بھی مہدوی زادون سے داغ کھائے ہوا تھا فوراً حکم کی تعمیل کیگئی چار ہزار فوج مع توپخانہ
انگریزی و ہارینٹ صاحب و ہاڈشن صاحب کپتان سرکاری و سدرلین صاحب بہ تعجیل تمام آکر چنچل گوڑہ

کو گھیر لیا اور حکم کے منتظر رہے کہ صبح کو باغیون نے ہتیار ڈال دیئے بالآخر راجہ چندو لال
کی سفارش پر انکی جان بخشی ہوئی مگر حکم دیا گیا کہ آج سے تیسرے دن تک کل قوم مہدوی
شہر سے چلے جائین چنانچہ کچھہ تو بجانب کرنول اور کچھہ ہندوستان کیطرف اور بعض اطراف
دیہاتون مین جا بسے اور جب چنچل گوڑہ مہدوی زادون سے بالکل خالی ہو گیا اور انکا
خاطر خواہ اخراج ہو چکا تو شاہ یار الملک بہادر کو معہ پلٹن کے چنچل گوڑہ مین رہنے کے
لیے حکم دیا گیا صرف سلطان میان کے فرزند محمد صاحب میان اور کرار نواز خان بہادر
جو تعلقات گنگاوتی و ملدرگ مین تھے یہ دونون سردار قوم شریک بغاوت نہ تھے باقی رہ گئے

شہادت عزت یار خان صدر الصدور کا حال

اور ۱۲۴۲ھ مین عزت یار خان بہادر صدر الصدور اور
صاحب و معتمد سرکار و طبیب تھے اثنائے راہ چارکمان مین چار مہدویون نے نبض دکھانے
کے بہانے سے قریب جا کر اونکو جمدہڑ سے شہید کیا ایک اونمین سے نکل گیا اور باقی
تین راستے مین بھاگ رہے تھے اور جب مبارز الدولہ صاحبزادے کے دروازہ پر سے
گذرے ان تینون کا کام تمام کر دیا گیا۔ یہ خبر سنکر نواب سکندر جاہ بہادر نے طالب الدولہ
حسن علیخان بہادر کوتوال شہر کو حکم دیا کہ گھر گھر تلاشی ہو جہان کہین مہدوی پائے جائین
گرفتار کیئے جائین اور آیندہ کے لیے بندوبست کر دیا جائے کہ آنے نہین پائین۔

لطیفہ

راجہ چندو لال کو اکثر شعر و سخن کا زیادہ شوق تھا ایک روز چندا نامی کنچنی جو بہت بڑی
مالدار اور صاحب طبل و علم تھی ماہ لقا بائی خطاب تھا حاضر جوابی مین لاجواب تھی اور
موزونیت طبع بھی مین زبانزد خاص و عام تھی اس کے روبرو راجہ چندو لال نے یہ مطلع پڑھا

ہے چین کہان جب سے مری آنکھہ لڑی ہے
ملنے کی نجومی تو بتا کون گھڑی ہے

چنداسنے فی البدیہہ جواب دیا ۔

پہلے ہی سے چلا کے مری دلکو ستاتی ہے
اے مرغ سحر چپ ہوا ہی رات بڑی ہے

وفات حسرت آیات نواب سکندر جاہ بہادر

المختصر ان واقعات کے دو سال بعد نواب سکندر جاہ بہادر کی ایک صاحبزادیکا انتقال ہو گیا جس سے آپکو محبت زیادہ تھی اور اسی اشتداد غم مین آپکا مزاج جادۂ اعتدال سے منحرف ہو گیا آخر ایسے رعایا پرور رحمدل رئیس کو بیماری نے آگھیرا ہر چند علاج کیا گیا مگر کچھہ سود مند نہ ہوا ۴۶ سال کی عمر ۲۶ سال حکمران رہکر ۷ ذی قعدہ ۱۲۴۴ھ بروز جمعہ انتقال ہوا خلق خدا مین ایک شور عظیم گریہ وبکا کا تھا آخر صحن مکہ مسجد مین دفن کئے گئے آپکا مزار پر انوار آپ کے جدہ ماجدہ کے پہلو مین ہے ۔

تاریخ رحلت

چون سکندر جاہ از آفاق رفت
ہر مکان شد از غمش بیت الحزن

بر کشیدم آہ گفتم سال او
راہی فردوس شد شاہِ دکن

کرد شاہ دکن ز دہر کنار
در ہزار دو صد و چہل و چہار

آپ کے صاحبزادگان بلند اقبال سے سب مین بڑے نواب میر فرخندہ علیخان بہادر ناصر الدولہ آصف جاہ رابع اور دوسرے نواب بشیر الدین علیخان بہادر صمصام الدولہ اور تیسرے نواب میر گوہر علیخان بہادر مبارز الدولہ اور چوتھے میر تفضل علیخان بہادر الدولہ میر بادشاہ پانچوین نواب میر منور علیخان بہادر منور الدولہ اور چھٹے نواب میر ذو الفقار بہادر اور ساتوین نواب میر محمود علیخان بہادر اور آٹھوین نواب میر داؤد علیخان بہادر قمر الدولہ نوین نواب میر فتح علیخان بہادر مظفر الدولہ تھے اور آٹھہ ہی صاحبزادیان تھین

ان سب مین سے بعد انتقال نواب سکندر جاہ بہادر مغفرت منزل کے نواب فرخندہ علیخان بہادر ناصر الدولہ جو سب سے بڑے دیندار عالم و متقی تھے سریر آرائی دولت آصفیہ ہوئے جنکا ذکر خیر و حال سلطنت ہدیہ ناظرین ہے۔

ذکر خیر سریر آرائی سلطنت آصفیہ نواب میر فرخندہ علیخان بہادر ناصر الدولہ آصفجاہ رابع خلد اللہ ملکہ و دولتہ

آپ سنہ ۱۲۔۔ھ مین پیدا ہوئے اور بعد انتقال نواب مغفرت منزل کے اوسیوقت راجہ چندو لال نے آپ کے نام سے منادی کروا دی اور بعد زیارت خود بدولت سریر آرائے دولت آصفیہ ہوئے اور اپنے جلوس میمنت مانوس سے رونق تازہ دی ارکان دولت و اعیان سلطنت و سفیر سرکار انگلشیہ حاضر دربار شاہی ہوئے نواب منیر الملک بہادر اور نواب شمس الامرا بہادر و راجہ چندو لال اور مارٹن صاحب بہادر رزیڈنس سرکار انگریزیہ نے نذرین پیش کین اور ایک جدید عہد نامہ حسب عہد نامہ سابقہ مابین سرکار عظمت مدار و سرکار دولت مدار مرتب ہوا۔

اونہین دنون مملکت دکن مین خشک سالی نے اپنا زور دکھلایا دو سال تک قحط رہا منجانب حضور سلطانی حکم صادر ہوا کہ بنی نوع انسان کی حفاظت کیجائے اور غلہ کے بہم پہونچانے اور مہیا رکھنے کے لیئے بندوبست کامل کیا جائے۔

اور خود بدولت بغرض سیر و شکار سرور نگر و نظام نگر و قلعہ محمد نگر کیطرف معہ محلات شاہی و خدم و حشم متوجہ ہوئے۔

سنہ ۱۲۴۔ھ مین بروز عید الفطر دربار آراستہ ہوا اور ارکان دولت و اعیان سلطنت نے نذرین پیش کین و خلعت و جاگیر سے سرفراز ہوئے۔

اور بعد برخاست دربار شاہی چند سپاہی ہمرائیان محمد صاحب میان خلف نواب سلطان الملک صف شکن جنگ دیوان عام مین آکر اپنی تنخواہ کے لیے محمد صاحب میان کو روکا اور بقیہ تنخواہ کے خواستگار ہوئے بعد گفتگو طویل نوبت جنگ کی پہونچی اور خود مع دو سپاہیوں کے حق نمک شاہی سے سبکدوش ہوئے۔

اور ۱۲۴۶ھ مین پل چادر گہاٹ بحکم نواب ناصر الدولہ بہادر تیار ہوا۔ تخمیناً پچاس ہزار کا صرفہ ہوا

تاریخ بنائے پل

ناصر الدولہ شاہ آصف جاہ	کہ عدیلش سپہر کہن ندید نگاہ
شد چو حکمش براجہ چندو لعل	زود بسازند پل بشام و پگاہ
با سر عقل محیبہ استورٹ	پل بنا کرد مثل مہر و ماہ ۱۲۴۶ھ

مبارز الدولہ کی شورش

انہین دنون مین نواب مبارز الدولہ بہادر نے چند روز پیشتر روہیلون کی جمعیت نوکر رکہی ہتی باتفاق زمانہ کئی مہینے کی تنخواہ دستیاب نہوئی مرشدزادہ بہادر نے چاہا کہ کارپردازان سرکار کو توجہ دلاکر متنبہ کرین چنانچہ اسی بنا پر کچھ شورش مچائی اہلکاران سلطنت نے انکو جمعیت انگریزی کے ساتھ قلعہ محمد نگر مین روانہ کردیا پہر دو سال کے بعد اپنے مسکن و مقام پر بحصول اجازت سلطانی واپس آگئے۔

۱۲۴۷ھ مین موسی ندی کو طغیانی ہوئی اور فصیل بازو سے پل قدیم شکست ہوگئی بازار گہانسی و حوض چار محل و بازار سدی عنبر وغیرہ بہہ گیا۔ اسی سال جشن سالگرہ مبارک قرار پایا اور بتقریب جشن سالگرہ راجہ چندو لال کو راجا یان راجہ خطاب ہوا اور شش ہزاری پنجہزار سوار و جاگیر منصب سے سرفرازی ہوئی۔ علی ہذا اور امراء دولت بہی آصفیہ خطابات و مناصب سے مفتخر ہوئے۔

سکہہ اور عربون کی لڑائی کا حال سنہ ۱۲۴۷ھ میں مابین سپاہیان جمعیت عرب اور سکہون
کے خونریز لڑائی ہوئی اسکا قصہ یون ہے کہ عبداللہ بن علی مدبر جنگ اور شیخ احمد عبادی
بہریار جنگ بہادر جمعداران عرب کے علاقہ مین اور دوہزار جوانان عرب تازہ وارد کی
بہرتی ہوئی یہ امر جمعیت سکہون کو ناگوار گذرا چونکہ اونکو اپنی سپہ گری پر گہمنڈ تہا ہر ایک
کی قوت کو اپنے سامنے ہیچ جانتے تھے عربون سے چہیڑ چہاڑ شروع کی ایک روز اپنے
غرور مین آکر جلوخانہ راجہ چندو لال مین عربون سے باتیغ وخنجر مقابلہ کیا عرب تو ایک بلا کے
پتلے اور دانشمند ہین ایکبار کچہہ تہوڑے ہی سے سکہون کے قتل پر اکتفا کرکے خاموش
ہو رہے مگر سکہون نے جب پہر شرارت شروع کی تو بار ثانی شجاعان عرب نے سکہونکی
خوب ہی خبر لی کم وبیش دوسو جوانان سکہہ کا سر کاٹ اور بال پکڑ کے شہر مین تشہیر کرکے
انکا ساز وسامان لوٹ لیا مہاراجہ چندو لعل نے انکی بزدلی دیکہہ کر موقوفی کا حکم دیا حضور
سلطانی سے بہی سکہون پر عتاب نازل ہوا اور حکم دیا گیا کہ یہ لوگ شہر بدر کردئیے
جائین چنانچہ سکہون نے اپنی بود وباش اننت گری مین اختیار کر لی اور اتبک بہی چند
سکہون کے مکان اننت گری مین موجود ہین۔

اس واقعہ کے بعد عربون کا زور وشور شروع ہو گیا ان لوگون نے سلسلہ ملازمت کے
علاوہ دادوستد کا طریقہ جاری کردیا اور زر قرض کے وصول کرنے مین سختیان شروع کین
جنکی سختی کا کوئی متحمل نہین ہوسکتا تہا سیکڑون روپیہ کے مالک اور لاکہون روپیہ کی
جاگیر ومقطعہ جات پر قابض ہوگئے اور بیحد سود سے نفع اوٹھایا اور ایک ایک جوان عرب
دو دو تین تین جگہ پر مامور ہوکر تنخواہ پانے لگا۔

سنہ ۱۲۵۱ھ مین راجہ چندو لال بہادر نے اپنے نواسہ راجہ نریندر بہادر فرزند راجہ دہراج کی

شادی کا جشن ترتیب دیا اور اِس تقریب مین حضرت نواب ناصر الدولہ بہادر بہی ضیا فتا رونق افروز ہو کر بانیان جلسہ کو معزز اور ممتاز فرمایا۔

جوانان لین و روہیلون و عربونکا مناقشہ

جوانان لین و روہیلون کے اونہین دنون مین جوانان لین و روہیلون کے درمیان ہنگامہ برپا ہوا اصل اسکی یہ ہوئی کہ ایک روہیلہ کارروان مین ایک دوکان پر غلہ لے رہا تھا اتنے مین کہین ایک جوان لین کا بہی غلہ خریدنے آنکلا ان دونون سپاہیون مین تکرار ہوگئی اور دونون زخمی ہوئے یہ حال دیکھکر دونون طرف کے لوگ جمع ہو گئے اور لڑائی چہڑ گئی ادہر غلام حسین کمندان لین زخم کہا کر گہر آیا اور پچاس جوانان لین اوس کے مارے گئے اوس نے بیس ہزار جوانان پلٹن فراہم کر کے مقتول پیچانہ دروازہ پل قدیم کے باہر مستعد پورہ اور کارروان تک فوج کو جا دیا۔ ادہر روہیلہ بہی کم سے کم چار ہزار جمعیت روہیلون سے جمع ہو کر شاہ شبلی صاحبؒ کی درگاہ اور پہاڑیون مین مورچے قائم کر کے مستعد بجنگ ہو گئے قریب تہا کہ معرکہ جنگ گرم ہو یہ سنتے ہی راجہ چندو لال نے سرداران عرب مثل عبد اللہ بن علی تدبر جنگ اور شیخ احمد علی عبادی ببر یار جنگ کو مقام معرکہ پر روانہ کر دیا اور اِن دونون سرداروں نے فریقین مین صلح کرادی اس قصہ کا یون خاتمہ ہو گیا اس کے ایک سال بعد ۱۲۵۳ھ مین روہیلون اور عربون کے درمیان صورت قضیہ واقع ہو کر ہر دو فریق باہم لڑ مرے تفصیل اِس واقعہ کی یہ ہے کہ ایک روز حسین یار جنگ کے مکان پہ ایک عرب اور ایک روہیلہ اپنا قرض مانگنے آئے ان دونون مین تکرار سے تلوار کی نوبت پہونچی اور طرفین کے چار جوان باہم لڑ کر قتل ہوئے اس کے ساتھ ہی شہر مین ہنگامہ مچگیا اور بہت سے عرب روہیلون کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے بالآخر سرداران عرب نے راجہ چندو لال کو ایک معقول رقم نذرانہ

دیگر روہیلون کو شہر بدر کروا دیا چنانچہ یہ لوگ دیہا تون مین جا کر زمینداروں کی نوکری اختیار
کر لی اور بعض اپنے وطن چلے گئے۔ اب تو کوئی روہیلہ آنے ہی نہین پاتا ہے اگر کوئی
بھولا بھٹکا آ ہی گیا تو فوراً بذریعہ پیڈ روانہ کر دیا جاتا ہے —

اہل حدیث دکن مین آنیکا حال ۱۲۵۵ھ مین مملکت دکن مین اہل حدیث آ گئے
تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مولوی سید احمد صاحب جو طریقہ نبویہ کے زندہ کرنیوالے
تھے جب شیر سنگھ والی پنجاب سے لڑکر شہید ہو گئے تو انہین کے خلفا ملک ہندوستان مین
منتشر ہو کر اپنے سچے دین اسلام کو جو رخنہ اندازوں کی وجہ سے افراط و تفریط ہو گئی تھی
اوسکو بتاتے اور تاریکیوں سے نکالتے پھرتے تھے جنکا اصلی منشا یہ تہا کہ حکومت اسلام
اور اس پاک مقدس دین مین جو دُنیا پرستون کی بدولت نوایجاد خرابیان واقع ہو گئی ہین
دفع کیجائے اور اسلامی قوت اور اسلامی عزت کو ترقی ہو اور وہی صاف چشمہ جسکی نہر سلطان الانبیا
صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک سے نکلی تھی مومنین کے دل و جگر مین جوش مارے —
چنانچہ انہین کے خلفاؤن مین سے دو شخص ایک مولوی ولایت علیصاحب اور دوسرے
مولوی سلیم صاحب دارالسلطنت حیدرآباد مین آئے اور احادیث کے ترجمے و رسالہ کے ذریعہ
سے اپنا اصلی مطلب نکالنا شروع کر دیا اسپر کسی نے شرک کا الزام قائم کیا کسی نے کافر کا
خطاب دیا۔ آخر مولوی عنایت علی صاحب تو اور کہین چلے گئے مگر مولوی سلیم صاحب نے مرشدزادۂ
نواب مبارزالدولہ بہادر تک اپنی رسائی پیدا کر لی اور اونکی طبیعت کو کرامات اور دنیوی
خیالون سے پھیر دیا مُرشدزادہ بہادر ہی علم دوست تھے اس لیے اونکے پوری مطیع ہو گئے
ادہر مولوی سلیم صاحب نے یہ موقع غنیمت جانکر خفیہ بذریعہ خطوط اپنے ہم خیالون کو جو دہلی
پٹنہ پشاور — لاہور — مدراس — بمبئی — سورت مین اس طریقہ کے پیرو لوگ کم سے کم دو لاکھ آدمیونکی

تعداد کا اندازہ تہا اونکو خط لکہہ بہیجا کہ ایک خاص تاریخ مین تمامی قلمرو ہندوستان مین ایکبارگی
آتش فتنہ مشتعل کردین اور ہر جگہ تیغ و خنجر سے کام لین چنانچہ نواب غلام رسول خان والی قمر نگر
کرنول نے بہی گیارہ سو ضرب توپ تیار کر لی اور ایک لاکہ روپیہ کا گولہ باروت فراہم کر لیا
مگر یہ تدبیر پیش رفت نہوئی راز کہل گیا اور مولوی سلیم صاحب کی دستاویز مُہری دستیاب ہوگئی
اور صاحبان انگریزی بمبئی سے حسین ساگر مین آگئے فوراً میجر اسٹوارٹ صاحب بہادر رزیڈنٹ
سرکار انگریزی نے دربار شاہی مین حاضر ہوکر اسکا مفصل حال عرض کیا یہ سنکر نواب ناصر الدولہ
بہادر کو سخت حیرت اور استعجاب ہوا نواب ممدوح الشان کے حکم سے جمعیت سرکار عالی نے
مبارز الدولہ بہادر کو قلعہ گولکنڈہ مین نظر بند کیا اور مولوی سلیم صاحب معہ اپنے گروہ کے
قید کیے گئے۔

قلع قمع قلعہ قمر نگر کرنول اس انتظام کے بعد دفعتاً گڑپہ سے انگریزی پلٹن کرنول پر جا پہنچی
اور نواب غلام رسول خان سے قلعہ کے ملاحظہ کا حیلہ کیا نوابنے قلعہ خالی کر کے قریب آٹھ سو
جوانان عرب و روہیلہ کی جمعیت لیے زہرہ بنیٹہ مین جا بیٹھے فوج انگریزی نے اوپر توپون کے
گولے اتارے سخت لڑائی ہوئی اور طرفین کے لوگ قتل ہوئے بالآخر نواب کرنول کو
گرفتار کر لیا اور بسواری میانہ چناپٹن لیجارہے تھے کہ راستہ مین مذہبی گفتگو پر نوابنے گالی
دی اسپر اونکو مع ہمین جمعدار سے قتل کر ڈالا اور نکا تمام مال و اسباب سرکار انگریزی نے ضبط اور
اٹہارہ لاکہ روپیہ محاصلات کا ملک داخل دولت انگلشیہ کر لیا اور اون کے پس ماندون کے
لیے کسیقدر روزینہ مقرر کر دیا۔

اس ذراسی ناقابلیت اندیشی سے ایسا ملک جو چہوٹی سی سلطنت اسلامیہ کا نمونہ تہا اس طرح جبر
صاحبان انگریز کے تسلط مین چلا گیا اور نواب کے فرزند با امید سرفرازی ریاست وظیفہ لینے پر

رضا مند نہ ہوئے۔ نواب کے خاندان کے تین صاحبزادیوں کی شادی ۱۲۵۴ھ میں بڑی دھوم دھام سے ہوئیں۔

انتقال نواب منیر الملک بہادر اور اسی سال میں نواب منیر الملک بہادر مدار المہام سرکار عالی نے پچیس لاکھ روپیہ کا قرضہ چھوڑ کر انتقال کیا جنکا قرضہ سرکار عالی نے ادا فرمایا مگر اونکی جائداد تعلقہ میر عالم اور کل جائداد بعنوان کفالت داخل سرکار کر لیگئی اور کسیقدر جاگیر پرورش خاندان کے لیئے چھوڑ دی گئی چونکہ اوس زمانہ میں اونکے خاندان کے سردار سراج الملک فرزند نواب منیر الملک بہادر صغر السن تھے اس لیئے ۱۲۶۳ھ میں نواب ناصر الدولہ بہادر نے کل جائداد نواب سراج الملک بہادر کے تفویض فرمایا۔

سرفرازی وزارت براجہ چندو لال بعد وفات منیر الملک بہادر کے راجہ چندو لال بہادر خدمت مدار المہامی سے سرفراز ہوئے اور باستقلال تمام اقتدارات مدار المہامی عمل میں لائے راجہ چندو لال کی خیرات ابتک زبانزد خلائق ہے ہر روز دو ہزار روپیہ اور سر منگل کے دن زر شاہی دس ہزار روپیہ سے کم خیرات نہین دیا جاتا تہا اور گوکل اشٹمی کے تہوار مین ایک لاکھہ روپیہ صرف کیا جاتا تہا علاوہ برین جو کوئی کم سے کم بارہ سو روپیہ نذرانہ گذرانتا اوسکی سو روپیہ سے کم ماہوار نہین ہوتی ہتی چنانچہ انہین کارروائیون سے بہت لوگون نے سلسلہ ملازمت پیدا کر لیا مگر ساتہہ ہی اسکے یہ بہی ہوتا تہا کہ اونکی تنخواہین ماہ بماہ نہین ملتی تھین اور ملک کا انتظام گتہ داری پر محول تہا۔ القصہ ان کے عہد وزارت مین داد و دہش کا بازار گرم تہا اور انتظام مملکت و صرف خزانہ شاہی انہین کے اختیار سے ہوا کرتا تہا چنانچہ انہین اسباب سے چندو لال کا حیدرآباد مشہور ہو گیا اور جب محلات شاہی اور منصبداران دولت کی ماہوارین ملین تو نواب ناصر الدولہ بہادر نے راجہ چندو لال کو معزول کر دیا۔ اور راجہ چندو لال نے

۱۲۶۱ھ مین اس جہان فانی سے کوچ کیا کسی نے مادۂ تاریخ یہ کہا ہے

سخی داتا گیا دُنیا سے اب ہاے
۱۲۶۱

اور سراج الملک کو مدار المہام کیا پھر نواب امیر کبیر شمس الامرا بہادر اور اونکے بعد راجہ رام بخش پھر دوبارہ سراج الملک کو دیوانی سے سرفرازی بخشی۔

۱۲۶۱ھ بائیسوین ذی قعدہ کو ایک اشتہار اس مضمون کا جاری کیا گیا کہ دسہرہ ایام عشرۂ محرم مین واقع ہوا ہے اگر اہل ہنود رسوم دسہرہ اور استادگی جھنڈہ وغیرہ عاشورہ مین کرینگے تو احتمال فتنہ و فساد کا درمیان اہل اسلام اور ہنود کے ضرور ہے اس سبب تمامی ہنود کو بذریعہ اشتہار ہذا حکم دیا جاتا ہے کہ وہ لوگ ایام عشرہ مین جھنڈے وغیرہ کھڑا کرنا موقوف رکھین اور بعد گذرنے ایام عشرہ ۱۵ محرم ۱۲۶۱ھ کو رسوم دسہرہ عمل مین لائین۔ اگر کوئی اقوام ہنود سے باوجود جاری ہونے اشتہار ہذا کے خلاف کریگا تو وہ لائق سزا ہے پس اس باب مین تاکید مزید جانکر موجب اس حکم کے عمل کرین۔

شیعہ وسُنی کی لڑائی کا حال و معزولی کوتوال اور طالب الدولہ حسن علیخان کے عہد کوتوالی

اور نواب سراج الملک بہادر کی وزارت مین شیعہ وسُنی مین مذہبی امورات پر تکرار واقع ہوئی تو فریقین مین سخت لڑائی ہوئی یہانتک کہ مرزا عباس شالی بنڈے پر اور کالے نواب میر صلابت علی کے مکان مین جو چادر گھاٹ کے پل کے قریب تھے مارے گئے اور اون کے مکانون کو آگ لگا دی گئی اور بہت سا مال و اسباب لوٹا گیا اس کے سوا اور بہت سے شیعہ مارے گئے بالآخر نواب ناصر الدولہ بہادر نے حسن علیخان کو کوتوال شہر کو معزول فرماکر محمد وزیر کو کوتوال شہر مامور کرکے حکم دیا کہ جلد تر اس ہنگامے کا بندوبست کر دیا جاوے تا امنیت خلق اللہ مین خلل واقع ہو۔ اور نواب سراج الملک کی عہد وزارت مین بسبب باقی

ملک برار دیے جانے کا حال	رہجانے تنخواہ افواج کنٹنجنٹ کی حسب مطالبہ لارڈ ولزلی

گورنر جنرل بہادر باوجود عدم رضامندی مجبوراً سالانہ پچاس لاکھ روپیہ محاصل کا ملک برار زرخیز بطور مانی اس شرط پر سرکار انگریزی کے تفویض کیا گیا بعد وضع اخراجات کے باقی رقم سرکار نظام کے خزانہ عامرہ مین داخل ہوا کرے۔

اس کے تھوڑے ہی زمانہ بعد آخر ۱۲۶۹ھ مین نواب سراج الملک بہادر بھی اس جہان فانی کو چھوڑ کر ملک عقبی کا راستہ لیا۔

سرفرازی وزارت بہ نواب مختار الملک	اور انکے انتقال کے بعد نواب ناصر الدولہ بہادر نے

اون کے بھتیجے میر تراب علیخان بہادر سالار جنگ مختار الملک کو خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا اس وزیر ارسطو تدبیر نے آغاز سال وزارت مین سب سے پہلے عربون کا زور توڑنا شروع کیا اور جنکے قبضہ مین ملک کی بڑی آمدنی تھی اوس کے نکالنے کی تدبیر کی چنانچہ تیرہ لاکھ روپیہ کا علاقہ عمر بن عوض سے سترد کر لیا گیا اور عربون کا قرضہ ادا کر کے پندرہ لاکھ روپیہ کا ملک واپس کر لیا پہلے ہی سال وزارت مین چالیس لاکھ روپیہ کی مالگذاری کا ملک مرہونہ چھڑا لیا گیا اور دو ہزار نفر جمعیت عرب و روہیلون مین سے تخفیف کر دیے گئے۔

اسی سال فوج کنٹنجنٹ سرکار نظام و ہیلو نکی سرکشی کے دفع کرنے کو اور ایکہزار فوج معہ توپ خانہ گونڈا کی سرکوبی کے لیے مامور ہوی۔

۱۲۷۱ھ مین قحط پڑا اور بنی نوع انسان کی حفاظت کے لیے بندوبست کیا گیا اور اسی کیسا طریقہ گتہ داری کا عمل موقوف کیا گیا اور تشخیص مالگذاری کے لیے امانت و دیانت دار اہلکار مقرر کیے گئے۔

۱۲۷۲ھ مین ملک کی رونق شادابی پر نظر آنے لگی اور سلطنت کا اعتبار بھی زیادہ بڑھ گیا

اسی سال مین بردہ فروشی کا طریقہ بند کر دیا گیا ۔

المختصر نواب ناصر الدولہ بہادر ایک روز بطور سیر ماہ شعبان مین تشریف فرمائے سرورنگر ہوئے دفعتاً ۲۲ ماہ مذکور کو بعارضہ اسہال علیل ہو گئے اور روز بروز بیماری زیادہ ہوتی گئی آخر ۲۸ ماہ مذکور کو سرورنگر سے بلدہ کا ارادہ فرمایا چونکہ مزاج مین بدرجہ کمال ضعف تھا اثنار راہ مین میانہ سواری لحمہ لحمہ اوتارتے ہوئے داخل محلسرائے شاہی ہوئے بیماری کا وہی حال رہا ۱۹ روز تک بیمار رہے آخر ۲۲ رمضان ۱۲۷۳ھ کو چار گہڑی رات گذری تہی کہ اس جہان فانی سے رحلت فرمائی ۴۶ سال چند ماہ کی عمر پائی ۲۰ سال دس ماہ پانچ روز حکمران ریاست رہے یہ رئیس بڑے دیندار خدا پرست پرہیزگار متقی عالم و عادل تھے آپ نے اپنی ساری عمر مین انگریزی کپڑا کسی قسم کا نہین پہنا ۔ اور جب بزرگان دین کی زیارت کے لیے سواری جایا کرتی تہی بعد نذر نیاز کے مراجعت کے وقت کسی کو روپیہ کسی کو اشرفی خیرات کرتے ہوئے آتے تھے جنکی وفات کا صدمۂ عظیم رعایا و اہل ملک کو پہونچا شہر مین کہرام مچگیا آخر بعد ادائے نماز جنازہ صحن مکہ مسجد دارالسلطنت حیدرآباد مین دفن کیا گیا ۔ چنانچہ مولوی حافظ محمد شمس الدین فیض عارف کامل مرشد شاعر حق گفتار نے جو تاریخ وفات نواب ناصر الدولہ غفران منزل کہی ہے وہ ہدیۂ ناظرین ہے ۔

قطعۂ تاریخ وفات

درین دیر خراب آباد بے بنیاد عالم کش	قضا گر دید روز سے بار باب ناصر الدولہ
جہانی گشت محزون زانتقال آنجہان پرور	اجل شد طوق گو در رکاب ناصر الدولہ
چو بر باب آنجہان آمد سنش ای فیض رضوان گفت	بخلد لم یزل آمد جناب ناصر الدولہ

اور آنجناب کی اولاد مین سے اول نواب میر تہنیت علیخان بہادر افضل الدولہ بہادر ہین جنکا ذکر

خیر آئندہ ہونے والا ہے - اور دوم نواب میر جہانگیر علیخان بہادر روشن الدولہ تھے

ذکر خیر سریر آرائے نواب میر تہنیت علیخان بہادر افضل الدولہ آصف جاہ خامس خلد اللہ ملکہ و اولیٰہ

نواب افضل الدولہ بہادر سلخ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ بروز دوشنبہ پیدا ہوئے اور ۲۴ رمضان ۱۲۶۳ھ بروز سہ شنبہ سریر آرائے دولت آصفیہ ہوئے اور دربار منعقد ہوا ارکان دولت و اعیان سلطنت و امرائے عظام و راجہ مہاراجہ و ڈیوڈسن صاحب رزیڈنٹ دولت انگلشیہ معہ چند نامور انگریزی عہدہ دار حاضر دربار شاہی ہوئے -

نواب سرسالار جنگ مدارالمہام سرکار عالی و راجہ راجایان مہاراجہ نریندر پرشاد نبیرۂ راجہ چندو لال اور امرائے دولت و ارکان سلطنت و رزیڈنٹ صاحب بہادر کی نذریں گذریں اور ہر ایک مورد الطاف خسروانہ ہوکر دربار برخاست ہوا -

نواب افضل الدولہ بہادر نے تخت نشینی کے بعد تین سو حافظ قرآن شریف اور پچہتر اشخاص بخاری شریف اور مشکوٰۃ شریف و حصن حصین کے پڑھنے والے اور گیارہ جماعتیں مولود خوانوں کی اور پانچہزار جوانان علی غول کے جدید نامور فرمائے -

اور ہمیشہ بعد نماز صبح کے وہ لوگ جو حافظ قرآن مقرر کئے گئے تھے ختم کرتے تھے اور بعد ختم شیرینی تقسیم ہوتی تھی اور خود بدولت بھی کبھی کبھی ختم قرآن میں تشریف لاکر شریک رہا کرتے تھے اور کسیکو تعظیم کے لیے اوٹھنے کا حکم نہ تھا - غرضکہ نواب افضل الدولہ بہادر بڑے جید عالم اور خدا پرست و بیدار مغز موحد خدا ترس درویش دوست اور علما و فضلا و دوران و حفاظ کی بڑی توقیر و قدر کرتے تھے درویشوں اور حاجتمندوں کے ساتھ ایسا سلوک فرمایا کہ ہر ایک کو امیر و غنی بنادیا جاگیریں عنایت کیں اور جہاز تیار کرواکے حاجیوں کے

لیے وقف فرمایا سخی رحیم اور فیاض کا یہ حال تھا کہ جو سائل سامنے آیا اوسکا دامن زر و جواہر سے بہر دیا جاتا تھا۔

اور لہو ولعب سے بالکل پرہیز تہا چنانچہ حکم دیا کہ تمامی کلال خانہ شہر بدر کردیے جائیں اور کوئی خرید و فروخت سیندہی و شراب شہر میں کرنے نپائے جسکا رواج آجتک چلا آرہا ہے اور ترمیم چار کمان کیلیے حکم ہؤا اور مکہ مسجد کا صحن جو چوڑائی کا تہا تنگ بست کردیا گیا اور محل مبارک میں عمدہ عمدہ مکانات خوشقطع بنائے گئے اور ایک چومحلہ جسکے چاروں طرف چار مکان مسمی بہ آفتاب محل و مہتاب محل و تہنیت محل و افضل محل بہت ہی خوشنما طیار ہوئے جنمیں لاکہوں روپیہ کے شیشہ آلات و جہاڑ کانچ وغیرہ سے آراستہ ہوئے اور ہر عشرہ شریف میں تین لاکہہ روپیہ خیرات میں صرف کیا جاتا تھا اور بہروا زدہم شریف و یازدہم شریف و ماہ صیام میں بریانی کی دیگیں باورچی خانہ شاہی سے مسجد و درگاہوں میں روانہ کیجاتی ہیں چنانچہ آجتک یہی معمول جاری ہے۔ نواب افضل الدولہ بہادر کے جود و سخا اور عدل و کرم و خصائل پسندیدہ کا تذکرہ حصہ اول کتاب ہذا میں پہلے ہی پیش ناظرین کردیا گیا ہے۔

مفسدی کے اسباب اور اسکا خلاصہ اور سرکار نظام کی وفاداری و دولت انگلشیہ کیساتہ

نواب افضل الدولہ بہادر کی اوائل تخت نشینی کا وہ زمانہ تہا جسمیں بوجہہ غدر ہندوستان انگریزوں کے اوپر چاروں طرف سے آفت برپا تہی اقلیم ہندوستان کی فوجیں بدل گئیں تہیں چین امن و امان کا نشان تک نہ تھا تار ٹوٹ گیا ڈاک و ریل لٹ گئی جسکی لاٹھی اوسکی بہینس کا معاملہ تہا قتل و غارت ہورہا تھا دنیا عالم تاریکی میں پہنسی ہوئی تہی کلکتہ صدر مقام دارالسلطنت سے لیکر دہلی تک بغاوت بشدت تمام پہیلی ہوئی تہی لکہنو اور دہلی باغیوں کے بہاری مرکز تہے۔

خلاصہ اس بغاوت کا یہ ہے کہ سب سے پہلے ایک خبر بے بنیاد طشت از بام ہو کر پھیل گئی
کہ دولت انگلشیہ نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ سارے راجاؤں اور نوابوں کو بے دخل کر کے
ہندوستان کو اپنی عملداری میں شامل کر لے۔

اور دوسرے یہ غدر یہ ہے کہ کیا ہندو اور کیا مسلمان سب کے مذہب کو بگاڑ دے۔

باتفاق زمانہ ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ھ کے شروع میں ہندوستانی فوج کے لیے نئی قسم کی رفلیں
بندوقیں بھی بھیجی تھیں ان کے کارتوس کو بندوقوں میں بھرنے سے پیشتر چربی وغیرہ سے
چکنا ضرور ہوتا تھا مفسدہ پردازوں نے اس امر کو ایک بڑی حجت گردان کر یہ ظاہر کیا کہ ان
کارتوسوں میں سور اور گائے کی چربی لگی ہے جس سے ہندو اور مسلمان دونوں کا ایمان
جاتا رہے گا۔

سنہ مذکور اول میرٹھ کی چھاؤنی میں ایک نہایت خوفناک مفسدہ برپا ہوا اور پھر آناً فاناً
سارے ہندوستان اور آس پاس کے صوبوں میں پھیل گیا اس فساد کے بڑے واقعات
یہ ہیں۔

پہلے میرٹھ دہلی کانپور اور اور مقامات میں ماہ مئی و جون جولائی ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ھ
میں غدر مچنا اور ہندوستانی سپاہیوں کے ہاتھ سے فرنگیوں کے زن و بچے تک کا قتل ہونا

دوم ماہ جون سے دہلی کا محاصرہ شروع ہونا اور آخرکار ستمبر ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۴ھ میں فوج
انگریزی کا شہر دہلی کے حصن حصین پر یلغار کر کے اس کو فتح کرنا۔

سوم لکھنؤ میں جو انگریز تھے ان کا اپنی پناہ گاہ کو بچائے رکھنا۔

اور پھر جنرل ہیولاک اور اوٹرم کے ماتحت ستمبر ۱۸۵۷ء میں فوج انگریزی کا ان کی
مدد کو پہنچنا۔

چہارم سر کالن کمبل جنکو پیچھے لارڈ کلیڈ خطاب ملا اونکے ماتحت فوج انگریزی کا دوسرے مرتبہ لکھنؤ کے انگریزونکی مدد کے لیے جانا اور آخر ۱۸۵۸ء مطابق ۱۲۷۴ھ میں اودھ اور اوسکے آس پاس کے اضلاع مین بغاوت کا بالکل مٹ جانا۔

پنجم ۱۸۵۸ء کے شروع مین سر ہیو روز کے معرکہ آرائیون سے وسط ہند کا باغیون سے پاک ہو جانا مفسدی کے وقت جو انگریز اس ملک مین متفرق موجود تھے وہ باغیونکی تعداد کے مقابلہ مین بہت ہی تھوڑے تھے لیکن اون کے تذکرے مفسدی کی تاریخ کو بڑی زینت حاصل ہے اور انہین ایام مین گورنر بمبئی نے رزیڈنٹ حیدرآباد کو لکہا کہ دہلی باغیون نے فتح کر لی اور سیکڑون انگریز قتل و برباد ہو گئے اور اس وقت مصیبت مین اگر سرکار نظام کیطرف سے امید وفاداری ہوئی تو ہم لوگون کا کچھہ ٹھکانا ہی نہین ہے۔

گورمنٹ ہند اور رزیڈنٹ حیدرآباد کرنل ڈیوڈسن نے اس امر کو پورے طور سے تسلیم کر لیا تہا کہ اگر حضور نظام نے ذرا ہی حرکت کی ایسے ایسے وقت مین انگریزون سے مخالفت کی تو پہر انگریزی قبضہ بالکل جاتا رہیگا چنانچہ اوس وقت مراسلات جو درمیان رزیڈنٹ اور گورنمنٹ ہند کے ہوئے شاہد حال ہین۔

الغرض یہ سنتے ہی نواب افضل الدولہ بہادر نے انگریزونکی طرفداری مین قدم بڑہایا اور اونکی جان و مال و آبرو کی حفاظت وحمایت دولت انگریزیہ کے لیے لشکر سرکار نظام مامور ہوا چنانچہ فوج کنٹنجنٹ نظام سرزمین ہند و گوالیار اور قلعہ کالپی وغیرہ ملک مالوہ پر پہونچی اور چند منحرف راجگان ہند کی سرتابی کر کے اپنی فتحمندی کا نقارہ بجایا اور بڑی خیرخواہی وثابت قدمی سے جنگ و پیکار کر کے شعلہ فتنہ وفساد کو سرد کر دیا۔

اور اسی زمانہ غدر و خوف خطر کے موقع پر اپنے ملک اور ہم وطنون کی خیرخواہی و سرکار انگریزی کیا

کی وفاداری وثابت قدمی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا گیا اگرچہ دارالسلطنت حیدرآباد مین بھی چند مفسد بد اندیش کوٹھی رزیڈینسی پر حملہ کئے تھے مگر تاب آتشکاری نلاکر بھاگ کھڑے ہوئے چنانچہ طُرہ بازخان اور علاء الدین گرفتار کر لیگئے طرہ بازخان نے تو اوسی زمانہ مین قید حیات سے نجات پائی اور علاء الدین نے دریا شور کی سزا پائی۔

زمانہ بغاوت ہندوستان کے حال مین جہان ایسے ایسے عمدہ دلچسپ تذکرون کے سُننے سے دلکو تسکین ہوسکتی ہے اسیطرح باغیون کی کمال غداری کے واقعات سُننے سے بڑا رنج ہوتا ہے باغیون نے اکثر موقعہ پر نہ صرف انگریزہی کے قتل پر اکتفا کیا بلکہ اون کے بہت سی کمسن عورتون اور بچون کو بھی وحشیانہ حرکت سے ہلاک کیا۔

مگر حق تو یہ ہے کہ ان قانلون کو اسکی پاداش مین جو سزا ملی ہے اوسمین انگریزون کیطرف سے بھی سخت ترین انتقام اور محض فضول بیرحمی عمل مین آئی۔

سراج الدین محمد بہادر شاہ ابوظفر اس اہتمام پر کہ وہ باغیون کے سردار بنے پکڑے گئے اور اونکا ایک پوتا اور دو بیٹے بعد فتح دہلی گولی سے ناحق مارے گئے اور اکثر سردار و ناکردہ گناہ پھانسی پر لٹکا دیئے گئے اور بادشاہ دہلی اخیر بتجویز مقدمہ کے بعد رنگون بھیجدیئے گئے انہون نے ۱۹ سال تعلق سلطنت اور ۵ سال قید جملہ ۲۵ سال ۱۰ ماہ ۲۰ روز سال جلوس سے بروز سہ شنبہ ۱۸ جمادی الاول ۱۲۷۹ھ مین قید حیات سے نجات پائی۔

لیکن سپاہیون کی بغاوت سے جو خرابیان اور دقتین پیش آئین اون سے یہ بھی نتیجہ پیدا ہوا کہ انگلستانی پارلیمنٹ نے مصمم ارادہ کر لیا کہ آئیندہ حکومت ہند کمپنی سے متعلق نہ رہے بلکہ خاص ملکہ معظمہ وکٹوریہ قیصر ہند کے قبضہ اختیار مین آجائے اور ملکہ ممدوحہ کیطرف سے ایک وایسرائے یعنی نائب السلطنت ہند مین اور ایک وزیر انگلستان مین مملکت ہند کا انتظام کرے

چنانچہ اس تجویز کے بموجب لارڈ کیننگ بہادر ہند کے سلطنت انگریزیہ کا اول ویسرے مقرر ہوا اور
اوس وقت سے اب تک ہر گورنر جنرل اس خطاب سے ممتاز ہوتا ہی۔

الحاصل ۱۸۵۹ء مین بغاوت کا مفسدہ آہستہ آہستہ سب جگہ سے رفع ہو گیا اور باغیون کے دو چار
گروہ جو باقی رہ گئے تھے اونکو بھی تعاقب کرتے کرتے تباہ و برباد کر دیا۔

اوس وقت گورنر جنرل بہادر نے نواب افضل الدولہ بہادر سرکار نظام مین لکھا کہ ایسے نازک وقت
مین حق وفاداری و ثابت قدمی جو آپ کی طرف سے عمل مین آئی گورنمنٹ آف انڈیا اوس سے نہایت
شکر گذار ہے اور وعدہ کرتی ہے کہ آیندہ ان وفاداری کے نسبت اور طریقہ سے بھی خوشنودی ظاہر
کی جائے گی۔

اور لارڈ کیننگ بہادر ولایت جانیکے قبل اور جو بڑے بڑے سرکاری کام اخیر زمانے مین انجام دیے
اونمین سے ایک یہ بھی تھا کہ سرکار انگریزی کے باجگذار فرمان روایان ہند جو زمانہ بغاوت مین
سرکار کی وفاداری و خیر خواہی مین سرگرم رہے تھے اونکو سندین بھی عطا کین۔ جن سے وہ دولت انگلشیہ
کے رؤسائے ماتحت قرار پائے اور اونکی یہ خاطر جمع ہو گئی۔ کہ جو قول و قرار انہون نے سرکار انگریزی کے
ساتھ کئے ہین۔ اگر وہ ان سب کو وفاداری سے پورا کرینگے اور ملکہ معظمہ وکٹوریہ قیصر ہند کی اطاعت مین
ثابت قدم رہینگے تو اونکی امن و آسایش و ریاست و حکومت عزت و عظمت مین کچھہ خلل نہ آئیگا اور
فرزند نرینہ کے نہ موجود ہونے کی حالت مین اورکسیکو متبنی کرکے وارث ریاست مقرر کرنے کا بھی
اختیار ہوگا۔

نواب مختار الملک بہادر وزیر سرکار نظام اور رزیڈنٹ صاحب بہادر پر قاتلانہ حملہ

سنہ ۱۸۶۸ء مین نواب مختار الملک بہادر وزیر دولت آصفیہ سرکار نظام
اور کرنل ڈیوڈسن صاحب بہادر رزیڈنٹ دربار سلطانی سے
واپسی کے وقت ملاقاتی کمرے کے نزدیک پہونچتے ہی جہانگیر خان نامی ایک شخص نے ان دونون پر

قرا ہین کا فیر کیا یہ دونون سہردار تو بچ گئے اور جہانگیر خان تلوارون کے سایہ مین کرلیا گیا اور وہ ایک مہنے تک زندہ رہکر قید حیات سے نجات پائی۔ مگر یہ راز نہ کھلا کہ اوسنے ایسی حرکت کیون کی۔ نواب افضل الدولہ بہادر کو اِس اتہہ سے سخت حیرت ہوئی چنانچہ نواب ممدوح الشان نے رزیڈنٹ کو فوجی حلقہ مین بحفاظت تمام تا کوٹھی رزیڈینسی پہونچا دیا۔

اِسی سال بادشاہ دہلی کا قدیم سکہ جو یہان مروج تہا حسب ایما گورنر جنرل لارڈ کیننگ صاحب بہادر تبدل ہوکر ایک طرف نظام الملک آصفجاہ دوسری جانب ضرب حیدرآباد قرار پایا اور سرسالار جنگ کو اِنہین دنون مین دربار دولت آصفیہ مین مختار الملک وزیر اعظم کا خطاب ملا اور اسی برس ماہ صفر سنہ صدمین دمدار ستارہ نمایان ہوا۔ اِنہین ایام مین عبور و مرور خلق اللہ کے لیے بنا پل دروازہ افضلگنج کی رکہی گئی اور سنہ ۱۲۷۶ھ مین پل تیار ہوا۔

تاریخ تیاری پل

بعہد افضل الدولہ بہادر	نظام الملک آصف جاہ دوران
الٰہی تا بود تابان مہ و خور	بود خورشید اقبالش درخشان
بکو دیوان او مختار الملک است	کہ نیکی را بود ہر حال خواہان
بود کرنیل ڈیوڈسن بہادر	سفیر نیک دل ذی شوکت و شان
ز حسن رائے سر این پل	نباشد ہیچ طاق ہفت ایوان
صراط مستقیم رُو دو سے	ز معنی مصرع تاریخ بر خوان

۱۲۷۶

اور آبادی افضل گنج نہایت عجلت کے ساتہہ شروع ہوئی اور ایک بہت بڑی مسجد تعمیر ہوئی اور اسکے پہلو مین ایک بہت بڑا دار الشفا سنہ ۱۲۷۶ھ مین کہولا گیا۔ علاج کے لیے پہلے حکیم میر وزیر علیخان بہادر سلطان الحکما اور اُنکے بعد مرزا علیخان بہادر حکیم الملک مقرر کیے گئے اُنکے بعد ڈاکٹر بومنٹ رزیڈنسی

سرجن وہان کا مہتمم ہوا۔ اور اوس کے ماتحت حکیم تراب خانصاحب اور دو عیسائی عورتین متعین ہوئین اور اس شفا خانہ مین بیماران مرجوعہ کے لیے سرکار سے دوا و غذا اور اونکے آرام و آسایش کا کل سامان مہیا رکھا گیا ممالک محروسہ مین جابجا تعلقات و صدر مقام پر دوا خانجات کھولے گئے۔ عدل و انصاف کے لیے عدالتین قائم ہوئین۔ اور تعلیم کے لیے مدارس قایم کئے گئے خاص دار السلطنت مین مثلاً دار العلوم و مدرسہ اعزہ و مدرسہ عالیہ و مدرسہ طبابت۔ علی ہذا تمامی ممالک محروسہ سرکار نظام مین مدارس کھولے گئے۔

اور ۳۱ دسمبر ۱۸۶۰ء مطابق ۱۲۷۷ ہجری مین سرکار انگریزی سے ایک جدید عہدنامہ کے رو سے ملک شورا پور جو وہان کے راجہ کی بغاوت و سرکشی سے ضبط ہوا تھا سرکار نظام کو دیا گیا۔ اوسکے سوا رائچور دوآبہ اور دھاراسیون وغیرہ بھی مسترد کیا گیا اور پچاس لاکھ روپیہ قرضہ سرکاری کے مطالبہ سے سرکار برٹش انڈیا دست بردار ہوئی اور ۲۳ صفر ۱۲۷۸ مین نواب افضل الدولہ بہادر کو (نایٹ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا) خطاب اور ملکہ معظمہ کیطرف سے جواہرات و طرہ و دستبند بھیجے نار سرپیچ۔ چنبہ کلغی اور دو تلوارین و ایک پیش قبض اور ایک سپر جواہر نگار و دوشالہ کمخواب تحایف ۲۳ ماہ مذکور کو پیش ہوئے۔

اور نواب مختار الملک بہادر و نواب شمس الامرا امیر کبیر بہادر کے لیے بھی گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے بتیس ہزار کے قیمتی تحائف آئے۔ اسی سال ۲۴ ذیحجہ کو بار ثانی ایک اور دمدار ستارہ طلوع ہوا۔

۱۲۷۹ء مین بارش نہونے کی وجہ سے قحط واقع ہوا ایک روپیہ کو ایک سیر چاول بکتے تھے نواب افضل الدولہ بہادر نے خلقت بنی نوع انسان کے لیے پانچ لاکھ روپیہ کا غلہ خرید کروا کے غریبون کی جانین بچائین۔

سنہ ۱۲۸۰ھ مین ایک مجلس مالگذاری دار السلطنت مین قائم کی گئی مگر چند ہی سال بعد اوسکا شکست ہوا
اور صدر المہام مالگذاری وصدر المہام عدالت وصدر المہام کوتوالی وصدر المہام متفرقات مامور ہوے
بار ثانی سنہ ۱۲۸۲ھ مین قحط سالی نے زور دکھلایا اوسکی انتظام وحفاظت مخلوق آلہی کے لیے پانچ لاکھ
روپیہ صرف کیا گیا اور جمعیت ولشکریونکی تنخواہین بہی بڑھادی گیئین -

تقسیم ملک اور اوسکا انتظام

سنہ ۱۲۸۳ھ مین ممالک محروسہ سرکار نظام پانچ صوبہ اور سترہ ضلع پر تقسیم
کیا گیا ہر صوبہ پر ایک صدر تعلقہ دار یعنی کمشنر اور ہر ضلع پر ایک اول تعلقدار یعنی کلکٹر اور دو دو تین
تین ماتحت تعلقدار اون کے مقرر ہوئے اور ہر ایک تعلقہ پر ایک تحصیلدار مامور کیا گیا - اور اسی
زمانہ مین صیغہ جوڈیشل اور صیغہ تعمیرات وصیغہ طبابت ومحکمہ صفائی اور محکمہ تعلیمات قائم کئے گئے
پنجم ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۳ ہجری اعلیحضرت قدر قدرت ظل سبحانی حضرت بندگانعالی متعالی حضور پرنور
نواب میر محبوب علیخان بہادر مدظلہ العالی نے ولادت پائی اور اسی سال چوتہی جمادی الاول
بعد از مغرب پورا چاند گہن ہوا -

سنہ ۱۲۸۵ھ ۲۸ ربیع الثانی بروز سہ شنبہ پہر دن چڑہے سورج گہن شروع ہوا - اور اوسکا عمل دو پہر تک رہا
چونکہ تمام قرص کا گہن تہا اندہیرا ہوگیا تہا تارے صاف نظر آنے لگے تہے یہ حالت کوئی
دس پل رہی ہوگی کہا جاتا ہے کہ ایسا گہن دو سو برس پہلے ہوا تہا اور اسی سال ابتدا
ذی قعدہ مین نواب افضل الدولہ بہادر کا مزاج ناسازہو گیا حکیم شفائی خان اور
حکیم نادر علی معالج تہے - اخیر مین حکیم محمد اشرف اور فیض اللہ خان بہی شریک معالجہ ہوگئے
تہے - لیکن کچہہ فائدہ نہ ہوا آخر ایسا حاتم دل رئیس ۱۳ تیرہ ذی قعدہ بروز جمعہ سنہ ۱۲۸۵ھ مین
کہ دنیا واہل دنیا کو اپنی ماتمداری مین مبتلا کرکے رحلت فرمائی دروازے محلسرا اور شہر پناہ کے
بند ہوگئے اور طیاری تجہیز وتکفین کی شروع ہوئی اور بعد ادائے نماز جنازہ مکہ مسجد مین دفن کر دیئے گئے

کل بارا سال ایک ماہ بیس روز حکمران ریاست رہے اور ۴۲ سال کی عمر پائی۔ اس مدت سلطنت مین ایسے ایسے کار خیر و برکت ہوئے جنکا ظہور آجتک رعایا و اہل ملک کو ہر روز نظر آرہا ہے گرا ہی اون کے عہد کے خیر و ثواب رعایا و اہل ملک کے نزدیک باقی ہے۔

حق تو یہ ہے کہ یہ اپنے خاندان کا چشم و چراغ تہا۔ بہت سے اہل ہنر اونکی کمال پروری سے دار السلطنت حیدر آباد مین کہنچ آئے۔ اور شہر حیدرآباد علم و ہنر کا معدن بنگیا رعایا اون کے عہد سلطنت کو عیش اور امن کا گہوارا سمجھتی تہی۔

تاریخ رحلت نواب افضل الدولہ مغفرت مکان

ربی المالک ماح الجنۃ	ولمد وحی فاح الجنۃ
قلت تاریخ وفات المرحوم	افضل الدولۃ لراح الجنۃ

بعد رحلت فرمائی نواب افضل الدولہ مغفرت مکان کے بعد از سوم نام نامی گرامی اعلحضرت قدر قدرت خداوندنعمت حضور پر نور بندگان عالی متعالی حضرت ظل سبحانی نواب میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ سے منادی ہوی اور آپ دو سال سات مہینے سات دن کے عمر مین جلوہ جلوہ افروز تخت سلطنت آصفیہ ہوے۔

ذکر خیر سر یرارای خاقان زمان اعلحضرت قدر قدرت ظل سبحانی گردون قباب حضور پر نور بندگان عالی حضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

نواب افضل الدولہ مغفرت مکان کی زیارت کے روز ارکان دولت و اعیان سلطنت باتفاق بموجب مشورہ نواب مختار الملک بہادر وزیر اعظم دولت سرکار نظام ۱۵ ذیقعدہ ۱۲۸۵ھ دوپہر کے وقت اعلحضرت قدر قدرت خداوندنعمت حضور پر نور بندگان عالی متعالی نواب

میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ و دولتہ کو سریر آرائے دولت آصفیہ ہوئے۔ سانڈرس صاحب رزیڈنٹ معہ دو افسرون کے حاضر ہوکر رسم ماتم پرسی ادا کی اور ارکان دولت نے تعزیت کی نذرین گذرانین۔ اور جلوس میمنت مانوس اعلحضرت کا ۱۶ تاریخ بروز دوشنبہ منعقد ہوا سب ارکان دولت واعیان سلطنت اور رزیڈنٹ صاحب مع مسٹر فرنیزہ صاحب اور ڈاکٹر بالفور صاحب اور ڈاکٹر ونڈ صاحب کے علاوہ ۳۰ جلیل القدر سردار بھی حاضر دربار ہوئے اور نذرین مبارکباد کی گذرین۔

نواب مختار الملک امور سلطنت کے لیے کفیل اور نواب امیر کبیر شمس الامرا تاسن شعور نائب حضور قرار پائے۔

سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین جشن رسم تسمیہ خوانی اعلحضرت اقدس و اعلی پر تکلف سے ترتیب دیا گیا چنانچہ اس تقریب مین شب کو جلسہ مین علما و فضلا و وزرا و ارکان دولت و اعیان سلطنت حاضر دولت خانہ شاہی تھے ہر ایک نے بحسب مراتب جوڑے وخلعت و انعام و اکرام سے سرفرازی پائی اور اسی شب نے کثرت روشنی سے شب ماہ کا مقابلہ کیا خصوصاً محلات شاہی اور عموماً تمامی شہر مین بلکہ روشنی چار مینار کرہ آتشین بھی علی ہذا افضل گنج سے تا بہ کوٹھی رزیڈنٹ حسب دستور تھا اور شادیانہ خوشی کے بجتے تھے گویا دن عید اور رات شب برات تھی اور کل دفاتر سرکار عالی مین دو روز تعطیل رہی۔

اور مولانا افضل العلما مولوی محمد زمان خان صاحب ایکہزار روپیہ ماہانہ پر اور ان کی تحت مین مولوی حاجی محمد انوار اللہ صاحب اور مولوی محمد مصیح الدین صاحب اور نواب آغا مرزا سرور جنگ خان و حافظ انوار الدین خان بہادر محبوب نواز جنگ و محمد مظفر الدین خان بہادر خوشنویس اور مرزا نصر اللہ بہادر دولت یار جنگ اصفہانی۔ اور تحصیل علم انگریزی کے لیے بھی کلارک صاحب بہادر اور

کرزن صاحب بہادر و ہاڈسن صاحب اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ کے تعلیم کے لیئے

مامور ہوئے ۔

اعلیحضرت کے مصاحبوں کا حال ۔

اور سب سے پہلے مصاحبت میں امراء عظام سے نواب محتشم الدولہ بہادر ۔ اور نواب عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر اکبر محمد مظہر الدینخان بہادر بشیر الدولہ اور نواب امیر کبیر شمس الامرا سر خورشید جاہ بہادر اور نواب سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک وقار الامرا بہادر اور نواب ظفر جنگ بہادر وغیرہ ۔

اور مقربان بارگاہی واتالیقی کے لئے نواب معزز یار جنگ و نواب فیروز یار جنگ اور نواب فرخندہ یار جنگ بہادر ۔ اور نواب اقبال یار جنگ اور نواب شہسوار جنگ اور نواب صدر الدینخان شرف یاب جنگ بہادر اور نواب مستحکم جنگ محبوب یار الدولہ اور نواب اکرام جنگ بہادر ۔ اور نواب مرزا محمد علیبیگ خان بہادر افسر جنگ افسر الدولہ اور نواب محبوب یار جنگ ناظم الدولہ وغیرہ امرا ہے

مختار الملک کا پہلا دورہ

اور نواب مختار الملک کا پہلا دورہ ۱۲۸۴ھ میں مع رزیڈنٹ صاحب بہادر اورنگ آباد کیطرف ہوا اور بعد معائنہ ملک بندر بمبئی تک گئے اور وہاں پر گورنر بمبئی کے مہمان رہے اور پھر اورنگ آباد آکر کان گانو کی طرف گئے اور وہاں پر لارڈ میو صاحب بہادر گورنر جنرل سے ملاقات کی اور پھر کچھ روز بعد کلکتہ جاکر ویسرائے بہادر کے مہمان رہے اسی سال حسن آباد گلبرگہ شریف سے حیدرآباد تک ریل کی بنیاد شروع ہوئی اور اسی سال میں نواب مختار الملک وزیر اعظم سرکار دولت آصفیہ مدار المہام اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ و دولتہ کو حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند سے (نائٹ گرانٹ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا) کا تمغہ ملا ۔

پھر ۱۲۹۶ھ مین نواب مختار الملک بجانب اعلحضرت بادشاہی لارڈ نارتھ بروک صاحب بہادر گورنر جنرل ہند کے دربار مین شریک ہونے کیلیے بمبئی گئے اور اسی سال شہزادہ جارج رونق افروز ہندوستان ہوئے ۔

جلوسی سواری اعلحضرت اقدس اعلے آکا حال

اور ۱۲۹۱ ہجری مین اعلحضرت کی سواری جلوسی بڑی شان و تجمل شاہانہ سے خاص محل مبارک سے آصف نگر کے باغ مین رونق افروز ہوئی - چنانچہ سب سے پہلے ایک نشان ہاتی پر علم اژدہا پیکر - پیچھے اسکے ہاتیون پر ہندوستانی ماہی مراتب اپنی ولایت کے طوغ وعلم - برنجی اور فولادی نقارے اور دمامے اور انکے بعد ان کے اور ہاتی ہودج سے سجے ہوئے سونڈون مین فولادی زنجیرین لیے گلے مین ہیکلین پیشانیان شام وشفق کیطرح رنگین - اوسپر سنہری روپہلی ڈہالین - زربفت کی جھولین پاؤن تک لٹکتی کسی پر ہودج کسی پر عماری - ریشمی اور کلابتونی رسون سے کسی گردنون پر مہاوت لباس زربفتی سے ملبوس کمر مین کٹار ایک ہاتھ مین گجباگ دوسرے مین آنکس جھومتے جہامتے چلے جاتے تھے آگے پیچھے چرکٹے سانٹے مار بھالے بردار بوچھپت باندار نقیلے سلگائے بہاگے جاتے تھے ۔

پھر سوارون کے پرے - سر سے پاؤن تک لوہے مین ڈوبے بہادر نوجوان ترک بچے - افغان - حبشی - راٹھور - دو دو تلوارین حمائل کئے ہوئے - بعضون کے فولادی خود سرون پر دہرے - کمر مین قرولی اور کٹار - پشت پر گینڈے کی ڈھال - چار آئینہ کہنیون تک دستانے چڑھے ہاتھون مین برچھا لگا ہوا سے خون ٹپکتا مونچھون کو تاؤ دیتے گھوڑے اڑاتے چلے جاتے تھے ۔

پھر سانڈہنیان خوش رفتار - اونپر شترسوار زرد وردیان پہنے ہوئے ہتیار لگائے مہارین

اوٹھاسے ہوئے اون سکے بعد ارکان دولت کی ہمراہی پیادون سکے غول اور سوارون
کے رسالے رنگارنگ کے نشان جُدا جُدا پھریرے اُڑاتے چلے جاتے تھے۔
پھر شجاعان عرب کی جمعیت کا جگھٹا اور اون سکے غول ضامنی کہتے ہوئے
اُچھلتے کودتے فیتلے بندوقون کے سگلے ہوئی کمرین سکتین و جنبیہ لگائے ہوئی گذر گئے
تو سواری سکے خاص خاصے نظر آئے۔ عربی۔ ترکی۔ عراقی۔ یمنی۔ کاٹھیاواڑ کے
دکنی چاندی سونے کے بھاری بھاری ساز۔ کسی پر جڑاؤ زین دھرا۔ کسی پر چارجامہ کسا
مخملی۔ اور پاکھرین پٹھون پر پڑین جنین تاقم دسمور کی جھالر۔ کلابتون کے پھندنے
گلے مین سرا گائے کی چوریان لٹکتی۔ سر پر کلگیان طلائی اور نقرئی۔ ریشمی باگڈورین
سائیسون کے ہاتھ مین کلیل کرتے ہوے معہ محمد ٹیپو خان بہادر شہزادہ کے جاتے تھے۔ ان کے
بعد عربی۔ رومی۔ تاتاری۔ فرنگی۔ ہندی۔ باجے نفیریون اور چوبدارون سکے آواز سے
دمامے سکے جوش سکے ساتھ وہ سماں بندھا ہوا تھا کہ بڑ دلون سکے دلون مین لہو جوش مارتا تھا
اون سکے بعد خاص بردارون کا غول سرون پر کشمیری شالین بندھی کمخواب کے انگرکھے
زربفتی نیما آستین پہنے اصفہانی تلوارین مرصع قبضے ہاتھ مین سنہری رُپہلی میان کمر مین
اور قدرتی باران نزول رحمت کی وجہ چھڑکاؤ سے سرزمین تروتازہ تھی۔ پھر خدامان اور
خواجہ سرا انگیٹھیان اور عود سوز لیے خوشبویون سے دماغ معطر کرتے چلے گئے۔
پھر ارکان دربار شاہی سکے جگھٹ بیچون بیچ مین عالیہ سواری اعلیحضرت کی روپیہ اشرفیان غربا کو
خیرات دیتے ہوسئے زرد عماری مین بڑی تزک و طمطراق شاہی کے ساتھ رونق افروز
ہوئے جس وقت سواری مبارک گوشہ محل کے قریب آئی تمامی فوجین باقاعدہ سلامی
کے لیے دورویہ استادہ تھین میر عسکر سلطانی نے آئین فوجی سکے ساتھ سلامی اداکی اکیس ضرب

توشہ خانۂ شاہی سے سلامی کے سر ہوئین اوس روز جو لوگ بہ تمنائے لقائے مبارک بیٹھے تھے اونکی کثرت اور اونکی تعداد بیان سے باہر ہے مگر سب کے دلون سے ازدیاد عمر و دولت و اقبال کی دعائین نکلتین۔ پھر بعد زیارت درگاہ حضرت شاہ شرف الدین و شاہ یوسف الدین قدس اللہ سرہم کے مراجعت فرمائے بلدہ ہوے۔

اور ۱۳۰۹ء مین بجناب اعلحضرت نواب مختار الملک مدار المہام سرکار عالی استقبال شاہزادہ پرنس آف ویلز بہادر کے لیے بمبئی گئے شاہزادۂ ممدوح الصدر نے بہت سے تحفہ و تحائف اعلحضرت کے لیے بھیجے اور بجناب اعلحضرت کئی لاکھ روپیہ کے تحائف شاہزادہ بہادر کو دیے گئے۔ اسی سال ذیقعدہ مین بتقریب دربار شاہزادہ کلکتہ تک مدار المہام سرکار عالی کو جانا پڑا۔

شہادت فضل العلما مولوی محمد زمانخان مرحوم کا حال۔

اور اسی سال کے اخیر خاص دار السلطنت حیدر آباد مین ایک بہت بڑا واقعہ شہادت فضل العلما مولوی محمد زمانخانصاحب کا ظہور مین آیا۔

خلاصہ اس واقعہ کا یہ ہے کہ مولوی صاحب نے حسب خواہش و درخواست عالم میان مہدوی پیرزادے کے کتاب ہدیۂ مہدویہ لاجواب مذہب مہدویہ مین تصنیف فرمائی تھی اسپر مہدوی زادے سب کے سب مولوی صاحب کے دشمن جانی ہوگئے اور تاک مین تھے۔

اور مولوی صاحب نے بھی تین مرتبہ خواب مین بشارت شہادت پائی۔ **اول شب عید الفطر کو** عالم خواب مین ایک مکان عالیشان کے در پر آپ پہونچے اور معلوم ہوا کہ یہ مکان اہل بیت رضی اللہ عنہم کا ہے اور اہل بیت رضی اللہ عنہم پر پارچہ و ملبوس کی تکلیف ہے مولوی صاحب نے فوراً بازار جاکر دس روپیہ کا پارچہ لاکر مکان کے اندر روانہ کیا پارچۂ مذکور پسند جناب

اہل بیت رضہ ہوا مولوی صاحب کو خیال ہوا کہ شاید انگریزی کپڑے ہونیکی وجہ سے ناپسند
ہوا مجرد اوس سے ایک پارچہ سُرخ رنگ جناب اہل بیت رضہ سے مولوی صاحب کو عطا
ہوا مولوی صاحبنے بسر وچشم بوسہ دیکر سر پر رکھ لیا اور بیدار ہوئے اوسی روز سے
آپنے خواب وخور کم کرکے تنہائی اختیار کی اور اکثر اشخاص سے فرمایا کرتے تھے کہ ایہ
موجب شہادت ہے نہین معلوم کون مجھکو جام شہادت پلائیگا۔
اس کے چند روز بعد دوسرا خواب دیکھا کہ جناب سید الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
نے مولوی صاحب کو یاد فرمایا مولوی صاحب بسر وچشم در اطہر پر حاضر ہوئے دربانون نے
اندر جانے سے منع کیا کہ یہ جائے شہدا کی ہے اندر سے آواز آئی کہ آنے دو یہ بھی
شہید ہے آپنے اندر جاکر دیکھا کہ جناب شہید کربلا کے دست پاک مین تھوڑا سا شربت ہے
فرماتے ہین کہ یہ شربت کسکو دیوین پھر مولوی صاحب کو پلا دیا اور مولوی صاحب بیدار ہوگئے
اور بعد اس کے تیسرا خواب یہ نظر آیا کہ مجلس انور جناب ختم المرسلین شفیع المذنبین رحمتہ
للعالمین مین آپ حاضر ہوئے ارشاد ہوا کہ سب لوگ کنارے ہو جاؤ محمد زمان آتا ہے
لوگ سب کنارے ہوگئے جب مولوی صاحب روبرو سلطان الانبیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم کے پہنچے جناب سردار عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بستہ پارچہ کا
کھولکر رنگین کپڑے ہر قسم کے جُدا کئے اور ایک پارچہ سُرخ رنگ سے مولوی صاحب کو سرفراز
فرمایا آپنے بصد تعظیم وتکریم اوسکو لیکر تمام جسم پر ملا اور سر پر رکھ لیا کہ بیدار ہوگئے۔
الغرض چھٹی ذیحجہ ۱۲۹۲ھ بروز سہ شنبہ شام کو جناب مولوی صاحب حسب معمول مع دو
خدمتگاروں کے مسجد مین تشریف لائے اور بعد نماز مغرب دوزانو بیٹھکر تلاوت قرآن
مین مصروف ہوئے اور خدمتگار بھی رفع حاجت کیلئے باہر گیا بیرحم سید محمد مہدی نے آدہ

موقع پاکر مسجد مین آیا اور ستون کی آڑ مین جاکر پس پشت مولوی صاحب ایک ضرب کٹار
ایسا مارا کہ سینہ سے کینہ سے پار ہو گیا اور بار ثانی اور ایک کٹار سر پہ اور دو شہرگ پر ماری
مولانا ممدوح نے کلام اقدس پر سر رکھکر شربت شہادت نوش فرمایا خون شہید سے آیۂ فَانْظُرْ
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ رنگین ہوگئی اور روح پاک مولوی صاحب کی
اوسیوقت راہی خلد برین ہوئی اور قاتل اوسیوقت بدست اہلکاران کوتوالی گرفتار ہوگیا
اور اہل اسلام اس حادثہ سے اگاہ ہو کر لاش مبارک مکان پر لائے اور بروز چہار شنبہ
نماز جنازہ مکہ مسجد مین ہوئی بیس ہزار نمازیون کا ہجوم ہوا اوسپر بھی ہزارون کو نماز نملی
تب تا دفن چودہ جماعتین نماز کی ہوکر اپنے مدرسۂ محبوبیہ کے صحن مین دفن ہوئے
اعلیحضرت تاجدار دکن کو اس حادثۂ جانگزا سے سخت صدمہ ہوا اور تمامی اہل اسلام نے
فرقۂ مہدویہ کا قلع وقمع کرنا چاہا چونکہ یہ قوم اکثر مقام چنچل گوڑہ اور بیگم بازار مین بیرون
شہر کے رہتی ہے بلوۂ عام کا طور تھا اسکے فرو کرنے مین محمد رستم علیخان صاحب ناظم صدر
مہتمم کوتوالی بیرون بلدہ نے بہت ہی کچھ تدبیر کے ساتھہ عالم میان دمنا میان وبخشی صاحب
میان وغیرہ پیرزادگان مہدویان بانی فساد کو ساتھہ ہی نظر بند کر رکھا۔
اور بروز زیارت مولوی صاحب شہید کے چونکہ عرفہ تھا اور اوس روز حسب عادت بیرقین
بھی اوٹھائی گئی تھین اوسروز بھی ایک ہنگامۂ عظیم کا طور تھا اور میر سبحان خانصاحب
مہتمم پولیس بھی اس کے بندوبست مین شریک تھے مگر ان کے ہمراہی سکھون نے بیگناہ بہادر بیگ
افضل بیگ عرف ڈھن بیگ فرزندان مرزا بیگ کو جو بیرقین پہونچا کر آ رہے تھے ناحق ضرب بندوق سے
حرف گمان بلوائیون کے قریب مسجد مردہ منور کے شہید کر ڈالا۔
الغرض اس واقعہ کی وجہ سے شہر مین بڑا جوش وخروش تہا قریب تھا کہ ہنگامۂ عظیم ہو کر

ہزاروںکا کشت وخون ہو جائے مگر اس اثنا میں نواب مختار الملک شملہ سے حیدرآباد واپس تشریف لائے اور دریافت مقدمہ کے لیے ایک خاص مجلس علما دیوانخانہ شریعت پناہ دارالسلطنت محمد میر دلاور علی صاحب شریعت پناہ میں منعقد ہوئی جسمین مولوی نیاز محمد صاحب اور مولوی علی عباس صاحب ومولوی محمد حسن صاحب اور مولوی محمد نور الحسین صاحب اور مولوی محمد اکبر علی صاحب اور مولوی محمود ابو الفضل شریک تھے۔ القصہ بعد ختم دریافت اور تجویز فتوی کے سید محمد قاتل قصاصاً قتل کیا گیا اور عالم میاں وسنا میاں مادام الحیات قلعۂ جگتیال مین قید کردیگئے اور بننے صاحب میاں کو سزا ڈیڑہ سال اور باوا صاحب میاں ایکسال بامشقت زنجیر کی سزا بھگت کر خارج البلد ہوئے اور سید نصرت وسید زین العابدین وسیدن خی میاں عالیہم معہ اور دوسو چھیالیس ۲۴۶ پیرزادگان مہدوی زادگان کا اخراج کیا گیا اور حکم دیا گیا کہ کوئی اخراجی پھر آنے نپاوے۔ اور اسی سال مولوی سید ابراہیم صاحب حکیم دولت آصفیہ کا انتقال ہوا ع حکیم حاذق از دُنیا شد اے وا ے۔

اور اسی سال لارڈ نارتھ بروک کی جگہ پر لارڈ لٹن ۱۲ گورنر جنرل ہند مقرر ہوکر آئے۔ ۹۲

مختار الملک کے سفر لندن کا حال

چنانچہ سجانب سرکار نظام نواب مختار الملک، ربیع الاول ۱۲۹۳ بارادۂ سفر لندن جہت ملاقات ملکۂ وکٹوریہ قیصر ہند استقبالاً تا بہ بندر بمبئی گئے اور وہان سے ادسکے دوسرے ہی روز بسواری جہاز لندن روانہ ہوئے پچیس ۲۵ روز کے بعد ملک اطالیہ مین جا پہونچے اور شہنشاہ اٹلی وپوپ صاحب سے ملاقات ہوئی اور شاہزادہ ہمبرٹ سے بھی ملاقات ہوئی فی الحال یہی شاہزادہ سلطنت اطالیہ کا شہنشاہ کہلاتا ہے پھر وہان سے چلکر چار روز بعد پیرس دار السلطنت فرانس مین پہونچے۔

اور اسی روز شام کے وقت مختار الملک بہادر کا پاؤن ایک ہوٹل کی سیڑھی پر سے پھسل گیا

اور ران کی ہڈی ٹوٹ گئی کم سے کم بیس۲۰ روز پیرس مین مقیم رہے پھر بسواری جہاز لندن کیطرف روانہ ہوئے اور تہوڑے ہی عرصہ مین لندن جا پہونچے اور بیس روز بعد شاہزادہ پرنس آف ویلز بہادر نے دعوت کی جسمین اور بڑے بڑے جلیل القدر لندن کے باشندے شریک تھے اس کے دوسرے روز اکسفورڈ یونیورسٹی سے۔ ڈی سی۔ ایل کا اعزازی خطاب نواب مختار الملک کو ملا۔ اور اس کے بار روز بعد نواب صاحب نے بذریعہ لارڈ سالسبری حضور ملکۂ معظمہ قیصر ہند سے ملاقات کر کے نذر پیش کی اور اسی شب دسترخوان ملکۂ معظمہ قیصر ہند پر دعوتی کہانا کھایا۔ اس کے تیسرے روز مارکوئیز آف سالسبری کے یہان دعوت ہوئی اور اس کے دوسرے روز بجانب نواب مختار الملک بہادر پرنس آف ویلز بہادر کی دعوت کیگئی۔ پھر اسکاٹ لینڈ گئے اور پندرہ روز بعد واپس آکر لارڈ نارتھ بروک کے یہان دعوت کہائی الغرض دو مہینے لندن مین رہے پھر پیرس آکر دو روز قیام کیا اور وہان سے بسواری جہاز چند روز بعد بنڈزی مین پہونچے اور اوسکے سولہ روز بعد بمبئی آئے اور دوسرے روز دار السلطنت حیدرآباد مین آگئے۔

اسی سال چوک چار مینار۔ گلزار حوض کی ترمیم ہوئی اور اکثر مکانات روبرو چار کمان چار مینار و بازارت شہر کے بہت عمدہ خوش وضع بنائے گئے اور کشادگی سڑکون کے لیے بہی حکم ہوا

دو سالہ قحط سالی اور اوسکی انتظام کا حال

اور بارش نہونے کی وجہ سے ۱۵ رمضان ۱۲۹۳ ہجری سے گرانی شروع ہوئی رفتہ رفتہ روپیہ کو پانچ سیر چاول پر نوبت پہونچی وہ بہی بدقت تمام اسیطرح دو برس تک یہ آفت آسمانی رہی۔ اس زمانہ قحط سالی مین اسقدر بندوبست جستی کے ساتھ کیا گیا اور اتنی بڑی رقم صرف ہوئی کہ دار السلطنت حیدرآباد مین اموات کی تعداد بمبئی اور مدراس متصلا اضلاع کے شہرونکی تعداد سے بہت کم ہوئی اگرچہ تکلیف کی سختی بہت ہی

لیکن اوس کے دور اور کم کرنیکی کوشش مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا گیا۔ شروع سال قحط ہی سے ملک کی حالت کیطرف توجہ کیگئی اور ایک باقاعدہ طرز کارروائی کا اختیار کیا گیا۔ چنانچہ مختلف اقسام کے کارہاے امدادی اور ذرائع پرورشی اور بنی نوع انسان کے جان کی حفاظت جو ناموری اور قابل تعریف دارالسلطنت خیال کیجاتی ہے اس کے جاری کرنیکی تجویز پیش ہوئی چنانچہ سرکار دولت آصفیہ سے ایک خاص مجلس انتظام قحط کی قائم ہوئی اور اسپشل کمشنر اضلاع قحط زدہ کو روانہ کیے گئے جبکہ گورنمنٹ آف انڈیا کیطرف سے فیمن ڈیلیگیٹ سر جرڈ ٹمپل ۱۱۔ جنوری ۱۸۷۷ء کو دارالسلطنت حیدرآباد آئے ہوئے تھے اونہون نے ان تجاویز کو جو عمل مین لائی گئی تھین کافی خیال کیا اور یہ رپورٹ کی کہ انتظامات جو آنیوالی مصیبت کو دور کرنیکے لیے کیے گئے ہین اوس کے نسبت سرکار دولت نظام کی عاقلانہ دوراندیشی قابل تعریف ہے۔

اضلاع ممالک محروسہ سرکار دولت آصفیہ نظام مین جسقدر اندیشہ شروع مین تہا اوس کے مقابلہ مین مصیبت کم ہو گی اور توقع کیجاتی ہے کہ ان تجاویز کی وجہ سے سرحدی اضلاع سرکار عظمت مدار مین بہی قحط سالی کی مصیبت کا دباؤ اور زور زیادہ ہونے پاویگا۔

المختصر قحط کا خرچ کارہائے امدادی مین آٹھ لاکھ اڑتیس ہزار اکیسو بائیس اور محتاج خانون کے متعلق دو لاکھ چوالیس ہزار چھہ سو اڑتالیس اور معافی جمع کے بابتہ بتیس لاکھ انسٹھ ہزار اکیسو انہتر جملہ تینتالیس لاکھ اکتالیس ہزار چھہ سو اڑتیس کا خرچ اس قحط مین ہوا۔

اور ۱۲۹۳ھ ۷ شوال بروز سہ شنبہ بارہ بجے رات مین زمین کو زلزلہ ہوا اور اسی سال ۱۹ ذیقعدہ کو اعلحضرت قدر قدرت خداوند نعمت ظل سبحانی تاجدار ملک دکن حضور پرنور بندگانعالی متعالی نواب میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ بتقریب جشن دربار و خطاب

قیصر ہند کوئن وکٹوریہ ملکہ معظمہ ہنصنت فرمانے دہلی ہوئے ہمرکاب اعلیحضرت مختار الملک وزیر اعظم
اور امرار و دولت تھے الغرض ۲۸ ذیحجہ سنہ مذکور مین سواری حضور پُر نور اعلیحضرت کی دہلی
مین پہونچتے ہی توپخانہ شاہی سے سلامی سر ہُوئی۔

اور اوس کے دوسرے ہی روز گورنر جنرل بہادر کشور ہند بہی آئے جنکے ہمراہ دس ہزار
سپاہ کے قریب تھے ۳۰ ذیحجہ کو حضور پُر نور بندگان عالی اعلیحضرت معہ مختار الملک بہادر و اُمرا
دولت سرکار نظام بغرض ملاقات گورنر جنرل بہادر کے یہان رونق افروز ہوتے ہی ۲۱
ضرب توپخانہ شاہی سے اعلیحضرت کی سلامی ہُوئی اعلیحضرت نے ایک گھوڑا مع سازوسامان
تحفہ دیا۔ پھر ۱۳ ماہ مذکور کو نواب گورنر جنرل بہادر دلیسرائے کشور ہند بغرض ملاقات
بازدید اعلیحضرت کے قیام گاہ پر آئے اور توپخانہ شاہی سے سلامی سر کی گئی۔

اس کے بعد ۸ ذیحجہ کو راجہ بنارس۔ راجہ ریوان۔ راجہ جے پور۔ مہاراجہ ہلکر والی اندور شرف اندوز
ملاقات اعلیحضرت کے ہوئے۔ اور پندرھوین ذیحجہ کو دربار قیصری منعقد ہُوا تمامی راجے
مہاراجے و روساء ہند زینت دہ دربار قیصریہ تھے۔ اعلیحضرت کی کرسی گورنری کے محاذی
تھی اور حضور پُر نور کے یمین و یسار اُمراے دولت سرکار نظام بعد ان کے تمامی نوابان
و راجگان و روساء ہندوستان تھے کم سے کم اس جلسہ مین تین لاکھ آدمیون کا مجمع تھا۔
غرضکہ اسپیچ پڑھی گئی جسکا ماحصل یہی تھا کہ حضور ملکہ معظمہ نے قیصر ہند کا خطاب قبول فرمایا۔
اور بعد ختم کلام کے توپخانہ شاہی سے سلامی سر ہُوئی اور جلسہ برخاست ہوگیا۔

اور ۱۹۔ ذیحجہ کو بیگم صاحبہ والی ریاست بہوپال نے اعلیحضرت سے ملاقات فرمائی۔ اور جس روز
دہلی مین دربار منعقد ہُوا تھا اوسی شب کو کوٹھی رزیڈینسی دار السلطنت حیدرآباد مین بہی جابجا
روشنی کیگئی اور تمامی دفترون مین بھی پانچ روز کی تعطیل رہی۔

الحمختصر ۲۲ ذیحجہ کو اعلحضرت قدر قدرت بندگانعالی متعالی خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ مراجعت فرمائے دارالسلطنت حیدرآباد ہوئے اور ۲۰ ذیحجہ کو داخل بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد ہوگئی اوس روز تمامی رعایا بر ملک نے خوشی ظاہر کی اور تمامی شہر مین روشنی کیگئی۔

ملک برار کی واپسی کا تذکرہ اور لارڈ لٹن کی ناراضی اور انہین دنون مین نواب مختارالملک بہادر وزیر دولت سرکار نظام نے حسب اجازت صاحب سکرٹری آف اسٹیٹ ہندوستان کے واگذاشت ملک امانی برار کی نسبت قبل از انعقاد دربار قیصر ہند کے بذریعہ صاحب رزیڈنٹ بہادر دارالسلطنت حیدرآباد دکن دفتر گورنر جنرل بہادر کشور ہند پر تحریک کیگئی ہتی چنانچہ اسکی نسبت لارڈ لٹن صاحب بہادر سے اسی بنا پر دربار دہلی مین نواب گورنر جنرل بہادر نے نواب سر سالارجنگ مختارالملک بہادر وزیر سرکار دولت نظام سے اپنی رضامندی ظاہر نکی بلکہ گورنر جنرل بہادر کو ناگوار گذرا اور نواب مختارالملک کو بہی اس سے سخت رنج ہوا چنانچہ جب تک لارڈ لٹن گورنر جنرل بہادر خدمت گورنری پر رہے نواب ممدوح الصدر اور رزیڈنٹ صاحب بہادر کے درمیانی تعلقات خراب ہی رہے مگر احکم الحاکمین نے بہت جلد اپنا کرم کیا کہ ۱۸۸۰ع کے شروع ہی مین سر اسٹورٹ بیلی صاحب رزیڈنٹ دارالسلطنت حیدرآباد مقرر ہوگئے اور ادہر ایک رحمدل سردار مارکوئس آف رپن وایسرائے گورنر جنرل کشور ہند نے گورنری کا جایزہ لیا اور فوراً وہ بدترین پالسی دور ہوگئی۔ یہ مبارک زمانہ لارڈ رپن بہادر کا اقلیم ہندوستان کے لیئے گذرا۔ چنانچہ اسی زمانہ مین گورنمنٹ ہند کیطرف سے نواب مختارالملک بہادر کے نام مراسلہ پہونچا جسمین گورنمنٹ ہند نے اپنی بے انتہا عنایت و اعتبار اور وفاداری و دیانت داری ظاہر کی چنانچہ اس کے پہونچتے ہی نواب مختارالملک بہادر نے مسرت فرمائی۔

اگر ملک امانی برار کی واپسی کے واسطے سرکار ملکہ معظمہ قیصر ہند کے فیضانہ دربار سے کیا تجویز درپیش ہے

اسکا حال نہین کہلا۔

تقرر سررشتہ دار انفصالی

سنہ ۱۲۹۲ھ مین بنظر امن وآسایش خلق اللہ کے لیے مہتوفی کا غذ ممہو معاملہ خفیفہ کی دریافت کے لیے ہر ہر محلہ مین سررشتہ دار انفصالی قرار پایا اور اوسکے لیے ایک جداگانہ دستور العمل سنہ ۱۲۸۵ف مین مرتب ہوا مگر اس کے تہوڑے ہی زمانہ بعد سررشتہ دار انفصال برخاست ہو گئے۔

اور سنہ ۱۲۹۶ھ مین جنوبی اضلاع پر قحط سالی کی مصیبت آئی تہی مگر سرکار دولت آصفیہ کی طرف سے بڑی تیزی سے انتظام ہوا اور بنی نوع انسان کی حفاظت مین کوشش ہوئی

حضرت بندگانعالی متعالی خلد اللہ ملکہ کا سلطنت کا دورہ اور ملاحظہ ملک کا حال

اور سترہوین سال جلوسی مین اعلیحضرت اقدس و اعلی نے بذات خاص امورات سلطنت کیطرف توجہ فرمائی باوجود کم سنی کے خود ذہن عالی کی صفائی اور عقل خداداد کی رسائی سے معاملات سیاست و ملک داری کے رموز کی جانچ ہونے لگی چنانچہ آغاز سنہ ۱۳۰۲ھ مین ملاحظہ ملک و دریافت حالات کے لیے دو صوبون کا دورہ فرمایا پہلے ۲۶ صفر کو سواری مبارک حسن آباد گلبرگہ شریف مین پہونچی اور ۲۷ کو قلعہ کے ملاحظہ کے بعد بندوبست کا کام ملاحظہ فرمایا جسکی تفصیلی کارروائی مولوی سید مہدی علیخان محسن الملک بہادر معتمد مدار المہام سرکار عالی نے عرض کئے اور آلات اور اونکے طریقۂ عمل و بندوبست کے تاریخی حالات کو دلچسپی سے بیان کیا اور مختلف قسم کے نقشہ جات مرتبہ سررشتۂ بندوبست ملاحظۂ اعلیحضرت اقدس و اعلی سے بہی گذرے اور شام کو زیارت حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز سے مشرف ہوکر وہان سے مراجعت فرما کر بسواری فیل خاصہ جلوسی شہر اور محبوب گلشن کی روشنی اور آتشبازی کا ملاحظہ ہوا اور ۲۸ کو بسواری اسپ صبح کے وقت بہوسگے کے تالاب کو ملاحظہ فرمایا یہ تالاب قیام گاہ

اعلیٰحضرت اقدس و اعلیٰ سے سات میل کے فاصلہ پر ہی پہروہان سے مراجعت فرما کر گلبرگہ شریف کے صدر محبس کا ملاحظہ ہوا۔ اور ۲۹ کو تعلقدار ضلع و عدالت ضلع کے دفتر اور خزانہ ضلع اور وہانکی پہرہ بندی و خزانہ کے طریق حفاظت کا ملاحظہ فرماتے ہوئے نواب یار جنگ اکرام الدخان صدر تعلقدار کے دفتر اور اسکے بعد صدر عدالت سمت کے دفتر کا ملاحظہ ہوا۔ اور ۲۹ کو آخری چہار شنبہ کا دن تھا لہذا محبوب گلشن کو اپنی رونق افروزی سے زینت دی اور چڑیا خانہ و مکان کلب کا ملاحظہ ہوا اعلیٰحضرت کے شہر حسن آباد گلبرگہ شریف مین خیر مقدم مین کئی ایک اشعار نصب تھے از انجملہ ایک قطعہ ہدیۂ ناظرین ہے۔

شہ جمشید میر محبوب علیخان	چو آمد سوئے گلبرگہ بصد جاہ
شنیدم منتظم سالش ز بالقت	ندا میکرد خیر مقدم شاہ ۱۳۰۴ھ

المختصر بعد ملاحظۂ گلبرگہ شریف کے بجانب صوبہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد نہضت فرما ہوئے اور وہان پر رونق افروز ہو کر بعد ملاحظہ ملک اور شرف اندوز زیارت بزرگان دین کے مع الخیر مع حشم و حشم مراجعت فرمائے دارالسلطنت فرخندہ بنیاد حیدرآباد ہوئے۔

وفات حسرت آیات مختار الملک بہادر و ذکر مدار المہامی مفصرانہ پیشکار بہادر

اسی سال ڈیوک آف میکلزک داخل حیدرآباد ہوا اور نواب مختار الملک بہادر نے اونکی دعوت کا اہتمام کیا ایک روز نواب میر عالم پر دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا کہ دفعتًا اوسی شب آدھی رات کو مختار الملک کی طبیعت بگڑ گئی اور مبتلائے ہیضہ ہو کر ۲۹ ربیع الاول ۱۳۰۰ھ بروز پنجشنبہ ساڑھے سات بجے شام کو ۵۶ برس کی عمر مین آخر وزارت کے جاہ و جلال کو چھوڑ کر عالم آخرت کا رستہ لیا اور بروز جمعہ دس بجے میر کے دایرہ مین مدفون ہوئے اور اون کے وفات کے بعد راجایان مہاراجہ راجہ نریندر پرشاد پیشکار نے خدمت مدار المہامی کو مفصرانہ انجام دیا۔

عظیم الشان نمائیشگاہ کلکتہ مین اعلیحضرت بندگانعالی کا بنفس نفیس شریک ہونا	۱۶۔ صفر کو اعلیحضرت اقدس اعلی غریت فرمائے کلکتہ ہوئے اور ہمرکاب سعادت انتساب مہاراجہ

پیشکار بہادر اور نواب شمس الامرا و نواب وقارالامرا اقبال الدولہ بہادر و نواب ظفرجنگ بہادر و نواب میر لائق علیخان شجاع الدولہ و نواب میر سعادت علیخان منیرالملک و نواب میر سرفراز حسین خان بہادر فخرالملک و نواب اکرام جنگ بہادر و نواب قدیرجنگ بہادر معتمد فوج و نواب آغا مرزا سرورجنگ بہادر و نواب مرزا محمد علی بیگ خان بہادر افسرجنگ و راجہ مرلی منوہر بہادر و راجہ گردہاری پرشاد بہادر و نواب میر حشمت علی صاحبزادہ و نواب میر منور علی صاحبزادہ محمد وزیر علی صاحب و ڈاکٹر صفدر علی و مسٹر کلارک صاحب بہادر و دلکنس صاحب بہادر معتمد صیغہ تعمیرات عامہ و ولیمس صاحب بہادر وغیرہ غرضکہ آگے پیچھے قبل ارتحال عساکر ظفر پیکر معہ خدم و حشم سواری مبارک باعظمت و شان و شوکت و جاہ جلال سے روانہ ہوئی اور دارالسلطنت کلکتہ رونق افروز ہوتے ہی توپخانہ شاہی سے ۱۲ ضرب توپونکی سلامی ہوئی۔

لارڈ رپن گورنر جنرل کشور ہندنے بہی اعزاز و اکرام سے پیش آئے اور ملاقات کی۔ اور بعد ختم کلام امورات ریاست کے اعلیحضرت اقدس و اعلی کی طبیعت مبارک کو معاملات ریاست کے ساتھہ خاص قسم کی دلچسپی اور توجہ دیکھکر کہا کہ اب آپ بالاستقلال حکمرانی کے لائق ہین انشاء اللہ مبارک کرے اور آخر ربیع الثانی مین جلسہ تخت نشینی مرتب ہوا سپر اعلیحضرت نے گورنر جنرل بہادر کو دارالسلطنت حیدرآباد مین شرکت جلسہ تخت نشینی کی دعوت دی جسے گورنر جنرل بہادر نے بطیب خاطر قبول فرمایا اور دربار برخاست ہوا۔

اور بعد اس کے ۲۹۔ صفر سنہ صدر کو محمد رحیم الدین اور نصیر الدین حیدر از خاندان سیوریہ اور جہاں قدر مرزا محمد واحد علی (از خاندان اودہ) و نواب عبداللطیف خان بہادر سی آئی ای

نائبان صدر کمیٹی انتظامی معہ ایک جماعت کثیر اسلامی مجلس مذاکرہ علمیہ کلکتہ ایوان دربار اعلیحضرت اقدس اعلیٰ مین بوساطت ڈابس صاحب بہادر باریاب ہو کر تہنیت نامہ پڑہا گیا جسکا خلاصہ مضمون یہی تہا کہ ہم عقیدت قرین اسلامی مجلس مذاکرہ علمیہ کلکتہ ان صوبون کے اہالی اسلام کی جماعت کی طرف سے کہ جسکی نائب منابی امور مفید عام مین عام موقعون پر ہم سالہا سال سے کرتے آئے ہین کہ اس تہنیت نامہ مختصر خاتمہ کے ساتھہ بتقریب رونق افروزی حضرت رفیع المنزلت ہمایونی اس شہر نزہت بہر مین کہ جو گورنمنٹ عالیہ بنگالہ کا مستقر الریاست اور مملکت قاہرہ ہندیہ کا دار السلطنت بہی ہے حاضر بارگاہ رفعت پایگاہ ہون۔

حضرت رفیع المنزلت ہمایونی چونکہ اقلیم ہندوستانی کے اعظم ترین ریاستہاے اسلامیہ کے مالک ہین لہذا ذات والا صفات ہمایونی لا محالہ سائر طبقات اہل اسلام سرزمین ہندوستان کی تعظیم و عقیدت کا مرجع ہے۔

وسعت اشاعت تعلیم و تعلم اور ازدیات تسہیلات وسایل و ذرایع آمد و رفت و روابط مخلصانہ جو فیما بین دار السلطنت پر شوکت حیدرآباد اور سلطنت ہندوستان کے کہ جسکے زیر فرمان معدلت توامان جم غفیر و معدلت کثیر اہل اسلام امنیت شاملہ و رفاہیت کاملہ کے ساتھہ بسر کرتے ہین قایم ہین یہہ ساری باتین اون کیفیات قلبیہ کے مزید جوش کا باعث ہین اور حضرت رفیع منزلت ہمایونی کی اس شہر نزہت بہر مین رونق افروز ہونے پر ہمارا دلی بہجت و شادمانی کا اظہار کرنا مجرد اپنے تمام ہم مذہب لوگون کے خیالات کو منصۂ اعلان پر جلوہ گر کرنا ہے۔

چونکہ اعلیحضرت رفیع منزلت ہمایونی اپنے خاندان رفیع المکان کے اول رکن رکین ہین کہ جنہون نے اس شہر لطافت بہر کو تشریف قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا ہے لہذا رونق افروزی بندگان عالی متعالی کی عظمت و خصوصیت کل رعایا ہندوستان کی نگاہون مین بہت بڑہی ہوئی ہے۔

اسکے سوا ہم اسبات کو اسوقت اعظم ترین اثار امید خیز خیال کرتے ہین کہ حضرت رفیع منزلت
ہمایونی نے اپنی زحمتین اٹھکے منوچہر مین رونق افروز ہونے مین اسلیے اختیار فرمائی ہین کہ ادس
دلکش اور دانشں آموز نمایش کو ملاحظہ فرماینگے جو ممالک غیر اور خود اس ملک کے باشندون کے
اہتمام سے زیر سایہ حمایت لفٹنٹ گورنر بہادر بنگالہ عالم ظہور مین آئے۔ ہم امید کرتے ہین کہ یہہ
رونق افروزی نہ صرف واسطے ذات اقدس و اعلی بندگان عالی متعالی کے ذریعہ تفریح و ازدیاد
معلومات ہوگی بلکہ یہہ ایسے نتائج بھی پیدا کریگی جو علی الدوام حق مین اُس رعایا اور ریاست کے
فائدہ مند ہونگے جسکی عنان صلاح و فلاح خداوند برحق نے تفویض ید قدرت قاہرہ ہمایونی
فرمارکھی ہے۔ اور اعلیحضرت اقدس و اعلی رفیع منزلت ہمایونی جو عنقریب عنان نظم و نسق ریاست
فرخ بنیاد حیدرآباد بدست خاص میمنت اختصاص لینے والے ہین ہم اس خیال مسرت
مالامال سے کمال شادان فرحان ہین۔ اور ہم بسرگرمی تمام امید کرتے ہین کہ بعد جلوس میمنت
مانوس حضرت اقدس و اعلی رفیع منزلت ہمایونی تخت حکومت پر اپنے اسلاف ذوی الاحتشام
اور آباد اجداد کرام کے انتظام ملکی ساتھہ اون ترقیات و عروجہاے روزافزون کے جو مبنی ہین
اجتماع معقول پر کل امور کے جو فنون حکمرانی مین ممالک شرق و غرب کے محمود و مسعود سمجھے جاتے
ہین جلوہ گاہ امنیت و راحت کا ایک دائمی مرفع نبارہ کر ذریعہ افتخار و مباہات و ابتہاج و
مسرت کافۂ طبقات سلطین بر اعظم ہندوستان ہوگا۔

اخیر مین ہم بندگان اطاعت قرین عجز آگین درگاہ ایزدی مین بخضوع و خشوع تمام دست بدعا ہین کہ
حضرت ظل الہی رفیع منزلت ہمایونی کے وقت مراجعت مبارک بطرف وطن مالوف سالماً و غانماً
سیاحت سراپا نزہت و عافیت شامل حال ہو اور خداوند کریم بندگان عالی متعالی کو عمر دراز عطا
فرمائے اور رعایاے مرفہ الحال و سعادت آثار پر تمام عدل و داد کمال کامیابی و فیروزمندی سے کے درگاہ

ظل گستر عاطفت و مکرمت رکھے۔ آمین

اور ایک قصیدہ بھی منجانب مالک و مہتمم گلدستہ نتیجۂ سخن و رین پریس کلکتہ کے گذرا جو ذیل مین ہدیہ ناظرین ہے۔

قصیدہ تہنیت رونق افروزی حضور پر نور بندگانعالی متعالی نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

جلوہ افگن یہان ہوا ہے کو لنسا عالیجناب
سرزمین اس شہر کی ہے چرخ چارم کا جواب

نقش پا کے نور سے پر نور ہے ہر ایک راہ
ہر جگہہ پر ہے قِران آفتاب و ماہتاب

ہالہ خورشید کا انداز بھی کاٹھی پہ ہے
بنگیا ہے ماہ نو خم ہو کے توسن کی رکاب

عکس عارض سے جہان کیا مطلع انوار ہے
ہے زمین پر جا بجا جانب چاندنی کی آب و تاب

قالب ہر ذرہ مین در آئی انجم کی چمک
آجکل اس شہر کا گویا ہے ایک عہد شباب

ہے عیان فیض قدم سے جھلکے سامان عیش کا
اوسکی مدحت مین رقم کرتا ہون مطلع انتخاب

مطلع ثانی

کون ہے دنیا مین تجھسا ذی حشم گردون قباب
آسمان جاہ و مکنت کا تو ہی ہے آفتاب

میر محبوب علیخان والی ملک دکن
رستم دوران نظام الملک فرخندہ خطاب

غیظ سے پیشانی انور پہ گرا ے شکن
قالب رستم کو ہو کنج لحد مین اضطراب

بہتے دریا پر پہونچ جاے اگر دشمن ترا
موج جو پانی سے اوٹھے وہ بنے موج سراب

آستان پر تیرے جھکتے ہین جہان کے سب امیر
اب زمانہ مین نہین تجھسا کوئی عالیجناب

سرکشان دہر تیرے رعب سے قالب تہی
ہے بھلا غیظ و غضب کی تیرے کسکے دل کو تاب

تیری ہیبت سے بوقت رزم ہو جاتے فرار
رستم و زال پشن اسفندیار افراسیاب

تجھسا روشن دل زمانے مین کہان ہی دوسرا — صاف ظاہر تجھپہ ہے ہر ایک کا عیب و صوا
اسقدر انوار و ضیا کیونکر اسے ہے حاصل ہوتی — صفحۂ خورشید پر لکھا ہے کیا تیرا خطا
ہلج اقدس پر ترے انجام بینی ختم ہے — کام مین تیرے نہین ہی دخل تاخیر و شتا
کہتے ہین دُربار جسکو وہ ترا ادربار ہے — ابر نیسان سے فزون ہے تیری بخشش کا سحا
سومین اک کیا لاکھہ مین بھی ایک لکھہ سکتا نہین — وصف تیرے فیض کا لکھون جو تا روز جـ
تیرے گلگون صبا رفتار کی لکھون جو مدح — صفحۂ کا غذ رواں ہو جیسے گردون پر سحا
کبک اور طاوس شرمندہ خرامِ ناز سے — تیز رفتاری سے اسکی قاف مین پنہان عنـ
تیری گاڑی کے لیے ہے اشہبِ خامہ کا قول — ہے زمانہ مین یہی تخت سکندر کا جوا
کوہ پیکر فیل ایسے ہین تری سرکار مین — چراخ نیلی کو ہمیشہ جسکی عظمت سے حجـ

وصف اب تیرے سراپا کا مجھے منظور ہے
صنعت بہزاد و مانی ہوگی مجھکو دستیاب

اسے رہے فرق ہمایون امیر لاجواب — دن کو صدقے آفتاب اور شبکو قربان ما
لکھنے کو تعریف گیسو کی سبب مجھے منظور ہے — عنبر سارا کا خامہ اور مداد امشک
نکہت زلف سمن بو جیسے پھیلی ہر طرف — رشک سے سنبل کو بھی گلزار مین ہے پیچ و تا
کھل گئے چہرۂ گلرنگ کی تشبیہ کیے — مدح عارض لکھہ کے خامہ بنگیا شاخ گلا
دونون رخساروںکی ضو سے روز روشن سرمسا — تیری بینی کا الف بے شبہ تاج آفتا
ہے دہن سے تیرے ہر غنچہ مین رنگِ تازگی — رشک دندان سے سدا گوہر عدن مین آ
لعل لب کے فیض سے لعل بدخشان مین چمک — اور ہے چاہ ذقن سے چاہ کنعان کو حـ
دیکھکر شمع گلو پروانہ ہین سارے حسین — بزم ہستی مین اسی کا نور ہے بے اذ

یوسف مصری یہان آکر دکھاے اپنا منہہ
سینۂ پر نور مین ہے آئینہ کی آب و تاب

پنجۂ قدرت نے بخشا بازوے مین ایسا زور
تذکرہ رستم کی قوت کا ہی جسکے آگے خواب

زر فشان و درفشان ازبسکہ ہے لیل و نہار
اہل حاجت ان سے رہتے ہین ہمیشہ کامیاب

بسکہ مردم کو ادب سرکار ہے فرض عین
دست بستہ مثل مژگان صف بصف شیخ و شباب

تیری بخشش سے سدا حاتم کی بخشش ہی خجل
رشحۂ دست کرم سے ابر نیسان آب آب

قدردان اہل ہنر کا تو ہی ہے آفاق مین
حاضر دربار عالی ہون نہ کیونکر شیخ و شاب

سیر گلشن کو اگر تشریف لیجائین حضور
مثل شبنم گل بھی ہو جائین حیا سے آب آب

دیکھکر ایوان عالیشان مین کہتا ہے ہلال
دیکھ لو برج قمر مین جلوہ گر ہے آفتاب

شرم سے بہزاد و مانی آجتک روپوش ہین
ہو گیا سکتا کھینچے ذرہ نہ تصویر جناب

جلوہ فرما رخش پر جب آپ ہون باعز و جاہ
پنجۂ خورشید سے پر فلک تھامے رکاب

دست بوسی کی تمنا مین ہین دونون روز و شب
گنجفہ مین شب کو ہے مہتاب دن کو آفتاب

مطلع انوار ہے فیض قدم سے صحن باغ
نقش پا مین یا کہ روشن ہین ہزارون آفتاب

اس قصیدے کو دعا پر ختم کرتا ہے وزیر
یا الٰہی فضل سے اپنے تو کرنا مستجاب

جاہ و دولت ہو زیادہ عمر و دولت ہو فزون
جب تلک روشن فلک پر ہین یہ ماہ آفتاب

حکم تیرا فیض تیرا خلق مین جاری رہے
جب تلک بحر روان مین ہی روانی بہر آب

شمع دولت بزم ہستی مین سدا روشن رہے
مثل پروانہ جلین سب حاسد خانہ خراب

غرضکہ اس تہنیت نامہ کے اختتام پر اعلیحضرت اقدس و اعلی نے ارشاد فرمایا کہ آپ
لوگون کے اڈریس دینے کا مین نہایت مشکور ہوا چنانچہ اس ارشاد کے ساتھہ ہی منجانب

بندگان عالی متعالی حضور پر نور خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے نواب آغا مرزا سرور جنگ بہادر
نے کہا کہ بندگان عالی متعالی اعلحضرت اقدس و اعلی ارشاد فرماتے ہین کہ مجکو اچھی طرح
معلوم ہوا ہے کہ اس مملکت کے باشندے ہنود اور اہل اسلام دونون فریق حصول علم و
اکتساب ہنر مین ہمہ تن سرگرم ہین اور اگلے وقتون مین بھی یہہ ملک تمدن اور شایستگی
مین دیگر ممالک سے کچھہ کم نہ تھا پس جب ایسا ایک گروہ کہ جسکی موجودہ حالت قابل تقلید
و گذشتہ کیفیت لایق تعریف ہو مابدولت کی نسبت ایسا اخلاص عقیدت آمیز ظاہر
کرین تو یہہ امر بڑا سرمایہ شادمانی اور ہمیشہ اظہار اخلاص قابل قدر ہے۔

اس سفر مین سرکار نظام کو بہت بڑی خوشی اس بات سے حاصل ہوئی کہ اپنے ہم مذہب
لوگون کو فی الحال سرکار عظمت مدار ہندوستان کے ظل حمایت مین کہ جسمین اور سرکار
نظام مین روابط مستحکم و محبت قلبی سلف سے قایم ہے مرفع حال و خرم و شاد پایا۔

اور اعلحضرت اقدس و اعلی ارشاد فرماتے ہین کہ مجکو سیر و سیاحت کا کمال درجہ شوق ہے اور حقیقت
اس ملک کی تعریف اور اہل ملک کی توصیف سنا کرتا تھا اوس قدر شوق یہان آنے کا
زیادہ ہوتا جاتا تھا۔

دار السلطنت دکن بنگالہ سے بہت دور واقع ہے اور چونکہ اگلے زمانہ مین اس قدر دور و دراز کا سفر
تکلیف دہ و دشوار گذار و خطرناک تھا بایں وجہہ میرے ملکی لوگ آسودہ حالی کے قطع نظر اور بہت
کم آتے تھے اور یہی وجہہ ہے کہ اس ملک کے مسلمانون مین و اہل دکن کے باشندون مین کسی
قسم کی شناسائی نہوسنے پائی۔ اب سرکار ہند کے فیض عام و حسن انتظام کے باعث نکوئی صعوبت
راہ نہ کسی قسم کا خطر باقی رہا اور اگرچہ اپنے خاندان مین ہی پہلی پہل اس ملک مین قدم رکھا
ہون مگر مجکو امید کامل ہے کہ اس ملک کے لایق و قابل باشندون مین اور میرے ملک کے

لوگون مین بھی سلسلہ آمد و رفت قایم ہو جائیگا۔ اور مین یقین کرتا ہون کہ میرے اس سفر کا نتیجہ میری رعایا کے واسطے بھی مفید ہوگا یعنی جس قدر تجربہ اور علم مجکو اس سفر مین حاصل ہوا ہے اسے اچھی طرح اپنی ریاست کے انتظام اور رعایا کی فلاح مین خرچ کرون گا اور یہی بہت بڑا مقصود اس سفر سے تھا اگرچہ جو وجہ آپنے میرے اس سفر کی بیان کی ہے وہ بھی درست ہے اور آپ لوگون کا یہ بھی خیال ٹھیک ہے کہ جلسہ تخت نشینی وحصول اختیارات وعنان نظم ونسق سلطنت جو عنقریب ظہور مین آئیوالا ہی مین ہمہ تن اپنی رعایا اور سلطنت کی بہبودی اور راحت و ترقی علوم وفنون مین بدل و جان کوشش کرتا رہون گا اور نیز اس بات کا بڑا لحاظ رکھا جائیگا کہ تہذیب مشرقی گم نہو جاے اور تقلید محمود مغربی ہاتھ سے نجانے پائے۔

ختم کلام پر مین بہت بڑی خوشی اپنی ظاہر کرکے کہتا ہون کہ آپ سب صاحب ایک ایسی مشہور اور نامی مجلس کے ارکان ہین کہ سالہاے دراز سے بظل حمایت سرکار عظمت مدار اکتساب علوم وفنون مین بدرجہ غایت کوشش کر رہے ہین اور زیادہ تر مسرت اس بات کی ہے کہ آپ اپنی کوشش بلیغ کے نتایج پر کامیاب بھی ہوے اور مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ مین آپکی جستجو اور حکیمانہ کوشش کی سرپرستی اور حمایت کیواسطے ہر وقت بدل موجود ہون اور جو عمدہ نتایج آپکی کوششون کی نسبت بہ تعلیم و ترتیب مسلمانان ہنگالہ وقتاً فوقتاً حاصل ہوتے رہین اون کے سننے کا ہمیشہ مشتاق رہون گا اور اب مین بہت خوشی سے آپکی اڈریس قبول کرتا ہون اور اس دعا کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ جو آپ صاحبون نے میری اور میری سلطنت کی نسبت اڈریس مین مندرج کی ہے بعد اسکے جماعت مذکور رخصت ہوئی۔

المختصر اعلیحضرت اقدس و اعلی اا ربیع الاول ۱۳۰۱ ہجری کو سفر کلکتہ سے مع الخیر مع خدم وحشم داخل بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد ہوے۔

جس روز کہ سواری مبارک داخل بلدہ ہوئی اسٹیشن ریلوے خوب ہی آراستہ کیا گیا تھا اور ہزارہا جھنڈیاں سرخ و سبز دورویہ سڑک و اسٹیشن پر لگائی گئی تھیں اور خاص افضلگنج شفاخانہ کے روبرو ایک شامیانہ پر تکلف تانا گیا تھا اور اہلکاران صفائی کی طرف سے بھی کمانیں خوشں وضع بنائی گئی تھیں افضلگنج سے تا مجلسرا دورویہ روشنی اور قندیلیں روشن و تمامی ساکنان شہر نے بھی اپنی اپنی مقدور کے موافق روشنی کی اور اظہار مسرت و شادمانی کا کیا۔

حسب قرارداد سابق ۲۸ ربیع الاول ۱۳۰۳ ہجری کو لارڈ رپن ویسرائے گورنر جنرل بہادر معہ اپنی لیڈی صاحبہ کے کلکتہ سے بسواری جہاز دوسری ربیع الآخر کو مدراس ہوتے ہوئے وہاں سے تیسری ماہ مذکور کو بارہ بجے بذریعہ اسپشل ٹرین راہی حیدرآباد ہوئے اور راہ میں دارالسلطنت حیدرآباد سے راجایان راجہ مہاراجہ نرندر پرشاد پیشکار اور نواب میر لائق علیخان بہادر استقبالاً رائچور تک گئے اور چوتھی ماہ مذکور کو گورنر جنرل بہادر اسٹیشن حیدرآباد پر اوترے تھے ۳۱ ضرب توپوں کی سلامی سر ہوئی پانچ منٹ پیشتر سے سواری مبارک اعلیٰحضرت اقدس و اعلیٰ معہ ارکان سلطنت و امرایان دولت پہونچ گئی تھی اسٹیشن کو اہلکاران اسٹیشن نے آراستہ کرکے گلزار بنا دیا تھا عام طور پر کسیکو اجازت نہ تھی اور بیرقیں رنگارنگ کی آویزاں تھیں اور مخلوق کا ازدحام اور اہلکاران کوتوالی کا عمدہ انتظام تھا جس وقت گورنر جنرل بہادر اپنی گاڑی پر سے اوترے تعظیمی گارڈ نے اپنا سلام ادا کیا اور بینڈ باجا بجنا شروع ہوا۔

اعلیٰحضرت اقدس و اعلیٰ سے ہاتھ ملایا پھر ویسرائے بہادر نے تمامی امراء دولت سے ہاتھ ملایا اور سواری بگی جو اسپی گورنر جنرل بہادر مع اپنے بدرقہ یوروپین سواروں کے الوال روانہ ہوئے۔

دربار اعلیٰحضرت اقدس و اعلیٰ	۶ ربیع الآخر سنہ مذکور کو گورنر جنرل بہادر معہ زیورہین کے ساتھ

چار بجے کے بعد محلسرا ے شاہی مین ملاقات اعلیحضرت اقدس و اعلی کیلیے آئے۔ الوال سے ایوان
شاہی تک جو سڑک آئی ہوئی ہے اسپر کمال اہتمام اور انتظام کیا گیا تھا۔ کوئی شخص سڑک پر سے گذرنے نہین
پاتا تھا۔ اور ہر دو طرف پولس سرکار نظام و جوانان پلٹن و سواران باقاعدہ آئین فوجی کے ساتھ باادب انتظار مین
استادہ تھے و افسران پولیس زیر حکمرانی محمد عنایت حسین خان بہادر کوتوال شہر اور محمد رستم علیخان نائب صدر
مہتمم کوتوالی ہر دو نجات بلدہ و افسران فوجی سرگرمی کے ساتھ اہتمام و انتظام مین مشغول تھے جسوقت
لارڈ گورنر جنرل بہادر ایوان شاہی مین داخل ہوے حسب دستور توپخانہ سرکار نظام سے اسم ضرب توپون
کی سلامی سر ہوئی اور بعد ملاقات اعلیحضرت اقدس و اعلی گورنر جنرل بہادر اپنی قیام گاہ کیطرف واپس
ہوے۔ اور اسکے دوسرے ہی روز شنبہ کو اعلیحضرت اقدس و اعلی کا دربار منعقد ہوا۔ چنانچہ صبح
سے تمام شہر مین سات بجے سے لشکر قاہرہ باقاعدہ اور رسالہ جات وغیرہ کا فراہم ہونا شروع ہوا۔ اور
اہلکاران کوتوالی نے ہر طرف ناکہ بندی اسقدر کی کہ سواری بگھی و میانہ و اسپ وغیرہ کا تو کیا پیدل بھی ہر طرف
سے رک گئے تھے ہر طرف تماشائیونکا ہجوم اور سڑکون کے دونون طرف باقاعدہ سوارونکا انتظام ہوا۔ تمام راستے
پانی سے چھڑکے گئے تھے۔ امرا و اعزا و سرداران اہل سیف و قلم بغیر دکھلانے پاس کے شاہی محل مین داخل نہین
ہو سکتے تھے۔ اور دار الامارہ پر ایکطرف جمشید نگار رسالہ اور دوسری طرف خاص جمعیت علاقہ بلیرم نظام
محبوب متعلقہ عوض باللیل جان نثار جنگ بہادر دو طرفہ صف بستہ استادہ تھے اور دو سو جوانان باقاعدہ مع بیانڈ پلٹن
جدید بیرونی گیٹ کے روبرو سلامی کیلیے استادہ تھے غرضکہ دربار آراستہ ہوا اقبال کا رعب داب دیکھکر قدرت خدا یاد آتی تھی چنانچہ
جس جگہہ دربار ہوا تھا وہ چو محلہ محلات شاہی مین سب سے زیادہ وسیع و باکار طلائی و خوش منظر جسمین کئی حوض اور بڑے بڑے
پانچ دالان ہین اور ہر دالان مین سات سات دروازے ہین یہان سے وہانتک دو رویہ کرسیان بچھی ہوئی تھین اور خلوت شاہی مین ایک
شامیانہ زربفت جسکی آبداری دریاے نور کی طرح لہراتا تھا سونے روپے کی چوبون پر استادہ تھا گرد اسکے کرسیان اور چوکیان
اپنے اپنے مرتبہ سے بچی ہوئی تھین اور تخت پر مکلل زر و مسند شاہی آراستہ اور بیش بہا امرا سیادت مدار و ارکان دولت اعیان

سلطنت و راجه مهاراجه اور ملک ملک کے حاکم امیر اور وزیر اپنی اپنی عہدہ پر مگر تمام فرمان بردار و نگاہ رکھنے تیغ اور گوش دل اپنے فرمانروا کے حکم پر لگے تھے اور باہر کے دالان مین اور عہدہ دار و منصبداران شاہی حکم کے منتظر حاضر تھے اور اس سے آگے کے در و نمین تین تین حبشی وردیان پہنے ہتیار و نمین ڈوبے اور ننگی تلوارین علم کیے ہوسے قایم تھے پھر انکی برابر بہادر سپاہی خاص بادشاہی داہنے بائین عرب افغان اپنی وردیان پہنے جمے تھے پھر وہان سے دروازہ تک سوار و نکے پرے دو رستہ بابستہ آراستہ تھے جو درباری لوگ آتے پہرے پہر ریگنٹ بجاتے اور چلے جاتے تھے مگر دبدبہ و دہشت کا یہ عالم تھا کہ ہوش و حواس کے قدم تہراتے تھے القصہ سب سے پہلے رزیڈنٹ دولت انگلشیہ کی گاڑی اس کے بعد سپہ سالار ہند کی بگھی جو چار اسپ خاص سے معہ سواران ہمراہ تھی آئی اور سپہ سالار مدراس معہ لیڈی صاحبہ و سواران بعد اس کے گورنر صاحب مدراس معہ لیڈی صاحبہ و سواران چار اسپی بگھی پر وارد ہوا اس کے چند لحظے بعد لارڈ رپن گورنر جنرل بہادر کشور ہندوستان چار گہوڑونکی بگھی پر سوار پیش پیش انکے دو سو سوار یورپین اور عقب میں شاہی توپخانے کی چھ توپین اور ہر ایک مین چھ چھ گھوڑے لگے ہوے جب دارالامارہ پر آئے امرا عظام و اعلیحضرت اقدس اعلیٰ دنیا پناہ بیگی استقبال کیلئے آگے ملاقی ہوے اور انکو اپنے ساتھ لیکر معہ اون کے مصاحبین محل شاہی مین آئے اور حاضرین دربار تمام کھڑے ہو گئے توپخانہ سرکار دولت آصفیہ سے اسم فیر سلامی کی سر ہوئین اعلیحضرت اقدس اعلیٰ و گورنر جنرل بہادر معطا کرسی پر رونق افروز ہوے اور ارکان دولت و اعیان سلطنت اہل دربار حسب راست و پس پشت اعلیٰ قدر مراتب کرسی نشین تھے بعد ازان گورنر جنرل بہادر پانچ منٹ بھی نہین گذرے تھے کھڑے ہو گئے نواب سالار جنگ مرحوم کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ افسوس جلسہ ایسے شخص سے خالی ہے جو اسکی تمنا ہی مین گیا اور سرکار انگریزی کا محسن اور سرکار نظام کا خیر خواہ تہا پھر کہا کہ رعایا کو بادشاہ کی اطاعت ہر وقت مدنظر رکھنا چاہیے اور بادشاہ کو رعایا پر ایسی شفقت رکھنی چاہیے کہ جیسے والدین اپنی اولاد کے ساتھ مگر انصاف اس شفقت کا بڑا جز اعظم ہے جب گورنر جنرل بہادر اپنی تمام اسپیچ پڑھکر اپنی کرسی پر بیٹھے تو ایک یورپین افسر نے کھڑے ہوکر زبان فارسی مین اسپیچ کا ترجمہ حضار دربار کو سنایا اس طور سے کہ کوئی ایرانی گفتگو کر رہا ہے۔

ترجمہ اسپیچ لارڈ رپن بہادر

آپ یقین کیجئے کہ مین نہایت شکر گذار ہون کہ مجکو قیصر ہند کیطرف سے آپکی تخت نشینی کی جلسے مین شریک ہونے کا موقع ملا تا کہ آپ کو اختیارات سپرد کرنیکے فرض سے ادا ہوون چند ہفتے پیشتر مجھے معلوم ہوا کہ آپ اس موقع پر میرا شریک ہو چاہتے ہین اسیوقت

سے میرے دل مین ارزو پیدا ہوئی کہ آپکی اوس خوشی کو پورا کرون جس سے آپکا اتحاد اور سرکار انگریزی سے دوستی کا استحکام مجہپر ثابت ہوا۔ مین یقین کرتا ہون کہ مین پہلا وئسرائے ہون جو دار السلطنت حیدرآباد مین آیا اور میرا یہان ہونا ثابت کرتا ہے کہ آپکا اور قیصر ہند کا سلسلۂ الفت کسقدر مضبوط ہے بلکہ یہہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قیصر ہند کو آپکی صغر سنی مین جو ایک زمانہ دراز تہا آپکی صحت و عافیت کا کسقدر خیال رہا ہے آپنے اور آپکی رعایا نے ایسے شخص کے منتظم ہونے سے بہت فائدہ اوٹھایا ہے جو ہندوستان کے سب دانشوران ملکی مین سرفراز تہا۔ ایسا شخص جو اپنی لیاقت و دانائی اور وفاداری اور خیرخواہی کے باعث ہر وقت کی مشکلون پر جو ایک رئیس کے کم سن ہونے پر واقع ہوتی ہین غالب ہا اور امورات ریاست کو کامیابی کے ساتھہ انجام دیا۔ ان خوبیون کے سبب سے وہ نیک شخص اس قابل تہا کہ دونون سرکارین یعنی قیصر ہند اور آپ اوسکو نیکی اور شکرگذاری کے ساتھہ یاد کرین۔ سرسالار جنگ نے آپکے ایام صغر سنی مین ریاست کے بہت سے فریقون مین اصلاح کی ہی۔ مثلاً مالگذاری کا ٹہرانا رعایا کے جان و مال کو محفوظ رکھنا اور وقت مرگ تک ایک بڑی ترقی کی فکر مین تہا مجکو امید تہی کہ جب آپ سن بلوغت کو پہونچین تو وہ اپنے عمر بہر کے تجربون اور شوق کی بہری ہوئی کوششون سے آپکو ہر وقت مدد دینے کو مستعد رہیگا۔ مگر اللہ پاک کی مرضی یونہین تہی کہ ٹہیک ایسے وقت مین جبکہ آپکو ایسے شخص کی امداد و معاونت درکار ہو اوسکو اوٹھا لے ایسی شادی افزا مسرت زا رسم جلوس کے ادا ہونیکے روز جبکی ہر شخص کو خوشی تہی اوسکے موجود نہ ہونیسے رونق پر اندہیرا چھایا جاتا ہے، مگر اوسکی کارگذاری آپکے پاس باقی ہے اور مجہے بھروسا ہے کہ آپکے اہلکار اپنے لیے اوسکی کارگذاری کو دستور العمل سمجہین گے اور طریق انتظام ریاست مین ہر قدم پر اوس سے ہدایت حاصل کرین گے۔ اب مین چند باتین کہتا ہون جو مجکو تجربون کے بعد حاصل ہوئی ہین۔ آپ یہان کی مالگذاری کو ملاحظہ فرمادین کہ خزانے کی ابتری اور ریاست کی بربادی کا باعث ہوتی ہے۔ ہر جگہہ عموماً اور ہندوستان مین خصوصاً غفلت اور فضول خرچی کے سبب سے پہلے بہاری محصول لگانا پڑتا ہی۔ پہر خلقت ضعیف اور محتاج ہوتی جاتی ہی۔ بعد ازان بیحد سود پر قرض کشی کی نوبت آتی ہے۔ اور آخر کو دوالہ نکل جاتا ہی کفایت شعاری

اور کم محصول سے روز بروز ترقی ہوتی ہے۔ اور خلقت آسودہ رہتی ہے۔ مالگذاری کا انتظام
اچھا ہونا ہندوستان مین اچھی حکومت کی بنیاد ڈالتا ہے۔ اگر یہہ نہو تو بادشاہ کو آفت اور رعیت کو
مصیبت پہنچتی ہے۔ پھر مین کامل توقع رکھتا ہون کہ آپ ایمان اور انصاف پر خوب نگاہ رکھینگے یعنی حکام
عدالت کا بے لوث ہونا اور ایسا مضبوط اور مستقل ہونا کہ کسی خوف یا لالچ سے جادۂ انصاف کے باہر قدم نرکھین تاکہ
رعیت بادشاہ کی ممنون رہے اور گردونواح کے رئیسون اور باشندون کو اوسکا مداح و ثناخوان بنا ناہی انصاف
عمدہ ترین زیور سلطنت کا ہے جو تاج شاہی کو آراستہ کرسکتا ہے۔ آپکو ایک بڑی بھاری مہم طے کرنی ہے
آپ تقریبًا ایک کروڑ آدمیون کے مالک ہین اونکی بہبودی آپکی دانشمندی اور استقلال پر منحصر ہے
مین التجا کرتا ہون کہ آپ اپنی ظاہری قوت یا مال و دولت یا جاہ و حشمت اور لوگون کی خوشامدانہ اطاعت
دیکھکر آپ ہرگز مطمئن نہون گے۔ آپ کی ریاست وسیع اور ملک زرخیز اور آبادی بیشمار ہے
مگر اون مین سے آپ کسی چیز پر فخر نہ کرین گے۔ آپ ابھی کم سن ہین اور طرح طرح کی زغیبتین
آپ کے دل مین جیسا کہ عالم شباب مین قاعدہ ہے پیدا ہوتی ہین۔ مگر آپ
کسی کو اپنے اوپر قادر نہ ہونے دین گے۔ آپ کو بڑے بڑے کام کرنے ہین اور عمدہ
راہ چلنی ہے۔ اگر آپ رہ سارے ہندوستان مین اپنی ناموری چاہتے ہین تو اوسکی شہرت پذیر ہونیکا صرف
ایک ہی طریقہ ہے۔ معدلت جسکو سب لوگ معدلت کہین اور خلقت کی بہبودی جسکو سب محسوس کہین
آپکے لوگونکی یعنی امرا و ارکان دولت کی وفاداری اور آپکے خاندان سے محبت رکھنا ظاہری بیانکی
حاجت نہین رکھتا۔ لیکن اوسکا قایم رکھنا خود بدولت پر موقوف ہے اور آپکی عمدہ حکمرانی اسبات کا پیدا
کرنا ہے کہ جسقدر زمانہ گذرتا جاے اوسیقدر رعایا کو سچی محبت ہوتی جاے۔
اللہ پاک نے خلقت کو آپکے سپرد اسلیے نہین کیا ہے کہ آپ اون کو اپنی خوشی اور تحفہ کا آلہ بنائین
بلکہ اسلیے کہ آپ اون پر اس طرح حکمرانی کرین اور اس طرح اونکو ہدایت کرین

کہ وہ آسودہ رہین اور احکام الٰہی و خداوند عالم کو نہ بہولین اون کی بہبودی مین آپکی سچی خوشی ہے اور اون کے اطمینان مین آپ کی عافیت مضمر ہے۔

اس سے کم آپکا مدعا اور اس سے کم آپکا مقصود نہ ہو کہ جب آپ اپنے بزرگون کے حالات پڑہین اور اپنے خاندان کو یاد کرین، تو آپکے دل مین شوق پیدا ہو کہ آپکے بعد لوگ کہین۔

(کاش اسکے سایے مین ہم ہمیشہ زندہ رہتے)

اور اس سخت حکم مین جس مین مشکلین اور دقتین اکثر مواقع پر واقع ہونگی مین وعدہ کرتا ہون کہ ضرور سرکار قیصر ہند ہمیشہ آپکو مدد دیگی۔

سرکار انگریزی کا منشا نسبت دارالسلطنت حیدرآباد اور دوسری ریاستون کے یہ ہے کہ وہ آسودہ رہین اور انپر خلاف انصاف برتاؤ نہ کیا جاے۔ جہانتک ہماری مدد آپکو اس کام کے انجام دینے مین درکار ہو ہمکو اوسکے دینے مین مستعد تصور فرماوین۔ آجکل انگریزی پالسی کا عین مقصود ہندوستانی ریاستون کا قایم و برقرار رکھنا ہے۔ اور میری دانست مین اونکے لیے ہندوستانی ریاستون کا قایم رہنا بہت ہی مفید ہے۔ آپکی حکومت کا استحکام اور درستی انتظام خزانے کا عمدہ انصرام حاصل پر ہوگا۔ اعتدال آپکے امرا کی وفاداری آپکی رعیت کا اطمینان۔ مین سچ کہتا ہون اوس ملکہ معظمہ قیصر ہند کی دلی خواہش ہے جسکی طرف سے مین آج یہان دکالتہً موجود ہون اور اون کا خیال ہمیشہ آپکی کارروائی کی طرف متوجہ رہیگا ایسا نہ ہو کہ آپ اون کی امیدون کو غارت کردین۔ اور اب اے میرے مہربان جسکی منفعت کا مین دل سے خیال رکھتا ہون میرے واسطے یہ خیال باقی ہے کہ آپ کو تخت سلطنت پر بٹہاؤن اور دعا دیرن کہ خداے تعالیٰ آپکو ایسی برکت اور توفیق عطا فرماے کہ آپکا زمانہ حکمرانی بہبودی و انصاف وعزت سے رونق پاے تاکہ آپکا وعدہ غلط نہ ہو اور آپکی رعایا کی اولاد

آپکے دن کو دکن کی تاریخ مین عمدہ زمانے کا شروع روز لکھین - یہ کہکر ویسراے بہادر اعلیحضرت اقدس و اعلی کو مسند کی جانب لے گئے اور پھر کہا کہ ملکہ قیصر ہند کی طرف سے مین کہتا ہون کہ آپ کو اپنی سلطنت کے پورے اختیار حاصل ہوے -

اعلیحضرت بندگان عالی متعالی حضور نظام نے جواباً فرمایا کہ مین نہایت خوش ہون کہ مجھے دارالسلطنت حیدرآباد مین آپکے خیر مقدم کہنے کا موقع ملا - اگر آپ میری رسم مسند نشینی مین شریک نہوتے تو مجھے اور میری رعایا کو بہت افسوس ہوتا - بیشک یہ شرف ہمکو اس سبب سے حاصل ہوا کہ آپکو اس دارالسلطنت کی بہبودی کا بہت خیال اور مجھہ سے آپکو ذاتی محبت ہے یہ امر خوب ثابت ہوگیا اور مین کبھی نہ بھولون گا -

آپ دونون صاحب (گورنر جنرل بہادر اور مسٹر گرانٹ ڈف صاحب بہادر گورنر مدراس) یقین جانین کہ دونون کے احسان کو مین خوب سمجھتا ہون اور توقع رکھتا ہون کہ آپ میری اس دلی شکرگذاری کو کہ آپنے میرے لیے اتنے سفر دور و دراز کی زحمت اوٹھائی - اور یہان تک قدم رنجہ فرماکر میری مسند نشینی کی رسم مین شریک ہوکر مجھے شرف اندوز کیا قبول فرمائین گے - میری حکمرانی مین آیندہ کے لیے یہ اچھا شگون ہوا اور مین خوشی سے تسلیم کرتا ہون کہ وہ اتحاد جو بابین سرکار انگریزی اور میرے بزرگون کے چلا آتا ہے اس موقع پر تازہ ہوگیا - اور جو نصیحتین آپنے مشفقانہ مجھے کی ہین مین بڑی خوشی کے ساتھہ قبول کرتا ہون - اور ہمیشہ کوشش کرون گا کہ اون معاملات مین جنکو اس ملک کی بہبودی و ترقی سے تعلق ہو آپ سے اور سرکار انگریزی سے جسکے آپ ایک معزز سردار ہین صلاح لیا کرون گا - اور مین یقین کرتا ہون کہ ان باتون کے خیال رکھنے مین میرا اور میری رعایا دونون کا فائدہ متصور ہے - مین امید کرتا ہون کہ آپ جہان تک ممکن ہو جلدی میرے اتحاد اور وفاداری کی خبر قیصر ہند کو پہونچائین گے -

بعد اسکے گورنر جنرل بہادر اور تمام معزز یوروپین مع لیڈیون کے درجہ بدرجہ اعلیحضرت اقدس و اعلی کے نزدیک اکر مبارکبادی دی اور پھول و عطر سے مالا مال ہوکر رخصت ہوے اور ان کی برخاست کے بعد بوقت دو بجے امراے عظام و ارکان دولت اور راجاؤن کی نذرین گذرانی شروع ہوئین اور ہر ایک کو خطاب و ترقی و منصب کے احکام سنائے گئے۔

چنانچہ نواب میر لایق علیخان بہادر کو سالار جنگ منیر الدولہ خطاب اور خلعت خاصہ و خدمت وزارت اور ہفت رقم جواہر اور نواب میر سعادت علیخان بہادر غیور جنگ شجاع الدولہ خلعت مع جواہرات سے سرفراز و ممتاز ہوے۔ اور راجہ راجایان راجہ نرندر بہادر کو خطاب مہاراجہ اور اصل و اضافہ منصب ہفت ہزاری و پنجہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار اور نواب ظفر جنگ بہادر کو شمس الدولہ خطاب و اصل و اضافہ منصب چار ہزاری و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ اور نواب بام جنگ بہادر کو خورشید الدولہ خطاب و از اصل و اضافہ منصب چار ہزاری و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و میر جہاندار علی کو خطاب خانی و بہادری یکہزار پانصدی منصب و پانصد سوار و آغا مرزا بیگ کو خانی و بہادری و سرور جنگ خطاب دوہزاری منصب و یکہزار سوار و علم و ہری کشن کو راجہ و بہادری خطاب دوہزار پانصدی منصب و یکہزار سوار و علم و مولوی حافظ محمد انور کو خانی و بہادری محبوب نواز جنگ خطاب دوہزاری منصب و یکہزار سوار و علم۔ و میر ریاضت علی کو خانی و بہادری خطاب و یکہزاری منصب اور مولوی محمد انور اللہ کو خانی و بہادری خطاب و یکہزاری منصب اور گردہاری پرشاد کو راجہ بہادری خطاب و یکہزار و پانصدی منصب و پانصد سوار۔ اور میر حشمت علی کو خانی و بہادری کے خطاب دوہزاری منصب یکہزار سوار و علم و حکیم وزیر علی کو خانی و بہادری خطاب یکہزاری منصب اور مرزا نصر اللہ کو خانی و بہادری دولت یار جنگ خطاب دوہزاری منصب یکہزار سوار و علم اور مرزا محمد علی بیگ کو خانی و بہادری خطاب یکہزاری منصب اور نواب حبیب مسعود الملک کو خانی و بہادری

خطاب منصب یکہزاری و میر غضنفر علی عرضبیگی کو خانی و بہادری اور قوی جنگ خطاب دوہزاری منصب یکہزار سوار و علم اور میر منور علی کو خانی و بہادری خطاب دوہزاری منصب و یکہزار سوار دینے سرفراز و ممتاز ہوے

جشن مہتابی | اور رات کو جشن مہتابی ہوا کہ تمام دیوان عام ایک بقعۂ نور نظر آنے لگا فرش مین سفید مخملین سفید ہی قالین در و دیوارون پر براق اطلسین زر بفت و کمخواب کے پردے مگر وہ بھی رو پہلی آرایش کے سامان اور روشنی کے سب لوازمات موجود مگر تمام بلور و شیشے سفید سامنے چمن اور درختون کے پھول تمام سفید یہان تک کہ انگوٹھی پر الماس سفید غرضکہ زمین سے آسمان تک نور کا عالم تھا گویا دریاے مہتاب لہراتا نظر آتا تھا۔

اور عموماً تمام شہر مین پل افضل گنج سے لیکر الوال تک پانچ کوس کا فصل ہے برابر اس راستے مین ایسی روشنی تھی کہ دن رات مین تمیز نہ تھا چار مینار پر چارون طرف دو دو برقی قندیلین اور گلزار حوض مین جو فوارے چھوٹتے تھے اہل نظر اوس سے لطافت و حد کا مزہ لوٹتے تھے اوسی شب باورچیخانہ شاہی خاص و عام کھلا ہوا تھا اور گورنر جنرل بہادر و گورنر جنرل مدراس اور کمانڈر انچیف بہادر ہند و مدراس و بمبئی و غیرہم معزز یوروپین اور بہت سے امراء دولت بھی مدعو تھے اور قریب دس بجے کے ڈنر سے فراغت حاصل ہوئی۔ پھر آتشبازی شروع ہوئی انواع و اقسام کی آتشبازی ہزار ہا روپے کی چھوڑی گئی بعد اس کے اعلیحضرت اقدس و اعلی نے وئسراے بہادر کو پھولون کا ہار پہنا کر عطر وغیرہ کی تواضع فرمائی اور قریب بارہ بجے کے دعوتی جلسہ برخاست ہوا چنانچہ اسی موقع پر میرے ایک دوست منشی امداد حسین صاحب نے جو اس اجمال مین نظم کیا ہے ہدیہ ناظرین ہے۔

للہ الحمد بہار آئی ہے کس دھوم سے یہان	کہ خزان کا نہ رہا نام کو بھی نام و نشان
سبزہ یون سبز ہے ہر کوہ و بیابان جس طرح	سبزۂ عارض نورستہ حوران جنان

جوشش گل کثرت بلبل سے چمن کا ہے یہ حال
حمد باری ہے زبان پر تو کبھی گل کی ثنا
ہین تر و تازہ چمن سبز ہین کوہ و ہامون
نہ تو لیلی کی شکایت ہے نہ غمخواری قیس
نہ کسیکا کوئی عاشق نہ کسی کا مفتون
پیچ سنبل مین نہ لا سکے کے جگر مین کوئی داغ
سر جھکاتا ہے فلک عجز سے خود سوے زمین
ہے کہین جشن طرب اور کہین بزم نشاط
شادیانے کہین بجتے ہین تو نقارے کہین
شہر کا حال کہون کیا کہ عجب ہے شادی
ہر گلی کوچہ مین یہہ روشنی کا عالم ہے
اور ہر راہ مین روشن ہین چراغان ایسے
روشنی ہے کہین برقی کہین مہتابی کی
دور تک ایسی تھی یہہ روشنی عالم مین محیط
کونسی جا سے تہا یہان وہ چراغون کا ہجوم
جھنڈیان نصب کہین اوڑتے تھے پھریرے ہر سو
چوطرف دہوم مبارک کی سلامت کی صدا
دل تو پہولون نہ سمایا میرا یہہ دیکھ کے حال
ہاتف غیب سے اتنے مین صدا یہہ آئی

قالب خاکی مین جس طرح سے آجاتی ہی جان
بلبلین پھرتی ہین ہر شاخ پہ یون نغمہ کنان
مخملی فرش کا ہر سمت پہ ہوتا ہے گمان
نہ کہین دامن صد چاک زلیخا کا بیان
نہ کسیکا کوئی مظلوم نہ وہ جور بتان
چپ ہے سوسن بھی مگر کہنے کو رکھتی ہے زبان
اب وہ چکر ہے کدہر اور وہ گردش ہی کہان
عیش و عشرت کا یہان بنگیا ہر ایک مکان
دہل و بوق سے عشرت کی صدائین ہین عیان
دیکھئے جسکو وہ ہے خرم و شادان شادان
سوئی رستہ مین پڑی ہووے تو ہو جائے عیان
کہ زمین پر مجھے افلاک کا ہوتا ہے گمان
اوس مین پھرتے نظر آتے ہین حسینان جہان
صاف آتا تھا نظر چشمۂ آب حیوان
آنکھ کی پتلی مین بھی شمع کا ہوتا تھا گمان
عیش و عشرت کا اگر پوچھو تو یہہ ہی ہے نشان
خوب جب پائے گئے مجھکو یہ عشرت کے نشان
پر کھلا صاف نہ مجھپر کہ ہے راز پنہان
تجھپہ اب تک نہ کھلا راز نہان اسے نادان

جلسہ تخت نشینی حضور پر نور — منعقد آج ہی کے دن تو ہوا ہے وہ یہان

نام نامی گرامی ہے جہان مین مشہور — میر محبوب علیخان فلک قدر وجوان

قد دریا سے عطا بجہ کرم ابر سخا — پوچھتے اور ہو کیا مجھ سے بہلا نام ونشان

لکھون برجستہ مین ایک اور بھی مطلع ایسا — جس کو سن سن کے کرین وجد سخندان جہان

مطلع ثانی

ستم و جور کا عالم سے مٹا نام ونشان — کوئی آزار کسیکو دے یہ جرات ہے کہان

کوئی مظلوم ستم دیدہ نہ دیکھا ہم نے — ہے ترے عہد مین اسطرح کا اب امن امان

عدل و انصاف سے تیرے ہے زمانہ خرم — کوئی کہتا بھی زبان سے نہین اب نوشروان

اب سخاوت مین نہین کوئی تیرا مثل ونظیر — اس ترے عہد مین حاتم کا مٹا نام ونشان

کیون نہ ہو جائین زمانے کے گدا مالامال — آجکل دست کرم تیرا ہے گوہر افشان

جم و کیخسرو و پرویز کو نسبت تجھ سے — کیونکہ ہو قیصر و فغفور ہین تیرے دربان

جام جمشید کی کیا قدر ترے دور مین ہو — سیکرون ہین ترے میخانہ کے ہوویگا نہان

جم و کئے کی ابھی کھل جاتی ہین آنکھین یکبار — خواب مین بھی جو ترا دیکھین وہ بخت جوان

محفل جشن مین تیری نہین پرویز کو بار — جشن جمشید سے یا رشکدہ خلد جنان

پہلوانان جہان جمع ہین لشکر مین ترے — غیرت رستم و سہراب ہے ہر ایک جوان

تیری تحریر مین حضر مین ہزارون معنی — اور تقریر جو سنئے تو ہے رشک سحبان

اس زمانے مین نہ ہوتا ہے کسوف اور خسوف — عہد مین تیرے ہوا شمس و قمر سے یہ عیان

جانتا ہے کہ ہوا تخت نشین عدل شعار — کر سکے ظلم و جفا کیونکہ یہ چرخ دوران

ڈر سے مریخ فلک منہ نہ دکھاسے تجکو — لے سکے تیر یکو اگر نکلے تو سوے میدان

اشہب برق جہندہ کی اگر باگ اوٹھائے ۔۔۔ باد صرصر کی نظر سے بھی ہو ایکدم مین نہان
تو جو اسوار ہو زین بوسے رکابون کو تری ۔۔۔ دیکھین تجھکو اگر شاہ سواران جہان
کیا مین تحریر کرون حال سبک گامی کا ۔۔۔ جس زمین پر وہ قدم رکھے نہ مطلق ہو نشان
وقت رفتار جو ہو تیز روی مد نظر ۔۔۔ صورت برق نظر سے ابھی ہو جاے نہان
خبر آفاق کی اس طرح وہ لائے سو بار ۔۔۔ دل سے جس طرح کہ بات آئے کوئی تا بزبان
قعر مین ہول سے رستم کا جگر پھٹ جاے ۔۔۔ یک بیک آئے جو ہستی مین ترا پیل دمان

دعائیہ

ختم کر ختم قصیدے کو دعا پر عازم ۔۔۔ اوس کا مدح سے تجھ مین یہ طاقت ہی کہان
نظر آتی رہے جبتک کہ فلک مین گردش ۔۔۔ سطح خاک کا پانی پہ ہے جبتک کہ نشان
نالہ عاشق صادق سے ہو ظاہر جبتک ۔۔۔ غمزہ و ناز و ادا ہاے حسینان جہان
در سے مشرق کے نکلتا رہے مہر انور ۔۔۔ اور جب تک کہ ستارون کا فلک پر ہو نشان
جسطرح پانی کو دریا مین روانی ہے مدام ۔۔۔ یون رہے حکم جہان مین ترا ہر روز روان
نظر مہر ہو احباب و مصاحب پہ تری ۔۔۔ اور دشمن ہون ترے قابل شمشیر و سنان
خیر خواہان ریاست جو ہین آباد رہین ۔۔۔ ترے بد خواہ جو ہین اونپہ ہو قہر یزدان
خضر سے بڑھ کے خدا تیری کرے عمر دراز ۔۔۔ آشنا رہتی ہے اس جملہ سے ہر وقت زبان
جلسہ تخت نشینی ہو مبارک تجھکو ۔۔۔ دل سے آتا ہے یہی حرف مکرر تا بہ زبان

انعقاد کونسل آف اسٹیٹ اسی سال سلخ ربیع الثانی بروز پنجشنبہ کونسل آف اسٹیٹ کا جلسہ منعقد ہوا جسکے میر مجلس اعلیحضرت اقدس ذا علی اور ارکان مین نواب سالار جنگ منیر الدولہ بہادر اور راجہ راجایان مہاراجہ نریندر پرشاد بہادر پیشکار اور نواب عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر کبیر

بشیر الدولہ بہادر اور نواب شمس الامرا امیر کبیر سر خورشید جاہ بہادر اور نواب وقار الامرا
اقبال الدولہ بہادر اور نواب شمشیر جنگ بہادر نواب شہاب جنگ بہادر اور نواب میر سرفراز حسین خان
بہادر اور معتمد مجلس مولوی سید حسین موتمن جنگ بہادر اعلیحضرت اقدس واعلی نے اجلاس فرماکر
ارکان مجلس کے روبرو ارشاد فرمایا کہ آج شاید دار السلطنت حیدرآباد کی تاریخ مین یہ اول
روز ہے کہ یہان کے امرا دولت بالاتفاق رئیس وقت کے سامنے سرکاری کامون مین مدد
دینے کے واسطے جمع ہوے ہین۔ ہندوستان مین ایسی تجویزون کا بہت کم رواج ہے مگر اب
سرکار انگلشیہ کا طریقہ حکومت دیکھکر ہندی ریاستون مین بھی کچھہ کچھہ شروع ہو چلا ہے۔ میری
بڑی خوشی تھی کہ یہ کونسل مقرر ہو۔ مجھے امید ہے کہ جن امرا کو مین نے انتخاب کیا ہے اون سے
مجکو اور ملک کو بہت مدد ملیگی اور مین یہ بھی امید رکھتا ہون کہ آپ لوگ اپنی ذاتی اغراض کو سرکاری
امور مین راہ نہ دیکر اور سب ملکر بالاتفاق کام کرینگے آپ لوگ اگر چاہین تو اپنے ملک کی
بہت بھلائی کر سکتے ہین اور ملک کی بھلائی میری بھلائی اور عین آپکی اپنی اسواسطے مین ہرگز
پسند نہ کرونگا کہ کوئی رکن اپنی راے کے خلاف میری راے کی تقلید کرے بلکہ مجھے
یہ امید ہے کہ آپ لوگ ہر مقدمہ مین نیک نیتی اور خیر خواہی کے ساتھہ آزادانہ راے دینگے
البتہ جو امر کہ ایک مرتبہ بالاتفاق طے ہوگیا ہو پھر اوس مین خلاف کرنا جایز نہوگا خواہ راے
کسی رکن کی اُسکے مخالف ہو یا موافق۔ آپ لوگ یقین جانو کہ مجھے ہر فرقہ و ہر گروہ کی رعایت
مدنظر ہے مین نہین چاہتا ہون کہ کسیکے واجبی حقوق تلف ہون مین سرکار اور رعایا دونون کے
حقوق کی یکسان رعایت کرونگا اور امرا کی بھی اوسیقدر رعایت کرونگا جس قدر غربا کی
اور مین امید کرتا ہون کہ کونسل بھی اسی طریقہ کو پسند کریگی اور بہ صلح و احتیاط و اتفاق اپنی خدمت
ادا کریگی۔ کونسل کے واسطے جو قواعد قرار پاے ہین اون کو مین جلد آپ لوگون کے پاس بھیجدونگا

کونسل کی کارروائی بلاکم وکاست قواعد مذکورہ کے موافق چلے گی اور مہینے مین دوبار پنجشنبہ
کے روز کونسل منعقد ہوا کریگی چونکہ آجکا جلسہ ابتدائی ہے اسواسطے کوئی کام کونسل کے
سامنے پیش نہین ہوسکتا آیندہ جلسے سے کام شروع ہوگا۔

پھر نواب شمشیر جنگ بہادر نے اعلیحضرت اقدس واعلی سے اجازت چاہی کہ دو چار کلمے عرض
کرون بعد حصول اجازت نواب شمشیر جنگ بہادر نے عرض کیا۔

آج بڑا مبارک دن ہے آج وہ دن ہے کہ ہمارے قدردان جوہر سناس خداوندنعمت اعلیحضرت
اقدس واعلی کو اللہ پاک نے ہمارا حاکم اور سردار کرکے ہمارے سرپر اوسکا سایہ ڈالا ہے اب ہمارے
جوہر کھلین گے اور ہماری قدردانی ہوگی۔

اور اس تقریر کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

جشن نوروز و سرفرازی خطابات و منصب کا ذکر

اور اسکے تیئیس روز بعد ۲۳ جمادی الاول روز شنبہ کو جشن نوروزہ کا
ترتیب پایا اور دربار اعلیحضرت اقدس واعلی بآئین شایستہ منعقد
ہوا۔ ارکان دولت واعیان سلطنت حاضر دربار شاہی ہوے اور ترقی و منصب کے احکام
سنائے گئے ہر ایک نے خلعت فاخرہ و اضافہ منصب سے سرفرازی پائی چنانچہ میر وزیر علی صاحب
صاحبزادہ کو نہ ہزاری منصب ہشت ہزار سوار ازانجملہ چار ہزار یک اسپہ و چار ہزار دو اسپہ علم
و نقارہ و پالکی جھالر دار بہ خطاب خانی و بہادری برقرار جنگ و آصف یار الدولہ آصف یار الملک
اور منیر الدولہ بہادر کو نہ ہزاری منصب پنجہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالر دار اور خطاب
مختار الملک عماد السلطنۃ۔ اور شجاع الدولہ بہادر کو منیر الملک خطاب و ہفت ہزاری منصب
چار ہزار سوار علم و نقارہ و پالکی جھالر دار۔ اور سعید الدولہ کو سعید الملک خطاب و سہ ہزار و پانصدی
منصب دو ہزار و پانصد سوار علم و نقارہ و پالکی جھالر دار۔ اور نواب میر اکبر علیخان بہادر کو اکبر جنگ

خطاب اور دو ہزاری منصب و ایک ہزار سوار عطا ہوئے اور دار السلطنت حیدرآباد کی خدمت
کوتوالی پر ۳ جمادی الثانی کو سرفرازی پائی۔ اور محمد علی مہتمم تقسیم منصبداران کو خانی و بہادری کا
خطاب اور ایکہزار منصب۔ اور صارم جنگ بہادر بخشی کو عزیز الدولہ خطاب اور سہ ہزاری منصب
و دو ہزار سوار علم و نقارہ اور مستحکم جنگ بہادر کو محبوب یار الدولہ خطاب سہ ہزاری منصب
دو ہزار سوار و علم و نقارہ۔ اور اکرام جنگ بہادر کو بدر الدولہ خطاب و سہ ہزاری منصب
و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ۔ نواب امتیاز الدولہ بہادر کو قیام الملک خطاب چارہزاری منصب
و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار۔ اور میر تہور علی کو خانی و بہادری اور مختار یار جنگ
خطاب و دو ہزار منصب یکہزار سوار و علم۔ اور میر ریاست علیخان بہادر کو محبوب یار جنگ خطاب
دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم۔ اور سردار دلیر جنگ کو سردار دلیر الدولہ خطاب سہ ہزاری
منصب و پانصد سوار و علم۔ و مرزا محمد علی کو خانی و بہادری و شجاعت شعار جنگ خطاب دو ہزاری
منصب و پانصد سوار و علم و مرزا علی محمد کو خانی و بہادری معتمد جنگ خطاب دو ہزاری منصب و یکہزار
سوار و علم۔ اور میر محمد علی کو خانی و بہادری خطاب اور ایکہزاری منصب اور اکرام اللہ خان کو
خانی و بہادری نواب یار جنگ خطاب دو ہزاری منصب پانصد سوار و علم و مولوی سید حسین علی یار خان
بہادر موتمن جنگ خطاب اور دو ہزاری منصب پانصد سوار و علم اور مولوی مہدی علیخان کو
خانی و بہادری منیر نواز جنگ خطاب اور دو ہزاری منصب پانصد سوار و علم اور سید کلیم اللہ خان
بہادر کو قادر جنگ خطاب دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم اور حکیم فیض اللہ خان کو
خانی و بہادری افضل الحکما خطاب ایکہزار پانصدی منصب اور مولوی محمد صدیق کو خانی و
بہادری خطاب ایکہزاری منصب اور مرزا محمد علیبیگ خان بہادر کو افسر جنگ خطاب اور
دو ہزاری منصب سوار و علم۔ اور حکیم وزیر علیخان بہادر کو سلطان الحکما خطاب یکہزار پانصدی

منصب۔ و حکیم مرزا علی کو خانی و بہادری و حکیم الممالک خطاب یکہزار و پانصدی منصب اور گنجانن پرشاد کو راجہ بہادر خطاب دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم و الیسری پرشاد کو راجہ بہادر خطاب یکہزاری منصب پانصد سوار و علم اور سوامی راو کو راجہ بہادر خطاب سہ و یکہزاری منصب عطا ہوا۔

اعلیحضرت اقدس و اعلی کے شکار کا ذکر اور دادرسی فریادیوں کی شکارگاہ پر

اسی سال حضرت بندگانعالی متعالی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے شیر کے شکار کا ارادہ فرمایا چنانچہ شکارگاہ موضع میلواڑہ میں قرار پایا اور سواری مبارک اعلیحضرت اقدس و اعلی ۱۶ شعبان بروز شنبہ بجانب شکارگاہ روانہ ہوئی اور ہمرکاب سعادت انتساب رزیڈنٹ صاحب بہادر اور نواب میر لائق علیخان عماد السلطنت مختار الملک مدار المہام سرکار عالی اور نواب افسر جنگ بہادر و نواب محبوب یار جنگ بہادر مع خدم و حشم ساڑھے گیارہ بجے رات کو نہضت فرمائے شکارگاہ ہوئے اور صبح کے ۵ بجے اسٹیشن ناوندگی پر سواری مبارک پہونچی پھر وہاں سے بسواری اسپ خاصہ موضع میلواڑہ خیمہ گاہ پر رونق افروز ہوئی اور اعلیحضرت اقدس و اعلی نے شکارگاہ کا رخ لیا اور ایک شیر کو بندوق سے مارڈالا۔ اوس روز راستہ مین ایک مقام پر رعایا نے استغاثہ پیش کیا اونکی درخواستین اعلیحضرت اقدس و اعلی نے لین اور اوسپر مدار المہام کو مخاطب فرمایا اور شام کو صاحب عالیشان بہادر بارگاہ سلطانی مین باریاب ہوکر جام سلامتی اعلیحضرت اقدس و اعلی کا نوش کیا۔ اور کھڑے ہوکر مبارکباد دیکر عرض کیا کہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اعلیٰ حضرت اقدس اعلی نہ صرف شکار کے لیے ہی دار السلطنت سے باہر رونق افروز ہوے ہین بلکہ شکار کے ساتھ ہی اپنے ملک کی رفاہ کی طرف بھی توجہ فرماتے ہین اور مجھے امید ہے کہ جب سواری مبارک شکارگاہ پر رونق افروز ہوا کریگی اور جس قدر شیرون کا شکار فرمائینگے اسیطرح اونکی درخواستین

وخرابیان بھی ملک کی دور ہو جائین گی۔ اور مین زیادہ تر شکر گذار ہون کہ شکار مین شریک
رہا اور مہمانداری بھی آرام سے ہوئی۔ اعلیحضرت اقدس واعلی نے سر آولیور سنٹ جان
رزیڈنٹ کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا کہ مین بھی مشکور ہون کہ آپنے میری صحت کا پیالہ
نوش فرمایا اور مبارکبادی دی اور شکارگاہ ہی پر ۸ شعبان کو بالمشافہہ مدار المہام سرکار عالی
کے دریافت مستغیثین آغاز ہوئی چنانچہ کولاالی کے مستغیثون کی شکایتون کے مقدمات سردار
دلیر الدولہ بہادر نے صبح ہی مرتب کر لیے اور اوسکے ملاحظہ پر ظہور الدین امین سیلرم اور یوسف علی
جمعدار اور محمد علی دفعدار معطل کردیے گئے۔ اور مولوی چراغ علی نے صیغہ مالگذاری کے متعلق
شکایتون کو قلمبند کیا اور سرسری تحقیقات کرکے مقامی عہدہ دارون کے پاس مزید تحقیقات
اور رپورٹ کے لیے کاغذات بھجدیے اور اوسی روز ساڑھے دس بجے صبح کو اور ایک
شیر کا شکار ہوا۔ الغرض اعلیحضرت اقدس واعلی سات بجے شام کے بسواری اسپ عزیمت
فرماے دار السلطنت حیدرآباد ہوے۔ چونکہ شب تار تھی خرامان خرامان سواری مبارک
اعلیحضرت اقدس واعلی اسٹیشن نادندگی پر آئی اور وہان سے بعد تناول خاصہ بسواری
اسپشل ٹرین روانہ حیدرآباد ہوے اور پانچ بجے صبح کے داخل محلسرا ہوے۔

اور اسکے تیسرے ہی مہینے مین پندرہ ذی قعدہ سنہ ۱۳۰۱ھ ہجری نواب میر لایق علیخان بہادر
مختار الملک مدار المہام سرکار عالی کا سفر بجانب کلکتہ پیش آیا اور وہان پہونچکر گورنر جنرل بہادر
سے ملاقات فرمائی اور چندہی روز بعد وہان سے روانہ ہوکر بروز چہارشنبہ دوسری محرم سنہ ۱۳۰۲ھ
کو داخل بلدہ ہو گئے اور انھین ایام مین بذریعہ لارڈ رپن گورنر جنرل بہادر و ویسراے ہند منجانب
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے اعلیحضرت اقدس واعلی کے لیے نایٹ گرینڈ کمانڈر استار آف انڈیا
خطاب اور بارگاہ عالیہ مین خریطہ پیش ہوا۔

اور ۱۹ صفر سنہ ۱۳۰۲ ہجری کو لارڈ ڈفرن گورنر جنرل ہند مقرر ہو کر ولایت سے بمبی داخل ہوئے اور ۲۴ صفر کلکتہ پہونچے۔ لارڈ رپن صاحب بہادر نے اپنے جانشین کا استقبال کر کے ایوان خاص مین داخل کیا اور خود غرہ ربیع الاول شام کے وقت بمبی سے بسواری جہاز ولایت کی طرف روانہ ہوئے۔

لارڈ رپن بوجہ بعض قوانین و تنسیخ کے جو بالخصوص اہل ہند کے لیے مفید ثابت ہوئے رعایائے ملک ہند کی نظرون مین ہر دلعزیز تھے۔

اور اسی سال بسبب پیشقدمی زار روس لارڈ ڈفرن گورنر جنرل ہند نے بمقام راولپنڈی ایک عظیم الشان دربار منعقد کر کے امیر عبد الرحمن خان بہادر امیر کابل کو راولپنڈی مین دعوت دی اور سرکار نظام کی طرف سے بھی منیر الملک مع چند افسران گئے اور بہت سے راجہ لوگ بھی آئے ہوئے تھے سرکار انگریزی کا دربار راولپنڈی مین علاوہ تحائف وغیرہ کے اٹھ تالیس لاکھ بائیس ہزار چھ سو روپیہ نقد خرچ ہوئے جس مین سے فقط چار لاکھ روپیہ نقد امیر کابل کو اکیس ہزار روپیہ یومیہ کے حساب سے دیئے گئے باقی ماندہ فوج وغیرہ اور دیگر سامان کی فراہمی و درستی مین خرچ ہوا۔

بندگان عالی متعالی کے سفر بجانب نیلگری کا حال

اور اسی سال ۲۲ رجب سنہ ۱۳۰۲ ہجری بروز جمعہ اعلیحضرت اقدس و اعلی بطور ہواخوری کے نیلگری کی طرف عزیمت فرما ہوئے اور ہمرکاب سعادت انتساب مدار المہام سرکار عالی وحدة الملک اعظم الامرا امیر کبیر نواب بشیر الدولہ سر آسمانجاہ بہادر اور نواب عماد نواز جنگ بہادر و منیر نواز جنگ بہادر و موتمن جنگ بہادر و محبوب یار الدولہ بہادر و افسر جنگ بہادر و حکیم الممالک بہادر و مولوی مہدی حسن فتح نواز جنگ بہادر و آغا شوشتری صاحب و راجہ مرلی منوہر بہادر وغیرہ رونق افروز ہوئے اور وہان پر

مدار المہام سرکار عالی سے لئے اعلیحضرت اقدس و اعلی کی ضیافت کی جس مین انواع و اقسام
کے مشروبات لذیذ و لطیف موجود تھے اور ۱۳ رمضان ۱۳۰۲ ہجری کو اعلیحضرت
کی طرف سے دعوت ہوئی اور تا بہ رونق افروزی اعلیحضرت اقدس و اعلی کا دست کرم
کھلا ہوا ہزارہا غربا و معذورین کو روپیہ تقسیم ہوتے رہے۔ اور ۱۷ رمضان ۱۳۰۲ ہجری بروز
شنبہ قریب دس بجے دن کو اعلیحضرت اقدس و اعلی کی خاص ٹرین معہ ہمراہین و خدم
و حشم داخل بلدہ ہوے اور مسٹر کارڈری صاحب بہادر رزیڈنٹ معہ اسٹاف اور امرا
دولت و ارکان سلطنت و افسران اسٹیشن کے پلاٹ فارم پر حاضر تھے۔ اعلیحضرت اقدس
اعلی کی سواری مبارک اوترتے ہی سلامی بیاٹری سے ۲۱ توپین سر ہوئین اور والنٹیر
سوارون نے جو باڈرلیس فاتزہ جمے ہوے تھے حسب قاعدہ شاہی سلامی ادا کی راستون
کا انتظام اور پولیس کا بندوبست زیر نگرانی نواب اکبر جنگ بہادر کوتوال دار السلطنت نہایت
عمدہ تہا۔

تقرر مجلس بسبب واقع ہونے دسہرہ عشرہ شریف مین بلحاظ عدم وقوع فساد

۱۳۰۳ھ مین دسہرہ ایام عشرہ شریف مین واقع ہوا لہذا باحتمال وقوع قصہ و فساد مابین ہنود و اہل اسلام
منجانب سرکار نظام مولوی محمد صدیق خان بہادر عماد جنگ معتمد مدار المہام سرکار عالی نے ایک
مجلس منعقد ہو گی جسکے ارکان راجہ شیوراج بہادر دہرم ونت اور راجہ گردہاری پرشاد بہادر
اور رکھناتہ راو علاقہ دار راجہ راے رایان بہادر اور نواب رسول یار خان بہادر محی الدولہ تھے
الغرض باتفاق راے مجلس بمنظوری سرکار عالی ۱۴ ذیحجہ ۱۳۰۳ھ مین اس مضمون کا اشتہار
جاری کیا گیا۔

اول تمام ہنود بلدہ و اضلاع کے اپنے اپنے گہرون مین بلا کسی باجے کے رسم پوجا ادا کرین

دوم جو لوگ سلنگن کے واسطے باغون مین جانا چاہین وہ بلا کسی باجے اور سامان خوشی کے باغون مین جاکر پوجا ادا کر سکتے ہین۔

سوم تبکا باہر لیکر نہ نکلین۔ اور ہندو لوگ اپنے اپنے گہرون کے چہوٹے چہوٹے دیولون مین بہی باجا نہ بجائین۔

چہارم بڑے بڑے خاص دیولون مین جو محاط ہون وہان دیولون کے احاطے کے اندر ہندو سیوا اور پوجا معمولی باجے کے کر سکتے ہین۔ لیکن ہرگز دیولون کے باہر نکلین اور مسلمان مندرون کے اندر سیوا اور پوجا مین کسی قسم کی مزاحمت نکرین۔ ہندوون کے گہر کی چہوٹی چہوٹی دیولین اس حکم سے بالکل مستثنیٰ ہین۔ اور جہنڈے ۱۵ محرم کو نصب کیے جائین۔ اور جو رسوم کہ جہنڈون کے نصب سے متعلق ہین مثل ذبح گوسفند وغیرہ وہ بہی اوسی روز ادا کیے جائین۔

اگر کوئی شخص خواہ ہندو یا مسلمان اس حکم کے برخلاف کریگا مجرم متصور ہوگا اور اوسکی نسبت حسب ضابطہ کارروائی ہوگی۔

انعقاد مجلس انتظام صرف خاص کا ذکر	اور غرہ محرم ۱۳۰۳ھ مین ایک مجلس بنام زد انتظام صرف خاص منعقد ہوئی جسکے میر مجلس سی کلارک صاحب بہادر اور نائب میر مجلس

بدر الدولہ بہادر اور نواب قدیر جنگ بہادر اور معتمد مجلس مولوی سید یوسف الدین صاحب اس مجلس سے انتظام مخارج و مداخل تعلقات صرفخاص متعلق تہا۔ مگر اسکے تہوڑے ہی زمانہ بعد مجلس برخاست ہوگی اور نواب سید عبد الرزاق آصف نواز الملک بہادر نے خدمت معتمدی سے سرفرازی پائی۔

سفر اعلیحضرت اقدس اعلی بجانب مدراس	اور ۴ جمادی الاول ۱۳۰۳ ہجری صبح کے اٹھ بجے

اعلیحضرت اقدس و اعلی عازم مدراس ہوئے ہمرکاب سعادت انتساب مدار المہام سرکار عالی
معہ رزیڈنٹ کارڈزی صاحب بہادر اور نواب موتمن جنگ بہادر اور نواب افسر جنگ بہادر
اور نواب محبوب یار جنگ بہادر و نواب مختار یار جنگ بہادر اور نواب منیر نواز جنگ بہادر
اور مولوی مہدی حسن صاحب اور مرزا علی خان بہادر حکیم الممالک اور مولوی میر محمود صاحب
اور مسٹر فریدون جی کے شہر مدراس کو خاص ریل پر روانہ ہوئے۔
اور اسی تاریخ لارڈ ڈفرن صاحب بہادر گورنر جنرل کا دخانی جہاز کلایو نامی بھی ساحل
مدراس پر گیارہ بجے ۳۰ منٹ کو لنگر انداز ہوا۔
شہر مدراس تمام آراستہ و پیراستہ کیا گیا تھا اور شاہراہ پر جابجا پر قین رنگارنگ اور کمانیں
خوش وضع لگائی گئی تھیں وائسرائے کے جہاز پر سے اوترتے ہی ۳۱ شلک توپین سلامی کی
سر ہوئیں اور گورنر جنرل بہادر ساڑھے پانچ بجے گورنمنٹ ہوس میں جا اوترے اور اوسی
شب نو بجے ۳۰ منٹ پر گورنر جنرل بہادر کا دربار ہوا۔
سواری مبارک اعلیحضرت کے دیکھنے کے لیے اوس راستے پر سے جو ریلوے اسٹیشن سے
عمدہ باغ کو جاتا ہے ہزارہا مخلوق خدا کا اژدحام تھا اور اعلیحضرت اقدس و اعلی کی تعظیم کے
واسطے پندرہویں مدراس پلٹن کے سو جوان کا ایک تعظیمی گارڈ معہ بیانڈ و نشان استادہ
کیا گیا تھا اعلیحضرت اقدس و اعلی کی ٹرین وقت مقررہ پر داخل مدراس ہوتے ہی فصیل
قلعہ مدراس سے ۲۱ ضرب توپون کی شلک سلامی ہوئی اور اعلیحضرت اقدس و اعلی بسواری
بگھی جو گورنمنٹ ہوس سے آئی ہوئی تھی مع بدرقہ سواران باڈیگارڈ گورنری مونٹ روڈ پر
سے ہوتی ہوئی داخل عمدہ باغ ہوئی یہ باغ خاص خیر النسا بیگم صاحبہ کا ہے جو نواب کرناٹک
مرحوم کی بیگم ہیں۔ دوسرے روز ساڑھے گیارہ بجے گورنمنٹ ہوس میں اعلیحضرت اقدس و اعلی

گورنمنٹ ہوس مین رونق افروز ہوے اور گورنر مدراس سے ملاقات فرمائی اسکے تھوڑے ہی دیر بعد مراجعت فرمائے عمدہ باغ ہوے اوسی روز شام کے ۴ بجے ۳۰ منٹ پر گورنر صاحب بہادر مدراس بھی عمدہ باغ مین قیام گاہ اعلیحضرت اقدس علی پر اکرم اسم باز دیدادا فرمائے۔

الغرض سرکار انگریزی واہل اسلام مدراس اور ہنود نے اعلیحضرت بندگانعالی کے خیر مقدم مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا اور انجمن اسلامہ اہل ہنود مدراس نے جو تہنیت نامے بارگاہ اعلیحضرت اقدس اعلے مین گذرانے اور اسکے جواب مین اعلیحضرت اقدس و اعلی نے ارشاد فرمایا کہ مین بہت مسرور اور خوش ہوا کہ اہل مدراس کے میرے آنے سے ایسی خوشدلی اور اس قدر حسن عقیدت ظاہر کی ہے۔ اور اپنے اپنے نیک ارادے اور مہربان خواہشین جو میری جانب ظاہر کی ہین مین اون کا شکریہ ادا کرتا ہون اور یہ امر بھی یقینی ہے کہ یہان کی قلیل اقامت کی بہت خوشنما یادگار مین اپنے ہمراہ واپس لیجاؤنگا۔ اور اعلیحضرت اقدس و اعلی نے پانچہزار روپیہ کی خیرات بذریعہ کمشنر پولس غربا کو تقسیم فرمائی اور اوسی شب عمدہ باغ مین کثرت سے روشنی ہوئی اور آتشبازی کی بھی کثرت رہی۔ اور خیر النسا بیگم صاحبہ کی طرف سے اعلیحضرت اقدس اعلی کی ضیافت عمدہ طور سے ادا ہوئی۔

اور گورنر جنرل بہادر تین روز تک شہر مدراس مین رہکر ۲۷ جمادی الاول ۱۳۰۳ ہجری دس بجے ۳۰ منٹ رات کو کلکتہ جانے کے لیے کلیو نامی جہاز پر سوار ہوے اور صبح کو جہاز لنگر انداز ہوکر سمت کلکتہ راہی ہوا اور انہین ایام مین فیما بین اعلیحضرت بندگان عالی و نواب سر سالار جنگ لائق علیخان بہادر عماد السلطنتہ ناچاقی ہوگئی۔ اوس ناچاقی کو طرفین کے حاشیہ نشین حضرات نے اس حد تک بڑھا دیا کہ مصالحت ناممکن ہوگئی بلکہ کشمکش اور تلخی مین روز افزون ترقی ہوتی گئی اور اعلیحضرت بندگان عالی نے سلخ جمادی الاول بروز یکشنبہ آٹھ بجے دن کو معہ خدم و حشم دار السلطنت حیدرآباد کا ارادہ فرمایا اور غرہ جمادی الثانی بروز دوشنبہ دار الخلافتہ حیدرآباد مین رونق افروز ہوئے

۲۱ ضرب توپخانہ شاہی سے سلامی کی سرہوئین اور فوج باقاعدہ نے سلامی ادا کی۔ اور
اہلکاران و افسران پولیس متعلقہ نواب اکبر جنگ بہادر کوتوال دارالسلطنت حیدرآباد سوارے
مبارک کے انتظام اور اہتمام مین مصروف تھے۔

اور امیر وزیر کی باہمی مصالحت نگئے لیئے سلطنت کے بعض دور اندیشون کے سوا گورنمنٹ
انگریزی نے بوجہ ذاتی لقتہ رنواب مختار الملک سالار جنگ اول کے بہت کوشش کی
چنانچہ بیلی صاحب سابق رزیڈنٹ حیدرآباد منجانب گورنمنٹ ہند بغرض مصلحت بھیجے گئے
مگر کوئی مفید اثر مترتب نہوا بالآخر خود لارڈ دفرن تصفیہ کے لیے تشریف فرمائے بلدہ ہوئے
انہون نے بھی بجز اسکے اور کچھہ نہ کیا کہ کرنل مارشل کو اعلحضرت کا پرایویٹ سکرٹری مقرر کر کے
مدار المہام کے تعلقات کو بہت کم کر دیا گویا پرایویٹ سکرٹری مدار المہام تھے یہی پرایویٹ سکرٹری نے آیندہ
کے نقصانات کا سخت خوف دلا کر نواب عماد السلطنۃ سے استعفا دلا دیا اور اسطرح یہ سلسلہ
وزارت غفلکو لنے شکست ہوا۔

معزولی نواب میر لایق علیخان بہادر مختار الملک خدمت وزارت سے اور سرفرازی خلعت وزارت سرآسمان جاہ بہادر کا ذکر۔

چنانچہ ۱۳۰۴ ہجری مین نواب میر لایق علیخان بہادر سر سالار جنگ نے وزارت سے استعفا پیش کر دیا چند روز تک اعلحضرت اقدس اعلی خلد اللہ
ملکہ وسلطنتہ نے بذات خاص عنان وزارت بھی اپنے دست قدرت مین لیکر انصرام کار فرمایا اور
پیشی مین اعلی حضرت اقدس و اعلی کے امورات مدار المہامی کے لیے کرنل مارشل صاحب بہادر کارگذار
رہے مگر اسکے چند ہی روز بعد آخیر ۱۳۰۴ ہجری مین نواب فخر جنگ بشیر الدولہ عمدۃ الملک اعظم الامرا
امیر اکبر محمد مظہر الدین خان سرآسمان جاہ بہادر نے خلعت وزارت سے سرفرازی پائی اور عنان
حکومت وزارت سنبھالی چنانچہ تاریخ وزارت جو نواب میر الطاف خان بہادر داغ دہلوی نے لکھی ہے ہدیہ ناظرین ہے

تاریخ وزارت

پیشت سلطان ابن سلطان خسرو ملک دکن	پھر بشیر الدولہ عادل امیر ابن امیر
قابل مدح وثنا ہین لایق وصف وثنا	بادشاہت بے بدل ہے تو وزارت بے نظیر
یہہ دلاور ہے سکندر وہ بہادر تہمتن	شاہ عالمگیر دستور معظم شیر گیر
حبذا خاقان دوران مرحبا نواب عہد	اوس سے جان آرام مین اس سے دل راحت پذیر
یہہ اگر ابر کرم ہے وہ ہے دریاے نوال	کیون رہے ملک دکن مین نام کو بھی اب فقیر

داغ تاریخ وزارت اتفاق شہ سے لکھ

مہر و ماہ آسمان نور ہین شاہ و وزیر

۱۳۰۵ھ

ایضاً

ملا آج نواب کو خاص خلعت	ہوئی دہوم سے دہوم ماہی سے تا ماہ
کہی داغ نے خوب تاریخ اسکی	وزیر شہنشاہ سر آسمان جاہ

۱۳۰۵ھ

انتظام ملکی کی اصلاحین اور اسکا انتظام وتقسیم ملک قلمرو سرکار نظام کا حال

اب مین ختم کرتا ہون اسکو انتظام ملکی کی اصلاحون اور تقسیم ملک قلمرو سرکار نظام پر۔ واضح ہو کہ ملک سرکار عالی کی ضلع بندی سنہ ۱۲۸۴ھ مین کی گئی اوسوقت پہلے تو ہر ایک ضلع مین ایک عدالت قایم ہوئی تھی اور عدالت ماتحت سے عدالت العالیہ صدر مین مرافعہ دایر ہوتے تھے اور ان کا مرافعہ خود وزیر اعظم مدار المہام دار السلطنت سرکار نظام پاس ہوتا تھا۔ پہر سنہ ۱۲۸۵ھ ایک مجلس عالیہ عدالت خاص دار السلطنت حیدرآباد مین قایم ہوئی جسمین عدالت العالیہ اضلاع قلمرو کے مرافعہ سنے جانے لگے اور اسمین ایک میر مجلس اور چار ارکان مقرر کیے گئے اور کچھہ سیدہی سیادہی قاعدے باندہ دیے گئے تھے۔ جب اعلیحضرت اقدس اعلی تخت نشین ہوے تو اسکے انتظام و درستی کی طرف توجہ فرمائی سب سے پہلے صوبہ اورنگ آباد مین دیوانی کے کامون کو علحدہ کر کے عدالت العالیہ منصفی قایم کی گئین اور چار ضلعون پر ایک ناظم عدالت

اور سمت مین ایک ناظم صوبہ کا تقرر ہوا جسکے فیصلہ کا آخری مرافعہ دار السلطنت حیدرآباد کی مجلس عالیہ عدالت ہائی کورٹ مین ہوتا ہے اور اسکیلیے ایک ضابطہ کارروائی مقرر کیا گیا اور اسیطرح عدالتہاے دیوانی اور فوجداری کا ایک مجموعہ قوانین تیار ہوا اور قانونی کارروائی کا رواج پایا اور سب سے بڑھکر یہہ انتظام ہوا کہ عہدہ دار اور افسرون کی تنخواہین بڑھا دی گئین جس خدمت زمانہ سابق مین چھہ سو روپیہ ماہوار تھی دو دو ہزار روپیہ ماہانہ پر اضافہ اور ترقی کی گئی جس سے منشاء سرکار یہی ہے کہ عہدہ دار اپنی ذاتی غرضون کو راہ نہ دین اور اوسکے پردہ مین انصاف کو نچھوڑین اور طریق ناجائز سے روپیہ کمانے کے لیے کچھہ عذر باقی نرہے۔ پھر اس خیر اندیشی کے ساتھہ یہہ بھی قاعدہ جاری کیا گیا کہ جہان کسی افسر نے کوئی خطا کی وہین بیدہڑک اسکو قرار واقعی سزا دیجاے۔ اور انہین دنون مین دار السلطنت حیدرآباد مین بنظر آسایش خلق اللہ بذریعہ نلون کے آبرسانی کی گئی اور انہین ایام مین محکمہ رجسٹری بھی قایم ہوا اور دار السلطنت کے انتظام کے لیے چار وزرا کا تقرر ہوا۔ جنانچہ وزارت صیغہ فوج پر راجہ راجایان مہاراجہ راجہ کشن پرشاد بہادر اور وزارت صیغہ عدالتہاے سرکار عالی و امور عامہ پر نواب سرفراز حسین خان صفدر جنگ مشیر الدولہ فخر الملک بہادر۔ اور وزارت صیغہ مالگزاری سرکار عالی نواب فضل الدینخان بہادر سکندر جنگ اقتدار الملک اقبال الدولہ وقار الامرا بہادر کے تفویض ہوئی اور صیغہ وزارت کوتوالی ہاے سرکار عالی و تعمیرات عامہ پر نواب شہاب جنگ افتخار الملک افتخار الدولہ بہادر قرار پاے اور ان کے اقتدارات کے لیے جداگانہ قواعد منضبط ہوے نگران چارون وزراؤن پر وزیر اعظم کی نگرانی رکھی گئی اور جوابدہ امورات سلطنت کیے گئے۔

اور تقسیم ملک بلحاظ انتظام گورنمنٹ کل ملک تلمرو سرکار نظام چار صوبون اور پندرہ ضلعون پر منقسم کیا گیا اور ہر ایک صوبہ مین ایک صوبہ دار کی اور ایک ضلع تعلقدار کی حکومت رکھی گئی جنکے اسما ذیل مین ہدیہ ناظرین ہین۔

صوبہ ورنگل

صوبہ ورنگل سمت شرقی مین واقع ہے اور اسکے حدود اربعہ یہ ہین۔ حد شمالی ضلع ایلگندل۔ حد جنوبی

دریاے کرشنا۔ حد شرقی دریاے گوداوری۔ حد غربی ضلع لنگسگور درایچور ہین۔

اوراس صوبہ کی مردم شماری اکیس لاکہہ باون ہزار تین سوپچانوے اور آمدنی تینتالیس لاکہہ ترپن ہزار تین سو روپیہ ہے رقبہ (۲۰۴۰۰۷) میل مربع اوراس صوبہ مین تین ضلع اور ایک ضلع اطراف بلدہ صرف خاص کے تعلقات واقع ہین۔

ضلع اطراف بلدۂ متعلقہ صرف خاص کا تذکرہ

اور ضلع اطراف بلدہ دارالسلطنۃ حیدرآباد کے آس پاس ہے اسکی حد شمالی ضلع بیدر میدک ایلگندل جنوب مین ضلع محبوب نگر اور مغرب مین ضلع گلبرگہ اور مشرق مین ضلع نلگنڈہ و محبوب نگر ہے رقبہ (۳۲۶۳) میل مربع اور مردم شماری (۴۱۵۰۳۹) کل آمدنی اسکی اکتالیس لاکہہ سے کچہہ زاید ہے اور کل دیہات اسمین (۱۴۴۳) واقع ہین اور یہہ ضلع چار سمتون پر منقسم کیا گیا ہے اور ایک تعلقہ ٹپلور ہے۔ سمت غربی اور سمت جنوبی وسمت شرقی وسمت شمالی علاوہ اسکے تمام علاقہ دیوانی مین تعلقات اور دیہات صرف خاص کے واقع ہین۔

ضلع ورنگل کے حدود اوسکے تعلقات کا ذکر

ورنگل کی حد شمالی ضلع یلگندل۔ حد جنوبی دریاے کرشنا اور مشرق مین دریاے گوداوری و ضلع مچھلی بندر متعلقہ سرکار انگریزی اور مغرب مین ضلع نلگنڈہ و یلگندل۔ رقبہ (۹۷۷۰) میل مربع اور مردم شماری (۸۵۳۱۲۹) اور آمدنی اس ضلع کی سالانہ سترہ لاکہہ ترپن ہزار نوسو روپیہ اور اس مین کہمم اور مدہرہ دپالونچہ اور پاکہال اور کندیکنڈہ اور وردنا پیٹھ اور ورنگل ونپرکال اور چریال ایسے نو تعلقات ہین اور ہر ایک تعلقہ مین ایک ایک تحصیلدار اور ایک امین پولیس اور دو دو مدرسہ تعلیم کے لیے ہین۔

ضلع نلگنڈہ کے اربعہ حدود اور تعلقات کا تذکرہ

اور ضلع نلگنڈہ کے حدود شمال مین ضلع

ورنگل جنوب مین دریاے کشنا مشرق مین ضلع محبوب نگر اور ضلع اطراف بلدہ رقبہ (۱۳۰۱۸۱) میل مربع اور مردم شماری (۶۲۴۶۱۷) آمدنی سالانہ بارہ لاکھ بتیس ہزار چارسو روپیہ۔ اور اس ضلع مین پانچ تعلقہ منقسم ہین۔ نلگنڈہ۔ دیول پلی۔ دیورکنڈہ۔ سریاپیٹھ۔ اور ہر تعلقہ مین ایک ایک تحصیلدار اور ایک ایک امین کوتوالی ہے اور مدرسہ تعلیم کے لیے ہین۔

ضلع محبوب نگر کے حدود اربعہ اور تعلقات کا ذکر

اور ضلع محبوب نگر کے حدود یہ ہین۔ شمال مین اطراف بلدہ جنوب مین دریاے کشنا۔ اور مشرق مین ضلع نلگنڈہ اور مغرب مین گلبرگہ شوراپور ورایچور۔ رقبہ (۵۵۴۹) میل مربع اور مردم شماری (۶۷۴۶۴۹) اور یہ ضلع آٹھ تعلقون پر منقسم کیا گیا ہے۔ ناگرکرنول۔ کوڑیلکنڈہ۔ ناراین پیٹھ۔ مکتھل۔ کلواکرتی۔ جڑچرلہ دیورکدرہ۔ ابراہیم پٹن۔ اور امراباد و پرگی کی دو پٹیان جس مین نایب تحصیلدار ہین اور باقی آٹھون تعلقون پر ایک ایک تحصیلدار اور ایک ایک امین پولیس اور دو دو مدرسہ تعلیم کے لیے ہین۔

صوبہ محمد آباد بیدر

صوبہ محمد آباد بیدر سمت شمالی مین واقع ہے۔ اور اس صوبہ کی حد شمالی مان گنگا اور دریاے وردہا۔ برار اور ممالک متوسط۔ جنوب مین اطراف بلدہ اور ضلع ورنگل مشرق مین گوداوری اور وردہا۔ مغرب مین پربھنی و ناندیڑ و دریاے مانجرا رقبہ (۲۱۶۱۴) میل مربع آبادی کل صوبہ کی (۳۰۰۹۱۸) اور یہ صوبہ چار ضلعون پر منقسم کیا گیا ہے۔

ضلع میدک کے حدود اربعہ اور تعلقات کا ذکر

ضلع میدک جسکو گلشن آباد بھی کہتے ہین اسکے شمال مین ضلع اندور جنوب مین اطراف بلدہ مشرق مین ضلع ایلگندل مغرب مین ضلع بیدر ہے اور آمدنی اس ضلع کی سترہ لاکھ بہتر ہزار روپیہ ہے اور مردم شماری

(۳۶۷۳۵) اور یہ ضلع پانچ تعلقون پر تقسیم کیا گیا ہے اور ہر تعلقہ مین ایک تحصیـ
اور ایک امین پولیس اور دو دو مدرسہ تعلیم کے لیے کل تعلقون کے نام یہ ہین۔
میدک۔ یلگال۔ اندول۔ رایم پیٹھ۔

ضلع اندور اوسکے تعلقات و حدود ارضی کا تذکرہ وقسمت تعلقات

اور ضلع اندور کے شمال مین عملداری سرپور تا نڈور جنوب
مین ضلع میدک مشرق مین ضلع یلگندل۔ اور مغرب مین
نانجرا اور گوداوری ندی۔ دا ضلاع نانڈیڑ دیرہنی جسکا رقبہ (۴۷۰۴) میل مربع اور سالانہ
محاصل اکیس لاکھ چھ ہزار تین سو روپیہ اور مردم شماری (۶۳۹۵۹۸) ہے اور یہ ضلع نو
تعلقون مین قسمت کیا گیا۔ اندور۔ پودہن۔ ارمور۔ نرمل۔ اوسہ۔ نرساپور۔ یلاریڈی پیٹھ
بلولی۔ ادلور۔ بالنسواڑہ۔

ضلع یلگندل کے حدود اربعہ اور اوسکے تعلقات کا تذکرہ

اور ضلع یلگندل کی حد شمالی سرپور تا نڈور ہے جنوب مین
اطراف بلدہ اور ضلع ورنگل مشرق مین حد دریا سے وردہا ممالک
متوسط ہند اور مغرب مین حد ضلع میدک اور اندور کے ضلع ہین کل رقبہ (۴۷۸۰) میل مربع اور
آبادی (۱۰۹۴۶۰) اور سالانہ آمدنی بارہ لاکھ بیس ہزار ہے اسمین آٹھ تعلقہ ہین اور ہر تعلقہ مین
دو دو مدرسہ اور ایک ایک تحصیلدار و امین کوتوالی ہے جسکے نام یہہ ہین۔ کریم نگر۔
مانتگور۔ پلاس۔ بتسپور۔ گجویل۔ چتور۔ مہادیوپور۔ حسن آباد۔

ضلع بیدر اور اوسکے حدود اربعہ و تعلقات کا ذکر۔

اور ضلع بیدر کی حد شمالی جاگیر راجہ راے رایان و ضلع نانڈیڑ اور
جنوب مین تعلقہ بہالکی و دہارا سیون اور مشرق مین ضلع اندور
و میدک اور مغرب مین ضلع بیڑ رقبہ (۲۶۳۱) میل مربع اور مردم شماری (۹۰۱۹۸۴) آمدنی
سالانہ نو لاکھ چوہتر ہزار تین سو روپیہ اور یہہ ضلع پانچ تعلقون پر تقسیم کیا گیا ہے۔ بیدر

او دگیر۔ انگول۔ راجورہ۔ ورول۔ ملنگا۔ اور اسکے سوا دو تعلقہ صرف خاص کے ہین۔

عملداری سرپور تاندور کے حدود و تعلقات کا ذکر

اور عملداری سرپور تاندور کے حدود شمالی دریاے وردہا۔ اور مان گنگا۔ اور جنوب مین ضلع یلگندل اور اندور و مشرق مین دریاے وردہا اور مغرب مین دریاے مان گنگا جسکا رقبہ (۵۰۲۲) میل مربع اور آمدنی سالانہ تین لاکھ چار ہزار ایک سو روپیہ۔ مردم شماری (۲۳۱۴۵۷) اور یہہ عملداری سرپور ایدلآباد راجورہ مانک گڈہ تین تعلقون مین منقسم کی گئی ہے اور اسکے علاوہ تین تعلقات صرف خاص کے بھی اسمین واقع ہین۔

صوبہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد

یہہ صوبہ سمت غربی مین واقع ہے اور اس صوبہ کے حدود شمالی مین ناسک اور اضلاع مفوضہ برار اور جنوب مین تلدرک اور بیدر اور مشرق مین سرپور تاندور اور مغرب مین خاندیس اور احمد نگر ہے۔ اور رقبہ کل صوبہ تخمیناً (۱۵۴۲۷) اور مردم شماری (۲۹۰۵۶۱) آمدنی سالانہ ترسٹھہ لاکھہ پینتیس ہزار ایک سو انتالیس روپیہ اور اس صوبہ مین چار ضلع واقع ہین۔ اورنگ آباد۔ بیڑ۔ پربھنی۔ ناندیڑ۔

ضلع اورنگ آباد کے تعلقات کا ذکر

ضلع اورنگ آباد کی حد شمالی و غربی احمد نگر۔ ناسک۔ خاندیس اور مشرق مین اضلاع مفوضہ برار۔ و پربھنی اور جنوب مین گوداوری و ضلع پربھنی و بیڑ و احمد نگر۔ علاقہ سرکار عظمت مدار اس ضلع کا رقبہ (۶۹۸۶) میل مربع اور مردم شماری (۸۲۸۹۷۵) اور سالانہ محاصل تخمیناً بیس لاکھہ ساٹھہ ہزار دو سو اٹہتر روپیہ اور یہہ ضلع آٹھہ تعلقون پر تقسیم کیا گیا ہے۔ اورنگ آباد۔ امبڑ۔ بیضاپور۔ پیٹن۔ جالنہ پور کنڑ گانڈاپور۔ بھوکردن۔ اسکے علاوہ اسمین دو تعلقہ صرف کے بھی واقع ہین۔

ضلع بیڑ کے حدود اور تقسیم تعلقات کا ذکر

اور ضلع بیڑ کی حد شمالی مین دریاے گوداوری اور جنوب مین دریاے مانجرا اور مشرق مین تعلقات راجورہ و پالم متعلقہ صرف خاص اور مغرب مین دریاے سینا اور پہاڑیان لکہہ ڈونگر کل رقبہ اس ضلع کا (۴۴۹۵) میل مربع اور مردم شماری (۴۴۲۷۲۲) اور سالانہ آمدنی بارہ لاکہہ اٹھانوے ہزار تین سو روپیہ ہے اور یہہ ضلع چہہ تعلقون پر منقسم ہے۔ بیڑ۔ انبہ جوگائی۔ پاٹرور۔ کیج۔ گیورائی۔ اشٹی اور اسمین ایک تعلقہ صرف خاص بھی واقع ہے۔

ضلع پربہنی کے حدود اربعہ کا ذکر

اور ضلع پربہنی کے شمال مین بان گنگا اور اضلاع مفوضہ برار۔ جنوب مین دریاے گوداوری۔ مشرق مین ضلع ناندیڑ۔ مغرب مین ضلع اورنگ آباد۔ کل رقبہ اسکا (۴۳۳۵) میل مربع۔ اور سالانہ آمدنی تیرہ لاکہہ ستاسی ہزار نوسو روپیہ۔ اور مردم شماری (۵۰۵۳۳۵) یہہ ضلع چہہ تعلقون پر منقسم ہے۔ پربہنی۔ پاتھری۔ حدگاون۔ اوندا۔ جینتور۔ کرسی۔

ضلع ناندیڑ کے حدود کا ذکر

اور ضلع ناندیڑ کے شمال مین ضلع پربہنی جنوب مین ضلع بیدر۔ مشرق مین دریاے مانجرا گوداوری و ضلع اندور۔ مغرب مین ضلع بیڑ۔ کل رقبہ (۴۱۲۳) میل مربع سالانہ آمدنی پندرہ لاکہہ اٹھاسی ہزار ایک سو روپیہ اور مردم شماری (۶۳۲۵۲۹) ہے اسمین آٹھ تعلقہ واقع ہین۔ ناندیڑ۔ دگلور۔ مدہول۔ قندہار۔ سالابارڈ (لاٹ) نندنگر۔ اردہاپور۔ بہینسہ۔ اور دو تعلقات صرف خاص کے بھی واقع ہین۔

صوبہ حسن آباد گلبرگہ شریف

یہہ صوبہ سمت جنوب مین واقع ہے اسکی حد شمالی جاگیر پائیگاہ۔ حد جنوبی دریاے بھدرہ ضلع کرنول۔ و ضلع بلاری۔ حد شرقی ضلع صوب نگر جاگیر گدوال۔ مغرب مین

حدود ضلع بہی رقبہ (۱۲۶۳۲) میل مربع۔ اور سالانہ آمدنی پینتالیس لاکھہ بارہ ہزار نوسو تین روپیہ ہے۔ اور مردم شماری (۲۸۳۰۹۹۹) اور یہہ صوبہ چار ضلعوں پر منقسم کیا ہے گلبرگہ شریف۔ رایچور۔ لنگسگور۔ تلدرک۔

جبتک کہ گلبرگہ اس سرزمین پر قایم رہیگا نواب یار جنگ بہادر سابق صوبہ دار گلبرگہ کا نام یاد رہیگا۔ جنہون نے نہایت عالیشان محلات اور باغات و بازار وغیرہ بناکر گلبرگہ کو بہت ہی قابل وقعت شہر بنادیا ہے۔

ضلع گلبرگہ شریف کے تعلقات کا ذکر۔ اور گلبرگہ شریف کی حد شمالی ضلع بیدر۔ حد جنوبی دریاے بہیرا۔ اور حد غربی کلاڈگی شوراپور۔ حد شرقی ضلع محبوب نگر دارالسلطنت حیدرآباد ہے۔ رقبہ اس ضلع کا (۳۸۰۰) میل مربع اور آمدنی سالانہ گیارہ لاکھہ باسٹھہ دوسو تین روپیہ اور مردم شماری (۶۴۹۳۵۸) اور سات تعلقون پر یہہ ضلع تقسیم پذیر ہے گلبرگہ۔ کوڑنگل۔ سیڑم۔ گورمکال۔ مہاگانو۔ چنچولی۔ جیورگی۔

ضلع رایچور کے حدود اربعہ اور تعلقات کا ذکر اور ضلع رایچور کے شمال مین دریاے کرشنا جنوب مین تنگبہدرہ علاقہ مدراس۔ مشرق مین دریاے کرشنا ضلع محبوب نگر مغرب مین ضلع لنگسگور ہے اور کل رقبہ (۶۷۹) میل مربع سالانہ آمدنی تیرہ لاکھہ تراوی ہزار دوسو روپیہ۔ اور مردم شماری (۵۱۳۴۵۵) اس ضلع مین رایچور۔ مانوی دیودرگ۔ الپور۔ برگیرہ۔ اسکا نام بدل دیا گیا ہے۔ یادگیر۔ ایسے چھہ تعلقہ ہین۔

ضلع لنگسگور کے حدود اربعہ اور تعلقات کا ذکر اور ضلع لنگسگور مین چھہ تعلقات ہین۔ لنگسگور اور گنگاوتی۔ کشتگی۔ سند ہنور۔ شوراپور۔ اور ضلع ہذا کی حد شمالی تعلقات ندولہ اور یادگیر۔ جنوب مین دریاے تنگبہدرہ۔ مشرق مین ضلع رایچور۔ مغرب مین ضلع

دہارواڑ علاقہ احاطہ بمبئی کل رقبہ اسکا (۹۹۰) میل مربع۔ اور مردم شماری (۱۴۰۰۹۲۔) اور سالانہ آمدنی چودہ لاکھ چھیانوے ہزار پانسو روپیہ ہے۔

ضلع نلدرک کے تعلقہ کا ذکر اور نلدرک کی حد شمالی دریاے مانجرا ضلع بیڑ۔ حد جنوبی ضلع بیڑ جاگیر پائیگا اور علاقہ بندر بمبئی سرکار عظمت مدار مشرق مین تعلقہ بہالکی جاگیر پائیگاہ تعلقہ دہار اسیون ضلع بیدر مغرب مین دریاے سینا اور احمد نگر علاقہ سرکار عظمت مدار تعلقہ بندر بمبئی کل رقبہ (۳۲۷۱) میل مربع اور سالانہ آمدنی چار لاکھ پچپن ہزار روپیہ۔ اور مردم شماری (۲۷۲۹۴۶) اور اس ضلع مین صرف تین تعلقات نلدرک۔ تلجاپور۔ اوسہ۔ اور چار تعلقہ یعنی قسلم اور دہار اسیون۔ واسی۔ پرنیڈا صرفخاص کے ہین۔

اضلاع مفوضہ برار

یہہ ملک برار جو دار السلطنت حیدر آباد کا شمالی حصہ ہے فوج کنٹنجنٹ کے خرچ کے لیے سرکار انگریزی کو عہدنامہ کی رو سے براے چندے تفویض کیا گیا ہے اور فوج وغیرہ جملہ اخراجات ملک سے جو کچھہ بچتا ہے وہ رقم داخل خزانہ عامرۂ سرکار عالی ہوتی ہے اسکے حدود اربعہ یہہ ہین۔ شمال و مشرق مین ممالک متوسط ہند۔ جنوب مین صوبہ غربی و شمالی سرکار عالی اور مغرب مین احاطہ بندر بمبئی اسکا رقبہ (۱۷۷۱۱) میل مربع اور مردم شماری تخمیناً (۲۶۷۲۶۷۳) اور یہہ ملک چھہ ضلعون پر تقسیم ہے امراوتی۔ ایلچپور۔ بلڈانہ۔ ودن۔ باسم

خراج گذار راجاؤن کا تذکرہ

سرکار عالی کے قلمرو مین راجہ گدوال جسکی آمدنی چار لاکھ روپیہ سالانہ ہے اور راجہ کرکنتا ورانا انا گندی وراجہ سگر وراجہ ونپرتی وراجہ جٹپول ورانی گوپال پیٹہ۔ دیسمکھہ رکھوڑا۔ راجہ امر چنتا۔ راجہ پالنسواڑہ راجہ ودم کنڈہ۔ راجہ چلوا راجہ چنچولی وغیرہ ہین۔

جاگیرات کے اقسام | اور قلمرو دار السلطنت حیدرآباد مین جاگیرات بھی پانچ قسم
منقسم ہین۔ اول صرف خاص اعلحضرت اقدس و اعلی کی خانگی آمدنی کا بہت بڑا
حصہ تعلقات صرف خاص سے وصول ہوتا ہے اور یہہ تعلقات اس ریاست کے مختلف
اضلاع مین واقع ہین اور اسکی جملہ آمدنی اسی نود لاکہہ سے کم نہین ہے۔ ان تعلقات
کے معاملات کا تصفیہ اعلی حضرت اقدس و اعلی کے حکم سے بذریعہ نواب آصف نواز
بہادر معتمد صرف خاص ہوتا ہے اور اس کام مین بڑا حصہ اعلی حضرت اقدس و اعلی
وقت کا صرف ہوتا ہے۔

دوم جاگیر پائیگاہ ہے جسکی کل آمدنی تخمیناً نود لاکہہ روپیہ کے قریب ہے اور ان کے تعلقات
الند۔ نارائین کیہڑ۔ کوٹ کر۔ کندل واڑی۔ ولندی۔ ہتھنورا۔ حیدرگڈا۔ یلغرٹہ
سند بوکی۔ پنچولی۔ گلبرگہ جاگیرات صرفخاص وغیرہ جنکی تفصیلی کیفیت ظاہر نہین ہوسکتی

قطعۂ تاریخ اختتام کتاب محبوب السلاطین از

رہنماے سالکان طریق سخندانی و پیشواے رہروان
مراحل نکتہ دانی افضل دوران اکمل زمان عالیجناب
مولانا مولوی علی احمد صاحب فاروقی الصفوی المتخلص